



ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری

DR. ZAKIR HUSAIN LIBRARY

JAMIA MILLIA ISLAMIA
JAMIA NAGAR

NEW DELHI

CALL NO

Accession No 35227

JAMIA MILLIA ISLAMIA
NEW DELHI



DATE DUE

This book is due on the date this stamp is stamped. An
overdue charge of 10 P. will be charged for each day
the book is kept over-time.

--	--	--	--

35997

فہرست مضامین سارے جلد ہجرت مابین جولائی ۱۹۱۰ء

۱	محل بل بل مریم - اگر	۱۰	سیرہ پ
۵	سراگستیم	۱۱	نہجے کی زہمت
۶	اسٹریٹ	۱۲	الوان نعمت
۱۴	نہج - بیگم صاحبہ	۱۳	سیدہ السار
۲۲	سیدہ مدد روت علی صاحبہ (لا: لند)	۱۴	زندہ و زرخیز دلی لوکیاں - نظم
۲۴	سیدہ مناجد صاحبہ مصری	۱۵	سیرہ مصر
۲۹	اس ادا و اکثر	۱۶	سیرہ مصر
۳۰	بہمن بیباں	۱۷	سیرہ مصر
۳۵	آپ کی آستیا	۱۸	سیرہ مصر
۳۶	خدا کی ایجاد	۱۹	سیرہ مصر
۳۷	آپ کی دھن کی خوشی	۲۰	سیرہ مصر
۳۸	خدا کا مطلق	۲۱	سیرہ مصر
۳۹	اشور مانہ چال قیامت کی چل گیا	۲۲	سیرہ مصر
۴۰	گیتان کی روٹی	۲۳	سیرہ مصر
۴۱	کام کی باتیں	۲۴	سیرہ مصر
۴۲	صہب کی د	۲۵	سیرہ مصر
۴۳	نیزہ کے کتے میں	۲۶	سیرہ مصر
۴۴	مصال	۲۷	سیرہ مصر
۴۵	سیرہ مصر	۲۸	سیرہ مصر
۴۶	سیرہ مصر	۲۹	سیرہ مصر
۴۷	سیرہ مصر	۳۰	سیرہ مصر
۴۸	سیرہ مصر	۳۱	سیرہ مصر
۴۹	سیرہ مصر	۳۲	سیرہ مصر
۵۰	سیرہ مصر	۳۳	سیرہ مصر
۵۱	سیرہ مصر	۳۴	سیرہ مصر
۵۲	سیرہ مصر	۳۵	سیرہ مصر
۵۳	سیرہ مصر	۳۶	سیرہ مصر
۵۴	سیرہ مصر	۳۷	سیرہ مصر
۵۵	سیرہ مصر	۳۸	سیرہ مصر
۵۶	سیرہ مصر	۳۹	سیرہ مصر
۵۷	سیرہ مصر	۴۰	سیرہ مصر
۵۸	سیرہ مصر	۴۱	سیرہ مصر
۵۹	سیرہ مصر	۴۲	سیرہ مصر
۶۰	سیرہ مصر	۴۳	سیرہ مصر
۶۱	سیرہ مصر	۴۴	سیرہ مصر
۶۲	سیرہ مصر	۴۵	سیرہ مصر

اعلان

یوں تو زبانِ اردو کے تدریساتوں میں سفیدی ہی کوئی
ایسا ہو جو مولوی محمد عبدالرشید صاحب انیسری کے
نام سے واقف نہ ہو۔ مگر تعلیمِ سنہاں کے حایوں میں ایک بھی
ایسا نہ نکلے گا جس نے مولانا موصوف کا نام نہ سنا ہو۔

نافسہ بن یحیٰی بہت پرستار خوش ہوں گے کہ گو مولوی
صاحب مجھ کو بہت روز سے ایڈیٹری میں بدستور رہے
تھے لیکن اب وہ باقاعدہ ایڈیٹری میں سیکرٹری شامل
ہو گئے ہیں۔

یقین ہے کہ مولانا موصوف کی شکر کے رسالہ اب بھی ترقی
کرے گا۔ اور ہمارے ناظرین کو آئندہ مولوی صاحب کے بیش بہا
مضامین اور اس طرزِ تحریر کے مطالعہ کا جو خصوصیت سے
مقبول ہے زیادہ موقع ملے گا۔

شیخ محمد اکرام

عصمت

صراطِ مستقیم

جانِ عالی کا وسیع۔ دھبہ اور پرفضا میدانِ خلعت کے گرد و غمار سے باطل
 قند و نان یکے کیلئے تھے۔ نہ حار و نہ بھاریاں۔ آمد جیوں کے طوفان تھے نہ باؤم
 ن پست۔ در مدلی کی دہائیلی۔ نہ شیروں کی جنگھاڑ۔ اس میدان میں لطف
 ، ٹھانیوالی جانت جسطرح دیکھی سیرگھاس کا قدمی درش نظر آتا۔ قسم قسم کے
 رحمت حود و پھول اور جنگلی پھل اپنی اپنی بار و کھائے کسی جگہ خود و پھل
 کا متحدہ دل کو بھاتا تو کہیں کوئی حلی صورت اور ٹیٹھا پھل بصورت کو لپکا تو کسی قطعہ زمین
 کا سنا سناں اپنی طشت کھینچا تو کہیں ایسی گھاس کے بیجے سے کوئی آہستہ
 آہستہ ہستی ہوئی تھی اپنے کنارے پر لا بٹھانے کی کوشش کرتی کبھی بیل
 کی پیاری آواز اپنا راگ سنانے کی طعنت طبیعت لپاتی تو کبھی پیچھے کی مٹی
 صدائیں رنج خوش کرتیں۔ اس جویوں بھرے میدان کی جانت آنکھ اٹھا کر

دکھی تو دور! میں کھلی نظر آتیں۔ باہر طرف ایک چوڑی اور صاف راہ کھلی ہوئی
 تھی جس کے دونوں طرف اونچے اونچے سبز درخت دکھائی دے رہے تھے
 جیسے ستھوٹی جھونپڑیاں، ان ٹیڑھوں کے چھاننے کی آواز آ کر دل کو بھال گئی
 جس درختوں کی کس بڑھاؤں میں کہیں کہیں سبز بے ہونے خوبصورت
 پھل نظر آتے تھے، درختوں کی نظر کی خوبصورتی کو زیادہ کرسیتے کبھی کبھی اس
 طرف سے بدبو پڑ جاتا تو بدبو کی بھلی جیسی خوشبو سے دماغ کو
 مسح کر جاتا۔ اس منظر کا لہا کرنے والوں کا جی جس قدر شہنشاہ کی سیر کرنے
 کو زیادہ لیجانا اور وہ غور سے سکی طرف دیکھتے تو انہیں اندازہ تھی اچھی چیزیں
 نظر آتیں بس اس شان میں جہاں تک آئی کچھ دھم دھم کرتی آنکھوں کی معیہ جیسے
 جو کوئی مدی یا ہر کسی معذور ہوئی، کھائی، پانی، یہ میدان تمام سوں کی طبیعت
 اس طرف جان بوجھ کر ان کے اسے میدان سے سی زیادہ دوسرے تھا آواز سوال
 مگر جواب وہ اس کے ہستہ میں قدم کھلے کا خیال کرے کوئی بھی آواز آنکھوں
 اس طرف کا خیال کرے سے منع کرتی اور کہیں ہر جہت قدر سا ڈال کر ہے
 اسی ہی جست جیسے اس کی سرسہ چھاڑ بول میں ہولناک درد سے چھپے
 ہوئے نظر رہیں اس کے سخت مایوسوں میں سب غصہ بیٹھے ہوئے ہوں
 اس کی حد میں قدم رکھے ہی کہیں تیر رہتے۔ سب بچھوٹے بچھوٹے نقصان پہنچا
 دائیں طرف جو آنکھ اٹھا کر دیکھتے تو ایک تنگ راستہ نظر آتا جس کی طرف طبیعت
 کو رعب کرے والا بہت تھوڑا سا تھا اس کے درد کو بدبو موٹے
 موٹے حروف میں جنسی کے ٹھونڈوں سے صراحتاً تفہیم لکھا ہوا تھا اور دور سے

ایک تہا تا چارخ جو سادوں کی رہائی کے واسطے دن کے وقت ہی روشن نظر آتا
 دکائی دیتا تھا۔ انگوٹوں کی فصبت کو مسطرب کچھ تھوڑا بہت رجوع کر لے دلی رہی
 جیسی آوارسی جو نکدہ لغرب راہ کی طرف جانے سے ایک ہی جی اس جنگ سیتہ
 پر قدم رکھنے کی وہی آواز ترعب وشی اور کہتی کہ اس کے دروازہ پر کچھ الفاظ
 سے نسل کو دھوکا دے سکیں وہ لغرب راہ سنہ کسی طرف چلے اور تھوڑی طبیعت
 جاسی رہے۔ اہل ایسا ہی نکش نہیں کر دیا اور سے کھائی دیتا ہر بھتا یا ہے کہ کھڑا
 ہونی چہ جو آنکھ کو دھوکا دے ہی ہے، سونا ہی میں ہوتی بلکہ مارا یا من کے ذریعے
 ہی آنکھ کو۔ یہ سب سامنے کسی شے کی دلقر ہی یہ عقل کو ہاتھ سے سوتا
 چاہتے اور خوشحال کو دیکھا ہر کسی کو لی پر ہر دہرا کرنا چاہتے ہر جید کہان کی بتری
 چاہتے والی اور ہر وقت شجیت کرنے والی یہ جی آوارہ رنگوں میں تنگ وہ پر جائے کی
 صحت دی اور کو سیر راہ پر جائے سے۔ کوئی زمانہ انگوٹوں کی طبیعت پر اس ہر ایک
 توجہ کوئی کچھ ایسا جا دو گرگی تھی کہ ان کا جی بار بار ہر طرف مائل جاتا وہ دونوں
 ماسو کا متاثر لے تو کو سیر راہ کی خوشحالی ایسا اثر کئے بغیر رہتی اور عجیب کی
 تہ ذریعہ پافرض اور کوئی خیال کرے کہ اب کیا کریں ان کو یہی راہ اختیار کرنی
 کہیں برہانا چاہے۔ آخر کار بہت تشویش کے بعد اس ماعت کی ایک کثیر تعداد
 کے سی ولس اور دیکھتا راہ کی سیر کا قصد کیا اور تھوڑے سے مراطہ ستیم
 پر ہر دینے۔ دن دھڑکا جانا تھا شام ہوئے کے قریب ہی آفتاب کا چہرہ
 آن بھر کی لکھت سے زور دیکھ گیا تھا۔ بہت ب کی طرف کا آسمان سولے
 کی طرح دور سے چمک رہا تھا اور سونچ کی سطحیں اور خوں پر پڑ کر ان کی پشتوں اور

انچلی اونچلی چٹوں کو چمکا رہی تھیں۔ رزقہ رزقہ آفتاب کی چمک اور دھوپ کی تیزی کم ہو رہی تھی اب اس کے رخ پر لوہیں وہ جال باقی نہ تھا کہ جس سے آنکھ اسیروں میں ٹھہر سکے بلکہ اسکی بختی بہت مدہم ہو گئی تھی۔ اور چند لمحہ چشمہ انساں اس کے چہرہ کی طرف ٹٹکتلی لگا کر دیکھ سکتی تھی۔ اوتت آسمان میں ایک گول سنہری لینڈ کی مانند معلوم ہوتا اور اسکا منظر اسقدر دلچسپ تھا کہ شاید ایک بھی آنکھ ایسی نہ بھی دیکھو نظر نہ ہو گئی ہو اور کوئی دل ایسا نہ تھا جو اس قدر قریب نظارہ کو سلا تانہ ہوتا ہو گئی کی گئی کے سلیج اس نظارہ کا لطف اٹھاتے اور اسکی خوبصورتی کی تعریف کرتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے۔ رات کا وقت اب بہت دور نہ تھا۔ درختوں کی شاخیں ابھی تک سرسبز تھیں اور ہوا کے خوشگوار جھونکے ان سے اٹھکھیلیاں کیے بغیر نہ ہتھتے۔ اس راہ کی مستدل ہوا کو اپنے منہ سے بھی گستاخیاں کیے بغیر نہیں نہ پڑتا اور بار بار ان سے مذاق کرتی کہیں کیا کوئی کپڑا اڑا دیتی تو کبھی کسی کی ہلکی سی چیر گرا دیتی تماشائی اسکی شوقیوں سے ایسے خوش ہونے کہ کھٹکھٹلا کھٹکھٹلا کر ہنستے اور اسکی اداؤں کی تعریف کرتے یہ دلچسپ ہوا جو ہونے چوٹے سرخ و سفید پھولوں سے جو کھلتی نظر آتی تو ان کے دل اور بھی خوش ہوتے۔ ہوا کی پیاری اداؤں اور خوب آفتاب کے دلچسپ منظر نے اسیں ایسا محو کیا کہ یہ اس چوڑے راستہ پر نہ زیادہ سرگرمی اور خوشی کے ساتھ جلدی جلدی قدم بڑھانے لگے۔ (باقی)

برج کمارتی

محل بل بل سرزم۔ اگرہ کے مفضل حالات آئندہ پرچہ میں سچ ہونگے۔

دستر خوان

جو چیر جن غرض سے ایک دہری جیب وہ غرض ہی پوری نہو تو اسکا سنہاں کس کا نہ کا۔
 یا اگر وہ غرض تو پوری ہوا اور دس ایک خانہ کے ساتھ بہت نقصان ہوں تو اسے قاتل ہے
 کو سزا دے۔ میں نے بعض گھر میں دستر خوان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا ہے۔
 سیلا کیلا پٹ ہوا دھتے پڑے مجھے توفیر معمولی بات ہے نہیں کہیں تو اتنا کاندہ
 بجی ہے کہ کچھ گھر میں آتی ہے۔ روٹی لمبیٹ کر رکھے سے تو شاید کول خوش نصیب
 ہی دستر خوان بچا ہو ورنہ عام طور سے تو دستر خوان کے معنی ہی یہ سمجھے گئے
 ہیں لیکن تعریف کے قابل بات یہ ہے اور سگڑ گھر والی وہ ہے کہ وجہ نہ کیا
 سدا تک نہ پڑی ہوا دھڑکھائے سے فراغت ہوئی اور دستر خوان کر کے
 زخمہ یاروں کی بیٹھنے کی ضرورت ہو تو اور کھڑا ہی انگریزی میز و سپر کاٹنے کے
 وقت ایک چیز سرور ایٹ سفید سفید رومال سوتے ہیں جو کھاتے وقت گود
 میں پھینکا دیتے ہیں تاکہ کپڑوں پر دستر خوان پر دھبے نہ پڑیں اور اگر مانتہ منہ
 پوچھنے کی ضرورت ہو تو اس کام میں ہماراں اگر بڑو ٹلو میں نو بچو کو تو منہ ور کسانیکے
 وقت ایک بچہ اس قسم کا سگے میں ڈکا دینا چاہیے جو کچھ گر گیا ہی پر گر گیا۔
 یہ ضرور نہیں کہ کھانا میز پر رکھا یا جالے۔ میز پر تخت ہو فرش ہو جو کچھ ہی ہو
 مگر دستر خوان لیا، اجلا اور صاف ہو کہ کھانے کی رونق بڑھاوے یہ میں کہہ سکتا ہوں
 آدھی سیٹ کھا کر اٹھ کر ہوا اور دستر خوان سے چھٹکارا غنیمت سمجھے۔
 ن ج۔ بیگم۔

”نتھی“

بھائی محمود نے جب انگریزی کی پہلی کتاب لارڈی ہیری سے پرہیز و تقاضا
جو تاہم کہ ابھی تک میں شروع نہیں کیا۔ مجھ پر خدا کی پینوار ہے کہ گہرے اور تواسے کا کچھ نہ
نہ انگریزی کا سبق لینا بھول جائی۔ دو ایک فیصد بڑے کتاب لیکچر نی ہی لکھا میں
میں لگا تو اٹھا کر کھدی۔ دو سکرات مل یہ ہے کہ گہرے دہم دل ہی سے فراغت
ماہ میں ہوتی جو کسی اور طرف توجہ کر دوں۔ بھائی جان یہ سمجھتے ہیں کہ میں جاں بوجھ
انگریزی سے دل نہ اتالی ہوں تو دوسری چارنگ کہ میں سب سے پسند کیا سب سے زیادتی
کہ دیکھ بھال کے علاوہ کسیے پر دے کہ ایک اٹھا رکھا ہوا جو ختم ہو گیا نہیں آتا۔ بلوچ
ہن کو انگریزی پڑھنے کی بابت بحث ہوئی تو اگر اس ہی دن صبح سے لیکر شام تک
کی صفت کہتے پڑاؤں تو ایک پوری کمال ہو جائے۔

اے جان کو دی ایڑی عمل کے موافق پانچ بجے آئیں کہ وضو کر کے بھوکا اور دی تھی نتھی!!
میں نماز کا وقت تک ہوا جاتا ہے۔ اٹھو! آٹھ بجے میں گرم پانی رکھا ہے وضو کر کے جلدی سے جلا
پہ آڈا کی آواز سے میری آنکھ کھلی اور کلہ برے اٹھ کھڑی ہوئی اور بلدی جلدی وضو کر کے
ان کے برابر ہی جانا رہنے لگیں۔ کھڑی ہو گئی جب نماز وغیرہ سے داغ ہوئی تو ان جان
ذلیلہ پڑھنے بیٹھ گئیں اور میں قرآن شریف الماری میں سے اتار کر اسکی تلاوت کرنے لگی
ایک ہی گونج غمگین ہو گا کہ اتنے میں ایسا تسبیح ہاتھ میں پئے کہ نکارتے ہوئے گھر میں
آہل چھنے اور امان جان سے پوچھا کہ محمود اچھا! اٹھ یا نہیں انہوں نے جواب دیا کہ ”رات کو
کتاب پڑھتے پڑھتے مہلت گئے سو اتنا سوچہ سے میں نے ابھی نہیں اٹھایا کہ کیسے کچھ میں

منہ سے طہیت حراں ہو جائی اس پر وہ جگہ کے لیے میں بوسے گزرتی ہی رہتا ہوا ہے کہ
 کبھی تخی تو میں ہوتی کہ سوچے، ہنسنے کے دو ذوق تو، اگر کیا، اگر کل رات گئے سربا تھا تو
 برسوں کیا ہوا تھا، یہاں ہی کیا غصہ کیا، کسلمان کی اولاد ہو کر خدا اور رحل کو باطل ہلا دیا
 خیر، ماکام تو سمجھا، یہاں اب کوئی بچہ تو ہے نہیں کہ چمکا ڈر کر نماز پڑھو، میں با خدا اللہ میں کہیں تک
 ان عمر ہوئی تھی، حکاکم شروع کی پابندی کے خیال اسکو، دہوا جا رہے ہیں اس کے بعد میری طرف
 تو جب ہو کر رہے، نہ کہ ٹی، قرآن پڑھ کر تو بھائی کو جا رہا تھا، سب دن پڑھ رہا تھا، میں سے
 جلدی ملدی دوسرے طرح حکم کیا اور قرآن سلیمان کو جردان میں لو کر جاتا تھا، میں کہیں کہیں
 اسی شام میں جاتی جان ہی ہوئی، اٹھ بیٹھے اور ماکام کو آوارہ دی شبنم گرم پانی چکر کر رہا تھا، وہاں
 خدا کہتے ہیں کہ میری پہل صاف کرے، اس کے بعد کیا دیکھتی ہوں کہ میں غلط رہا تھا
 صاف جانی، عمر آٹھ برس کی ہو، جو کہ میں نے بھنا کر بھارتی ہوں، انہیں سے بھگت سے رہا تھا
 آئے ہیں میں، ان کا ہاتھ منہ دھوا کر سبق یاد کر لے بھیجی، آٹھ بجے مکہ کی یاد سے شبنم کی کہیں کہیں
 اور جو ہستہ دے گھر پر کام کر سیکو دیا تھا وہ پورا کر آیا جب اس کے ہی خارج ہوئی تو دلان میں ہو کر ہنسنے لگا
 باورچی نہ کاغذ کیا، تیج ہال مان کا سہاگہ ہی ہمتی تھا اس وقت انکو سوچے ہی کو بوجھ جاتا تھا۔
 اورت ہی کو انہوں نے سوچ کر کھانے کی تاک کر دی تھی، بی سکن کہ ہماراں رہتے رہتے سات
 رس گئے، مگر اس تک اس جگہ نہیں کہ میرے یا ان کے دیکھے بغیر ڈھنگت تھی کہ کیا تو مل
 لیں۔ ہال جان کی تاکید سے انہوں نے بس تھا کہ صبح ہی اٹھ کر کیا بول کا گوشت بنواؤ، خوشحال
 پس بسباق میں، ہٹا کر کہدیا اور نیر ہری پس اور پودینا کٹر کر الگ ایک برتن میں کیا
 میر جیہ پیر حوالی حیر حوالی جتنا اکی سمجھ میں آیا اتنا ہی ڈال میسرے پر بنائیں اور لگیں میری
 ماڈ بکھنس راماں جان بولیں، یہی اجب تک ٹکی آنے غماک آدھ کباب بنا کر کو دہائی

میں لوگ گئی نہ ملے۔ خیال نہ اس نے کرتے کرتے تیسوں پہلے کھیلج کا ایک ایسٹرنڈا کیا کہ ہر
معائنہ بہر کے کسی میں جو رہا۔ یا اسی وہ ایک حرکت پر دوسرے طور پر جوابی نہ تاکہ انکو اس کے بٹنے
کی ڈبی۔ لڑتے میں کہاں تھا۔ دو الگ۔ رچتے جیسے کسی کی حمیت جو ان کے ہاتھ پر پڑی تو کہا
انہیں اول جوی۔ کو اب میرے بس کاروگ نہیں انقض میں نے جا کر اس کو درست کیا اور
اس سے کہا کہ خود دست چاہئے پر یہاں جان کے لیے پراٹھے والو۔ اس طرح مارا مار کر کے وقت مانا تا
ہوا کھا ناگہ کے پہلی جان تو اپنی شکل پر منہ کنوج سدکار و میں نے جسے کو احسن بنا کر خدا
کے ساتھ مد سے سجا دان و نون کے پلے جانے کے بعد ہم سب ساڑھے گئے۔ بجے تک کہنے
و فیروزے مانع ہو گئے تو میں فچی میں سے اپنا سیاہا نکال کر بیٹی۔ بیانی جان کی دو قسموں کے کپڑے
کوڑے پڑے آج ہندو مذہب سے ہیں ایک کو کھڑکر کے مشین میں سے نکالا اور دوسری
اکثر کہہ دی۔ ماں جان میرے جتن کے ایک ویٹے میں گوکہ وہ نامک ہی تھیں انہوں نے کہا
بتی ابائی کی قیس کر لی ہو تو اسکا ایک پتل رہ گیا ہو اس میں میرا ہاتھ بنا۔ اس نے اُن کے
ساتھ درپٹے میں لگی گئی اور اسی وہ ختم ہی ہونے پایا تا کہ گلے ظہر کی انداز دوسری
مان مان تو بل تانہ لکڑی ہی ہو گئیں اور مجھ سے کہا کہ باقی کو جلدی سے ختم کر کے تم بھی نماز
لے آنا میں سے اسلو تو ڈی ویر میں یار اگر کے رکھ دیا اور اپنی بچی جو کھلی پڑی تھی اس کو
شکنے سے رکھا۔ اس کے بعد جب ظہر کی نماز سے بھی فراغت پائی تو اس سوچ میں گئی کہ اپنا
نونا کا'وں یاد۔ وہاں ہاتھ صاف کرنے کے لیے کاپل پر کچے کی شش کرنے بیٹوں میں وہی
و ماں بنی خوش قسمت میرے چوٹے والاں میں آکر کما بڑی جوی پوچتی ہیں کہ آج شام کو
بقی را کیا کہا نیکی جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اُسے کہو میرا تو کہہ نہیں بیانی جان کہ
سری مست حال کرتاج۔ بخش۔ سی۔ لانے کو کہہ دیں اس کے جانیکے بعد میں نے یہی فیصلہ

کیا کہ لڑا تو کسی اور وقت کا ڈھونڈی اس تو مشق کرتی ہیں کہ نہ کہ ملا خط اب تک سنت ہیں جلد میرا یہی
چاہتا ہے کہ عیسا بہائی جان بچتے ہیں دیا ہی میں ہی بچنے لگوں ان کا ملک ایسا معلوم ہے تاہم جیسے
موتی خریدے اور چٹائی طرح کی ہو کہ چاہے جتنے صفے لکھو اور بھلا بھال ہی ایک حوت سے دو کے حرف
میں خرافات اس کے میری کیفیت ہو کہ کچا پن تو۔ مادر کنارت ایسے شہر بنے
ہیں کہ جن کے دیکھنے سے وحشت ہو اگر سفید کاغذ کا پورا صفحہ سرتی ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے جیسے
ایک بڑے سے کمزور سے کنائیں سیاسی میں ہر کر کاغذ پر چوڑا دیا ہے یہ کچھ میرا ہی حال نہیں
ہے بلکہ کتنی ذہنیات ہیں اور جو اشاء اللہ ہم سے کئی گنا زیادہ بڑی بھی ہو شیاہیں
ان کے غلط ہی میں نے ایسے ہی کیجئے اور اگر وہ ملتی تو میرے سے کوئی انہیں میں کا فرق ہو گا
غیر اہل تو میں نے اپنا خط مشق کر کے بہت سنو اور دیا ہو مگر ایسی کچا پن باقی ہو میں نے کاپی کے کول
مشکل سے تین صفے بھی ہونگے کہ کیا دیکھتی ہوں بہائی جان شکر اتے ہونے میرے والان کیلبرٹ
چلتے اتے ہیں میں بڑی دہش سمجھتی کہ پرچے ایسے کئے ہونگے جو ایسے خوش خوش نظر آتے ہیں
والان میں قدم کہتے ہی انکی دیگر نیت شریع ہوئی اور کہنے لگے۔ نئی اسات کرتا میں بویست
تھاری اعلیٰ جانہی پر چلا آیا ہوں اس میں بولی کہ بہائی جان اسکا تو کچھ سچ نہیں یہ بتاؤ
کہ پرچے کیسے کئے کہ بولے تراہی میں بھکھو اور تھاکو کہ سارے مضمونوں میں سے میں فقط جس ایک
مضمون سے بننا بہوں مگر شکر ہے کہ اسد نمبر ۱۰ فیہر صاحب پرچہ آسان دیا تا اس لیے پاس
ہو نیکی قابل تو کر دیا ہے۔ اور اگر نہی اور یونٹیکل ایکو لوی کے پرچے تو موصول تھے ان میں ایک سال
بھی نہیں چھوڑا۔ بہائی جان کو اتنا داسہ کو بج میں یہ تیرہ سال ہے اور اب ۲۰ کمزور کے بڑوں کا اور
اور اپنی بچہ حالی کا ذکر ہمیں تو کیا کرتے ہیں مگر بھکھو آج تک خاک جبر نہیں کہ یہ بھکھو ۲۰ بڑوں ایکو لوی
کیا بلا ہل ہے۔ میں یستی ہوں کہ جہاں لوگوں کو اور بہت سی کتابیں پڑتی ہیں۔

وہ اس شخص کی بھی ایک کتاب ہوتی ہے جس میں نے ہائی جان سے مناسب موقع
 جاکر پوچھا کہ "اچھی بات! یہ تو بناؤ کہ یہ پیشگی ایک نوئی کس شے کا نام ہے؟ وہ ذرا عقل کے پیچھے
 میں ہوئے۔ یہی اگر تو میرے کہنے پر ملتیں اور بیٹے میں نے انگریزی کی کتاب لاکر دی ہے اگر تم
 سے سبق لینا شروع کر دیتیں تو آج مجھ سے یہ سوال کرے کہ ضرورت نہ ہوتی بلکہ خود ہی معلوم کر لیں
 قابل چیز، مگر خدا جانے تم کو انگریزی سے کہاں کی ضرورت پڑے گی کہ میرے کہنے کا خاکہ اشریں
 ہوتا۔ آخر میں کہتا ہوں تم اس فائدہ ہی کے لیے کتاب لے لو۔ اپنی سہیلی خورشید کو بھی تو دیکھو
 کہ انگریزی کی کون سی کتاب دینے دفرز پڑتی چلی جاتی ہے اور یہ تو تم ہی کہتی تھیں کہ جو سیم صاحب
 انکو پڑھانے آتی ہیں ان سے خورشید انگریزی میں خوب گیٹ پٹ کرتی ہیں اور تم کو تو کسی سیم
 کی ہی ضرورت نہیں میں تم پر حوصلے کو موجود ہوں اب یہی کہہ نہیں گیا ہے جو آج ہی سے تم دیکھو
 یہ تو میں جانتی تھی کہ ہائی جان بوجھ بکھتے ہیں میرے ہی نفع کی کہتے ہیں مگر اس وقت میرے
 ہنس کچھ ایسی سمانے لڑائے جاؤا کہ بحث کرنے پر آمادہ ہو گئی اور اگرچہ انگریزی زبان سے
 بچنے کو ملے گا مگر میری سیم گریم اور پتے کے ہائی جن میں یہ مرض ہے کہ جس بات پر ہائی معمول
 جاتیں گے اور بحث کرنی شروع کر دیں گے اس کی میں ایسی خلاف ہو گئی کہ تو یہ ہی پہلی چانچ
 ایسی انگریزی پڑھنے کے معاملے پر میں نے کہا کہ ہائی جان! امیر اور بی خورشید جہاں کا
 کیا مقابلہ؟ وہ تو ہر بات میں سیموں کی حرص کرتی ہیں۔ انگریزی بولتی رہی جدا۔ انہوں نے
 تو ابی ساری وضع قطع ہی انگریزوں کی سی بنالی ہے۔ یہاں تک کہ سکر بال ہی انگریزی
 وضع سے گوندتی ہیں اور شام کو گاڑی میں بیٹھہ ہوا خوری کو نکلتی ہیں۔ وقت کی پابندی
 کا ایسا خیال ہے کہ اگر کوئی سہیلی مٹ جائے تو میں جتنا وقت شے کے لیے دیا ہوں اس سے ایک
 منٹ اور زیادہ نہیں ہو گا۔ خیر مجھ کو کئی اور نویدی باتیں پسند ہیں یا نہیں پر ایمان کی یہ ہے

کہ ان کے گندمی رنگ پر انگریزی سایا اور انگریزی آستینوں دار کرتی قد امیں بہتی مادیوں
 ان کے سر سے انگریزی ہی پہل معلوم ہو۔ پھر آپ ہی بتائیے کہ میں انگریزی بولتی کیا ابھی مگر
 وہ سر انگریزی پٹے کے مجھے کسی دفتر میں بولتوڑا ہی بتاتا ہے اس کے جواب میں بہائی محمود نے
 کہ کہنی بابو نے کے پنے انگریزی توڑا ہی پڑھا کرتے ہیں۔ میں جس عرض سے تم سے کہتا ہوں
 کہ انگریزی پڑھو وہ یہ ہے کہ آج کل انگریزی خواں لڑکیوں کی قد ہے علاوہ اربں اگر تم کو
 انگریزی آتی ہوگی تو تم قسم کی مینڈ مطلب کتاب میں مطالعہ کر سکتی ہو جو اپنی زبان میں موجود
 میں ہیں اور زمانے کی رفتار سے واقفیت حاصل کر سکتی ہو کہ اور قوموں کی عورتوں نے
 کس طرح ترقی کی اور کچھ کیا کرنا چاہیے کہ ہندوستان کی عورتیں تعلیم عام ہو اور وہ اپنے
 حقوق اور فرائض سمجھیں نیز انگریزی تہذیب اور اس کے فوائد سے آگاہ ہو کہ اس کے قدم
 بعقدہ چلیں تاکہ قوم کی حالت میں نمایاں ترقی ہو اور انگریزی خانوں کے ساتھ لڑائی
 اتحاد بڑھے۔ ہماری قوم کو جہاں اور بڑی بڑی ضرورتیں ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہماری
 عورتیں تعلیم یافتہ ہوں تاکہ آئندہ نسلیں حالت کو گنہ سے آسانی سے نکل سکیں۔ انگریزوں کے
 بچوں کو دیکھو کہ وہ باتیں جو ہم کو برسوں بیکار سکولوں میں حاصل ہوتی ہیں وہ ان کو گھر پر تعلیم کے اثر
 سے کھیل کود میں محسوس ہو جاتی ہیں۔ انکی مائیں ہمیں ہی سے حب الوطنی اور قومی عظمت کے قصہ
 بچہ کے کان میں اتنی جتنی ہیں کہ بڑے ہو کر وہ کوئی ایسا فعل نہ کریں جس سے انکی قوم کے نام پر دھبہ آ
 جی جو نہ کوئی نیکو ترل کا آئینہ صفت الہا پر ہے۔ برصغرات اس کے ہماری بچوں کو جب تک کہ مل
 کی جامعیت میں پہنچتے ہی جبر نہیں ہوتی کہ ہماری اپ دادا نے ہی کبھی کوئی کارناما کیا کیا تھا نہیں
 اگر ماں بڑی ہی لکھی ہوگی تو علاوہ ابتدائی تعلیم کے بچے سے بچائے جن وہ بڑی کی کتابیں
 کے بایان قوم و ملت کو جو قصے لکھی جس سے بچے کے دل میں قومی محبت کی حس پیدا ہو اور

سکامی جی پاس ہے کاپی قوم کی خدمت کے اپنے بزرگوں کا نام روشن کروں اور یہ یاد رکھو
 کہ قوم میں اس حسرت کا پیدا ہونا معراجِ قرنی کی پہلی سیڑھی پر مگر یہ سب متعدد اس وقت تک
 نہیں حاصل ہو سکتے جب تک کہ ہماری عورتوں میں انگریزی کا چرچا عام نہ ہو اور ان کی افقِ داخلی
 کو انگریزی تعلیم کے وسیلے سے وسعت دے دیا جائے جب بھائی جان یہ فکری اپنی تقریر ختم کر چکے
 تو میں بولی کہ یہ تو بالکل درست ہے کہ اگر ہمیں تعلیم یافتہ ہونگی تو بھوں پر ہی انکی تعلیم کا اثر
 اچھا پڑے گا مگر میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ فقط انگریزی پڑھنے میں کہاں کے عمل نئے
 آجھے ہیں جس میں سے سارے جان کے مطلب حل ہو جائیں۔ اور بھول بھری مالہ ناں کے
 خروٹکے رام کے لوگوں میں ہی قوم کی سادہ کاجال تیار اور ہے وطن کے ساتھ محبت تھی۔
 یہ انکو کون انگریزی پڑھانے؟ ہاں اور سب سے اکثر کہہ کرتی ہیں کہ وہ سچ ہے کہ بی بی اب انگریزوں
 کا راج ہے تو ویسا ہے انوکھی باتں نمود میں آ رہی ہیں۔ مردوں کے دل میں ہیں یہ سلگنی ہے کہ
 جو کچھ کہہ رہی انگریزی پڑھے میں یہاں تک کہ انگریزی بیٹھے والی بھو بیٹوں کو انگریزی پڑھوانے
 پر آمادہ ہو گئے ہیں بال جان میں بذاتِ خود تو نہ انگریزی کے خلاف اور نہ اس کے موافق مگر
 کسی لڑکی کو یا سہی گٹ ہٹ نہ بکا شوق ہو تو اسے اختیار ہو مگر وہ ضرور ہو کہ سب سے پہلے اپنی
 مادی زبان میں کچھ لیاقت پیدا کر لیں اور مگر داری کے متعلق جو باتیں ہیں ان میں سلیقہ
 حاصل کر لیں اس کے بعد چاہے انگریزی جوڑ دین میں پڑھیں تو نقصان نہ ہیں کئی روز کا ذکر
 ہے جب ٹرانکٹ ایک نصابیوں دار انگریزی سالہ آیا تا تو اپنے جاپانی لڑکیوں کے ایک
 ٹرسٹ میں تصویریں چھکڑ کھائی تھیں اور چھکڑا بھی طرح یاد دہی کہ آئیے کہ تا کہ اس سکر کا نام
 نیون یونیورسٹی ہو اور دو لکھ سو میں ہی حال کوئی تیرہ سو لکھ میں چڑھتی ہیں چھکڑا بھی پڑھائی کا
 طریق بہت پسند آیا کہ علاوہ انگریزی علموں کے وہاں گہرائی طریق بھی سکھایا جاتا ہے اور اس میں

فعاہیسنے پڑکا ہی نگھڑاتا مل نہیں بلکہ گہر کا کہہ رکھا دیکھا ناریندھتا یہ سب ہمیں بڑھائی ٹیل
ہیں وہاں تو کوئی بھی انگریزی نہیں پڑھتا اور ہیر قومی جوش اور وطن کی ہفت ان لوگوں میں
اتنی ہے کہ ہندوستان میں انکی نسبت ایک رزمہ برابر ہی نہیں اور آپ حویہ کہتے ہیں کہ ہماری
زبان میں مفید کتابیں نہیں تو ساری جان یہ قصور ہم لڑکیوں کا یا آپ انگریزی پڑھیں وہ وہاں
میں نے اسی پوری بات ہی ختم نہ کی تھی کہ باہر ڈیوڑھی پر کماروں نے آواز دی ڈولی اتر پڑی
میں دوڑی دوڑی باو چاند میں گئی شمس کن لہن گھجھجھ رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ ابی اقم
ڈولی اتر دو میں لہن کو بچھتی ہوں وہ تو ڈولی میں سے تپا ہی لا اور صحن کے چوتھے پر رکھ
گھڑی لینے کو گئی اور میں حیران کہہ آیا ابی اس وقت کون مہمان آیا ہے تو ڈیوڑھی دیر میں کیا دیکھتی ہو
کہ بڑی خالہ ماں اپنی نواسی کا ہاتھ پکڑے چلی آئی ہیں میں نے آگے ترھکر تھک کر سلام کیا
انہوں نے دعا دیکر گلے سے لگایا یہ ہمیں نے کینزہ کو بیا رکھا اور گوڑیں اٹا کر اندر والاں میں
لے گئی سلاں جان عصر کے ترھن ڈیوڑھی تیس حب فارخ ہوئیں تو پس بڑی بن سے جا کر گلے
میں اس کے بعد بھائی جاں نے اگر بڑی خالہ کو ادب کیا انہوں نے کہا بیٹا بیٹے رہو اہم
حکومہ معاملہ اور صاحب نصیب کرے! کہو میں کی پڑھائی کی بھی کچھ خبر پیتے رہتے ہو؟ اسپر تو
بھائی جان کا موقع بن آیا اور کہنے لگے کہ حضرت! میں تو اپنی طرف سے ہنیرا بھجھا تا ہوں کئی
دن انگریزی کی کتاب سی لا کر دیدی ہے کہ سبق خرمع کریں مگر ان کو انگریزی سے ابھی
پڑھ کر جب کبھی تاکید کرتا ہوں کہ کتاب لیکو بیٹو جب ہی مجھ سے بحث کرنیکو کہ بڑی جوتی
ہیں۔ ابی! آپ کے ایسے قبل مجھے بحث ہو رہی تھی کہ تاؤ انگریزی پڑھنے سے کیا فائدہ
آپ ہی کہہ انکو سمجھائیے۔ اسپر مجھے نہ ریاگ اور میں بولی خالہ امل! بابائی جان مجھ سے کہتے
ہیں کہ تم ہی خوشید جہاں کی طرح انگریزی باتیں سیکھو۔ یہ میں جانتی تھی کہ خالہ ماں کی خوشید

کوئی وضع قطع بات حیت ایک آن میں بات چاہئے انہوں نے کہنا شروع کیا تو ج بڑا خدا نکر
 کہ تم جو مشہد جہاں کی باتیں سیکھو خدا کے فعل سے آج تک ہمارے خاندان میں کوئی ایسی بات
 نہیں ہوئی جہر یا غیر انگلی، ٹھائیں۔ بھاری اور جو مشہد کی کیا حرص؟ میری گاہ پناہ ان کی
 مبارک رہے۔ انہوں نے انگریزی بڑھکے جو نام پیدا کیا ہے وہ ہمارے گھر نے کشایا نہیں
 اور اہل یہ ہے کہ بھاری جو مشہد کا ہی کہیں کیا قصور؟ اسکو گہروالوں نے جس طرح مٹایا اس طرح
 آٹھی لکڑا، اکا تو آدا کا آداب کی انگریزی قطع کا ہے۔ مائیوں کو دیکھو تو وہ چھپے دار انگریزی
 ٹوپی پہن کر باہر نکلتے ہیں جس سے ڈر سا اٹھ جیسے پرانی رہیاسے وہ ہی ٹھک جاتا
 خدا کے آگے جس سے ہی مخدور ہیں ان کی حرمت ہی دنیا سے ان کی ہے۔ یہ کہو کہ خدا آؤ گدا
 رنگ میں دیا دہ وہ گوگ تو اپنی انگریزیت کے زعم میں زمین پر قدم ہی نہ دھرتے۔ میرے صاحبزادے
 کو ہی ایک دن یہ ٹہر آئی تھی کہ انگریزی ٹوپی خرید لائیں مگر میں نے دھمکا کر کہا کہ بیٹا تمہاری
 عمل تو نہیں جانی رہی جو خط سہا ہے۔ تم تو ہر وقت قوم قوم کرتے رہتے ہو کہ ہماری قوم
 کو یہ کرنا چاہیے اور وہ کرنا چاہیے جب تم ہر بات میں انگریز بن جاؤ گے تو بتاؤ وہ ہندوستانی
 تو میں کہاں باقی رہیگی۔ قوم کی بہتری کے تو یہی ہیں کہ لوگوں کو جو اچھی باتیں
 دے کہو اور لینے ہاں جو عمدہ باتیں ہیں ان کو بردہ رکھو۔ یہ توڑ ہی کہ اپنی تو ہر ایک بات
 بڑی لادغیر قوم کی چیز اچھی خواہ وہ ہمارے ملک کے رواج کیوں ہو یا نہیں غرض جہت میں نے
 انکو دھمکا دیا ہے اس سے انہوں نے پھر انگریزی ٹوپی خریدنے کا نام نہیں لیا۔ اور اس ٹوپی
 پر کیا منظر ہے ہر سال میں تم چوٹی نانتی کے لوگوں کو سوچ بچار کر کام کرنا چاہیے یہ نہیں کہیں
 ہندو کے تقلید شروع کر دو۔ میاں محمود امین تم سے ہی کہتی ہوں کہ تم اسی جہہ جہہ آٹھ دن
 کی پہلیشیں تم نے انہیں کہیں کہیں کر دیکھا تو یہی کہ پھر ہندو انگریزی کی جج چاہے جس مجھ بیٹے

کہتا باپ داد میں تو لوگوں کو پتہ نہ ہی تھا جو کچھ ہندوستان میں آجکل اونی نظر آتی ہے وہ انگریزوں کی دانت۔ مگر دنیا! یاد رکھو کہ تمہارے ررگوں نے جو اتنے سو برس ہندوستان پر حکومت کی تو انگریزوں کے برنے پر نہیں۔ اور یہ جو برائے رسم و رواج تم دیکھتے ہو ان میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہوگی جو اتنا تک نہیں ہم جیسی نئی یور کو یہ نہ چاہیے کہ اودھا دھند ہر ایک پرانے طریقے کو بھڑنیا دے کہ کھاڑ چھینکو بلکہ یہ چاہیے کہ لپٹے سوچو سمجھو کہ اگر ہم فداں باب انگریزوں کی طرح کریں گے تو ہماری قوم کے لیے اس کی کیا فائدہ نکلیگا۔ اور تم تو انگریزی پڑھے لکھے ہو نہ خود جانتے ہو کہ اگر سرزمین کے پوسے کو گرم زمین میں بوئیں تو کیا نتیجہ ہوگا؟ یہی بنا کہ انوشے ان میں جھگڑناک ہو جائیگا پس ہی حال سرٹم رواج طریقہ رہائش اور ساری باتوں کا ہے۔ اگر تم کو اپنی موت یا جنسی سے اسی نفرت ہوگئی ہے کہ ابن پڑائی وضع کے پودوں کا دیکھنا ناگوار لگتا ہے اور ان کی کھائے والے انگریزی پٹر جن میں لگائے کو بھی چاہتا ہے کہ خلیجے چول، کھاٹ میں تو داہ داہ اور جو پاس سے سو گھو تو مرے ہوئے جیونٹوں کی آسے تو متباہ پہلے ایسی کیا رہی کی زمین تو ان کے موافق کر لو جب ہی ہمارے وقت ان کی جیا جینیلی کے اکھاڑنے کا نام لینا۔ مگر سیری ان باتوں سے تم یہ سمجھنا کہ میں انگریزی پڑھنے کے خلاف ہوں۔ ہرگز نہیں۔ انگریزی ہم با شوق پڑھو اور اپنے بیٹوں کو پڑھاؤ۔ مگر ان کیوں کو جو تم خواہ مخواہ انگریزی کی طرف دھکیلتے ہو تو یہ ہمارے کوتاہ اندیشی ہے ان کے لیے پہلے تعلیم ضروری ہے جس کی اپنے گھر کا سارا سلیقہ آجائے جب ماٹیں نہیں تو اپنے بچوں کو اپنی تعلیم دیکھیں اور جو عورتوں میں وہم توہمات میں کہ فلاں گھر میں جن رہتا ہے اور فلاں عورت کے سر پر سیڑجی آتے ہیں ان فعلوں باتوں سے ان کے دل پاک نہیں انہیں یہ ہے کہ میں تم لوگوں کو کتنا تک سمجھاؤں ایک بات ہو تو کہی جاوے آج جو تم یہ

چلتے ہو کہ ہماری عورتیں گہرے باہر پہن کر اس اور میل کی طرح پڑھی لکھی ہوں۔ اگر وقت پہلے یہ بات ظہور میں آئی تو تم لوگوں کو سوائے ہاتھ شے کے اور کچھ بن نہ بیٹھے گی اور ہر دہی شل صادق آئینگی کہ اب پچھتائے کیا ہوتا ہے جب چڑیاں چگ گئیں کیمت۔ ایلو پر وہ جی کو کہ جب تم تعلیم یافتہ لوگ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہو تو یہ بول جاتے ہو کہ اب ہندوستان میں ہمارا راج ہیں۔ اس پر وہ ہونے پر تو یہ حالت ہو کہ اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں کشین پر یہ واقعہ ہوا اگر یہ ہندو بالکل ہی اٹھ گیا تو مشرعیین بیویوں کی حرمت کا پس انداز کیا نظر ہے فی الحال کم از کم یہ تو فائدہ ہو کہ برہمن جو بے کی وجہ سے ہم لوگوں کی عزت و آبرو تو برقرار رکھ رہے اور جو انگریزی بیرو انیکل بابت یہ چوتھو تم دیکھ لو گے کہ ایک وہ زمانہ آ گیا کہ عورتوں کو نہ خانہ کی پرواہ ہو گی اور نہ بچوں کی خواہش مسرت جاکر تم کو معلوم پڑے گی کہ ہائے بہنے کیوں کیا ہے جو آج ہماری قوم کی تعداد گھٹتی چلی جاتی ہے جب تک خلا ماں بانی جان کو یہ نصیحت کرتی ہیں وہ جیسے بیٹے سنائے اور جی ماں درست گھسائے ایک عزت زبان سے نہ نکلا۔ میں اسے دل میں یوں خوش کہ اچھا ہوا حال ماں متع پر انگلیں کیونچہ میری بھال میں وہ سب کے ریا و عقلمند شمار کی جاتی ہیں اور حسوت وہ بوسے پر آتی گیا تو کیل اسی بحال نہیں کہ چوں جی کر سکے۔ میں جو کچھ ذرا ظہور بحث بانی جان سے کرتی ہیں ہوں تو وہ خالہ ماں کی زبانی سنی سنائی بات ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ ہم سب اسی بقعہ کے ولان میں بیٹھے تھے تھے اول ماں جان پٹاری کے پاس مٹی پان بنا رہی تھیں یہ بانی جان کا لڑوہ ہو کہ خالہ ماں کے جواب میں کچھ کہیں کہتے ہیں مانے انکر کہا چوٹے میاں آجیکہ دست ڈیوڑھی پر کھڑے ہیں بیٹھے ہی بانی جان تو اپنے کھو میں سے ٹیس کا جلا ہاتھ میں لیکر اہر گئے اور میں کینو کو اٹھی کچر چین میں سر کرنے لگئی۔

(ریوٹ)

ارلندن

ڈاک کے ٹکٹ

گر بی بی میں ایک ٹکٹ ہے جس کا مطلب ہے کہ جو چیز وزن پر گناہ کے سامنے ہوتی ہے بے وقت ہو جاتی ہے غالباً یہ ٹکٹ ڈاک کے ٹکٹوں۔ خوب عاقل آتے ہیں
 آج کل خط بھجنا اس قدر آسان ہو گیا ہے کہ پیسہ دو پیسے کے خرچ سے ہندوستان
 کے ہر حصہ میں اور ایک آن یا ڈالائی آن کے صرف سے انگلستان۔ امریکہ وغیرہ وغیرہ
 ٹکٹ میں حصہ پہنچ جاتا ہے کبھی ہم کو یہ خیال ہی نہیں ہوتا کہ پیشتر خطوط
 بھیجے میں کتنی دنیں اٹھانی پڑتا تھا۔ (دیکھیں) قدر محض ڈاک ادا کیا جاتا
 تھا۔ نہ یہ معلوم کہ ڈاک کے ٹکٹ کب سے ایجاد ہوئے اور برس کی وجہ سے
 ہم پر یہ احسان کیا +

نہایت ہلکا کرے، ولینڈن کا جو اس قاعدہ کا بانی ہوا کہ خطوط کا محصل پہنچنے
 والے سے پہلے وزن کے لیا جاوے ورنہ اس سے پیشتر یہ دستور تھا کہ پائل
 محصل اور کتا اور جنس و وزن خط بھجنا اتنا ہی اسپر محصل، یادہ لیا جاتا +

اس پر یاد کے متعلق ایک سو پچھپ حکایت ہے آج سے ستر برس پہلے کا ذکر جو
 کہ ولینڈن شمالی انگلستان میں سیاحت کر رہا تھا۔ اُتنا سفر میں ایک
 ٹکاؤں میں اسکا گزر ہوا۔ دیکھا کہ سکر کے دو دوازدہ روایہ خط دینے کے
 لئے تیار ہے۔ اندر سے ایک سولی بھالی ٹکی ٹکی کر آئی ڈاک کے لئے ہاتھ سے خط
 کو نہایت اشتیاق کے ساتھ لیا اور آنکھوں سے لگا لگا کر یہ سن کر کہ خط کا

موصول ایک شلنگ (بارہ آنہ) ہے اسکی خوشی رنج سے بدل گئی۔ جسبت بری
 نگاہوں سے خط کو اولٹ پلٹ کر دیکھا اور ٹھنڈا سانس بھر کر کہا ہم غریبوں
 کو کمانے کو تو میسر نہیں ہے خط کا موصول کیس طرح ادا کریں۔ عرضہ دراز کے
 بعد میسر کیا ہے بھائی نے اپنی غیرت کا خط بھیجا تھا۔ مگر میں بے بخت اسکو
 لینے سے مجبور ہوں۔ شریف اور فرشتہ سیرت رولینڈ ہل کو یہ دیکھ کر لڑکی
 یٹرس آیا اور اسنے ڈاکیہ کو موصول ادا کر کے لڑکی کو خط لرا دیا اور ڈاکیہ
 موصول لے کر چلا گیا۔ لڑکی نے اس نیک مرد کا بہت بہت شکریہ ادا کیا
 مگر ساندہ ہی اس کے افسوس ظاہر کیا کہ اسکا ایک شلنگ غنت میں
 ضائع ہوا۔ ایسیج نے متعجب ہو کر دریافت کیا "کہیں غریبوں اور بیکسوں کا
 امداد کرنے سے ہی روپیہ پیسہ ضائع ہوا کرتا ہے۔ لڑکی مسکرائی کہ
 یہ تو آپ کا فرمانا صحیح ہے مگر محکو خط کا مضمون اوپر ہی سے معلوم ہو گیا ہم دونوں
 بھالی ہنسنے میں اسی مو قدرت نہیں کہ موصول دے کر خطوط لیا کریں اس
 پہنچنے کے لیے ہم دونوں نے یہ ترکیب نکالی ہے کہ کچھ نشانیاں معتبر
 کر لی ہیں جو خطوط کے اوپر بنائی جاتی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ایک دوسرے
 کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بہ خط اندر سے بالکل سادہ ہے۔
 دوران سفر میں یہ واقعہ اسکی پیش نظر رہا اور یہ خیال اس کے دماغ میں
 چکر آتا رہا کہ جس قاعدہ کی وجہ سے اس قدر بے عنوانیاں ہوں وہ ضرور نہیں
 ہے۔ موصول زیادہ ہونے کی وجہ سے کم خطوط بھیجے جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ
 کو یہی فائدہ نہیں ہوتا۔ اگر یہ طریقہ اختیار کیا جاوے کہ خطوط کا موصول گٹا

دیا جاوے تو ضرور عوام الناس زیادہ خطہ تاہینا شروع کر دینگے اور گورنمنٹ کی ادنیٰ میں بھی اضافہ ہو جائیگا۔ کیونکہ دوست آشنا۔ عزیز و اقارب تاجر۔ پیشہ ور وغیرہ جو کہ گراں محصول کے باعث ایک۔ دس کے کو خطہ تاہینا کہتے جلد جلد بکھا کریں گے۔

چنانچہ اپنے اپنی تجاویز کو گورنمنٹ کے روبرو پیش کیا جو کہ گورنمنٹ نے مسترد کر دانی کی بجائے اسے دیکھا سنا۔ اعلیٰ انسانی ترقی اور ترقی کی تالیف میں وہ مشہور سال ہے جبکہ کنگ ڈاک ایجاد ہوا اور ادل اول سبنا آیر برطانیہ (انگلینڈ) اسکوت لینڈ و آئر لینڈ کے ایک سکرے و ہسکر تک صرف ایک پیس (ایک۔) میں خط جانے لگا۔ سال یہ سال اس نے انتظام میں ترقیاں ہونے لگیں۔ اور خطوط کی تعداد اس قدر بڑھ گئی جبکہ قانون بنانے والوں کو وہم و گمان ہی نہ تھا کیونکہ دس ہی سال کی قلیل مدت میں پچانوہ خطوط آنے جانے لگے۔ ہنگامہ عظیم کے ہمایہ سلطنت فرانس نے ہی بس طریقہ کو مفید اور آسان دیکھ کر مشاعرہ میں اپنی قلمروں میں رائج کیا اور سب سے پہلے فرانس میں رفتہ رفتہ تمام مہذب ممالک نے اسکو پسند کر کے اس سے فائدہ اٹھا با اور اب جو دنیا کا تیار ہی کوئی ترقی یافتہ حصہ ہوگا جہاں پر ڈاک خانہ نہ ہو۔

بڑے بڑے شہروں کا تو ذکر ہی کیا ہے جہاں پندرہ اور رات ڈاک خانوں میں کبھی کام بند نہیں ہوتا۔ آج کل تو چھوٹے چھوٹے گاؤں میں ڈاک خانے ہیں اور جہاں پر نہیں ہیں ان مقامات پر پستہ دہنوں میں ڈاک کیہ خط سے کرجاتا ہے +

خطوط کی ذیل میں رفتہ رفتہ جیٹری - بمیہ - پارسل - منی آرڈر - ویلیو پے اہل قیمت طلب (پارسل وغیرہ) کو کئی مفید اور عمدہ طریقوں سے اہل عالم کو گرویدہ کر لیا۔ ہماری بہت سی بہنوں کو یہ بات پڑے اچھے کی معلوم ہوگی کہ ہندوستان کا ٹکڑا کئی بعض لحاظ سے یورپ اور امریکہ کے ڈاک خانوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ (۱) ڈاک خانوں کے اندر پوسٹ کارڈ کا حصول نصف پینی (آدھ آنہ) ہے

اور ہمارے یہاں ایک پیسہ +

(۲) ان ملکوں میں منی آرڈر کا روپیہ ڈاک کیہ مکان پر نہیں لاتا۔ بلکہ جس کے نام منی آرڈر آئے وہ خود ڈاک خانہ سے جا کر روپیہ وصول کرے یا پھر معمولی فیس ادا کیجئے اور ملک کے دور دراز مقام پر روپیہ بھیج دے ڈاک کیہ عالی شان محل سے لیکر ادنیٰ اجوہیری کے دروازہ پر روپیہ پہنچا دے گا +

(۳) ویلیو پے اہل پارسل کا رواج ہندوستان کے سوائے اور کسی ملک میں نہیں +

بیٹے رقیہ بہت سہل مفید اور بہرہ ور غریزہ ثابت ہوا ہے۔ چنانچہ ہندوستانی ڈاک خانہ کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ سال بہ سال پوسٹ کارڈ کی فروخت اور ویلیو پے اہل پارسل کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور ماتہ روز بروز روٹینڈیل کے اصول کی تائید کرتا ہے جس قدر آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ڈاک خانہ کو فائدہ ہوتا اور عوام کو آرام ملتا ہے۔ ویلیو پے اہل پیرسل اور غالباً منی آرڈر کے موجودہ طریقہ کی ایجاد کا

غز اگر وہ کے مشہور و معروف بزرگ لے آئے سالک رام کو حاصل ہوا۔ جو قیمت
صوبجات متحدہ کے پرسٹ ماسٹر جنرل تھے۔ غالباً یہ بیان کرتا ہی خالی از ہجرت
نہ ہو گا کہ آجکل پرلے استعمال ٹکٹ جمع کرنے کا انگریزوں کو بہت شوق
ہے۔ ان کی دیکھا دیکھی ہم ہندوستان میں کو ہی اس مسئلے سے دلچسپی
پیدا ہو گئی ہے۔ کم یا ب اور پرلے استعمال ٹکٹ جن کی اصل قیمت
نصف آٹھ یا ایک آنہ کسی وقت میں ہوگی۔ آجکل ہزار سا روپیہ قیمت
باتے میں۔

نہ میں لوگ خوبصورت کتابوں میں ہر ایک ملک اور سلطنت کے ٹکٹ
عمدہ و ملکہ و چہاں کرتے ہیں اور یہ مختلف رنگ اور وضع کا مرقع بنگاہ
کو بہت بھلا معلوم ہوتا ہے ٹکٹ جمع کرنے کے کچھ فائدے ہی ہیں۔
علم جنرالیہ اور تاریخ سے واقفیت ہوتی ہے۔ ہمارے حضور ملک معظم
جائیج نیچ کے پاس پرلے اور استعمال ٹکٹوں کا بے نظیر مجموعہ ہے۔

سید رضا حیدر رضوی

لے ہس مونی منس بزرگ نے بندوں میں ایک نئے مدہ ہی مشرق کی ہی بنیاد
ڈال ہے جس کے مقلد راہ ہے شرمی کے میرو کہلاتے ہیں۔ یہ حجاب میں
اس کے کمانے والے بہت ہیں ۴

مان اور ڈاکٹر

سوال کیا آپ نجے بنا سکتی ہیں کہ میں اپنے چھوٹے سے لڑکے کے لیے کیا کروں جس کے سر پر بہت پسینہ آتا ہے۔ پسینہ پاتو سوتے میں یا کھیل کو دکی مشقت میں آجاتا ہے وہ بھی طاقتور نہیں ہوا بلکہ برضات اس کے ہمیشہ سے کمزور ہے۔

جواب جس بات کی آپ شکایت کرتی ہیں وہ عام کمزوری ہے۔ بچہ اسے کیل میں اتنی مشقت نہ کرنے دینا چاہیے اس کے قوا کو مضبوطی کی ضرورت ہے اسکو مفوی غذا میں دینی چاہیں اور تازہ ہوا جسد ممکن ہو اس کو ہڈی مضبوط کرنے والی غذائیں مثلاً ملائی گوشت، دانتے، سبزی ترکاریاں، میوہ جات وغیرہ دینے چاہیں اور گرم دودھ جسد کے تمام اسکوٹے سکھائے اسکو روزانہ شیر گرم پانی کا جسمیں ایک ٹھی بھرنگ پڑا ہوا جو مصل دینا چاہیے۔ رفتہ رفتہ اسکو اس بات کا عادی کرو کہ غسل کے بعد ٹنڈے پانی میں اسچ بھگو کر تمام جسم کو رگڑ دو۔ پہلے شیر گرم پانی سے شروع کرو اور رفتہ رفتہ اسکو سرد کرتی جاؤ۔

سوال کیا آپ بچہ کو حمایت کریں گی کہ میری لڑکی چار برس کی کھانے کے بعد معدے میں درد کی اکثر شکایت کرتی رہتی ہے۔ اسکو تعجب نہیں ہے

اور خامی تندرست معلوم ہوتی ہے میں اسکو دودھ بکثرت پلاتی رہتی ہوں۔
جواب۔ بیماری بڑی کی کوئی ختمہ کی شکایت ہے۔ مہربانی فرما کر اسکو اسقدر دودھ
 نہ دیا کیجئے جتنا کہ آپ دیتی ہیں اور اگر دیں بھی تو گرم دودھ دیکھے۔
 بچوں کو دوپہر کے کھانسنے کے ساتھ دودھ نہیں دینا چاہیئے اس
 زیادتی ہو جاتی ہے کیونکہ دودھ بچائے خود ایک غذا ہے۔ اس کے
 برے گرم لیمونینڈ جتنا زہیموں سے بنایا گیا وہ بہتر ہے۔ یا تیل
 جو کبابی اور امیں تھوڑا سا لائم جوس ملا ہوا یہی وہی اثر کرتا ہے۔

سوال۔ میں دیکھتی ہوں کہ آپ بچوں کے سینوں کو نمکے پانی سے اسپنج کے
 ساتھ رگڑنے کی صلاح دیتی ہیں۔ جبکہ بھینٹروں کی کمروری کی شکایت
 سب اور اکثر کام و نزل ہو جاتا ہے کیا یہ عمل میرے واسطے
 بھی مفید ہوگا؟

جواب۔ ے شک۔ ٹھنڈے نمکین پانی کا علاج ہمارے واسطے بہت مفید
 ہوگا۔ اپنی کمر کے گرد ایک کپڑا لپیٹ لو اور ٹھنڈے پانی کے برتن کے
 پاس میں ایک تھی بہرنگ بڑا ہوا ہو کہ پری ہو جاو اور آزادی سے
 اپنی گردن اور سینہ کو اسپنج کھگو کھگو کر رگڑو پھر ایک خشک تولیہ سے
 اتنا رگڑ کر پونچھو کہ جسم سرخ ہو جائے اور ایک جھجہ ہار ناریل کا تیل
 لیکر طوٹا دقتیکہ وہ جذب ہو جائے +

ترجمہ

کرسچین سیمان

ہم اسلام کے نام لیوا ہیں اور دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا مذہب دنیا کے لئے ایک رحمت ہے مگر اپنے مذہب کی اس تشددی محبت کا ہم پر کبھی یہ اثر نہیں سوا کہ ہم وہ سنگر مذہبوں کی کسی طرح حقارت کریں یا ان لوگوں کو واجبتہ تعظیم نہ سمجھیں جو اپنے مذہب پر نیک نیتی کے ساتھ کاربند ہیں ہمارے نزدیک ہر بہن اور ہر بھائی خواہ وہ ہندو ہوں یا عیسائی ایسے ہی قابلِ عزت ہیں جیسے کوئی مسلمان بھائی یا مسلمان بہن اور ہم اس اصول کو اپنے رسالہ میں ہمیشہ ملحوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہمارے خیال میں ہر اخبار نویس کو جو اپنے فرض منصبی کی اہم ذمہ داری سے آگاہ ہو اس اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

ماہ ایریل کے حصص میں ایک مضمون بعنوان ”تہذیب کی ترقی“ شائع ہوا تھا جس میں سلطان سلیم صا نے زمانہ رسالہ پیرائے زنی کرتے ہوئے ایسی نکتہ چینی کی تھی جس کے ایک حصے کا روئے سخن تہذیب النساء کی طرف تھا اور ایک حصہ کا عصمت کی طرف۔ یہ مضمون انہوں نے پہلے تہذیب النساء میں چھپے کے لیے ہیجا تھا وہاں اس مضمون کا یہ حشر ہوا کہ اس کے چند جملے جو تہذیب کے مفید مطلب نہ تھے درج کر دیے گئے اور جو باتیں تہذیب کے بعض مضامین کے متعلق تھیں بالکل چھوڑ دی گئیں۔ اور صرف وہ جملے

میں میں انس دل پر اعتراض تھا جو عصمت میں چہار باہے شائع کیا گیا۔ سلطان گیم
مذہب کو قدرتی طور پر مضمون کی قیطع مجرید جو ایڈیٹری کی جائز اصلاح سے یقیناً
متماوز تھی یا پسند ہوئی اور اس لیے انہوں نے وہ مضمون عصمت میں درج ہوئے
کو نہ مجید یا اور یہ ہدایت کی کہ اس کو مکمل درج کیا جائے +

اس کے مکمل درج ہونے کی صورت میں چونکہ وہ تمام اعتراضات جو ہند
کے متعلق تھے اور تہذیب میں دبا دیئے گئے تھے ظاہر ہو گئے۔ یہ
شاعت تہذیب کو غالباً ناگوار ہوئی۔ لیکن اس رنج کا اظہار براہ راست کرنے
کی بجائے پیرایہ اختیار کیا گیا ہے کہ ۲۵ جون ۱۹۱۵ء کے تہذیب میں
گزشتہ بیسیوں کا تصور کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا ہے جس کے
نیچے راقم مسند لکھا ہے اور اس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایسی میانی
ہستوں کو نظر سلطان بیگم صاحبہ کے خلاف اور وہ اصل عصمت بر خلاف
براہِ رخنہ کیا جائے۔

ہمارا طرز عمل تہذیب کے متعلق شروع سے یہ رہا ہے کہ اس خیال کو
اجا۔ ایک عرصہ تک تعینم سواں کے بے مفید خدمت کر چکا ہو ملحوظ کریں۔
وہ جس تنگ خیالی کا اظہار منجر صاحب تہذیب عصمت کے جاری ہونے پر
وقت فوق کیا ہے وہ اس طرز عمل کا متقاضی نہ تھا اس سے پہلے جب سالہ
خاتون جاری ہوا تو مدلول تہذیب میں صاحب موصوف نے زہرا گلا اور
دیگز نامہ رسالوں کے متعلق ہی انکی بالعموم ہی رکوش رہی جسے دیکھتے
ہوئے ہمیں ہی اس سے بہتر سلوک کی شروع ہی سے امید نہ تھی تاہم :-

ہم چاہتے رہے اور چاہتے ہیں کہ بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے اپنے طریق پر کام کریں اور انہیں اپنے طریق پر کرنے دیں۔ کیونکہ تو تو میں میں کا اکثر بھی ناظرین اور ناظر اس پر اچھا نہیں پڑتا۔ مضمون زیر بحث میں اگر فقط ہم پر حملہ ہوتا تو ہم اب بھی سکوت اختیار کرتے لیکن چونکہ اس میں ایسی عیسائی بہنوں کے متعلق ایک سخت غلط فہمی پیدا کی گئی ہے اس واسطے کہ نہ کچھ حقیقت حال کہنا لازم آیا۔

ہم نہایت دتوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جس فقرہ سے سنر ریڈ دا لے مضمون میں یہ مطلب لیا گیا ہے کہ ایسی عیسائی بہنوں کو یورپین عیسائیوں کے مقابلے میں خیر رکھا کر ان کی دل آزاری مقصود ہے اس سے سلطان سلیم صاحبہ کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا بلکہ اس کے سید ہے اور صاف معنی یہ ہیں کہ وہ ان رواجوں کو جو ہم ہندوستانیوں کے اور بالخصوص مسلمانوں کے قومی شمار کے خلاف ہیں مذہم بتاتی ہیں اور قومیت سے ہٹے چلے جانے کے مسلمان کو روکنا چاہتی ہیں۔ لہذا اس مضمون میں لباس اور نشین اور زبان اور خیالات کے متعلق رائے دی گئی ہے ثابت کر رہا ہے کہ فقط یہی ایک مطلب اس فقرہ کا ہو سکتا ہے۔ مذہب اگر کچھ عقیدہ سے قبول کیا جائے تو کسی نے یہ باعث طعن یا تنگ نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہر قوم کو جو بحیثیت قوم زندہ رہنا چاہتی ہے یہ حق حاصل ہے کہ اس میں ان افراد کو جو بلا وجہ اپنے اچھے بھلے اخلاق و اطوار کو ترک کر کے بناوٹ سے کچھ اور بننا چاہیں روک دے۔ مثلاً اگر کوئی ہندوستانی بی بی ہندو یا مسلمان مذہب عیسائی

پتھل سے قبول کرے۔ مگر اپنا نام اور اپنی وضع ہندوستانی رکھے تو کسی
مستقل پسند ہندوستانی مرد یا عورت کو اس پر اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ اپنا
نام بدل دے اپنا طرز کلام بدل دے اور ایسے طریق اختیار کرے جس سے
یہ معلوم ہو کہ اسکا اپنے باپ دادا سے نسبت حد معلوم ہوتی ہے تو یقیناً
سب مستقل ہندوستانی اسکو حقارت سے دیکھیں گے۔ اور انکا ایسا کرنا
بیجا نہ ہوگا۔ مثلاً اگر مسٹر ریڈ صاحبہ ویسی عیسائی بہن ہین تو ہم ان سے باہر
پر جتنے ہیں کہ انہیں مسلمان بیگم صاحبہ کے اس جملے پر کہ کاشس یور و ہین
بھین کیونکر اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب انہوں نے خود اپنے اس نام سے
بھی کوشش کی ہے اور انکی مستقل استدعا یہ ہے کہ کاشس وہ یور ہین ہی
بھی جائیں +

جو کریمین بی بی عیسائی ہو کر اس بات کو محسوس کریں کہ مذہب بدلنے سے
ملک نہیں بدلا گیا اور وہ مسکر مذہب کی ویسی بہنوں کے اسی طرح ملین حسیطہ
ہندوستانی ہندوستانی آپس میں ملتے ہیں وہ یقیناً نہایت عزت اور احترام
سے دیکھی جائیں گی۔ لیکن جو محض تبدیل مذہب کو ذریعہ اختیار بنانا چاہیں گی
تو عام مائے لازمی طور پر ان کے برخلاف ہوگی اور ان کی وہ حرکات
جنہیں وہ بوجہ بدل کرے بے ضرورت انگریزی الفاظ استعمال کر کے یا بہت سے
طریق سے انگریزی لباس پہن کر دوسروں کو مرعوب کرنا چاہیں گی پسند نہ
تہ ہوگا +

ہم امید کرتے ہیں کہ تہذیب کے معنیوں زیر بحث کی یہ کوشش کہ کریمین

بیسوں میں سلطان سلیم صاحبہ کے مضمون کے ایک فقرہ کے متعلق خواہ
غلط فہمی پیدا کریں ناکامیاب رہے گی اور خصوصاً ہمارے اس بیان کے
بعد کہ جسے اس فقرہ کے رُج ہونے کی اجازت دیتے وقت اس کے
معانی دل آزاری کے نہیں سمجھے۔ اور اس سے کوئی دل آزادی مقصود نہ تھی
کوئی محفل کرچین بی بی سنرٹ صاحبہ کی تحریر سے متاثر نہ ہوگی +

ہماری ناظرہ میں نئی کرچین بیبیاں ایسی ہیں جو باعتبار اپنے علم اور
لیاقت کے اپنی سوئی وضع کے اور اپنے حسب وطن کے ہماری دلی تعظیم کی
سمجھتی ہیں اور ہم انہی کے ہاتھ میں یہ فیصلہ چھوڑتے ہیں کہ سلطان سلیم صاحبہ
کے اس فقرہ سے کیا مطلب نکلتا ہے۔ یوں سنرٹ صاحبہ کو اختیار ہے
کہ بات کا تفسیر بنائیں اور پھر صاحب کو اختیار ہے کہ اس مضمون کو بغیر اصلاح
کے خوشی خوشی رُج کریں اور سنرٹ صاحبہ کا یہ فقرہ ایک ہمعصر کے
متعلق قائم رہے وہیں کہ تمہید میں جو وہ اس مضمون کو دوبارہ شائع کرنے
کی لکھی ہے وہ محض غلط اور سخی معلوم ہوتی ہے۔“

شاید مضمون نگار کو الہام کا یہی دعوے ہے کہ تمہید لکھنے والے کی
وجوہات کے غلط اور فرضی ہونے کا علم انہیں ہو گیا۔ اگر اس کے جواب
میں کوئی الہام مضمون نگار کے متعلق بھی کہے ہو اور وہ اس کا اظہار کر دے
تو شاید مشکل آپڑے مگر یہاں تو اب بھی اس ضروری رُج غلط فہمی کے بعد یاد
بات بڑھانا پسند نہیں۔ ورنہ کہتے کہ تو بہت کچھ گنجائش ہے +

نڈاندہ مارا سر جگ نبست دگر نہ مجال سخن تنگ نیست

آگ کی احتیاط

پہلے بچوں کو آگ کے پاس چوڑا سخت غلطی ہے اور کپڑوں کو بھی آگ کے قریب خشک کرنے کے واسطے لٹکانا ٹیک میں جتنا باہر چٹان کی آگ بجھایا اچھی طرح دبانہ دیکھائے سوسے کے واسطے بستر پر ہرگز نہ جانا چاہیے اگر خدا نخواستہ کسی کپڑے میں آگ لگ جائے تو فوراً اس کو کسی چیز سے دبانہ چاہیے۔ کیونکہ آگ بغیر ہوائے میں جل غلطی ہی ایسے شخص کا جسکے کپڑے میں آگ لگ گئی ہو خوفناک ہے۔ ہاتھ بدتر سے بدتر کام ہے جو بھڑکے ہوئے آگ کے شعلہ کو اور تیز کرتی ہے۔ جب کسی گھر میں آگ لگ گئی مشرّع ہو تو سب سے پہلے یہ کام ہے کہ تمام آدمیوں کو اس سے محفوظ کر دینا یا بیٹے اگر دیکھو کہ دھواں بہت زیادہ ہو گیا ہے تو ایک آدمی کو مال اپنے اوپر چوں کے منہ اور ناک پر لپیٹ لو اگر کھڑا ہر نچے میں آگ کے اندر سے گزرنا ہے تو سر اور منہ پر ایک ہیگا ہوا کپڑا لپیٹ کر جاؤ نیکری کا پانی آگ بجھانے کے واسطے اکیتر بات ہوا ہے۔

اگر دیکھو کہ کیمپ جلتے جلتے بگڑ گیا اور ہمیں آگ لگ گئی تو مٹی بھر کر تنک ٹول دو کسی ایسی میز یا تخت پر جو بٹا ہو کیمپ رکھنا نادانی ہے۔ اور کسی ایسے بچہ کو لپیٹے پاس بٹھانا جو سمجھ ہے اس سے زیادہ نادانی ہے۔ جب آندھ کی کے دن ہوں یا ہوا تیز چلتی ہو تو آگ کی بہت احتیاط کرنی چاہیے کوئی چنگاری ہوائے اڑنے نہ پائے خصوصاً ان گھروں میں جہاں روٹی گھاس پھوس وغیرہ بالکل باہر ہوں۔

(ترجمہ)

خبر کی ایجاد

پیاری بہنوں! آج میں نہیں اجنا کے پیدائش کی لمبپ کمان سنائی ہوں غور سے سنو اور سمجھو کہ بڑی بڑی چیزوں کی ایجاد اکثر جھوٹی جھوٹی باتوں سے ہوتی ہے لیکن وہی چیزیں کچھ دن بیٹھے پر ملک کے لیے نفاذ اور قوم کا ماتہ پیر بن جاتی ہیں ان سے ان کی آرزوئیں وابستہ رہتی ہیں اور ایسے ایسے مشکل مسئلے حل ہو جاتے ہیں جن پر صدیوں سے تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

اجنا جس سے آج کل ملک اور قوم کی آرزوئیں پروان چڑھ رہی ہیں، جو انڈیا میں مذہب اور تعلیم یافتہ گروں میں میز کی روٹی بڑھا رہا ہے، جو سرکار سے ہائے جانر حقوق دلوا رہا ہے، جو برسہا برس دروازہ پر محبت کر کے تہذیب کو سنوار رہا ہے، جو ہم عمر توں کو کس پست حالت کے اُبار رہا ہے اور جو پانی مذموم باتوں کو نئی تہذیب کی خیراد چرپٹا کر جھیل جھال کر خوب صورت بنا رہا ہے انگلستان میں پیدا ہوا اور تم کو سنکر حیرت ہوگی کہ اس کے ایجاد کا سہرا نوابوں، شہزادوں اور رئیسوں کے نوکروں کے سر بندھا ہے۔

لندن میں کچھ دنوں پہلے یہ کسور تھا کہ وہ لوگ جنکو خدا نے چھٹی قسمت والا بنایا تھا اور جو وہ پیسہ کی طرف سے بے فکر تھے موسم بہار کا زمانہ شہر کے باہر دیہات میں گزارتے، بار کا مزا لوٹتے اور تندرستی کا زیور پہن کر شروع جاڑے میں خنہر چلے آتے تھے حسن اتفاق سے جاڑے ہی کے زمانہ میں جنگ ہ پانیہ چڑھ گئی

لندن میں ہر خاص عام کو بس جنگ سے بڑی لچبی تھی، نئی باتوں کے لئے کان ہر وقت فکڑ رہتے تھے اور تازہ خبریں سن سکر طعنت حاصل کیا کرتے تھے مگر جبکہ جنگ کے طول پکڑ اور گرمی کا موسم آ گیا تو دماغ کے امرا اپنی عادت کے موافق دیہاتوں میں نکل گئے، لیکن شکل یہ آن پڑی کہ وہاں لڑائی کی کافی خبر معلوم نہیں ہوتی تھی اور جوائنٹل پڑتی، سنی سنائی معلوم ہی ہو جاتی تو اس کا مشکل سے یقین آتا۔

ضرورت ایجاد کی جا رہی ہے، ایک نہایت صحیح اور مستند مقولہ ہے، اور اسی اصل کو مدنظر رکھ کر ان امرا نے اپنے اپنے خادموں کو شہر کے اندر تازہ خبروں کے لیے اپنے دوست، اشتہار، فریڈ و آفاریج کے پاس خط و کیر ہیجنا شروع کیا۔ خاص اسی کام کے لیے ایک بڑی جماعت روز لندن جایا کرتی اور ان خطوں کے جواب میں جنگ کی تازہ خبریں لایا کرتی، خدا کی دین کو یہاں اتفاق ان خادموں کے دماغ میں اس قدر داخل ہونے لگا کہ ایسی روشنی ہو پائی کہ ان بہوں نے ان مجلس قائم کر کے اپنے مالکوں کے نظر میں مغرور اور سرخرو ہونے کی ایک نئی ترکیب نکالی وہ ان خطوں کو جن میں لڑائی کا ذکر ہوتا چاک کر ڈالتے جنگ کے متعلق جو خبریں ہوتیں جن کو اکٹھا کرتے اُسے دیکھ کر بچوں پر تحریر کرتے اور اپنے آقائے بیک پہونچا کر انعام حاصل کرتے، چونکہ اس ترکیب سے بہت زیادہ خبریں ایک شخص واحد کو مل کر تھیں اس لیے سب کی نظروں میں یہ بات کہیں گئی اور دن دن اس میں خلی ہی خلی دکھائی دینے لگی، جب نوکروں کی جماعت نے یہ دیکھا کہ روزی کمانے کا دولت بٹورنے کا اور عزت

ماہل کرنے کا یہ ایک نہایت نفیس اور نیا آلہ ہے، تو اس نے زائد پرچے لکھ کر
دوسرے دوسرے دو ہند لوگوں کے ہاتھ قیثا فروخت کرنے شروع کر دیے
جب روپیہ کی پالش پڑی اور ہری ہری سوچنے لگی، تو کمری قید معلوم ہونے
لگی محکم رہنا دوہرہ ہونے لگا۔ اس پر عقل نے کی رہبری پس پر کیا تھا
وہ ارگ ہٹ پٹ نوکری کو مستخارہ دیکر اپنا خاص مقرر قائم کر کے اجار نکالنے
لئے، جب پر جاڑا شروع ہوا دیہات میں آرام کی زندگی بسر کرنے والے
قدرت کا نظارہ کرنے والے، سبزہ زار کا لطف اٹھانے والے حشر کو پرے
ان کے واپس مہنے کے کچھ دن پیچھے جنگ بھی ختم ہو گئی مگر جگہ کا سلسلہ
نہ ٹوٹا حالات جنگ کی جگہ اب اس میں مختلف قسم کی خبریں تھیں۔ اور
نئی جینے لگیں جوں جوں علم کی روشنی بھیلی گئی اجار عوام میں اک نئی
صورت جلوہ گر ہونے لگا اور اسکی مانگ بہت زیادہ ہونے لگی، پہلا
ایک خیراتی فرمائش کیوں کر پوری کر سکتا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری دوسری
جامعت مختلف قاعدے اور ضابطے کے ساتھ اجار نکالنے لگی، تو اس
معززہ کم کی پہل نوکروں کی جماعت ہوئی۔ مگر پر پڑے بڑے نوابوں اور
 رئیسوں کو اس کام کے کرنے میں عار نہ آئی۔

ابتداء میں ہفتہ وار اجار شائع ہوتے تھے مگر پھر کچھ روز بعد ہفتہ میں دو
 مرتبہ چھپنے والے اجار بھی نکلنے لگے۔ سب سے پہلا روزانہ اجار اسپیکٹر
مٹا جسے اسٹیل نے ایڈریس کے صلاح سے نکالا تھا اور جس میں زیادہ تر مضمون

۱۔ اگر بری راں بہت شاعر اعلیٰ درجہ کا تانا و مدیا کرتا تھا،

۲۔ اسٹیل ایڈریس کا دوست تھا اور خود ہی صاحب قلم تھا +

انہیں ہی کے قلم کے جوتے تھے یہ اخبار اتنا مقبول ہوا کہ شروع ہی میں اس کی اشاعت تین ہزار روزانہ کی تھی اور جس سال اسٹامپ ایکٹ جاری ہوا ہے اس سال اس کی تعداد چار ہزار روز کی پہنچ چکی تھی حالانکہ ان دنوں گلستان کی آبادی آجکل کی آبادی سے چھ گنی کم تھی اور اب تو اس قدر کثرت ہو گئی ہے کہ دن میں دو بار شائع ہونے والے اخبار ہی کثرت سے چھپتے ہیں۔ ہمارے محاسب اس ماہواری اخبار کا نمونہ ہے جہاں دس صدی میں معمولی اخبار سے جدا کروایا گیا اور جس میں اب مختلف خبروں کی بگڑا ہوا بیسندہ اور ملکی مضامین شائع ہوتے ہیں +

دیکھا بہنوں یہ تھی اخبار کی راز کمانی جو میں نے تم سے کہہ سنائی اگر وقت نے اجازت دی اور تم نے پسند کیا تو میں نئی نئی چیزوں کی ایجاد کی دیکھ کمانی، جھل نہیں چلی، تمہیں اکثر سنائوں گی۔

نہت سید رمضان علی تحصیلدار

انے سیر صبح لے گہوارہ جنبان چمن	ہوا اگر تیر لگد، سوئے حوامان چمن
ان سے کہتا میری جانے لگا تھا شوق	ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں جو ماران چمن
اک گز قافہ سنے ہے کسائے کو سلام	اور یو جھپ ہے مزاج سرور بجان چمن
بیرہہ دیتا میری جانے کو بدھا نفرا	سیر گلشن ہو مبارک مست کو مرغان چمن
بیرہہ کہنا کھینچ کر سینے سے آد جا نگداز	ہے قفس میں ندوہ مرغ خوش الحان چمن
تھے چتا ہو چکا کچھ قفس میں اب غرب	آشیاں کہا کہاں کی فکر سامان چمن

ادائیگی فرض کی خوشی

نیک کلر کہنا اچھا ہے مگر نیک فعل اس سے بہتر ہے کیونکہ نیک فعل تو ایک جذبہ ہے اور نیک قول صرف ایک کلر ہی ہے اگر ایک قول و فعل ایک ذات میں جمع ہوں تو کیا ہی بات ہے۔

دنیا میں بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جو اپنے ادائیگی فرض میں بہت پابند ہیں سچ پوچھو تو فرض ایک مہربان اور مہرور ماں ہے۔ اگر ہم اس کے قربان ہو کر اور ملک حلال ہو جائیں تو ہم کو بہت خوشی اور لا انتہا اطمینان بخش کھتی ہے۔ ماں کی ہمیشہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کے بچے بڑے ہو کر دنیا میں سکھانام روشن کریں۔ اسکی تربیت کی داد دیکھنا ہے اور جو لوگ انکو لالچ کے دشتوں میں گمراہ کر کے اس کے ہاتھوں میں پھنس گئے ہیں ان کی وہ مدد کریں۔ ہماری دوسری ماں فرض کی خواہش ہے کہ ہم کو کار آمد بنائے تاکہ ہم ان لوگوں کی جگہ ہماری مدد کی ضرورت ہے مدد کریں اور عام طور سے اس خوش اور باشاں دنیا کو اپنی کوششوں سے اور بھی زیادہ بہتر بنائیں۔ اپنے فرض کو ادا کرنے سے بے انتہا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ گو ہم کتنے ہی ذلیل طبقہ میں پیدا ہوئے ہوں یا ہو گئے ہوں ہم سب کو اتنا وقت اور موقع مل سکتا ہے کہ ہم نیک کام کر سکیں۔ اگر کوئی مہربانی عقلندی۔ ملائمت۔ خوش مزاجی۔ فیاضی۔ ہمدردی اور محبت کے افعال کرتا ہے تو وہ صرف اپنے فرض کو ادا کرتا ہے۔ اگر ہم کوشش کر کے

کسی کے غم و مصیبت میں مدد کریں یا اگر کسی کی زندگی کو روشن بنادیں تو ہم صبر دنیا اور زندگی کی بڑی تعمیر میں اپنا حصہ لیتے ہیں۔ اگر ہم دوسروں کے لیے کسی سطح زندہ رہیں۔ سطح اپنے لیے رہتے ہیں تو گویا ہم اپنی مہربانی ماں "فرض" کی خواہشوں کی قربان داری کرتے ہیں۔ جب ہم اپنے نورانیات کی رہنمائی سے اپنی فیاضی ماں کی قربان داری کرتے ہیں تو وہ ہم پر مسکراتی ہے۔ یہ ہمارا دل ہی ہے جو ہم کو بتاتا ہے کہ ہمارا کام کیا ہے اور کیا نہیں جو ایمان بتاتا ہے اس پر چلا اور سب کچھ ٹھیک ہو گا۔

ایک شخص کا فرض ادا کرنا یہ ہے کہ اس سے سب محبت کریں۔ اکثر سیدھے سادے ایماندار عرب لوگ ہوتے ہیں جو خوش رہتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ اپنی پیاری اولاد کے لیے محنت و مسقت کرنے کو یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیا میں وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جو ادائیگی فرض کی خوشی کے منے خوب جانتے ہیں +

ہر شخص ایک ایمان رکھتا ہے جو اس کو بتاتا ہے کہ یہ کام اچھا ہے یہ برا ہے اس کی پیروی کرو ورنہ تم کبھی ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

ترجمہ

(چار جس کا بچہ مائے) اما میرنگ کا دھواں کہاں چلا جاتا ہے ؟

(ما) اوپر ہوا میں چلا جاتا ہے۔

(بچہ) وہاں سے پھر کہاں جاتا ہے۔

(ما) آسمان پر

(بچہ) تو پھر اس مایاں کا دم نہیں گھٹتا۔

جوؤں کا علاج

عام طور پر دو قسم کی جوئیں دیکھنے میں آتی ہیں سیاہ یا سفید یہ سر کے بالوں اور کپڑوں میں رہتی ہیں اور ہمیں انڈے دیتی ہیں جنہیں لکھیں کہتے بعض دفعہ ان کی کثرت سے گھجائے گھجائے زخم برعاطے ہیں۔ بہتر علاج یہ ہے کہ میٹروپیم سے بالوں کو اچھی طرح ہگھو کر ایک ٹی بانڈہ دیں اور دو بجے کے بعد گرم پانی اور صابون سے دھو ڈالیں نیم کا تیل بازاروں میں عام طور پر بکتا ہے یہ بھی جوؤں کے مارنے کے واسطے بہت اچھا ہے مگر اسکی بوجھت سخت ہوتی ہے اس کے بعد بھی گرم پانی اور صابون سے سر ہلوانا چاہیے سر کو بھی جوؤں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اگر بدن میں بڑیں پڑ گئی ہوں تو سہاگہ اور پھٹکری گرم پانی میں اچھی طرح ملا کر نہا لیں۔ اور میلے کپڑوں سے بالکل الگ رہیں۔ سیلا کھیلار ہٹایا ایسے شخص کے پاس بیٹھنا جسکے جوئیں پڑی ہوں نہ چاہیے۔

برسات کے دنوں میں اگر احتیاط نہ کی جائے تو بھیگنے سے بالوں میں بہت جلد جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کی طرح جاڑے میں بنیان بارونی کا کپڑا زیادہ روز تک جسم پر رہنے سے جوئیں پڑ جاتی ہیں +

دوسرے خاں یکو تر پکے ہے چار رس کی لڑکی کہا چکل تو الگ بیٹہ کر روئے لگی۔
(مسا آیوں روتی ہے)
(بیٹی) کہو تر اچھی طرح نہیں مرے میرے پیٹ میں ٹر رہے ہیں۔

اٹھو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام عین شباب پر تھا۔ اس کے تمام حصّہ قوی تھے۔ اس کے ہر رگ و پیشہ میں صحت کا خون رواں نہا۔ اس کے رخصد و پیر فرمودی اور خوش اخلاقی کا غارہ لگاتا۔ وہ زمانہ محض مذہبی اور اخلاقی ترقی کا زمانہ نہ تھا بلکہ علمی اور عینی ترقی کا زمانہ تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اضر الذکر کے ساتھ اخلاقی ترقی وابستہ ہے اور اخلاقی ترقی مذہبی ترقی ہے۔ اس لحاظ سے اسلام نے بڑا کام جو ترقی کے لیے کیا وہ اشاعتِ علم کا تھا۔ اور سب سے بڑی خوبی جو اسلام میں تھی وہ یہ تھی کہ ہر صیغہ میں علمِ عمل میں فنِ سپہگری میں الغرض ہر ایک بات میں ان لوگوں نے وہ ترقی کی جس سے بچہ و اطفال ہے۔ یہ ترقی صرف مردوں تک محدود نہ تھی بلکہ عیسوی عورتوں کا بھی بہت کچھ حصہ تھا۔ اور وہ ہر بات میں مردوں کے قدم بقدم چلتی تھیں علم سے بہرہ ور بہتر سے واقف یہاں تک کہ فنِ سپہگری میں (جو مردوں ہی کا حصہ سمجھا جاتا ہے) سے بھی اکثر ماہر تھیں۔ اور اولاد کی تربیت تا بہت اعلیٰ درجہ کی کرتی تھیں۔ خائلی اور عام معاملات میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں تعلیم کا وہ شوق تھا کہ قوم کے بچوں کو درس دینا فخر سمجھتی تھیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی اور مجاہدوں کی سرسدر سانی بھی ان ہی کے ذمہ ہوتی تھی۔ اب یہ حال ہے کہ ان کے قوائے جسمانی اور روحانی اقتدر

پست اور بیکار ہو گئے ہیں کہ مردوں کو ان کے فرائض اور ان کے اخلاق کی پاسبانی کرنی پڑی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ قوی گاڑی میں دوسرے گھوڑے کے کام دیتے، اسٹے مرد و نیر لکھا بوجھ بھی ڈیڑ گیا جن تریہ ہے کہ صدیوں کی رستی اور دولت کے بعد ہمارے مردوں نے تو خواب غفلت سے ابھریں کولی میں مگر عورتیں ابھی بیدار نہیں ہوئیں۔

معزز ہنرمیں معلوم رہے کہ مرد ہتھاری رفاقت کے بغیر قومی ترقی کا بیڑا نہیں اٹھا سکتے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آئندہ نسلوں کو آدمی بنانا محض ہتھارے ہی ہاتھ میں ہے۔ تم اسلامی فوج میں بجائے سرداروں یا سپاہیوں کے ہو۔ اپنا فرض منصبی تندہی سے ادا کرتی رہو انکو بہت اور محبت کی غذا اٹھلاؤ تو میدان کارزار میں وہ خود ان مشکلات زمانہ سے جو ہر ایک قوم کو ترقی کے دشوار راستہ میں پیش آتی ہیں سینہ سپر ہو گئے۔ تمکو ان کے اخلاق کی اصلاح بچپن ہی سے کرنی لازم ہے۔ گھروں کا انتظام کر دو اور انکو امن کا گہر بنو۔ انتظامی کثافت کو اپنے انتظام خانہ داری اور سلیقے سے دور کر دو۔ اپنے شوہروں کی خوشنودی کے لیے سعی طبع کر دو۔ انکو قومی اصلاح کی دھن لگا دو۔ تمکو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ مردوں کی موجودگی میں جو بچارے سارے دن کے تھکے ہارے گھر میں امن کی تلاش میں آتے ہیں کوئی ایسی بات نہ کر دو جو انکو کر دہی معلوم دے حتیٰ الوسع یہی کوشش کرو کہ فساد ہتھاری چار دیواری سے دور ہی رہے جب تم ان باتوں پر کار بند ہو جاؤ گی تو ہم دیکھو گی کہ تمہاری اس قوم کے دن

پیشے اور تھامی پیاری قوم اس دنیا کے افق پر سوچ کی، نندہ کھینے لگی۔
 یہ سمجھ رہی تھی کہ یہ باتیں بغیر محنت کے حاصل نہیں ہو سکتیں محض کہنے
 سننے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ علی طور پر کچھ کر کے دکھانا چاہیے۔ جہاں تک
 ہو سکے تعلیم حاصل کرو اور اس محدود دائرے میں جہاں تک تمہاری سہولت
 ہو اسکو بیلانے کی کوشش کرو۔ برائے خدا بچوں کو تعلیم دینا بھی اپنی رشتہ
 میں شامل کر لو اور اپنے پیارے شوہروں کو ویسے ہی زور کے ساتھ اپنے
 بچوں کی تعلیم پر مجبور کرو۔ جیسا تم ان کی سنگینوں یا باہت دیونیر کیا کرتی ہو۔
 اب غور طلب بات یہ ہے کہ ہم تعلیم کیسے حاصل کر سکتے ہیں اور ہماری
 تعلیم کیا ہونی چاہیے۔ اس اہم مسئلہ پر کچھ سمجھتے ہوئے میرا قلم جھکتا ہے
 مگر میں بلاتامل چند برے بے خیالات ظاہر کرتی ہوں۔

میں جانتی ہوں بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ وہ میں کوئی تعلیم
 نہیں ہو سکتی۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ جہد تعلیم کی ضرورت ہمیں اس وقت ہے
 وہ بہت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ موجودہ صورت میں یہی بہتر معلوم ہوتا ہے
 کہ جہد تعلیم یا نہ عورتیں زمانہ درگاہوں سے نکلیں ان کا فرض ہونا چاہیے
 کہ وہ اجرت پر یا شوقہ اپنی ناخاندہ بہنوں کو سبق دیا کریں۔ اور بھوکھا چائے
 نہ ہم اپنے تعلیم یافتہ بھائیوں اور شوہروں سے ہمیشہ نئی باتیں پوچھا
 کریں۔ اور اگر موقع بن پڑے تو ان کے سبق حاصل کرنے سے گریز نہ کریں۔
 مذہبی تعلیم حاصل کرنا ہمارا سب سے بڑا فرض ہونا چاہیے۔ اس سے نہ صرف
 بھوکھ پیارے مذہب کا کافی واقفیت حاصل ہوگی بلکہ یہ سکھو اخلاقی سبق

بھی سکھائیگا اور ہم اپنے معذرتوں کے اخلاق سیکھ سکیں گے +

تعلیمی نصاب کی نسبت میں صرف اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے بچے وہ کتابیں جو آجکل سکولوں میں جاری ہیں نہایت اچھی ہیں۔ ان میں کسی قسم کی بد اخلاقی کی بات پیدا نہیں ہوتی۔ ہم کو چاہیے کہ ہم اتنی قابیلیت حاصل کریں کہ ہم سائنس وغیرہ کے اچھے اور مفید اصول اپنے مردوں کے بچھائے سے سیکھ سکیں۔ تاریخ کا مطالعہ ہمارے لیے بہت مفید ہے +

ترتیب اولاد کا خیال سب پر مقدم ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہمارا سب سے بڑا فرض منصبی ہی ہے۔ میں موجودہ طریقہ تعلیم سے جو کچھ زنانہ مدرسوں میں رائج ہے کس قدر احتیاط کرتی ہوں۔ بے جا انگریزی پر زور دیا جاتا ہے حالانکہ آؤد ہماری ملکی زبان کا خاطر خواہ انتظام نہیں +

میں چاہتی ہوں کہ اس بارے میں عصمت میں اور ہمیں ہی اپنے خیالات ظاہر کریں +

ممتاز جہاں بیگم

ہم اس سے پہلے ہی نامہ نگار عصمت کو متوجہ کر چکے ہیں اور اب پیر یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ مضمون نگار زبان کا خاص طور پر کاٹ رکھیں۔ موٹے موٹے لفظوں کا استعمال کرنا جو لڑکیوں کی سمجھ سے باہر ہو ہم ہرگز پسند نہیں کرتے مضمون نگار جو یاں اگر مضمون لکھ کر اپنے کسی عزیز کو دکھائیں تو مضائقہ نہیں لیکن عورتوں کے برہ میں جانشک ہو سکے زبان دہی ہونی چاہیے جو ہم روزمرہ بولتے ہیں + (ایڈیٹر)

رگستان کی روٹی

(۱) اناؤں کی سب قسموں میں شاید چھوڑے کا درخت بہت مشہور ہے اُس کے پھل کو کھجور کہتے ہیں جو لوگ افریقہ کے بڑے رگستان کے کناروں پر اور عرب کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں انکی یہ خوراک ہے کھجور کا درخت ان کے پتے ایسا ہی کارآمد ہے جیسے کہ اونٹ نہایت مفید جانوروں میں سے ہے اور یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہت سی حالتوں میں اسپرٹان کی زندگیوں میں سے ہے۔ کیونکہ وہ ان مقامات پر اگتا ہے جہاں اور کوئی خوراک پیدا کرنے والا درخت یا پودہ نہیں اُگ سکتا۔

(۲) اس درخت کا تنہ پتلا ہوتا ہے جبکی اونچائی نو سے یا سو فٹ تک پہنچ جاتی ہے اسکی چوٹی پر پتوں کے گچھے بارہ فٹ لمبے ہوتے ہیں جن کے کناروں پر مثل پر کے بھال لگی ہوتی ہے۔ ان پتوں اور تنے کے درمیان پھل کے خوشے لگتے ہیں جن کی اُس ملک کے لوگ بہت قدر کرتے ہیں۔

(۳) اکتوبر میں کھجوریں پک جاتی ہیں بعض درختوں میں میں گچھے پیدا ہوتے ہیں مگر قاعدہ یہ ہے کہ آٹھ سے دس تک پیدا ہوتے ہیں۔ ہر گچھے کا وزن بارہ سے جتن پونڈ تک ہوتا ہے۔ جنوبی یورپ میں جسطرح سے کہ انگور کی فکر ہوتی ہے یا اٹھکستان میں گیہوں کی فصل کی یا بنگالہ میں چاول کی اُسی طرح سے یاں کھجور کی فصل کیطرت اُمید لگی رہتی

اگر وہ بس کسی آجائے ہے تو عرب میں قحط کا خوف ہوتا ہے۔

(۴۷) یہ پھل تازہ بھی کھایا جاسکتا ہے۔ مگر بہت سی مقدار کھجور کی خشک کچا قی ہے اور جب ستھ بنائے جاتے ہیں تو بطور غذا کے کام دیتے ہیں۔ یہ سن تک کہ یہ سنے یہ سوئی فصل آجاتی ہے۔ کھجور کہ ریگستان کی دلی کہتے ہیں۔ غلستان کے لوگ ان میلونوسکھا کراؤسیکرا ایک قسم کی ردلی بناتے ہیں اور اداوی کے لوگوں کی بسبب حصہ میں سے انہیں حصوں کی ردلی سال کے زیادہ حصوں تک اسی سے چلتی ہے۔

(۵۱) جب دخت میں برس کے ہوتے ہیں تو پورے تہ کو پہنچتے ہیں۔ اور کامل طور سے بہتے چل دیتے ہیں جب تک کہ ان کی عمر ستر برس کی نہ ہو جائے یہ وہ بگڑنے شروع ہوتے ہیں اور دوسو برس کی عمر کے بعد خشک ہو جاتے ہیں۔ عرب والوں کے لیے کھجور کے دخت کی برکتیں بے شمار ہیں اس کے پتوں کا ٹھنڈا سایہ ان حنت گرم ملکوں میں اچھا ہوتا ہے۔ آدمی اور اوت اس کے پھل کھاتے ہیں اس کے تنہ سے ایک ٹھٹھا عرق حاصل ہوتا ہے۔ اس عرق کو کھجور کے دخت کا دودھ کہتے ہیں۔ اور جس سے شراب بھی بن سکتی ہے۔ اس کی لکڑی سے ایندھن اور جوہر پڑے ہتے ہیں۔ سیلابیاں ٹوکرسے اور بسترے اور سب قسم کی اشیاء پر تلوں کے دیشوں سے بنائی جاتی ہیں۔ فی الحقیقت عرب داسے یہ نہیں سمجھ سکے کہ کوئی قوم بغیر کھجور کے کیسے زندہ رہ سکتی ہے۔

(۵۶) ایک عربی عورت کا دلچسپ تعجب بیان کیا جاتا ہے جو ایک لیڈی

کی نوکری میں انگلستان گئی تھی۔ وہاں کئی برس تک ہی ایک زمانے کے حد یہ عورت اپنے ملک میں پہنچی جہاں اسکو ایک بڑا سیلحہ اور زمانہ دیدہ بھائی ملا۔ اس کے دوست اس کی باتیں سننے سے کبھی نہیں ٹھکتے تھے اور سوالات پوچھتے چلے جاتے تھے۔ ان کے جواب میں وہ انگلستان کا حال اپنے ملک کے عہد گزشتہ امیر لوگوں اور اپنے دیکھے ہوئے بڑے بڑے تماشوں کا بیان اس کو بھرتی سے کرتی تھی کہ عرب والے اپنی ریگستانی زمین اور اس کے ادھر ادھر پہلے ہوئے چند چھوٹے چھوٹے گاؤں سے نفرت کرنے لگے۔

(۱) مگر بے چینی کی یہ حالت مدت تک نہ رہی کیونکہ اس عورت نے ایک دن یہ کہہ دیا کہ اس خوش ملک میں یقیناً ایک نقص ہے۔ میں نے اپنے باپ کا مشہور درخت کھجور کا بہت تلاش کیا مگر نہ ملا اور دریافت کر فرسی معلوم ہوا کہ انگلستان میں کھجور کا درخت ایک ہی نہیں ہے۔ وہ ملک بغیر کھجور کے اس کے دوستوں کے چہرے اسی خیال سے روشن ہو گئے۔ انہوں نے کہا آہ خیر اب توہ لت بدل گئی۔ اب ہمیں انگلستان میں رہنے کی خواہش نہیں۔ وہاں تو کھجور نہیں ہوتی۔ ہم کو بچا رسے انگریزوں پر سخت افسوس معلوم ہوتا ہے۔ فقط

ترجمہ خاتون

۱۱۔ انچ کا ایک فیٹ۔ تین فٹ کا ایک گز۔ ۲۲۰ گز کا ایک فرلانگ۔
۱۰۱۔ فرلانگ ۶۰ گز کا ایک میل۔

کام کی باتیں

(۱) - کھجور اگر کیجک کاٹ کھائے تو سونے کی پٹری۔ یا تنک وغیرہ
پیس کر لگا دیں اور اگر بڑا یا تھوڑا تنک مار دے تو دیاسلانی کا مصالہ
لگا دینا بہت مفید چیز ہے +

(۲) - ہینگ کو تیل میں اچھی طرح حل کر کے اگر والدین تو دیکھ دہانے
فوراً دور جو مائے گی

(۳) - ایس صاف کرنے کا طریقہ۔ پہلے استری کو گرم کر کے لیس کی چھریں
وغیرہ نکال کر صاف اور سیدھا کر لو اس کے بعد تھوڑا سا زیتون کا تیل پیرو
اب ایک برتن میں پانی بر کر لیس اور صابون کے بہت چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے ڈال کر آگ پر رکھ دو اور خوب پکے دو۔ پھر اتار لو۔ اور دھو ڈالو۔

ہم۔ ریشمین یا مہین کی پٹریوں کی سلانی میں اگر کھنچ آتا ہو تو ایک سخت کاغذ
کا ٹکڑا کپڑے کے نیچے رکھ دینا چاہیے۔ سلانی کے بعد کاغذ نہایت
آسان سے علیحدہ ہو جائیگا +

۵۔ ہانی کو مستحکم اگر کرنی ہو تو رات کو ایک گھاس میں لیکر مصری کا
ٹکڑا ڈال دو کسی جگہ رکھ دو صبح کو اگر ہانی کا رنگ بدلا ہوا ہو اور صاف
نظر آئے تو پانی خالص ہے۔ اگر پانی خالص نہ ہوگا تو رنگ بدلا ہوا ہوگا

بہن کی یاد

پیارے بہنوں کے بچھڑنے کا دردِ وقت کچھ وہی بہنیں اچھی طرح محسوس کر سکتی ہیں جنہیں بس قسم کے حادِ دین سے پالا پڑتا رہا ہو۔ ایک باپ کی دو بیٹیاں ایک ماں کی گود میں پٹی ہوئی لڑکیاں۔ ایک زمین ایک آسمان ایک مکان ایک چادر دیواری کے اندر پرورش پائی ہوئی بہنیں جب ایک دوسرے سے ضروریاتِ زمانہ کے مطابق علیحدہ ہو جاتی ہیں۔ تو اُن کی دردِ کلفت کو کچھ دردِ مند بہنیں ہی خوب سمجھ سکتی ہیں۔ آہِ بد قسمتی سے میری بہن بھی مجھ سے جھٹ گئی۔ بہنوں سے اسکی پیاری شکل دیکھنے کو جیستی ہوں۔ آہ بہن بہن پیاری بہن بے شک تو آرام میں ہے جیستی ہوں کہ تیرے رہنے کا مکان نہایت عمدہ اور نیک ہے۔ جانتی ہوں کہ تو اچھا بہنتی اور اچھا کھاتی ہے۔ اپنے گھر میں تو آباد ہے۔ تیرے شہر کی فضائیں جنت کی ہواؤں کو مات کرتی ہیں۔ تیرا شہر تیری سسرال خوش قسمتی سے بہت عمدہ جگہ ہے وہاں کے پہلے ہاتے باغ سرسبز شاؤں اور شیریں چٹھے پاؤں کی قدرتی دلآویز نظارے پھر مرد و لڑکے کھلنے کے لیے کافی ہیں۔ مگر آہ تو اور میں ایک دوسرے کو دیکھ کر سرور نہیں ہو سکتے۔ میرے واسطے سب ہیچ۔

میں جانتی ہوں کہ تیرا تہرہ ہندوستان میں عروہ الہیلا (شری گنیش)

کہلاتا ہے۔ تیرے شہر کو ہندوستان کا نائب السلطنت اپنے قدموں سے موم
گرمایں رنگ اکیرنا تا ہے دہاں کی باد نسیم کے جھونکے دردمند دلوں کو
مطمن بناتے ہیں دہاں کی آب و ہوا کی ہر اداس جان بخش قوت ہے
دہاں کے سرخشاں کشیدہ کوہ سار کا نظارہ بکثرت و لغزیب ہے۔ مگر آہ
میں تو ادہم نہیں میرے واسطے سب ہیچ +

غٹھے چٹک رہے ہیں کلیاں کھل رہی ہیں۔ پائیں باغ کی کیفیت
روح افزا ہے۔ یاد مر مر نکھیلیاں کھلتی چلتی بے سستی ہوں کہ اکشر
طبیعتوں پر ان کا اثر ہو جاتا ہے۔ مگر آہ تیری بے نصیب بہن تجھ سے
بچھڑی ہوئی یتیم بہن کا دل اسی طرح پشمر دہ ہے۔ کوئی خوش کن زوالی
چیز اس کے مجروح دیر مر ہم نہیں لگا سکتی۔ کوئی لمبگی کا سامان
اس کے لیے دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اوتے سے اوتے اجیز
میری روح کو خوشوقت بنا سکتی ہے۔ صرف اسی صورت میں کہ تو ادہم
بہم کیجا ہوں۔ ورنہ سب کچھ ہیچ ہے۔

بہن آگ میں تیری پیاری اور من موہنی صورت دیکھوں۔ میں تجھی کو
پیاد کرتی ہوں اور تجھی کو چاہتی ہوں۔ میری انتہائے آرزو میرا دو بہرا
ارمان بس یہی ہے۔ کہ ایک دفعہ جی بہر کہ بچھڑی بہن سے ملوں۔ آگ
کاش موٹی مٹی کی دوٹائیاں جو پریشان ہیں۔ پھر کیجا ہو جائیں۔ بہن آ
کہ تجھے میں گلے سے لگاؤں۔ تیری محبت میرا ایمان۔ نیرا دیکھنا میری
نلاوت۔ تیری خدمت گذارا اسی میری عبادت۔ بہن آ کہ پشمر دہ دلوں کو

بہم ہو کر گفتہ کر لیں۔ آ آ پیچھے دیکھو کہ تیرے لیے میں کتنے دیکھیں ہوں۔
 تیرے دیدار کے لیے میری روح کس قدر شکست میں مبتلا ہے۔ جن دنوں
 سے صبر کر رہی ہوں کہ شاید ملاقات میسر آ جائے۔ مگر آہ صبر کے بعد پھر
 آخری منزل قبر ہے۔ اے خدا اے خدا جس نے یعقوب کے بچے کو
 ہونے فرزند یوسف کو اتنی عیبتوں کے بعد ہم ملایا تھا۔ کیا تیری مخلوق
 میں سے ایک تمیم لڑکی اس بات کی امید رکھے؟ کہ اپنی بھپٹری جن
 سے پیر ملے گی

راقیہ

منت خواجہ غلام قادر صاحب، مانٹھی

- ۱۱) وہ شخص جو بدلائل، بھٹ کرنا دیتا ہے۔ غری اور ہٹ دھرم ہے اور جو
 کہی ہو سکتا ہو یقین اور بے عقل ہے اور جو بحث کر کے جرات ہی رکھتا ہو آواز میں غلام
 (۱۲) جو شخص کبھی اپنی رائے دے کبھی اپنی غلطی کی اصلاح نہیں کر سکیگا۔
 (۱۳) جو شخص دوسروں کی بہلائی چاہتا ہے اس کی اپنی بہلائی پہلے ہو جانی ہے
 (۱۴) ہمارا خیال یا افعال جو ہم سے متروک ہوئے ہیں ہمارے اپنے بچوں کی طرح ہیں
 ہمارے بچے ہماری راستہ غلطہ رہتے ہیں اور ہماری مرضی کے مطابق سب کچھ کرتے ہیں۔
 بچوں کا گلا گھونٹ دینا ممکن ہے لیکن اسے افعال کا نہیں۔ وہ ہمارے بعد ہیں
 ہمیشہ تک۔ اس لیے ہم ہی انسان کو احتیاط سے کام لینا چاہیے۔
 (۱۵) بڑے رتہ کے شخص کے لیے جبکہ جتنا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اسکے
 کہ اس نے درجے کا آدمی اور پراوٹہ رکھے

ایڈیٹر کے کہتے ہیں

تہذیب نسواں موزعہ ۲۵۔ جون کے صفحہ ۳۰۲ پر میں مندرجہ ذیل جتاڑ
یڑھ کر نہایت متعجب ہوئی۔ اگر مہن سلطان بیگم صاحبہ کا یہ خیال ہے کہ مضامین
کا کام ایڈیٹر مرحوم کرتی تھیں تو یہ خیال غلط ہے مضامین کا انتخاب
اور انکا پسند و ناپسند کرنا اور انکی اصلاح یہ سب کام اجوائے اخبار کے
دن سے میرے ہی سپرد رہے ہیں اور اب تک میں ہی کرتا ہوں۔
مرحوم ایڈیٹر صاحبہ تہذیب سے ملنے کا بیچے کبھی موقعہ نہیں ملا۔
میں غالباً ہمیشہ ان کی دلی تلاح رہی اور ان کے وجود پر خیر کر کرتی
ہی کہ ہم عورتوں میں ایسی بیبیاں ہی موجود ہیں جو قدامت کے ساتھ
اجبار کی ایڈیٹری کر سکیں اور میں نے معتبر بہنوں سے جو ان سے
ملی تھیں یہ بار بار انکا نام ایڈیٹری میں محض نمائشی یا فرضی نہیں ہے
بلکہ حقیقت میں وہ سب کام ایڈیٹری کا اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔ اور
اپنے قابل اور ممتاز شہر سے صرف مشورہ کی امداد لیتی ہیں۔ یہ ظاہر ہے
کہ دور و نزدیک کی بہنوں میں جو ہر لحاظ سے مرجمہ کو حاصل تھی وہ اسی
عقیدت کی وجہ سے تھی اور سب بہنیں بے تامل مضامین انکو ایسوجے
بھیجتی تھیں اگر عام طور پر یہ معلوم ہوتا یا بہنوں کا یہ خیال ہوتا کہ ایڈیٹری
عملی طور پر ان کے شہر کے ہاتھ میں ہے تو باوجود اس کے کہ وہ ان کے

شہر کو بنا بزرگ سمجھتی تھیں۔ انہیں یہ حوصلہ نہ پڑتا کہ وہ بے تکلف لادکھ مصوموں
 پر جوہر یا خطوں میں دل کو نکر باتیں لکھ دیں۔ میں نے مرحومہ کی وفات کے بعد
 ایک آقہ سی خبر سنی تھی کہ مولوی ممتاز علی صاحب نے کسی سے کہا ہے یا میں
 چہو یا ہے کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مرحومہ کے گزر جانے سے اخبار کا کام بگڑ
 بگڑ جائیگا کیونکہ پہلے ہی ایڈیٹری چنداں مرحومہ کے ہاتھ میں نہ تھی مگر مجھے
 رنج بکارت نہیں آتا تھا اور میں سمجھتی تھی کہ کسی دشمن نے محض حسد کے
 بارے میں دیکھ کر کہ مرحومہ کی وفات پرستورات کے ہر طبقہ میں بچا ماقہ ہو
 ہے جس سے مرحومہ کی عظمت ثابت ہوتی ہے یہ بات اڑادی ہوگی مادل
 تو یہ میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ امر واقعہ یہ ہی تھا کہ علی طور پر ایڈیٹری
 مولوی صاحب کے ہاتھ میں تھی اور دوسرے مجھے یہ خیال آتا تھا کہ اگر آپ
 ہو بھی تو یہ ایک ایسی راز کی بات ہے کہ کوئی متین شخص اپنی ایسی لائق ہو
 کی وفات کے بعد سکون زبان سے نہ نکالے گا۔ لیکن جو سطریں میں نے اور نقل
 کی ہیں جب یہ عبارت میں نے خود تہذیب کے صفحہ نمبر مولوی صاحب کے
 دستخط کے ساتھ بھی ہوئی دیکھی تو مجھے کئی طرح کی حیرت کا سامنا ہوا اور اب تک
 بھی میں دل میں اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکی کہ اصلیت اس معاملہ کی کیا ہے
 ایک خیال تو یہ آتا ہے کہ یہ فقرے مولوی صاحب نے محض اس خیال سے
 لکھ دیے کہ یہ اعتراض منع ہو جائے کہ اخبار تہذیب میں مضامین کے
 انتخاب میں وہ احتیاط نہیں رہی جو مرحومہ کے سامنے تھی۔ اور اس کی
 اشاعت پر کوئی برا اثر نہ پڑے۔ اور دل یہ چاہتا ہے کہ کاشق ہی

و جب ایسی تحریر کی ہو گو ایک ذرا سے نقصان سے بچنے کے لیے ایسا لکھنا
مولوی صاحب کی شان کے لائق نہیں اور اگر خدا نخواستہ حقیقت وہی ہو
جو مولوی صاحب تحریر کرتے ہیں تو مجھے فقط یہ افسوس ہے کہ میری دو
سینکڑوں اور سینوں کی وہ خوشی کہ ہم بھی ایک نامور ایڈیٹر طبقہ انسان
اس گئے گذرے زمانہ میں پیدا کر چکے ہیں خاک میں بچائے گی اور ہمیں
مالوسی کے ساتھ یہ کہنا پڑے گا کہ ہمارے ایسے نصیب کہاں تھے کہ یہ
داد واقعی طور پر ہماری ایک بہن کو نصیب ہوئی اور ہمیں شاید ابی ایک
مدت تک انتظار کرنا پڑے گا کہ ہم میں ایسی لائق بہنیں نکلیں جن کے علمی
کارنامے روز روشن کی طرح چمکیں اور ان کی نسبت کیسے یہ سوال کرنے کی
مجال ہو کہ یہ ان ہی کے کارنامے تھے یا انہیں کسی اور کی بھی شرکت تھی
آخر میں منہ نیت ادب کے ایک سوال مولوی صاحب بذریعہ آپ کے پرچہ کے کرتی
ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایڈیٹر کہتے ہیں؟ یہ سب امور جنکا مولوی صاحب نے
مرحومہ کی زندگی میں اپنے متعلق ہونا بیان کیا ہے وہی میں جمایڈیٹر کے
خاص فرائض ہیں۔ باقی کسی مضمون کا لکھنا یا نہ لکھنا یہ ایڈیٹر کی خوشی کی بات ہے
اور اس بارہ میں ایڈیٹر کی حیثیت خود ہی کم و بیش دوسرے مضمون نگار دیکھی
سی ہوتی ہے ”مرحومہ کی ایک بہن“

ہم کوئی مضمون صحت میں آیا اور کتنا نہیں چاہتے جو عیدیا و عجیب نہ ہو۔ اس سے پہلے مضمون
اس سلسلہ میں تندیب القوال کے متعلق ایسے لکھے گئے جس سے تاہرین صحت کو کوئی خاص
فائدہ نہیں ہو جوتا اس لیے ہم تیارہ و درست کر رہے ہیں کہ اس سلسلہ کا کوئی مضمون درج ہو۔ خواہ
تندیب ہا۔ سی است کہ یہ ہی لکھے۔ امید ہے کہ نامہ نگاران عطیعت اس کا لحاظ رکھیں گے
ایڈیٹر

صفائی

سٹرک جو مادوں اور میل کھیل کے ذرات ہمیشہ ہوا میں گھومتے رہتے ہیں۔ یہ ذرے سانس کے ذریعہ سے جسم کے اندر پہنچنے کے علاوہ جسم کے باہر بھی جسم سے خارج ہوتے ہیں۔ اس سے صحت پر بہت برا اثر ہوتا ہے۔

جسم کے اندرونی فعلیات مختلف طریقوں سے خارج ہوتے ہیں۔ ذریعہ نجات جو ہمارے سانس کے ذریعہ اندر پہنچتے ہیں وہ تو سانس ہی کے ذریعہ خارج ہی جاتے ہیں۔ بعض فعلیات پسینہ کی صورت میں خارج ہوتے ہیں ان ہی فعلیات کے نکلنے کے واسطے جسم کی بالائی جلد میں بیشمار چوٹے چوٹے سوراخ رکھے ہوئے ہیں جن کو مسامات کہتے ہیں بعض حصوں میں تو ان سوراخوں کی اتنی گنت ہوتی ہے کہ صرف ایک اتنے مقام پر جو ایک انہنی میں دھکے دیں تین ہزار مسامات ہوتے ہیں۔ ان ہی لاکھوں سوراخوں میں سے ہمیشہ پسینہ باہر نکلتا ہے +

بعض اوقات ان سوراخوں پر میل کھیل کے ذرات جسم جانے سے ان کے منہ بند ہو جاتے ہیں اور جو پسینہ خارج ہونے کے لیے ان نالیوں میں جمع ہوتا ہے وہ نکلنے کا راستہ بند پا کر پیرا اندر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ سوراخوں میں بے ہوش ذرات بھی بعض دفعہ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس سے بہت بڑی خرابی پیدا ہوتی ہے +

اسی سے اکثر دفعہ جسم پر ورم ہو جاتا ہے۔ پسینا نکل آتی ہیں بھڑکے اور
 ذہل وغیرہ یہ ہوجاتے ہیں بغض اندر دل فضاںات بپ ٹمگ کسی نہ ہریے آدے
 کی صورت اختیار کر کے خارج نہ ہولیں اس وقت تک جلد کو خفاںات نہیں حاصل
 ہوتی جب پسینہ کی جھک کے اندر سے باہر نکل آئے میں کوئی فراحت نہیں ہوتی
 تو وہ جلد کے اوپر نمایاں ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کا صاف کردیا جانا بہت
 ضروری ہے۔

جلد کو ہمیشہ پاک و صاف اور منحد ذرا ہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے پانی
 سے زیادہ کوئل چیز مفید ہیں جب کہ کسی ممکن ہو پورے جسم کے غسل میں کہیں کوئی تاجی
 نہ کرنا چاہیے۔ جلد جلد نمائنا نہایت فائدہ مند ہوتا ہے۔ اگر روزانہ غسل کسی وجہ
 سے ممکن نہ ہو تو کم از کم تمام جسم کو اسنچ سے ایک دفعہ ہر روز صاف کر لینا بہت اچھا
 ہے۔ چہرہ اور ہاتھ پاؤں کو تو جو سبک زیادہ کھلے ہوئے رہتے ہیں
 ہر روز تین چار دفعہ ضرور دھونا چاہیے نقطہ

سینہ خورشت علی

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نداسی سرور کی لگی اسعدہ میں کچھ حوالی ہونی اور
 زکام ہو گیا جس سے ثابت ہوا ہے کہ اگر ایسی عورتیں ہر روز صبح کے
 وقت ٹھنڈے پانی سے غسل کریں اور اگر ٹھنڈے سے نہ کر سکیں تو
 گرم سے۔ سوزے پھیں۔ کبھی اور دیر مضام چیزوں کے کبانے سے
 پرہیز کریں تو بہت مفید ہوگا +

سیر یورپ

کہ ستے سے بوجھند

ناہیوں۔ کل کا تمام دن مینڈکی، جہ سے ایسا خواب گذرتا کہ ہم نے طے کر لیا کہ اگر ایسا ہی دن ہوگا تو ہر گز نہ جائیں گے۔ مگر تجربہ کاروں کا خیال تھا کہ اگلے دن کا اب ہونا میں بخوش نصیبی ہے، بونکر وقت صاف اور کھل ہوا ہوگی، نہ خشک صبح کو مینہ پھانا، نہ وہاب سے سارا شہر چمک اٹھا تھا، نیک آثار دیکھ کر ہمارا شوق تیز ہوا اور موٹر میں چلنے کا انتظام کر لیا، اچھی فافور پوشاکیں پہن لیں کیونکہ یہاں زیادہ تر سیسوں کا جگہٹ ہوتا ہے اور فیسٹین کے مرید لیا سولہ کی نمائش کی غرض سے موجود ہونے میں۔ خواہ وہ وہاب ہو یا بارش وہ لوگ کسی صورت یا حالت میں رکتے نہیں جاتے ہی میں ہم لے اپنے ساتھ توڑ سیارہ دوری احتیاط رکھنے تھے تاکہ ضرورت کے وقت کام نہیں ہونے لگ رہے ہوٹل سے پٹے اور ٹیک سوا دو گھنٹی بعد منزل لے کر گرتے ہوئے آخر ایک ایسی جگہ پونچے جہاں ہماری گاڑی اندر داخل ہوئی۔ ہم سب نے اپنے اپنے اجازت نامے پہن لیے تھے مدعین ملک گاڑی جاسکی یہ سب کو آخر تا پڑا۔ تمام راستہ دونوں طرف سیریز کمیت اور خوبصورت گمانش سے نکل ہو اٹھا۔ خاص شہر لندن سے نکلے ہی اور اگر تمام ملک پر عجیب لے ڈبل روٹی کے دوپٹے ٹوسٹ میں گوشت ہوتا ہے۔

رونی پریس رہی تھی غنیمت زرد پولوں سے اور زیرے کے سفید پولوں سے ہر میدان چمک اٹھتا تھا وینڈرمل کے قریب قریب عجائب سرو کے جگل دیکھتے کتنی قسم کے سرو ہو سکتے ہیں ایذا آنکھیں روشن اور دلخوش ہو گیا۔ جوت ہم بالکل نزدیک پہنچے، سورت گاڑی قطار میں ڈھائی ایکوٹ میں ایک یہ چیز بھی دیکھنے کی ہے کہ پادشاہ کی سواری اس ختم سے آتی ہے اگر اس قطار میں اتنی دیر نہ پڑے جلتے تو ضرور ہم تمام کروفر دیکھ سکتے۔ کیڑی ٹیک وقت پر پہنچے تھے۔ پولیس نے ہمارا اجازتی نامے دیکھے، اور سب کام بن گیا اور یہ معلوم کرنے سے کہ پرس آف شیڈ کی ساری کربات بن گئی اور ہماری موٹر کو فوراً الگ کر دیا اور یہ آسانی بستے طے کر لیا اور وہی ٹک بہت ہی کم کہیں کہیں ہوئی مگر ایسی آفت کی نہیں ہوئی۔ جہاں تین میل کی گاڑیوں کی قطار لگ گئی ہو وہاں رکاوٹ نہ سونا لندن کی نادریس کے ہی امکان سے باہر ہے وہ پچانگ تھے ایک میس سے گذر کر اندر چلے۔ باغ بہت بڑا تھا اس کو طے کر کے ایک عمارت تھی اس میں سب داخل ہوئے۔

دیں ہم بھی چھٹے سرگزن کو ہمیں دیکھا تو ہم چکچکائے کہ کیا کرنی عطیہ ہیں کو اور مجھے ایک جگہ ٹیبرا کے حضور اور بھائی نزدیک کے رہنے سے چپٹر چلے اور پڑتے وہاں ان لوگوں کو ٹیک معلوم ہوا تو آ کے ہم کو سنے گئے۔ مگر اسی وقت میں نے دیکھا کہ جو لوگ وہاں موجود تھے ان کے سرخ برقع لگے ہوئے تھے اور ہمارے سبز رنگ کے تھے

گٹھے کی کڑھت

یہ اور کڑھائیوں کی سیج شکایتیں ہیں۔ صرف اتنا خیال رکھنا چاہیے کہ ایک ہاتھ کا تانے کا کمال کیا اور دوسری ہاتھ کی دوسری ٹوک میں سے یا میل کمال کیا ہے۔ ہر گز یہ ہو گا کہ اوٹے اور سیدھے دونوں رخ ایک ہی نہ ہونگے۔ سیدھے حصے کے بڑے بڑے اور بے بے قطعے دکھائی دیں گے اور اولیٰ طہ جیسے جیسے ٹانگے دکھائی دیں گے اس بات سے پورا حال معلوم ہو گا یہ گٹھے کی کڑھت ہے +



اس کڑھت میں ڈورا زیادہ صرف ہوتا ہے مگر کام خوب ابراہا ہوتا ہے۔ مہیے کی کڑھت کی یہ بھی ایک قسم ہے مگر دونوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ مہیے میں تہی کے سرے پر ایک گھنٹی سی موڑ کر بنا دیتے ہیں اور ٹانھا سیدھا نہیں نکالتے ہیں بلکہ آڑا تاکہ خم پڑ کر ڈورے کی لہر بن جائے +

نصیب

وہ لوگ آج کا جہنم و کمند ہیں گئے کھل خدا اور کمند و گلاہ رت

الوان نعمت

شیر کی کھیر { تلخ - دہ سیر عمدہ - (۲) دودھ سیر بر خالص - (۳) تریب
پس اہم، عرق کیوڑا تو لبر۔

ترکیب ہے تلخ کو جیل کر لیں کیش کر لیں۔ ہر ایک ایچی میں پانی چھلے پر جڑھا
منج بانی اپنے لگ جائے تو اس میں تلخ والیں اور دودھ جوش آنے پر پالیں سیر
تیس بار کریں۔ پھر اسی طرح پا کر دودھ میں والیں اور چھلے پر چڑھائیں کیش کر لیں چھو جلا
جائیں جب کچھ گاڑی ہو جائے تو اس میں مٹھاس ڈالیں اور پکائیں جب جسے کے قابل
ہو جائے تو کیوڑا ڈال کر اتار لیں اور جا کر ادھ سے ورق نکا کر ٹنڈے سے پر نوش جان
فرمائیں فقط
بیگم یعقوب علی خاں

گیمھوں کی کھیر { (۱) گیہوں پاؤ سیر (۲) دودھ عمدہ چھ سیر
(۳) شکر کھانڈ ۳ سیر (۴) گلاب خالص پاؤ سیر
(۵) زعفران ڈیڑھ تولہ - (۶) خسر یا دام آدھ پاؤ۔

ترکیب تباہی { گیہوں کو کچھ جگہ کر کوٹو ہو سہ جدا ہو کر چانول کلن آئیں گے ان
چانولوں کو دودھ میں گلا داس کے بعد شکر زعفران
بادام کے بعد ملا کر پاؤ کچھ گاڑی ہو جائے پھر گلاب ملا کر چھلے سے اتار لو اور
ٹنڈے کر کے قرہ سے کھا لو۔ مگر بہن ہمیں نہ ہو لو فقط
خاک راہیہ محمد حسن الدین نبی ضل۔

سیدنا

گدشتہ سے پرستہ

ان تمام واقعات کے بعد جو تک لکھے گئے اور جن سے سیدہ فاطمہ کی روزمرہ زندگی کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ پاک بی بی یا وجہ اس عبادت اور ریاضت کے گھر والی ہونے کی حیثیت سے اپنے فرائض کس طرح انجام دیتی تھی۔ جابر الصاری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے جسم پر اونٹ کی کھال کا لباس تھا ایک ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور دوسرا ہاتھ امام حسن علیہ السلام کو رو دہ پلانے میں مصروف تھا۔ یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سے آنسو جاری ہو گئے اور سر دایا فاطمہ دنیا کی تکلیفوں کا صبر سے خاتمہ کرنا آخرت کی خوشی کی منتظر ہو۔

ماہر جو جس بصری کی اس روایت کے کہ سیدہ کی عبادت اس درجہ بڑھ چکی تھی کہ تمام رات خدا کے مضمون میں گہری رہتی تھیں حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جبکہ گھر کے کام دھندول میں کسی فاطمہ کے متعلق کوئی شکایت نہ ہوتی ایک فوجیہ چکی پیستے پیتے ہاتھوں میں چھلے بڑھ گئے اور حضرت علیؓ نے یہ فرمایا کہ فاطمہ مشکیں اٹھاتے اٹھاتے بدن تک گیا اس وقت یہ تہمدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تھیں میں جاؤ اور خواست کرو کہ ایک لوٹھی کام کاج کے واسطے ہمیں بھی دیدیں۔ رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اپنی ادنیٰ ترقی کریم اللہ وجہ کی حالت بیان کی اور ایک لٹھی کی درخواست کی جو نہ ملی۔ اور آنحضرت نے فرمایا فاطمہ اس وقت مسجد میں چار سوا دھا

ایسے جو درمیں بن کے پاس کہنے کو نہ رہے۔ پیشہ کو جیتھڑ گہر کے کام خود انجام دے اور بوی ہونے کی نفیست کہ نہ یہ کہ ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے روز علی تجھے نیازت طلب کرے۔

سلمان کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طور سے سیدہ خاتون کے خدمت میں حاضر ہو میں نے دیکھا کہ بچے پڑے کھڑے تھے اور ان کی بزرگ ماں بچہ بھل رہی تھی مگر زبان سے کلام اس کی تلاوت جاری تھی یہ دیکھ کر میرا ایک خاص حالت طاری ہو گئی اور میں نے سوچا کہ سہول عورتیں اپنی زندگی کس پیشہ و کام سے بسر کریں اور رسول کی مٹی یوں عمر گزارے

مناحب علی البشرائع کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت علیؓ میں تشریف لائے دیکھا سیدہ خاتون دل پکانے میں مصروف میں اور زبان سے ذکر خدا جاری ہے۔

ان باتوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس پاک بی بی نے کس طرح دنیا اور دین دونوں چیزیں کہیں اور اس طرح زندگی بسر کی کہ کوئی فرض جانے نہ پایا جاتا۔ انہی کی زندگی کے آگے ہر چیز پیچ سمجھی باپ کی خدمت کی تو میاں تنک کہ سب سے زیادہ دیاری ہوئیں اور شوہر کے حقوق ادا کیے تو ایسے کہ حضرت علیؓ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "اُمّہ کے بعد فاطمہ کا مجھ سے جدا ہونا ثابت کر گیا کہ کوئی دوست کسی کے پاس ہمیشہ نہ رہے گا۔"

باقی آئندہ

راشد الخیری

زندہ گڑنے والی لڑکیاں

معاذ اللہ! جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہو کر حمل مدہلکم کو قید و بند میں رہا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کی رسم کی نسبت تحریر کرنے کی درخواست کی۔ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود دیکھ کر کہا کہ میں اس رسم کے درمیان مقبول مسلم اور تمام حاضرین کو گڑا ہوا ہے۔ یہی شاعرانہ سانس دیا گیا آئینہ کی نگار اس علم میں ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہو گا کہ نام کی لڑکیوں میں سے ایک ٹری روت یہ تھی کہ اسے جو عینہ مدام کو بھیجیں رسم عادت طبعیت سار کا تانا سولج دل دیا گواں غریب ہٹی لگتی مسلم

بجہ خوار و سیاہ بخت کے گہر	پیدا ہوئی ایسی خون خیمہ
رحم آ یا کچھ بھی مجھ کو سپر	گھاڑ آیا ہوں زندہ میں نہ جا کر
سلسلوں میں یہ ہو گواں!	اس خط نے آہ مجھ کو مارا!
یہ محسوس یہ باز تھا سارا	مڑتا تھا اسی پہ ملک سارا
حصہ سول میں لیکن ایک دفتر	رحم آ یا کبھی مجھے تو اس پر
پیدا ہوئی جب وہ وہ سنظر	تھا ان دنوں میں سفر میں باہر
جب آ کے سحر سے نال پوچھا	بل بلے کہا کہ ایک بیٹا
(بیٹا نہیں) چاند کا سا ٹکڑا!	پیدا ہوا لیکن آہ مروہ
اس قصہ کو لڑے ہو گئے دس سال	اک روز کا سینے ہاے احوال
اک غیرت ماہ۔ جو ریشمال	کھوے ہوئے سے ناکر بال
ریورس کچھ پہلج لدتی تھی	گو با کہ دلہن بنی ہوئی تھی

لی لی کے قریب وہ کھڑی تھی کچھ پیار کی بات ہو رہی تھی
 میں نے کچھ کے بول اٹھا کہ لی لی بتلاؤ تو ہے یہ کون لڑکی؟
 کیا حسن و جمال ہے اتنی! انسان نہیں جن کی ہر دیوی
 وہ آنکھوں میں آنسو ہر کے بولی یہ رنگ پری۔ یہ بت۔ یہ دیوی
 یہ زہر و جہن۔ یہ پیاری لڑکی ہے آپ کی کم نصیب بیٹی
 اندازتے سارے دیکھے جیسے تب جان کے دیکھنے لائے
 ہمیشہ کے کر دیا حواسے تا بیٹی نسل کے اس کو پاسے
 چپ ہو کر کھینچ کر میں اک۔ ماں سمجھی کہ باپ کو بھی ہے چاہ
 غصے سے مرے ہونے نہ آگاہ اک دن کا ہر ذکر (احاذ بانٹا
 تنہا جوں نے عیسرت ماہ ویرانہ کو لے چلا میں ہمارہ
 داں کہو ذکر اک گڑھا آسے داخل کیا اس میں آنا نہ
 کہنے لگی۔ بابا پیارے ابا ہے آپ کا کہیے کیا اراہ؟
 یوں مجھ پہ نہ ڈالو مٹی بابا یوں چوڑ نہ جاؤ مجھ کو تنہا
 کبھی رہی یوں ہی گودہ لڑکی بڑا ہی رہا مگر میں مٹی
 پھر چپ گئی شکل بولی بہالی اور ہو گئی بند وہ صدا ہی
 ہے ہے وہی شکل پیاری پیاری چھائی ہے ان آنکھوں میں ہماری
 اُن ات وہ صدائیں دھیمی دھیمی یوں کانوں میں گونجتی ہیں اب یہی
 یوں زیر زمین اُسے دبا یا یوں نعل کو خاک میں ملا یا
 جو جذبہ دافع پر تھا چھایا جوش پدری پہ غالب آیا

بزمِ عصمت

مشت ہے دہلی میں کسی سبزی کے ۱۱ ٹوکے ایک بھنسی تیار کی ہے وہ ان سے سلائی کر نیوالی آپریشن خاتینیں یا سال ملتی ہیں اگر کسی سے کہ معلوم ہو تو عصمت کے ذریعہ سے مطلع فرما کر سنوں کریں۔ نصیب

لکھائی چھائی مضامین کے لحاظ سے یہ رات ہی ایسی فیلر ہے خدا کرے کہ صحت ہفتہ وار ہو۔ مسٹر محمد عبدالقدیر لاہور

عصمت کہہ متہ دار کرنے کی نسب اکثر خط آتے رہتے ہیں میں چاہتی ہوں کہ اسکا نقصان کرنے سے پہلے سب بتیں اپنی اپنی رائے سے مطلع و اخبر مجھے عصمت کے ہفتہ وار کرنے میں کیوں عذر ہیں۔ جانیٹ ایڈیٹر۔

ی کی سیلی کا جواب جن بہنوں نے بھیجا ہے اور کرائی نوادہ ہے، انکے نام درج کیے جاتے ہیں۔ بیگم صاحبہ سبراول کی صوبہ میں انامی کتاب مسجدی ٹیٹی۔ جمیلہ بیگم منت ذریعہ اللہ صاحبہ جی ٹی ٹی ٹی۔ بن بامت محمد شفقت علی خاں صاحبہ بیویاں۔ ربیدہ خاتون صاحبہ ربیعہ بیگم صاحبہ بیویاں۔ مسٹر عبدالستار صاحبہ دہلی۔ مجتبیٰ و عہدہ انقیوم صاحبہ لاہور۔ ک۔ و۔ ن صاحبہ بیویاں۔ مسٹر لطافت علی صاحبہ سیدہ نور۔ ج۔ ب۔ جیہہ لکھنؤ۔ ایس۔ ج۔ بیگم صاحبہ سیلی بیت۔ مسٹر سید جس فرزا صاحبہ سیدہ آباد دکن۔ محمدہ خاتون صاحبہ جیہہ جیہہ۔ مسر مستاق احمد راہدی صاحبہ ب۔ و۔ پور۔ مسر محمد۔ کی صاحبہ انارکلی شری علیہ السلام خاں صاحبہ کانپور۔ مسر سیدہ منیر جیس صاحبہ نشور۔ مسر محمد عثمان صاحبہ بیویاں۔

ب۔ ب۔ مسر سیدہ منیر جیس صاحبہ کانپور۔ مسر محمد عثمان صاحبہ بیویاں۔

جن کے سوال کامل جن بہنوں سے اس طرح کیا ہے یہ صحیح ہے۔

۴۵ = ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

۴۵ = ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

۴۵ = ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

ان کے نام نہ درج کیے جاتے ہیں۔ پہلی۔ دوسری۔ تیسری۔ چوتھی۔ چارویں۔ مسر سیدہ منیر جیس

و مکر تک میں تو پرورائیں بھدی جائیں پہلا انہم چار روپیہ کی کتاب نکالیں جو دوسرے میں روپیہ کی اور تیسرے روپیہ کی اور چوتھا ایک روپیہ کی +

سرور جہاں بیگم صاحبہ الہ آباد - جس - ح - ب - یکھنوت سرور لوی محمد زک صاحبہ انوار بہشت
عہ خطا صاحبہ بہشت - عاتق صاحبہ - دایوں - سر محمد حسن صاحبہ انوار - فاطمہ بیگم صاحبہ بریلی
ہمیشہ مشی مشی علی صاحبہ بریلی زوجہ اثر صاحبہ ہمالیہ - شروہ - ہمتیہ و یوسف الزماں
صاحبہ انوار - ہمتیہ و محمد الطغر صاحبہ - ب - صاحبہ دایوں - اسے - بیگم صاحبہ بریلی
خواجہ محمد تان صاحبہ بریلی - رخ - صاحبہ - اگہ گدہ - ہمتیہ - محمد رضی صاحب
شاہ - دست عدلی صاحبہ میا نوال - دفتر صاحبہ خالصہ - محمد زماں خاں - محجرت - اندر
خانہ - سرور لوی محمد ابو حسن صاحبہ دایوں - سر محمد جیم کش صاحبہ سیاکاٹا - سیدہ خاتون صاحبہ
بریلی ایک بیٹی دکن سے - منہ عید الزماں صاحبہ کاتپور ہیں - بس بی صاحبہ تملہ ہمتیہ
عادت حسین صاحبہ ایٹہ - سر محمد طح صاحبہ کاتپور

میرے سر پر گہرے چمکے داغ ہیں کیا یہ کسی دوا سے رفع ہو سکتے ہیں اگر کوئی
بہن دیباں بتائیں تو بجز نمون ہنگی - م - ب - جدر - انوار دکن -

گوند کا حلہ اتار کر کے کی ترکیب پیلے ہی دریافت کی تھی اب پیر التماس ہے کہ کوئی
بہن یا بھائی نکل کر نمون کریں - سر حیات بادشاہ -

محترمہ من لطفیں جہاں بیگم صاحبہ جو کہ محسن جلالی کو دہلی تشریف لارہی ہیں اسٹیشن
گٹری کا قعرہ جائے ۲۰ جولائی کے محرم گشت کو دالاجائیگا - اور جمعہ گشت کے بریر میں متابع ہوگا -
پیس یا منور کے احاب کی جتنک کہ سوال میں درخواست کی حالت مرد جواب
دیے کی تکلیف نہ کریں +

محزن چونکہ لاہور چلا گیا ہے اس لیے عصمت کے متعلق تمام
خط و کتابت دفتر عصمت چلی کے نام سے ہو یہ سحر

عام نساوان

ہر بانی نس عالیہ بگم صاحبہ جو پال نے اپنے خلعت اصغر صاحبزادہ حاجی محمد حمید
خان صاحب کو علیگڑھ کالج میں تعلیم کے واسطے بھیجا ہے +
ملکہ میری مدد اعلیٰ حضرت ایڈرنٹس ٹیوشن لے جاتی ہیں۔ وہاں سپاہ
کی قاعدہ ہوگی +

ہر کسبلیسی لیدی نساوان عورتوں کی فلاح میں جرج کو جاتی ہیں بیت کو کشش
فرما رہی ہیں۔ حال میں آپتے منتر کوئی سے جو اس شاخ کی سپرٹنڈنٹ ہیں ملاقات
کی اور حاجی عورتوں کو ہمدردی کا پیام روانہ کیا +

صہور ملکہ الگنڈرا کا خط جو نئی کے پرچہ میں درج ہوا تھا اب اسکی نقلیں کئی
شروع ہو گئیں۔ وجہ اول کی قیمت پچاس روپیہ ہے اور معمولی کی بارہ آسنے +
محمدان ایجوکیشنل کانفرنس کے ساتھ بیوی کی دستکاری کی نمائش بدستور ناگپور
میں ہوئی نمونے ۲۰ دسمبر تک نور محمد صاحب اسٹنٹ سکریٹری علی گڑھ کے
پاس پونج جانے چاہیں +

الہ آباد کی نمائش میں یہ انتظام کیا گیا ہے کہ پڑوسے والی عورتیں مشرک
ہو سکیں اور ہر سینہ آسالی سے دیکھ لیں۔

ملکہ الگنڈرا نے اپنے ہاتھ سے ایک علم سکاٹ صاحب کو دیا ہے جو
قلب جنوبی گئے ہیں اور کہہ دیا ہے کہ آخری حد پر جا کر گھاڑویں +

فوراً ضرورت ہے

ہندوستانی ریاست میں ایک یکم صا جہ کے پاس رہنے اور انکو پڑھانے کے لیے ایک مشرین خاندان مسلمان خاتون کی جو اردو لکھنا پڑھنا بہت عمدہ طور پر جانتی ہوں۔ اور معمولی حساب کتاب سے، انفع ہوں اور ان کو سکھلا بھی سکتی ہوں۔ زبان انگریزی میں خاص مہارت رہتی ہوں۔ اور سینے پر رونے اور کھانے پکانے کے کام میں بھی دستگاہ رکھتی ہوں۔ غمخیزیں برس سے کم نہوں۔ دہلی یا مالک متحدہ اگر وہ داد دے کی رہنے والوں کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ معقول حسب سلیقت علاوہ کھانے کے دیا جائے گی +

نیز دو معتبر خادماؤں کی بھی ضرورت ہے جنکو وہ اپنے ہمراہ لاویں ان خادماؤں کو بھی علاوہ کھانے کے تنخواہ اور ان کی حیثیت کے مطابق دی جائے گی +

بجملہ درخواستیں نام معرفت رسالہ عصمت دہلی یکم ستمبر ۱۹۱۷ء سے قبل مانی جائیں۔ اور اگر کوئی اسناد ہوں تو ان کی نقل بھی شامل درخواست بھیجی جائیں۔ جو دہلی نہ ہوگی +
مضمون درخواست خود اور اپنی تسلیم سے لکھنا چاہیے +

سید علی مولوی کا حصہ دار کن خانانیرا فیہ
 لکھی اور "حصہ دار" نامی دوسرا کوشش، لاہور۔

۱- در صورتی که در هر یک از این موارد،

کسب العلم فی میر محمد ستاد - بابہ حضرت - اول

علم علوم حسنی از پیشانی او در آن سطور ظاهر
حیات بر لوتی طراز شده صفا و صمیمیت

جہاں لڑی نہیں ملے گا، جی برہمنیہ لاپس نہیں کرے گا۔

دعا کے لئے مولا آید۔ پراسرار ایسی کائنات کا کج نام ہو۔

و یقیناً هم که اگر کسی بداند یا نداند چنانچه

[illegible]

متواکلاً علیہ (۱) آنکار صنعت حاصل کرینی

زکریا علیہ السلام کی حالت تشریف دنیا میں تھا

پیش روئی کی ضرورت ہے۔

وان محظوظك ان شاء الله

سید - گوں جو کر لیں مکہ - یہ لکھنا ہوتا ہے تحریر ہے۔

جہ پڑھا شریعہ کی از صحت میں کا یہ تہا۔ بکے ۴۴،

۷۔ ذرا دیکھ کر یہ بھی سمجھ جائے گا کہ یہ کون سا دور ہے

میں نے اپنے عزیز کے ہاں ملائی ہے۔ میں نے اپنے عزیز کے ہاں ملائی ہے۔

(۱) اے ابراہیم! میں تجھ کو اپنے واسطے مقرر کر چکا ہوں۔

(حرف سے بچے والی مطر پر تیرے مولیٰ ہیں اور درمیان میں ہی سکھو)

معاذ الله ان يهمل في الدنيا القبيح طرحة - بل انما هي طرحة

2010

ہدیہ اشرفیہ بکراکے پتہ (پلاٹ نمبر ۱۱۱) منہ کلچر: موی خیم غلام علی دین خان مکی صاحبہ

عليه انفس العلماء بولا احاط به سائر من
محمد بن عبد الله بن محمد بن علي بن محمد بن علي

میں نے اس کو دیکھا تھا کہ وہ ایک بار

از کتب بی‌شماری که در کتابخانه موجود است.

ہائیت کی جانب سے تمام عوام کو اطلاع دیا گیا ہے۔

کے مطابق

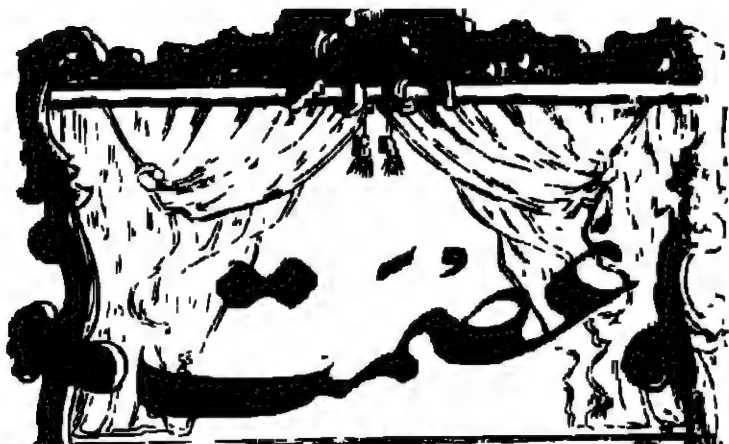
عَلَى تَرْجِيهِ لَوْ دُرِّدْتُ بِرُوحِ الْمُسْتَعِجِ مَا لَمْ يَخْطِ

کتابها که در این مکتب در دسترس است

تیرک ہر اہل سلطان کو راہ چاہتا ہے۔

عکس غریبہ اعلیٰ تر ہے۔

—



جلد ۲ - یعنی شریف ہندوستانی بی بیوں کے گھر
۱۹۱۰ء کے گھر

اردو میں

پاکیزہ خیالات علی اور ادبی مضامین اور نغیہ علومات کا ذخیرہ

ہر انگریزی جیسے میں ایک ہارتالچ ہوتا ہے

اور

ہر بچہ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ مؤرخہ خواتین کے

مضمون مضامین اور شہر و مقامات و مناظر کی نقادانہ و سب سے بھی نیک نگاہی

سنج محمد آرام ایڈیٹر - سن محمد آرام - جانیٹ ایڈیٹر
محمد عبد الرشید آخری

ماہنامہ گلشن اکرام حرم میں چھپتا ہے

وقت سالانہ مضمون کے لئے اول ہفتہ کی ہر

خواتین نہ کہ لیے نعمت عظمیٰ

سات دن الملک حکم جہاد طبع کل مل صاحب کے دلی میں سرور طبع رہا۔ تعاجلہ زمانہ قائم کر کے سزاؤں کے
 افسانہ دال صحت کو دور کر کے کا اہتمام فرمایا۔ جو جہاد ہی شہادت کو مرد و عورت کو یہ حال ہی امداد کے
 پیش آتی کہ ہندوستان و طبع دلی میں سرور طبع کا کوئی آمدنی دیتا ہے جس سے اہل کار کے لئے
 یہ بھی کہ طلب یہ حال اور طبع دلی کی وہ ادویات جو ہندوستان میں آتی رہتی ہیں یہ وہ خاص عورتوں میں
 جو حکم کی بابت میں عورتوں میں آتی ہیں کہ یہ طبع دلی کرے اور نہ اہل دیات دلی کی عام شہادت کے
 کرے دلی میں سرور طبع اس حال کی جہاد ہے دلی میں یہ بھی کہ ہندوستان و طبع دلی کی عام شہادت کے
 کچھ صحت اور ہندی کیلئے یہ تھا اس لئے خواتین کی نیرانی بیماری کے شکل علاج کے لیے طبی
 مسزادہ دلی جو اہم ہندوگی ہیں کے خط کو کہہ کا مدد علیحدہ دلی الملک کی خدمت میں تیں کر دیا
 مانگا اور جو جہاد میں وہ تو یہ دلی کے وہ انکو یہ دیا جائیگا بیماری کی کیمت طبع طور پر یہ خاص کر
 ساتھ کمی کا۔ سیاست لخوا اور مانندی کیساتھ خواتین کی خدمت کو انجام دیا جائیگا +

ستورات کے لیے چند خاص دوائیں

اس بارہ میں اکثر خواتین ناتوان کر رہی ہیں والی شکایات میں مبتلا رہتی ہیں طبیعت کا
 حُب و اریدی
 یہ حال بہت ہی بھری گرمی کا ہوا۔ اوڑھ لیں اور اس پر تان بہت باغ کا نہ ہو جائے
 کھل کر کھول لگتی اور روز بروز قوت میں کمی معلوم ہوتی۔ یہ گولیاں ہیں مسزادہ ہندوستان کے لئے
 روز میں فائدہ ہوتا ہے کہ۔ اور عمدہ صحت کا حامل ہو جائے محسوس ہو جائے۔ اس معافی صحت ہوتی ہے
 ترکیب استعمال۔ صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عورتوں کے لئے
 یا پونیس کمال حائس قیمت۔ لی تو یہ چھ روپیہ (نئے)

خط کا پتہ منیجر ہندوستانی دواخانہ
 تار کا پتہ۔ ٹیڈ لینز

اینٹیک نیا تمام امراض جلدین کا علاج

جو لوگ اکثر زیادہ زخمی ٹانگیں یا بہت بڑے زخم چھوئے ہوئے زخم اور مزین جلدی بیماریوں میں مبتلا ہوں انکو جاننا چاہیے کہ اینٹیک نیا کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دائمی فائدہ پہلچا سکتا ہے۔ یہ جانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دفعیہ کیڑے بھگتستان کی بڑی شہرہ دوامی اینٹیک نیا میں نوچکنی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے اور نہ یہ خطرناک ہے۔ اور نہ کے لگائے کے لیے پٹیس کے باندھنے کی ضرورت ہے۔ یہ چکنائی دار مرہم نہیں ہے بلکہ ملائی جیسی ایک رقیق شے ہے جو زخم کی جگہ جذب ہو کر خشک ہوتا ہے اور زخم کی شریان دکھ کر دبو کو روکتی ہے۔ جلد کو تندرست۔ تمام سوزش اور جلن کو رفع کر کے بیماری کو دفع کر دیتی ہے۔ یہ دو ایک خوشنما اور خوشبودار مرہم ہے اور جلدی امراض کیلئے حیرت انگیز طور سے تیرہ صدی علاج اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے۔ جلدی بیماریوں کے مریضوں کو یہ مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت بالکل نہیں ہوتی انکو چاہیے کہ اینٹیک نیا کا استعمال کریں یہ نہایت نیکہ کار ڈال دینے والی ملائی جیسی سیال سے ہے جو سرج باور اور تمام قسم کے زخم اور جلدی امراض کی جلن کی تعجب انگیز نفع کر دیتی ہے جہاں ہسپتال کے مریضوں کو اور سب قسم کے علاجوں سے فائدہ نہوا ہو وہاں اینٹیک نیا کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج ایک بوتل اینٹیک نیا کی خرید کر کے اس کے خواص کو آزمالو۔ ہندوستان میں تمام انگریزی دوا فروشوں پر سودا گروں کی دوکان سے یہ دوا مل سکتی ہے +

قیمت ایک روپیہ (دھرنی بوتل علاوہ چسپ ردا لگی و محمولہ ذرا)

رائڈل صاحب کا بوار نیوال

نذر قدیمہ طرچری بڑیاں اٹھانے کے لئے اس نال میں آہی میں ان میں سے ولیرین کی جڑ
ہست تسمہ ہے جس سال تھے ڈاکٹر رائڈل سے ایک ترکیب خاص سے اس کا جو ہر طبع کا ہے
یہ جو ہر اہل دماغ سے سوننا یا دواقت رخصتا ہے۔ اس موثر جوہر کا نام بوار نیوال ہے۔ ایک قسم کا
عرق جو جسمیں کا نور ویرین کی آہی میں وبت اور یہ دوا سرخ جلی کی یکم دانتان گویوں
میں بند ہے۔ اس نال کو ڈاکٹر بڑیاں انحصار سمجھتے ہیں +

بوار نیوال قلعے کے قاعدہ نعل متا اختلاف بے سی تکی عین پست پتی ریریاں خاطر
رغشہ دوانی سر جلا امر اس کے لیے معینہ ہے۔ حواہ یہ عارضے نظام عصی کے کسی قسم سے پیدا
ہوئے ہوں یا خوں کی کمر سے اس نال استعمال کرتے ہی بھی قوی ہو جاتا ہے۔ دودھم جاتا ہو
اور عین میں سکون آتا ہے۔ میوں کی تھیس ۵۰ گولیاں استعمال کرنے سے رفع ہو جاتا ہو
اگر مریض کا بوجھال کی مقدار تک یہ بھی کہ وہ بالافانے سے گر کر مرے کو تیار تھا کہ چھ روزہ
بوار نیوال استعمال کرنے سے اس نے تعالیٰ +

ل
مستور استیئے اتدائی اور اخیر، بانیس حوتدیل حاسب ہوتی ہے اس وقت جوار نیوال
خاص طور پر تجویز ہوا ہے۔ اس کے استعمال میں بول صر میں عصی مدد دیا مطلق خون کی کمی میں
جو بے اعتدالوں سے پیدا ہوتا ہے۔ بوار نیوال ہا ایک سیلج التا تیر اور سکی دوا ہے۔

رائڈل صاحب کا بوار نیوال ن عورتوں کے واسطے جواہر ہستیا کا مرض ہے۔ جبکہ عوام بھوت
جائے کہتے ہیں ایک نعمت غیر متزید ہے۔ اس کے استعمال سے وہ تمام پیشان کن حرکات خفاندان کے لوگوں
باعث ولت اور رحمت ہوتی ہیں اور وہ ملتے میں ماور خول مزید براں ہے کہ مارک سے نازک
مرح عورتیں اس کو بلا تکلف استعمال کر سکتی ہیں۔ دائرہ علما اور ہمیشہ کے لئے۔

حواہ کہ تو دیا تیس گولیاں میں ہر تیرہ روزہ دوا دے۔ جواہر کانی۔ کو کو۔ وغیرہ کے ہر
صحت ۴۰ گولیاں کی۔ فی شیشہ (چہر) علاوہ محصول ڈاک۔

اپنے شہر کے انگریزی دوا فروشوں سے طلب کرو
لے برکت اینڈ ٹینٹی ڈبلی سے حسیہ پٹو

قلم گوید کہ من شاہِ جہانم

ہماری خاص چیزیں

مبارک فونٹین پن

ایک دھوئیں سے ہزار الفاظ کھنے والی سلم قیمت صرف ایک روپیہ

گر نیڈ مغل طہنی

قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (دو روپے)

قرص سکرین

جن کا ایک قرص چار کی بیالی کو شیریں کر کے پئے گا ہے ... کا بکس تمام

پوکا لپٹس آئل

دفعہ دو سینہ قیمت فی ستیشی (۵ روپے)

بالسم آف انسید

ہر قسم کی کھاسی کی دوا - ۸ روپے اور (دو روپے) فی بوتل

گلاسٹانہ

جس سے تصویر کے چکر ٹوٹنے پر سندر اپنا علاج کیا جاتا ہے - ۱۲ روپے فی بوتل

ہر قسم کی ادویہ انگریزی - انگریزی یا جس کا اس پرچہ میں اشتہار ہے

آج بکرت انسید کنٹی کشمیری دروازہ ملی سے طلب کرنا چاہئے

فہرست مضامین رسالہ عصمت بابتہ ماہ اگست ۱۹۱۰ء

۲	محمد عبدالرشید انجیری۔	تصویر
۸	مقدس جہاں بیگم صاحبہ	خاندان داری کا عجیب۔
۹	سلمان بیگم صاحبہ از میرٹھ	سیریا بھوہا
۱۱	ہمن حفیظ اللہ صاحب از امرتسر۔	ایم کے پرنسٹنل محکم
۱۶	ن۔ ج۔ ب۔ سید جہاں بیگم صاحبہ	نوان سمیت
۱۷	شیخ محمد اکرام۔	تصویر انقلاب
۲۱	باو غلام نادر صاحب دہلوی	سری مصلحت
۲۴	مسٹر محمد اکرام صاحبہ حائیت ایشیئر۔	ورلڈ سے سروس
۲۶	ایس۔ بی۔ بی۔ صاحبہ دختر میرزا عرفان علی بیگ صاحبہ۔	یونٹ سائکو۔
۳۰	کام کی باتیں
۳۱	سید عایت احمد صاحب بلراوی۔	نورایان
۳۷	س۔ ج۔ صاحبہ۔	باؤگو دیہ پٹیاریا۔
۳۹	ہرانی بیگم صاحبہ جریرہ جشان	سیر یورپ۔
۴۲	ابیدہ منشی شمس الدین منشی فاضل	میسوں یا بھنگی رسم۔
۴۴	بیگم صاحبہ یعقوب علیخان۔ ڈیرہ دوں۔	سید۔
۴۷	مباری حالت۔
۴۹	سید محمد رشید علی صاحب از حیدر آباد کوٹ۔	عراق۔
۵۲	مسٹر زاہدی صاحبہ اوہا وپور۔	عثمانی خواتین
۵۸	جیپا۔
۵۹	محمد عبدالرشید انجیری۔	سیدہ السار۔
۶۱	مولوی سید اسعد حسین صاحب	محمد صائے اکرم۔ دنگلم۔
۶۲	عصمت کی علاج
۶۴	رم عصمت
۶۶	۶۶ عالم سنواں

عصمت

بُرون کا ادب

اس سے بڑھ کر حوشی کا وقت اور اس سے زیادہ شکر کا موقع کیا ہوگا۔ کہ وہی لوگ جو آج سے بیس عیسویں برس پہلے تعلیم نسوان کے نام سے کانوپنر ہاتھ رکھتے تھے لڑکیوں کے پڑھانے لکھانے کی طرف روز بروز متوجہ ہوتے جاتے ہیں اور جس فرقہ کو یار دلواری سے باہر قدم رکھنا بھی قریب قریب گناہ تھا اب اس کے نیے انجینئرس سوسائٹیاں مدرسے۔ کلب غرض جو جو سماں ممکن تھے سب ہی موجود ہو گئے اور ہوتے جا رہے ہیں۔ خور سے دیکھو تو وہ صدی ایک نعمت تھی جس نے برسوں کے جھے چنے رنگ دلوں سے چٹھا دیئے اور بند کے متوالوں کو یہ بتا دیا کہ عزت سے بسر کرنی ہے تو عورتوں کی عزت کرو۔ باپ دادا کا نام رکھنا ہے تو بیوی کا احترام ہاتھ سے نہ دو مرناسے تو انکی حق تلفی نہ کرو۔ اور رہنا

تو کواری بیٹو کو تعلیم یافتہ بنائیں بنا دو۔

ہمیتونپر افرہ ہو ہی رہا تھا۔ نئی ہمدیک کے سیلاب نے جمالت کا کوڑا کرکٹ
سب بھا دیا اور ایک دن ایسا آگیا کہ وہی بویاں جو غنوں مرادوں کو ایاں
اتھوینہ گنڈو کو ایک بریک تھقی تھیں فغول ڈھکوسلا خیال کرنے لگیں
گوشش کا نتیجہ تھا یا زمانہ کی رفتار کا اثر یہ دن آنیوالا تھا آیا۔ آتا اور
گر رہتا۔ نہیں آیا تو اب آیا آیا۔ اور غرور آیا کہ ان ہی ناقص عقولوں کے
منہ سے انشا اللہ سیریل جھڑیں اور تسلیم سے موتی برسیں مگر اتنا افسوس ضرور
ہے کہ سرسڑے اچھی بڑی چیر کا اقیانوس نہ کیا اور کوڑے کرکٹ کے ساتھ وہ
جو ہر بھی باوے جنریروے کی بیٹھنے والیاں ہمیشہ ناز کرتی تھیں گو قدرت
کا قانون وہ باتیں خاک میں ملا چکا اور ملا، ہلے مگر آن ہی ایسی ہوئیں اور
بینیاں کسی نہ کسی کونہ میں نکل آئیں گی جنہوں نے عمریں ختم کر دیں۔ اور
بزرگوں کے سامنے زبان نہ ہلائی سانس نہ دئی جائز ناجائز طے مالہا
کی اچھی بڑی باتیں اپنے کلچر پر سہیں لیکن ہاں تک نہ آنے دیں۔ مذہب
انہیں بتاتا تھا تعلیم انہیں سکھاتی تھی محبت انہیں جاتی تھی کہ بزرگوں کی
تعظیم بڑی ذکی عورت ان کی زندگی کا ایک فرض ہے۔ جواب دینا تو درکنار
ان سے یہ بھی بعید تھا کہ وہ کسی بزرگ کے سامنے حج کر بات کریں بہ
تعلیم کچھ اٹھج ان کی گھٹی میں پڑی تھی کہ وہ غیروں تک کی بزرگی کا لحاظ
کر لی تھیں ان کے ہاتھ نکتے والی مائیں ان کے ہاں جی کے تابع
تو کر جی اگر کوئی کام بگاڑ دیتے تھے تو محض مائیں کی بزرگی کے لحاظ سے

زبان نہ اٹھتی تھی اور یہ لکڑی چب ہو جاتی تھی سنائی اماں کے زمانہ کی بڑیا ہر
گودیوں میں کھلایا۔ آج ہم کیا اس کے سامنے تیر ہو کر بولیں انکا مقولہ اچھا
تھا یا برا۔ مگر یہ تھا کہ کٹ جائے وہ زبان اور پھوٹ جائے وہ منہ جو بڑوں کی
بڑائی اور بزرگوں کی بزرگی کا لحاظ نہ کرے۔

اب یہ دیکھ کر صدمہ ہوتا ہے کہ لڑکیاں بزرگی کا لحاظ تو درکنار اتنا
خیال نہیں کرتیں کہ جو کچھ ہماری زبان سے نکل رہا ہے صحیح ہے یا غلط
وہ آئی قومات پشتوں تک کو کھنکھال ڈالار کو سننے فہمیتیاں۔ ڈانٹ ڈپٹ
نہیں کسی چیز سے انکار نہیں یوں تو شاید ہی کوئی مذہب ایسا ہو جس نے
بزرگوں کے ادب کی تاکید نہ کی ہو لیکن اسلام ہم کو ایسے واقعات بتا رہا
ہے کہ بے ساختہ ان نیک اور پاک بند و پسر سے وہ انکھلتی ہے۔
جو اپنے سچے مذہب کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن کر گئے اور دکھائے
کہ اسلام کی سچی تعلیم کیا ہے۔ خالد ابن ولید یعنی وہ شخص جس کے مسلمان
ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ کہے کہ مدینہ نے اپنے
جواہر کا ٹکڑا میری گود میں ڈال دیا وہ شخص جسکی تلوار عراق عجم
جسکی کیلچ گری جسکی شجاعت کا بڑے بڑے بہادر لوہا مان گئے جس کی
جرات لے ملکوں میں تہلکہ مچا دیا۔ جس کے نام پر آج تک عرب فخر کر رہا ہے
وہ شخص جسکی تجویزیں میدان جنگ میں دو کھیل کے واسطے سبق تھیں۔
اور آج سینکڑوں برس گزر جانے کے بعد بھی لوگ اسی لکیر کے فقیر
ہوئے آ رہے ہیں وہ شخص جو موت میں صرف تین ہزار آدمی لیکر ایک لاکھ سے

یادہ لشکر پٹوٹ پڑا اور ایک پل مارتے میں خون کی دریاں بہا دیں اور اس وقت تک میدان سے نہ ہٹا جب تک اسلام کا جھنڈا سوتہ میں نہ گاڑ دیا۔ پیشیر سوب جہاں مٹی میں ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے پڑا آرام کر رہا ہے جو وقت ابیلانچ کر چکا تو ایک روز شام کے وقت ٹھٹھا پلو گر جا میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک بڑھا آدمی بیٹھا ہوا ہے خالد سے دریافت کیا کون سے بڑھا بچا نے اس کے کہ کوئی جواب دیتا لگا پڑ پڑنے قریب جا کر دیکھا تو کوس رہا ہے اور بڑھا جھلا کہہ رہا ہے وہ سپہ سالار جس نے دو گھنٹہ میں ابیل کو سہارا کر دیا ہے بڑھے کی یک حقیقت سمجھتا تھا اور پاس یو بچا۔ بڑھا ادھر تو عزیز اقا رب کی موت ادھر ایک زبردست شکست اور سپہ سالار کا زیادہ ملک کی بربادی زندگی سے بےزار تھا اسطرح نہ ڈرلا اور چیخ چیخ کر لعن طعن کرنی شروع کی ۱۰

اب سلام کی سچی تعلیم دیکھنے کا دم تھے خالد ابن ولید و سپہ سالار مکمل تلواریں خون ٹپک رہا ہے ایک معمولی بڑھے کی زبان سے یہ باتیں سن رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے۔

”تھنبت، التمرخص کیا کروں مجبور ہوں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ لحاظ سن چکا ہوں کہ عورتوں اور بچوں کے ساتھ مہربانی سے رہیں آنا و رتہ حد نہیں دانتہ نہ اٹھانا و رتہ تیری ان باتوں کا جواب خاندان کی زبان نہ دیتی تلوار دے دیتی“

خالد ابن ولید ہی یہ کیا سو قوت غور کرنے کی ضرورت توجہ کرنے کی

ویر ہے ایک دوئیں جیسوں باتیں دیکھنے والے کو ایک ایک علی اور افضل
 بڑی اور بڑی دکھائی دیتی اور کچھ ہی نہیں کہ مردی اپنے بزرگوں کا نام روشن
 کر گئے ہیں عورتیں ہی ایسے ایسے کام کر گئیں اور وہ وہ جو ہر دکھا گئیں کہ
 آج تک تاریخ انہیں زبردستی ہے۔

ام المؤمنین عات صدیقہ کو توجہ نہ آئی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 خلیفہ اول حضرت ابوبکر کو اس عرض سے بلایا ہے کہ ہم دونوں یہاں جوئی کے
 ایک معاملہ کا انکریضہ کر جاؤ اور ام المؤمنین نے باب کی موجودگی میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ لفظ کہے ہیں کہ اچھا آپ تمام واقعہ بیان کر دیجئے
 مگر دیکھئے غلط نہ کہنیاں مٹی کی زبان سے سستے ہی حضرت ابوبکر کو غصہ
 آگیا اور حضرت عائشہ کے منہ پر ایک تھپڑ مارا۔ یہاں ہی تہائی مٹی اور
 باپ کا تھپڑ مار دینا اور وہ بھی یہاں کے سائے اگر ام المؤمنین کو ناگوار
 ہوتا تو کوئی بڑی بات تھی مگر نہیں بالکل خاموش ہو گئیں اور ایک حرف
 زمان پر نہ لائیں عرض ایک وقت تھا کہ لڑکیاں بزرگوں کا ادب کرنا اپنا
 جو ہر سمجھتی تھیں دنیا انکی تعریف کرتی تھی کہتے والے انکو فانی اور پڑوسی
 انکو سعادتمند کہتے تھے ایک نہیں بس فضیلتاں کر ڈالو بیگناہ بے قصور
 چپکی بیٹی سن ہی میں اور جواب نہیں دیتیں۔ وہ سمجھتی تھیں کہ ان کے ساتھ
 زبان ملا کر بہاری عزت نہ بڑھے گی ہاں جواب نہ دینے سے ان کا دل
 بڑھ جائیگا گو یہ کچھ دے نہ دیں گے مگر میں تو محسوس ہو جائیں گے
 کہ کسی نیک کوک کی بیٹی ہے جن بھاگ اس ما کے جس نے یہی بیٹی اٹھائی۔

افسوس ہے کہ یہ جو ہر اب داخل ہو گئے اور جوتے جاتے ہیں۔ بالیسی
 لڑکیاں کل سے نظر انہیں گی اور شاید آئندہ چلکر بالکل ہی نظر نہ آئیں۔ جو
 بزرگوں کے سامنے کر دک کر بونا عجیب سمجھیں مگر کتنا صدمہ اتنا ہے کہ ان
 مسخ نام کے مہمان کو گلوبل باہو سمجھو یا سٹھیایا ہوا مگر اتنا یقین کر لو کہ ان کے
 پیلو میں ٹہرنے بزرگ دل میں شمس لگی۔ رٹوٹے انکا ادب انکا لحاظ باپا دادا
 کب کی عزت بڑھا دیگا۔ دیکھنے سننے ملنے جلنے دسے تعریفیں کریں گے جو
 لڑکیاں آج اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں گی انکو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنے محبوبوں
 سے غیظ کی توقع کریں کسی بزرگ کی گستاخی کرتے وقت اتنا سمجھ لینا چاہئے
 دل بہارا چھوٹا ہے اس طرح بیٹے آتا تو ہمارا دل کہا کہنا +

جن کاموں کی وجہ سے انسان سچی تعریف کا مستحق ہے انہیں
 سے ایک غصہ کا ضبط کرنا بھی ہے اور یہ ہی ہے وہ خیر جو آدمی کو
 آدمی کہلا سکتی ہے۔ نہ وہ بکر تو چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہے تعریف کے
 قائل ہیں وہ لڑکیاں اور بہت اچھی ہیں وہ بیٹیاں جو غصہ کے وقت
 انجام سمجھ لیں۔ اور زبان سے کوئی لفظ نکالنے سے پہلے سمجھ لیں۔

ظفر آدمی اسکو نہ جانے گا وہ ہو کیا ہی صاحب فہم دؤکا
 جیسے عیش میں یا د خدا نہ رہی جو طیش میں خوب خدا نوا

راشد الخیری۔

مخزن کا دفتر چونکہ لاہور چلا گیا ہے اسلئے عصمت کے متعلق
 خط و کتابت دفتر عصمت دہلی سے ہونی چاہیئے +

خانہ داری کا بجٹ

سننا کہ تمام سرکاری دفاتروں اور محکموں میں ہر سال ایک رقم ہر کام کے واسطے مقرر ہو جاتی ہے۔ تنخواہوں کا رد و بیت آنا۔ کاعاد قلم و ادات کا آنا ٹکٹوں کا آنا اور یہ بحث کہلاتا ہے جب وہ پیسہ گزارنے سے منظور ہو گیا تو اب کوئی حاکم یا دفتر کا انسپکٹر خرچ کا دوسرا حصہ جتنی رقم منظور ہو گئی اس سے زیادہ صرف نہیں کر سکتا اگر اس میں کچھ بچا کر رکھا جائے تو وہ بہت زیادہ خیر خواہ ہے۔

اگر اس طرح ہم اپنے کام کا سال کا ایک بجٹ پہلے سے مقرر کر لیں اور یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس میں جتنی رقم ملے گی اس سے زیادہ ہم ہرگز صرف نہیں کر سکتے بلکہ یہ سمجھ کر ہمارے پاس ہے ہی نہیں تو میرا خیال ہے کہ ہر کم بہت فائدہ ہوا کرتا ہے۔ شکایت کرتی ہیں کہ گھر کے خرچ اندھے ہوتے ہیں کچھ پتہ ہی نہیں چلتا اور ضرورت پڑے بھنا اور خرچ نہیں لیکن بجٹ کی تجویز یہ شکایت رفع کر دے گی۔ فرض کر دو اکتوبر کا مہینہ آ رہا ہے مہینہ بھر کا ایک مہینہ تیار کر لیا کہ اس ضرورت کو اس رقم میں پورا کر رہے تھے آنا۔ آنا آنا۔ ایندھن آنا۔ گوشت آنا۔ کپڑا آنا۔ متفرق آنا۔ اب اگر ایک دن بجائے چار آنے کے گوشت میں چہ آنے صرف ہو گئے تو دوسرے دن چاہے دل ہی کیوں۔ پکانی ٹیرے۔ مگر اس بجٹ میں فرق نہ آنے پائے۔

امید ہے کہ دوسری باتیں بھی اس تجویز پر رائے دیں گی +

بقیہ

عصمت کی ساری باتیں دیکھ کر ہر ایک کی توجہ میں کو مشن کر رہی ہیں +

چار دنوں کی برے تو تک رمضان کے برے کاٹ ہی یہ چار چیزیں
اگر امتیاط کیا جائے اور صرف رات کے سونے کیواسطے ہوں تو جلد میل نہوگی زیادہ سیل
ہونے والی دو چیزیں ہیں چادرا، تکیے کے خلاف یہ کچھ ایسی زیادہ لاگت کی چیزیں
نہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ بھینا میل لکیوں دکھائی دے۔ ہاں تکیوں کے جلد خراب
ہو سکی ایک وجہ بھی ہو سکتی ہو کہ سر کے تیل سے خلاف بہت جلد میل ہوتا ہو۔
لیکن بعض بویوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ ایک اور کپڑا خلاف کے اوپر سوتے
وقت بچا لیتی ہیں تاکہ خلاف، متعدد جلد خراب ہوں +

کتنے کو نوکھر کی جرسینہ ہی گھر وال کے مذاق کا پتہ دیتی ہے مگر بعض بعض
چیزیں تو ایسی ہیں کہ وہ ایسی لاد وال بھی بن جائے تو خاصی اچھی سگھڑ بوی کو سو
ہونے والوں کا یوٹرونا دیں اگر کسی اجنبی جگہ جائیگا اتفاق ہو تو ظاہر ہے کہ بھیننا
رات کے واسطے ضرور ساتھ لینا پڑے گا اور کئی آدمیوں کی نظر سے گزرے گا اگر
میلنا ہو تو دو دیکھنے والے ضرور نام کہیں گے۔

اگر کوئی لڑکی اپنی صفائ کی طرف تو پوری کوشش کرے دن میں
کئی کئی مرتبہ ہاتھ منہ دھوئے سر بھی رذر گوندے کپڑے بھی جلدی جلدی
برے مگر ان چیزوں کی طرف توجہ نہ کرے تو وہ غلطی کرتی ہے عورت کا
پلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے سنوارنے سے پہلے گھر سنوارے
یہ نہیں درسی سیل۔ رضائی چکٹ۔ تکیے چوہا + سلاٹیم۔ از میرٹھ

مخزن لاہور جلا ب ہے عصمت کے متعلق تمام خط و کتابت دفتر عصمت
دھلی کے پتہ سے ہونی چاہیے۔ منیجر عصمت

ایام گزشتہ کی جھلک

(عالم خواب میں)

رات کے گیارہ بجے میں تمام کاموں سے فارغ ہو کر جو وقت کو ٹھہر چڑھی تو جب سناٹے کا عالم تھا گرمی کا موسم مئی کا مہینہ تمام دن بس ریلے کی گرمی پڑی کہ خدا کے بندے الامان پکار اٹھے کہ مصیبت میں بچا رہے سختی آدیسوں اور ان کی بیوی بچوں کا تمام دن کام میں لگے رہنا مرے کو مارے شادوارا دے چوہو دے تھے۔ شام ہوئی تو بچا دے ادھر تو ہوئے کام سے فلغاً اُدھر ہوا خواب چلنے لگی بستر پر لیٹنا تھا کہ میند میں کسی بات کا پوچش ہوا کہ دن بھر کی محنت کی مکان میں نہ ان کلمتوں کی ضربتی جو غریبی کے بے رسم آدموں نے ان کی جانوں پر ڈال رکھی تھیں۔ غرض دنیا عالم خواب میں تھی اور میں عالم اضطراب میں +

میرے اضطراب کی وجہ کچھ نہ پوچھتا کہ برس کی عمر میں میری پیاری والدہ مجھے بے کھ اور بے کھ چھوٹے بھائی کو جس کی عمر دو برس کی تھی دودھ پیتا چھوڑا اور دنیا کی مصیبتوں کا ٹھن پھاڑ میرے سر پر دھڑکا کہ ماں غصت ہو میں جو وقت میری والدہ کا انتقال ہوا اس وقت رات کا کچھ لاپہ تھا صبح ہونے میں کچھ دیر باقی تھی میں اپنے بستر پر پڑی سو رہی تھی کہ اتنے میں رونے پٹنے کے شور و غل نے مجھے یک کنت جگا دیا۔ ابھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ مکان میں کھلم

بچا ہوا ہے۔ ابا کی آنکھیں بند تھیں اور وہ محبت بھری نگاہیں جن سے وہ بچے اور میرے پیارے مسعود کو دیکھا کرتی تھیں ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی تھیں میرے ابا جان منہ پر رد مال رکھے رو رہے تھے اور مجھے دیکھ دیکھ کر ان کی طبیعت اور بھی بے بس ہو رہی تھی یہی والدہ مرض طاعون میں بختہ کی راست بیوا ہوئیں اور اسی مرض سے دوسرے دن پیر کی صبح ہونے سے پہلے وہ شخصیت بھی ہو گئیں۔ ابا جان نے مسعود کے لیے ایک کھلائی رکھی اور کھانا وغیرہ سب باورچی پکانے لگا۔ کہنے کے سب لوگوں نے دو چار مہینے کے بعد ابا جان سے کہا کہ تم شادی کر لو۔ ان بچوں کو بھی آرام ہو گا، درمیں بھی لیکن ابا جان سے کہا میں بچوں کی مٹی پیدا نہیں کرنی چاہتا۔ بہت سے پیغام آنے بہت لوگوں نے کوشش کی لیکن ابا جان نے وہی اپنی نہیں رکھی۔

میرے چچا جان لاہور ہی میں پڑھتے تھے۔ جب وہ امتحان میں شامل ہوئے تو تمام پوزیٹورسٹی میں۔ ایم۔ اے کے امتحان میں اول آئے اور اسی سن کالج میں سمجندہ وہ طالب علم کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے پروفیسر مقرر ہوئے ہمارے دادا جان۔ ہمارے چچا جان کے بھین ہی میں انتقال کر چکے تھے۔ لیکن ابا جان نے ان کی تعلیم میں ایسی کوشش کی کہ کیا کوئی والدین کریں گے خبر جب میری والدہ مرحومہ کی برسی ہو گئی تو ابا جان نے چچا جان کی مشادی بڑی دھوم دھام سے کی ہمارا مکان بھی لاہور ہی میں ہے اور ہمارا بھی بڑی بڑی لاہوری سے بیاتہی آئیں :-

میرے ابا جان اگرچہ بال بچاؤ کو مہت دیتے تھے لیکن جب

میری عمر بارہ تیرہ برس کی ہو گئی تو روپیہ بیسے کارکنار کھانا انہوں نے میرے
 سپرد کرنا شروع کیا یہاں تک کہ پندرہ برس کی عمر میں آمدنی حسیح وغیرہ کی
 وجہ جتنی مجھے ہوتی تھی ابا جان کو منوٹی تھی بسو دوا گیا روپ برس میں
 انہوں نے اسکو علی گڑھ بھجوا دیا اور ایک مکان جس کے نیچے دو کونیں
 تھیں انارکلی میں اس کے نام سے خرید کر اسکا کرایہ اسی کے صرتیں لگانے
 لگے لیکن آہ ابھی وہ اچھی طرح وہاں پڑے تھے نہ پایا تھا کہ ہمارے ابا جان
 کا میں مبتلا ہو گئے اور وہ بھی ایسے کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی بخانہ احسنہ
 خضر نال ثابت ہوا جس نے گنگو کی طائف بھی باقی نہ چھوڑی بجائی اوجھا و ج کو
 ہماری بابت دگر چہ بات مشکل سے ہوتی تھی اوجھت کر کے اور ہمیں ان کے
 سپرد کر کے ہمیشہ کے لیے نصرت ہو گئے سب آخری باب حوا انہوں نے
 چچا جان سے یہی پٹھی بسو کو دلایت بھیجے میں ہرگز کوتاہی نہ کرنا ہمارے
 والدہ تو مدت ہوئی مرجی ہیں والدہ کا مرنا تھا کہ زندگی وہاں ہو گئی ان کی محبت
 ان کی غمخساری ان کا ہماری خاطر تکلیفیں اٹھانا میرے دل پر ہر وقت نقش ہوتا
 اور دن رات اسی فکر میں غرق رہتی تھی بسو علی گڑھ پٹھتا تھا اور اسکا
 دل بھی وہاں بہلا ہوا تھا لیکن ابا جان کی موت سے مجھے اسکا خیال
 اور یاد وہ رہنے لگا۔ میں دن میں دو تین دفعہ ابا جان کو یاد کر کے روتی تھی
 تو وہ دفعہ ضرور اسکو یاد کر کے ابا جان کی برسی ہو گئی لیکن آہ ایک برس
 ہی میں کیا انقلاب ہم پر وارد ہوئے۔ سوائے اس مکان کے جو بسو کے
 نام سے خرید لیا گیا تھا جس میں ہم رہتے تھے۔ باقی سب روپیہ

نقدی یا زیور کی صورت میں تھا جس میں ہزار روپے ابا جان نے ایک بنک میں خاص مسود کو ولایت بھیجنے کے لیے جمع کر رکھے تھے لیکن آہ چلبان نے سب تیغ کر کے صاف کہہ دیا ان دوکانوں کے سوا اور کچھ بھی جائداد وہ نقدی نہیں مسود کو علی گڑھ میں حسیج نہ بھیجا وہ لاچار ہو کر نام ٹٹا لاہور میں آگیا۔ ہم سبکیوں کا ہمدرد کون تھا جو ہمدردی کرتا ایک ماموں البتہ تھے لیکن انکی سال ہی تو میری چچی تھیں وہ لب گوارا کرتے کہ جوسی کو بیمار بن کر کے ہمارے حمایت اور ہمدردی کرتا مسود پڑھنے سے ماتہ دھو اور آہ ہر درد بردار مانا پھر تپا ہے اور میری دن رات آہ و زاری میں گذرتی ہے لیکن بچکے سے نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے۔

گلے مر جاؤں یہ مرضی سے ہٹنا کی ہے۔

جہوت میں تمام دن کے کام دھند میں لگی رہنے سے چور ہو کر کوٹھ پر بیٹھی تو اس ذر مسود کو چچی نے اپنی ہن کے گھر جو میری ماماں ہیں کسی کام کے واسطے بیچ رکھا تھا۔ میں ادھر چپڑھی تو مجھے اکیلے ڈر گئے لگا اور ذر کے مارے رونے رونے چچ کل گئی لیکن بڑی خشکوں دلوں سمجھایا کہ

دل نادان تجھے ہوا کیا ہے ؟

آخر اس مرض کی دوا ہے ؟

تھوڑی دیر میں بنی چڑھ آیا اور سر میں درد بڑے زور کا ہونے لگا لیکن آہ اب وہ گھر اور سبب سیرا نہ تھا کہ جو دوا جی چاہتا نکال لیتی تمام رات میں تڑپتی رہی۔ چار بجے آنکھ لگ گئی تو ایک عجیب خواب دیکھا :-

سینے دکھا کہ صبح کا وقت اور گرمی کا موسم ہے میں اپنے مکان کے صحن
 میں ایک آرام کر سی پریشی ہوئی روزانہ اجار پڑھ رہی ہوں میری والدہ جکی
 شکل اب جیسے کچھ یونہی سی یا وہ ہے پاس بیٹھی ہوئی تو ان شریف کی تہا ایت ٹری
 خوش حال کے ساتھ کر رہی ہیں اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ میرے بابا کا
 بڑے خوشی خوشی انداز سے اور ایک سنگ رنگ کا لٹافہ آتے ہی انہوں نے
 اماں جان کو دیدیا اور کہا مسعود کے ایک دوست علی گڑھ سے تار دیا ہے تہہ مسود
 بارہ بجے لاہور کے اسٹیشن پر پہنچنے لگے اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ مسود پلا آرہا ہو
 والدہ افسوس سے پرست گئیں اور دیر تک گلے سے لگائے کھا اس کے بعد
 مجھے کہا تم کب تک اجار پڑھتے ہو؟ مٹھکر گھر کو دیکھو بھانوی میں مٹھی اور
 ماما کو بلا کر کھانے کے متعلق بھایا۔ اتنے میں چچا جان اور ماماں جان آگئے
 اور بڑی بہت مسود سے ملے پھر ابا جان سے کہے لگے بھال جان اب تو
 مسود کے ملازمت کے خیر کا بندوبست کیجئے؟ جسکا جواب ابا جان نے ہر
 یہ دیا کہ خدا کو منظور ہوگا تو سب کچھ ہو جائیگا میں نے چائے کا سامان درست کیا
 اور سب کو چائے بنا کر دینے لگی چچا جان اور ماماں جان میری لیاقت کی
 تعریفیں کرتے جاتے تھے اور چائے پی رہے تھے کہ مجھے کسی نے آواز دی
 آنکھیں کھول کر دیکھا تو چچی کہہ رہی تھیں کہ کب تک تیری رات سونیکو کیا کم ہے؟ آہ وہ
 بڑھ گیا تھا اور میرے بہت کام جو چچی نے میرے سر پر کئے تھے یونہی پڑے ہوئے
 تھے خیال نہ کیجئے کس طرح لیگیا۔ آہ ماں کی محبت باپ کی غمگساری ماماں اور
 چچا کی نہ دیکھی باتیں + خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا +
 بعلم "نہت حفیظ السہامی"

الوان نعمت

امریاں۔ سیر ہند یا کھانڈ کا پہلے شیر و بنا لواؤ کوئی سیر مہر کے قریب ہوئی
ماتس کی، اہل اچھی طرح پیکرنت کر لو گھی ایک سیر کڑھائی میں ڈالکر آگ پر رکھ دو
جب تھمی اچھی طرح پھیل جائے تو ایک کپڑے کی صفائی میں چھید کر دو اور پی ہوئی
مال اسپس لیکر شمش سے خوب پھینچو اور گھی میں زبیرہ سا بناتے جاؤ۔ جب دیکھو کہ
اچھی طرح پک گئیں تو آمار کر شیرے میں ڈال لو۔ ن۔ ج۔ ب

رس گھلے۔ کھویا۔ آدہ سیر ماش کی دال آدہ سیر مشکہ۔ ڈیڑھ سیر گھی
آدہ سیر بادام چار نوے لتا ستہ دو تو لے خشک اور کیڑا جتنا مناسب سمجھو
پہلے تو ام با شیرہ مشکہ کا بنائیں پھر دال کو اچھی طرح پیکرنتا ستہ ملائیں اور لت
کریں کہ با لکڑا کر دنا میں دیار تل تل کر ستیرے میں ڈال لیں۔ ا۔ ع۔ ن
گو بھی انگریزی طبعی سر کی

پہلے بتے کاٹ لو۔ اور پھر ڈھٹھل کاٹو
اور انکو نہایت ٹھنڈے پانی میں
دھوؤ۔ اس کے بعد پانی میں نمک ڈالکر ایک گھنٹہ بہر رکھا رہنے دو اگر
نمک کے برے سرکہ ڈالو تو کیرے جلد مر جائیں گے۔ اب گوبھی کے
دو ٹکڑے کر لو۔ اور نمک اور کالی مرچ مل دو اور پڑا ہٹے ہوئے پانی میں
ڈالکر ابنے دو اور آمار لو۔

سید جان بیگم۔

تصویر انقلاب

شیخ سعدی (اسلامی جنت بعدیہ کرے) اپنی مشہور کتاب گریہ میں فرمانے ہیں
 میں دنیا کی بہت سی باتیں یاد رکھو وہاں ایک بات سعدی کی بھی یاد رکھنا کہ میں
 دنیا سے دل نہ لگتا۔ پہلی حالت کو قرار نہیں کہنے کو تو سب ہی کہتے ہیں
 وہ وقت کہتے ہیں جس تکھے بھی میں کہ دنیا فل زندگی چدرورہ لیکن میں سمجھتا ہوں
 کہ یہ اگر عمل ہی کرنے لگیں اور شیخ کی ان خصوصیت کو جو سونے سے نکھے۔ کے
 میں ہے ہر وقت اور ہر لمحہ اسے سانسے رکھیں تو حالتوں میں آسمان زمین کا
 فرق ہو جائے۔ کیوں وہ طاقتور اسے زور پر گھنڈا کرے جو جانتا ہے کہ ایک طاقت
 غم سے زبردست میں ایسی ہے جو دم بھر میں میری طاقت کو خاک میں ملا دیگی
 اس لیے وہ امیرانی دولت پر ناز کرے جو سمجھتا ہے کہ میری دولت کا غد کی نا
 سے اور نہ اتنی قدرت رکھتا ہے کہ بل مارے میں مجھے ہیک رنگلوادے زبان
 میں۔ دجہز ہے مگر حوٹناؤد کر اور چیز علم کیسوفت کام کہ ہے جب اسیر عمل ہوئے
 یوں جاسے کو کوئی تحفہ یا جہر کی باتیں جانے مگر اسکا جانتا کر کہ مہاجبہ میرٹل تھا
 دنیا مانتی ہے اور بچہ بچہ جانتا ہے کہ موت اور انقلاب یہ دو کھٹکے انسان کی جان
 سے ساتھ ہر وقت لگے ہوتے ہیں خاصے اچھے سندرست ہٹے کھاتے پیتے ذرا
 دل کی حرکت بند ہوئی اور پیشہ کو سنے سلطنتوں کے بادشاہ پاستوں کے مالک
 نیز کیمیش آرام کو نے حکومت کے ڈنکے بجاتے آنا فائیں وٹوں کو متاج ہوئے

تاجی بغداد ایک اقدہ ایسا بیان کر رہی ہے جسکو سنکر دین کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں جس لڑکے کی پیدائش پر ہزاروں لاکھوں دینار و درہم تقسیم ہوئے ایک قصیدہ تیس ہزار درہم کا انعام ملا تھا۔ اس لڑکے کو تقدیر کیا وقت دکھائی ہے۔ زمانہ برآمد کے اقبال کا جراح گل کرنا ہے، اپنی شاء جرحض ایک قصیدے سے عجب بے بالابل ہو گیا غسل کے واسطے حمام میں جاتا ہے جو لڑکا خدمت کے واسطے مقرر ہوا ہے وہ ہتلا رہا ہے۔ میر ہناتے ہناتے اپنے اسی قصیدے کے شعر گنگنا لگا اور لڑکے کی آنکھ سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے شروع ہو گئے دریافت کرنے یہ معلوم ہوا کہ جس بچے کی پیدائش نے معمولی شاعر کو امیر کبیر بنا دیا تھا آج وہی بچہ اس کے ہاتھ پاؤں مانجھ رہا ہے۔ کیا اچھی نصیحت کی ہے۔ ابو لو اس نے سلطان عبدالغفر کو "غریزہ بھادوت کہ اس تاجدار کو بے تاج کر دینا زمانہ کے آگے کوئی بڑی بات نہیں۔ منی کے پرچم میں ناخرین عصمت پرچم شملہ، لکڑندرا کی تصویر دیکھ چکے ہیں تاج تہی سر پہ لکھا ہوا ہے اطمینان مفاعہ ابالی چہرہ سے ٹپک رہی ہے اور اتنا پتہ دے رہی ہے کہ بساات محمد پارسینے والی ملکہ رحم و ہمدردی کا پتلا ہے۔

اپریل ۱۸۷۶ء پہلا موقع تھا جب سہ شاہ ایڈورڈ وینفٹ کی ملاقات شہزادی الکزنڈر سے ہوئی۔ گرامسوس میں خوشی پاندارتہ نکل اور تہزادے کے والد بزرگوار کی موت نے لر کر دی اس صدمہ کا کچھ لیب اثر ہوا کہ شہزادی کو بیت المقدس اور مصر جانا پڑا۔ سال بھر کے بعد کسٹرمشٹن کو ملکہ الکزنڈرا کی سبست ہوئی اور ۱۸۷۸ء میں ۱۶ سال کی شہزادی جارج کے گرجا میں شادی ہوئی ڈاکٹر مارن نے اس شادی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ مجھے اس وقت دو باتیں دیکھ کر بہت ہی تعجب ہوا۔ ایک تو یہ کہ تمام شہزادیوں کی آنکھ

دقتدار انوجاری تھے، ولہا کو دیکھ دیکھ کر انکا دل بھرا چلا آتا تھا اور مرے چو
پاں یاؤں کے دل کے ٹکڑے اُڑا رہی تھی وہ روتی جاتی تھیں اور چپکے
جیکے اپنے منہ پوچھتی جاتی تھیں۔

دوسری بات وہ تھی جب ملکہ کے مرحوم خاوند یعنی دولہا کے باپ کا گیت گایا
”سا اور ملکہ وکٹوریہ نے آسمانِ نیلوت اکٹھا کھا کر دیکھا ایسا معلوم ہونا تھا گویا ملکہ
بی مان یعنی ضد الی حکومت کے آگے اپنے خاوند کے ساتھ ناجزی سے
ٹھٹھی ہوئی ہے

شاہی ہوگئی میاں بیوی رہنے پہننے لگے۔ ملکہ انگریزوں نے اپنی عقلندی
نما برداری اور محبت سے چند ہی روز میں یہ شامت کر دیا کہ نیک بیوی
سے زیادہ دنیا میں کوئی نعمت نہیں۔ دونوں ندیاں نہایت اطمینان سے بسر
ہوئے لگیں۔ روپیہ صرف سلوک ایک اولاد کی البتہ کس قسمی ایسے گھر پر خدا کی
عنایت کیوں نہ ہوتی یہ مراد بھی پوری ہوئی حوض کوئی ارا اٹھا ہر میں ایسا نہ تھا جو برا ہو

لوگوں کا خیال ہے کہ ایسے خوش میاں بیوی دنیا میں بہت کم ہوں گے
۔ بسوں سلسلہ کو کچھ ایسا خوش سال تھا کہ اسنے شاہی کلبو نیز بہ دست داغ دیا
ورڈیرک اورن کلیرنس جو ان بیٹا آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ گیا۔ ملکہ انگریزوں
پریس صدر کا محنت اثر ہوا۔ بیٹے کے فراق نے بہت سے ارا مانوں کا حاتمہ
رہا۔ مگ بسن ان کو مودہ چرس مد اندیشی اور صبر و استقلال سے ملکہ نے
ہام لیا ہے وہ تعریف کے قابل ہے اولاد دوسرے دل سمجھ سکتے ہیں کہ ملکہ کی

کیا حالت ہونی ہوگی۔ مگر وہ ہمیشہ تہنشاہ کو سمجھاتی تھیں اور ان کا غم غلط کرتی تھیں۔
جس طرح شہنشاہ ایڈورڈ ہٹھم کی یاد رعیت کے لئے کبھی فراموش نہیں
ہو سکتی اسی طرح ملکہ الگزندرا کی شفقت ہر وقت ہمارے دل و نینس تازہ رہے
گی خصوصاً وہ محبت بھرا پیغام جو ملکہ نے رعیت کو بھیجا اور میرہ و خواست
کی کہ اپنی دعاؤں میں مجھ کو یاد رکھنا۔

آج باختر عجمت ملکہ الگزندرا اور ملکہ میری دونوں تصویروں میں ملاحظہ کریں گے
اس جو وہ ان کی یہ تصویریں اس کا طے تو یہ کیجئے کے قابل ہیں ہی کہ ہماری
حکمران شہزادیوں کی تصویریں ہیں مگر غور کرنے سے۔ دونوں تصویریں ملکہ
ایک رعیت کی تصویر معلوم ہونگی۔

وہ تاج حوکل ملکہ الگزندرا کے سر کی زینت تھا آج ملکہ میری کے
سر پر جگہ۔ نا ہے اور یادوار۔ ملکہ شج کا یہ شعر پڑھ رہا ہے :-

مذہل ہرین گنبد رگزار ز سعدی ہمیں یک سخن پلودار

مدر سے موجودہ ملکہ جارت عجم کے سدا تمند اور سنہرے مانبردار
ہوئے میں کلام نہیں انہوں نے باپ کی آنکھ بند ہوتے ہی محترمہ مائی لاری
میں کوئی کس نہیں کی۔ مگر جس طرح قدرت کے قانون نے ایڈورڈ ہٹھم جیسے
ستیا نیس برس کے عہد و ہم از کو ملکہ الگزندرا سے ہمیشہ کے واسطے
جد اکر کے تمام تعلقات کا خاتمہ کر دیا۔ اسی طرح زمین کی رفتار نے تاج شاہی
ملکہ الگزندرا کے سے آمار کو ملکہ میری کے سر پر رکھ دیا۔ اور وہ محترمہ لابی
جو ابڈورڈ جیسے حکمران کی ملکہ اور برطانیہ جیسی مذہب و ست سلطنت کی مالک تھی
آج سے تاج ملکہ آری ہو۔

ملکہ الگزندرا کی تصویر انقلاب کا ایک نور ہے اور ملکہ میری کی صورت درشل کے پتے میں ہے جسکو دیکھنا زاد الوعداں کے اس جہول تصویر کی جہول آواز میں ہے۔
سوائے تریس کیس۔ دینے والی نہیں کہ تو تمام برتاؤ جو ہمیں ایک نئی طرح کی تربیت دے گا۔ اس کے پڑھنے والے دیکھیں اور سمجھیں۔

میری غفلت

دن کے روشن چہرہ برسات کی بانی نقاب پڑ چکی تھی آسمان پر گھٹا ٹوپنے لگا
یہ یا ہوا تھا۔ رہ۔ وہ کوئی اور تھم تھم کر یا دل چک اور گرج رہے تھے۔ حالت
یہ مکان میں نہ ہاں تھی ہوں اپنے شوہر کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے حیران
دہانتہ کو باقاعدہ سوچائی دے نہائی ایسی کہ پڑوس نہایت سی کے بوسے
لی اور رہیں۔ خوف و است رات کا وقت رسات کے دن نیکل جیٹی اللہ اللہ
نہائی تھی اور دس۔ جھکڑ دھڑکڑ رہا تھا۔ ذرا سا کمر کا ہوا اور جان کھل دیوار میں
ستہ ٹھی جھڑی اوکلیجی بیوں اچھٹے لگانہ اخدا کر کے کونوال کا گھنٹہ جبا
آٹھ ٹک بن چکی تھی کہ یا دل نے کڑک کر دل دھلا دیا۔ سب بھول بھلا چیزیں
چھڑ پڑیں۔ اندر سہری پر جالیٹی بجلی کی چک یہاں بھی آنکھوں میں کھسی جاتی
تھی کواڑ بیٹھے آنکھیں بند کیں اور ہاتھوں سے منہ چھپا چکی بیٹھ گئی۔
طرح طرح کے خیال دہیں آتے تھے میاں کا کٹرین راکوں کی بے پردائی
دونوں ہنوں کا الٹ تھلگ رہنا ایک جھکڑ تھا کہ بدھا جاتا تھا سوچتے
چنے خیال آیا کہ ایک خدا با جان اما جان سے کہہ رہے تھے کہ ابو بصری ایک
دن غور کرنے لگیں کہ پچاس برس کی عمر ہوئے آلی اگر ایک گناہ روز بھی کیا
تو اتنا کسے نہ ہوئے حساب لگاتے ہی ایک چیخ ماری اور گر پڑیں۔
وہ بھی آدمی تھیں او میں بھی آدمی ہوں میں نے اب تک کتنے کام اچھے

اور کہنے پرے کہے بچپن ختم ہوا جوانی ڈھل چکی بڑھاپا آ موجود ہوا اور کوئی دن میں یہ بھی قسمت بچپن اور جوانی جا کر تو کچھ اپنی نشانی چھوڑ بھی گئے بڑھاپا جا کر اگر کچھ چھوڑے گا تو مٹی کا ڈھیر۔

اسی ادھیر بن میں خلطای بچیاں باہر کے والان میں آئی جھانک کر دیکھا تو دوسلا دہار پانی پڑا ہوا کرک نکلتی گزرتی کبھی کبھی چمک جاتی تھی بولی اور لوٹ کر پھر آتھی آئی تو پھر وہی حالت تھی اور وہی ادھیر بن سوچنے لگی کہ آخر میں نے اب تک کیا کیا شروع سے چلوں۔ کواری رہی تو ایسی رہی کہ خدا عزوجل کو ایسی بیٹی نے موت کا وقت مقرر ہی مگر سچ پوچھو تو اما جان کو فقط میرے جلاپے نے کھایا کس نسبت بھائی اور پید سے بتائی تھیں مگر میرے کان پر کبھی جوں نہ چلی انکی محبت بھری باتیں اور مجھ ناہنجار کی زبان الاماں محفوظ میں کیسے بھر نہ کوستی تھی اور چکی بیٹی منہ کو نکلتی تھیں۔ اب پچائے کیا ہو ہے جب چڑیاں چنگ گئیں کھیت دروؤں پٹیوں چٹخوں چلاؤں مگرتا کہاں دنیا چھان ڈالوں اور ہزاروں جتن کر ڈالوں مگر وہ صورت نصیب نہیں +

جیو بیٹی تو ایسی بنی کہ ہمدردی اور فرمانبرداری تو درکنار میاں سے سچے منہایت تک کرنی نصیب نہ ہوئی۔ جب رہی ٹینٹ ہی آخر کب تک اثر نہ پڑتا جب تک برداشت ہو سکی کی۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ اب تک کر رہے ہیں اگر میں غصہ مع ہی ہے دلیں گھر کرتی اور یہ سمجھ لیتی کہ اب باقی زندگی تو ان کے ساتھ بسر کرنی مضطرب ہوا مگر خدا مندر کھول تو آج

کیوں مصیبت جیلانی بڑھتی +

ہم تو نوڈر علی نور تعلیم تو خیر دوسری چیز ہے تربیت جو میرا سرزدی فرض تھا
کبھی جو کہ بھی اسکا دھیان نہ کیا جھوٹ اسنے بولی دھوکے انہیں میں نے ادب نہیں
نہ سکھایا تہذیب انہیں نہ بتائی بے ڈھنگے پھرے تو آدرا رہے تو ان کی عمر
کا خیال مجھے نہ آیا +

اما نا خوش گئیں اسکا تو علاج ہی نہیں خاوند کو رضا مند نہ رکھا اسکا تعجب
دیکھ رہی ہوں لڑکوں نے غافل رہی اسکا نہ چکھا +

انکس صدافیں میری اس لٹی مت پر بنایوں گدزی آغوت کا
مرطابھی ملے کرنا باقی ہے۔ جہاں تل تل اور تلی رتی کا حساب دینا پڑیگا۔
خیر! آج سے عہد کیا کائنات ارالہ شوہر کی خوشی اپنا فرض سمجھوں گی! عہد
پر خدا کو گواہ کرتی ہوں کچھ میں لت پت آئین گے پانی کا لٹا بھر کر رکھوں
تو لہ ڈالوں۔ کھانا چولہے پر رکھ دوں +

مینہ تم چمکا تھا عائشہ پانی کا لٹا بھر کر رکھ چکی تھی کہ سلمہ سے شوہر
یہ کہتا ہوا آیا اس غضب کی کچھڑ ہے کہ رستہ چلتا بھی مشکل لگیں۔ غلام قادی
و معترض بیبیاں اسکو ملا خطہ کریں۔ اگر سترید صاحبہ لاہور جہوں نے میرے مضمون پر
ہرگز جن بنوں کا قصدا کے عنوان سے شکایت کی ہے اور ج۔ ب۔ صاحبہ درماس جنہوں نے
سٹرید بر یعنی صاحبہ کے مضمون پر ردہ قائم یعنی اللہ تہذیب کے عنوان پر ۳ جولائی کے تہذیب ان میں تروید
کی ہے جو تہذیب سے بذریعہ صحت بائیس چہرے پر ایک کا ڈھیکہ بکرا مطلع فرمائیں مہربانی ہوگی اسد کو کہ ستر
رید صاحبہ جن سہیل نے پہلے صحت پہنچا تھا وہی اب بھی سترید کو بھیج کر فکرم کر نیل۔ میرا یہ یہ ہے
اساطان بیگم۔ معرفت مشرفہ اللہ صاحبہ انجیر انار۔ (پشاور بھادوانی)

نو کروں سے سلوک

نو کروں کے ساتھ سلوک میں اگر منفصلہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائیگا تو نوکر ہمیشہ راحت آرام ثابت ہونگے +

(۱) اگر چاہتے ہو کہ نوکر یا مائیں اچھی طرح تمہاری خدمت کریں تو ان سے سلوک بھی اچھا کرو +

(۲) کھانا وغیرہ نو کروں کو کافی دو۔ کیونکہ گھر کے کام دہندہ سے کرنے والوں کو جھوک زیادہ لگتی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مزدور خوشدل کسے کا پیش کیجی
مولیٰ ابھی چیز و سبز خاں سے نو کروں کو بھی کچھ اسکا حصہ ملنا چاہیے +

(۳) جو کام تم نو کروں سے کرانا چاہو اسکو خود بھی دیکھ لو اگر خود کرو تو کتنی دیریں کر لو گئے۔ اعلیٰ ہمت سے یادہ بوجھ بہرہ ڈالو۔ کام ادھر وارہ جائے پکا لو
اس سے اطمینان نہ ہو گا +

(۴) یہ ہمیشہ خیال رکھو کہ نوکر بھی ہمارے جی طرح انسان ہیں۔ غریب ہیں مگر انسان تو نہیں۔ ہر بات کی سمجھ بوجھ کی حس انکو بھی ہوتی ہے۔ اگر پیٹ لی خاطر متاثر
خدمت گزار۔ سی کا ذرا نہیں۔ نے یہاں سے تو تم بھی انسانیت سے ان سے تیس آؤ۔

(۵) نو کروں کے ہر کام میں ہر وقت دخل مت دو۔ البتہ دیکھئے سب کچھ جو کیسی وقت وہ
غلطی کریں نو خیم ہوتی بھی کر دو اور جس وقت جتنم نائی سے بھی کام لو۔ اچھا کام
کریں تو شاباس سے حوصلہ بھی بڑھاؤ قصور کریں تو ان سے جواب پوچھو گال

- گلوغ اللہ بیٹا جس کا ہم شہنشاہ کریں تو عطا کر دو۔ ورنہ جھک جھک چھیڑیں۔
- (۷) نوکروں سے بے تکلفی کبھی نہ رکھو بے تکلفی میں نوکر اکثر تکلیف کا باعث ہیں۔
- ورکھی اسے اپنے مزاج پر عادی ہونے دو۔
- (۸) نوکروں کو ہمیشہ آداب اور نظم کا عادی بنائے رکھو اور ان پر روبرو رعب رکھو۔
- (۹) حاکم نوکر کو سیر کر رہے ہو تو کبھی اچھی طرح سمجھا دو۔
- (۱۰) اگر نوکر کو سیقت دیر سے نصرت دو۔ تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم بھی اسے کچھ نہ کہو اگر سیقت نہ دیر سے حاضر ہو۔
- (۱۱) غصہ میں نوکر سے ایسی باتیں نہ کہو جس کا تھیں بعد میں افسوس ہو۔ اور تلافی کی ضرورت پڑے۔
- (۱۲) بعض بیویاں نوکروں کو اپنا ہمراز بنالیتی ہیں۔ اور سب ہی قسم کی باتیں اُن سے کہہ دلاتی ہیں یہ بہت خطرناک بات ہے۔ اس سے ہمیشہ پرہیز رکھو۔
- (۱۳) روپیہ کا اٹھانا اگر کسی نوکر کے ہاتھ میں ہو تو حساب اس کے باقاعدہ نو غفلت کر دو۔
- نو بیت نقصان اٹھاؤ گے۔
- (۱۴) نوکر دل کے انتخاب میں پہلے ہی احتیاط کرو۔ اور جب ان کو مقرر کرنے لگو تو سب کچھ پہلے کہہ لو۔ ان کے کام سب ان کو سنا دو۔ بعد میں لڑتے جھگڑتے رہنا ٹھیک نہیں۔
- (۱۵) نوکر دل سے جھوٹ نہ بولو۔ اور نہ جھوٹے وعدے کر کے اپنا اعتبار کھو۔
- مسز محمد اکرام

پان تمباکو

تباکو پان اور وہ پیسز جربان میں ڈالی جاتی ہیں کیموں نے اس غرض سے تجویز کی تھیں کہ نازک فرائض امرا اور وہ مرض جن کے منہ سے بوا آتی ہے تباکو ایسی کروہ اور ناگوار شے کے استعمال سے محفوظ رہیں۔ اور اس لطیف نسخہ کو وہ لوگ شوق سے بلا نفرت اور بے تکلف امراض گندہ و ہنی کے دفعیہ کے واسطے استعمال کر سکیں۔ لیکن اگر تاکو کو چوڑا کر صرف پانی پر بحث کریں تو پان برگ سبزی است تحفہ درویش کی مصداق پر بننے الواقع تحفہ درویش ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ نہ کہ تحفہ امرا۔ اس لیے کہ ہاں سکن پھنس جھونکے علاوہ کم قیمت ہونے کے سبب بھی ہمارے ملک میں فقرا ہی کیواسطے زیادہ تر موزوں ہے کیونکہ ان کی عبادت اور مثال کے واسطے یہ امر لازمی ہے کہ کم کھانے کی وجہ سے اپنی ریاضت پر شب روئے جست ہیں۔ اور سرنگی سے سستی وغیرہ پاس نہ چھٹکے پائے۔

پس کوئی ایسی چیز جو فقرائے اس مطلب کیواسطے اچھی خوراک میں کم قیمت آسانی سے حاصل اور ہر جگہ بکثرت میسر آسکتی ہے اور ان کے مقصد کے واسطے کفایت کر سکتی ہے وہ ایک پان ہی ہے چونکہ دنیا دار جب فقروں سے ملنے جاتے تھے تو تواضع میں ان کے جانب پان بطریق تحفہ کے پیش ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مصرع برگ سبزی است تحفہ درویش کی ہے۔

دو فوں دلیلوں سے یہ نتیجہ آسانی سے نکلتا ہے کہ مرض گندہ دہنی کا یہ
بہت مفید نسخہ ہے یا فقر کا تحفہ ہے جو تواضع کی صورت اختیار کر کے تقریباً
سب مسلمان کے تمام طبقہ کے لوگوں اور خصوصاً امیروں میں کچھ اسی سبز
نندی سے داخل ہوا کہ بجائے دوا خود ہی، میروں اور بیگموں کے لئے
مہیں ہو گیا۔ اور چونکہ فقر کی نالیشی صورت میں بہت سے مکرگداندہ کے بھی
شوقین چوتے ہیں اس لئے انہوں نے ایک نشر والی کو ویز تباہ کو جس کا سلام
نے عرب کی محنت کالت کے اعتبار سے حرام قرار نہیں دیا تھا۔ ہر صورت میں
مائدہ قرار دے کر خوب دم لگائے۔ اور پانی کا جزو عظیم قرار دیکر اس کے
عاق کو پان کے ساتھ پی کر خوب نشے جمانے اور یہ طریقہ دبا کی طرح ہند
میں ایسی قابل نفرت نامنا سبت کے ساتھ پھیلا کہ ہر کس نامکس طلب
اے کو کبر کس نامکس سے سوال کرنے پر مجبور کر کے مکرگداندہ بنا دیا۔ اس لئے
کہ جب طلب لگتی ہے تو عموماً اس طرح سوال ہوتا ہے کہ: ذرا سا مکر پان کا
تبا کو ڈالکر مرمت ہو: یا ایک مکر اچھو بھی عنایت کیجئے گا:۔

ہر حال اس بے عنوانی یعنی کثرت استعمال پان تبا کو نے اخلاق ہی پر ایک ناز
نہیں ڈالا بلکہ تبا کو کے ظالم جن کوٹیں نہرے ہماری گلاب کے سے پھول ہے
نہار دانی ہنسل کو زرد و دہنا دیا اور ان کے موتی سے آبدار دانوں کو بڑھا
گیو دارنگ دیدہ بعض کے ذات کثرت استعمال سے شریفی کے بیج بن گئے۔
جب کوٹیں کے اثر سے چم و زرد ہو گیا تو ظاہر ہے کہ خون خشک ہو گیا
تو اس امر کے بھی تسلیم کر لینے میں کوئی کلام باقی نہیں رہا کہ دل دماغ و دیگر قوتیں

فقور پیدا ہو گیا۔ اور خصوصاً دماغ بلاشبہ خشک ہو گیا جسکی صحت پر سارا دارومدار ہے۔ اس وقت کے حکیموں نے تبا کو کے زہر نکوشین کی بابت تحقیقات کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ تبا کو سے بوجہ زہر مذکور کے اختلاج قلب دور می پیدا ہوتا ہے پیش و جگر و دلوں کے فعل خراب ہو جاتا ہیں آنا فنا بند ہو کر ملاکت واقع ہو سکتی ہے۔ اب مذہبی پہلو سے اس کے متعلق بحث کی جاوے تو حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کرنے پر استعمال تبا کو کی بابت یہ ارشاد فرمایا ہے کہ حرام تو نہیں ہے مگر مکروہ و مضر ہے اور استعمال سے ترک بہتر ہے پس حسب ارشاد عالی حضور اقدس کے ترک استعمال تبا کو میں کسی حجت و دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ مگر لحاظ معقولیت اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک بحث موثر ایسی پیش کی جائے کہ اس مضرت سے کہ جو مکروہ قرار دیا جا چکی ہے اپنی قوم کے واسطے حرام مطلق ثابت کر دیں و ضح رہے کہ تبا کو سے زیادہ ارزاق شے منہ صاف کرنے والی مثل پان کے عجب میں نہیں مگر عرب میں طریق استعمال تبا کو مثل سگریٹ کے ہے اور بتا یعنی اس کے دھوئیں کو دم سے کشید کر کے منہ سے خارج کر دینے تھے اور اس طرح منہ صاف کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ اس طریق استعمال کی کثرت آپ رہاں بھی ہو لیکن جس وجہ سے ہمارے ملک میں پان کے ساتھ اس کا عرق پیا جاتا ہے ایسا وہاں نہیں ہوتا اور سوائے ہندوستان کے یہ طریق استعمال کسی اور جگہ ہے۔

قابل افسوس یہ امر ہے کہ دو سکے ملکوں کی تعلیم یافتہ خواتین جب ہماری

ہی طبقہ کی بہنوں سے ملتی ہیں ہماری بہنوں پر تعصیب و تم کا الزام لگا کر طعنہ زنی کرتی ہیں کہ خواتین امرائے ہند کو سوائے چوپل باریک چھایا تراشنے کے کچھ نہیں آتا۔
 انیامیں تعلیم یافتہ قوموں نے محض دل و دماغ و صحت جسمانی کی بدولت عروج پایا
 لیکن جو زوال اذہار ہماری قوم پر ہے اسکا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ نئی
 نسل جو پیدا ہوتی ہے وہ نسبتاً اس کجبت تباہ کو کے زہر کے اثر سے بھی اُم
 المرعین اور عموماً کمزور اور مرل پیل پیدا ہوتی ہے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ وہ
 مغز نشے جس سے دایرین کی سب جروئی نرائل اور زرد رولی حاصل ہوا اور جو بچی
 طعنے فی تفسیح وقت کا سبب ہو اور جو متعدی مرض کی طرح ہماری صحت ہی نہیں
 آئیندہ بل پر بھی اثر کرے اور وہ بچے جن کے دل و دماغ کی صحت قوم کی ترقی کا رڈ
 ہے اور جن کے کاموں کے طفیل سے عطفلاً اور نہ ہنا ہم کو دولت دایرین کی ہے
 اس کے زہریلے اثر سے کوڑا مغز پیدا ہوں تو ایسی مکر وہ شے کیا حرام مطلق قرار
 نہیں دی جاسکتی۔ اور کیا اسکا ترک کرنا ہماری شائستگی اور حریت کا فرض نہیں ہے۔
 چونکہ کھانے کے بعد ہر ہندو قوم میں منہ صاف کرنے یا منہ کا مزہ
 يدنے کے واسطے کوئی نہ کوئی خوشبودار چیز تعزیر یا استعمال کیجاتی ہے اسنے
 محض سادہ پان اور الایچی بنیر تبا کو کے یا چکنی ڈلی اور الایچی وغیرہ کا استعمال
 ہندوستان میں حسبِ دستور و عادت قدیم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن پان کے
 اوپر پان کھا کھا کر اچھے خالص اندرونی منہ کے گلابی رنگ کی قدرتی خوبصورتی
 کو باطل کر کے خونخوار بنا لیا مصلحت اور ادب دونوں کے خلاف یقیناً سخت معیوب ہے
 جو بہن میرے اس مضمون کی تائید میں ایک مضمون اکو بعد عصمت میں دیلی اپنی مدت
 میں بطریق تحفہ اتحاد ایک شمی و مال مذکور کے مشکور ہو گئی۔ اس جی۔ بی۔ دختر نرمل

کام کی باتیں

(۱) چیونٹیوں کو فیہ کا طریقہ (بیرمی) سے۔ بیلے ایکسینج کو بال میں جھگو کر پھوڑا لے تاکہ غوثی سی نمی باقی رہ جائے۔ بعد ازاں چینی اسپر چھڑک دو۔ ایک ڈیٹ میں ایکسینج کو رکھ کر چیونٹیوں کے قریب دھرو۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پیٹ چیونٹیوں سے بھر جائیگا پھر پیٹ کو کھوتے ہوئے پانی میں ڈال دو اس طرح تمام چیونٹیوں کا فیصلہ ہو جائیگا۔

(۲) تارپین گلی اور سینکے امراض کے لئے بہت عمدہ دوائیوں میں سے ہے سینے کے گلے اور سینہ پر سے، اسپیلٹن بلکا سائپ کر کے تارپین سے جھیکے ہوئے گرم کپڑے کو اچھی طرح سے باندھ دیا جائیو جیسے چھڑ۔ وغیرہ کے مرض میں اکیس ہے۔

(۳) سفید چھڑے کے رگ قالیں کے دھونے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پیلے اسپر کو پلٹ کر پھروں کو کسی گول چیر پر پیٹ دو صابن اور گرم پانی میں نین چائے کے جھجکی مقدار کے برابر ایونیا کو خوب حل کرو۔ در رگ کو اس پانی میں ڈال کر خوب صفائی کرو۔ اب ٹنڈے پانی میں دو دفعہ جھگوئے جی طرح چھڑ اکٹھا ہو جائے۔ اسے کپڑے صاف کرنے کے برتن سے اسے صاف کر لینا چاہیے۔ اس بات کی کافی احتیاط کرنی چاہیے کہ جب تک ادھر کا حصہ اچھی طرح سے سوکھ نہ جائیو اسٹرینٹس نا چاہئے۔

(۴) روزمرہ کے استعمال کے لیے ایونیا تیار کرنے کی ترکیب یہ عمدہ ہے۔ جلدوں صابن کو کھوتے ہوئے پانی میں خوب حل کر دو۔ بعد حل کرنے کے تیز کرکٹ ایونیا تھوڑی سی مقدار میں ملا دو برتنوں وغیرہ کے صاف کرنے کے لیے یہ ایک عمدہ چیر ہے +

نوریمان

بھائی کا خط بن کے نام

بہن! شہرِ عمر دراز۔ جہاں ہو خوش ہو تھاری تاوی ہوئی تم ہمارے
 گھر سے غصت ہوئی۔ مگر اوس میں نہ آسکا کیا کر دل بندگی بجا رہی!۔
 تم سے مجھے بہت کچھ کنا تھا۔ خیر دو باتیں اب بھی سن لو۔ کان میں بڑی
 رہنمائی تو کام بن آئی گی تھری پہلی زندگی، طیبان اور چین کی زندگی تھی۔ مگر سراسر
 گویا وہ میدان ہے جہاں: زندگی کے معرکے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہاں ایسے
 ہتھیار اور ہتھیار کا رسیہ سالار کی ضرورت ہے کہ ہر بات پر سمجھ سکے اور معرکہ کو پتہ چل
 انجام دے۔ نہ پولین کا قول ہے کہ لڑائی میں شکست مار ہے اون چھوٹی چھوٹی
 غلطیوں کا جوانان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ پس تمہیں بھی اپنے معرکہ میں قدم
 چھونک یھونک رکھنا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ کیس یا زوں میٹر، نیز جلتے وہ چھوٹی چھوٹی
 غلطیاں جو، یکے میں حقیر معلوم ہوتی ہیں۔ بات بہ کر انسان کو روز بہ رکھاتی ہیں
 انہیں چھوٹا سمجھو غضب زیں۔ دنیا بیستی ایسی شائیں کر سکتی ہے کہ نہ کھینے
 میں بات کہہ بھی میں مگر اوس چنگاری نے آگ ایسی لگائی کہ لوگ دانتوں اٹھیاں
 کاٹنے لگے سینے میں سو ب میں کسی جتا۔ کتھیت میں ایک شخص کا انٹ
 آؤمر لے لگا۔ عورت ایک انٹ آؤمر لے۔ انٹ کا مالک یہ دیکھ ننگی ملو!

لئے آپہنچا۔ اور عورت کا سینہ کاٹ ڈالا۔ اب کیا تھا۔ عورت اور مر کے خاندان
 میں ایک اچھی خاصی لڑائی بند ہو گئی جس نے یہاں تک زور پکڑا کہ سارے
 عرب کے قبیلے کچھ اسطرن ہو گئے اور کچھ اسطرن۔ ہزاروں لاکھوں جانیں گئیں
 اور ستر برس تک برابر جنگ جاری رہی دیکھو بات تو کچھ نہ تھی مگر اس نے کیا
 عمل کھلایا شیطان کا لڑا سیکو کھا ہے کہتے ہیں شیطان نے ایک بنیے کی
 دوکان کی دیوار پر تھوڑا سا گڑ چکا دیا۔ گڑ پر ٹھیکیاں جھک پڑیں۔ ٹھیکوں کو دیکھ
 بنے کا بلب لپکا ٹیبل پر سیک کا باز بھینٹا۔ بقال نے باز کو تپہ لدا۔ باز لنگڑا ہو گیا۔
 باز کا مالک دوڑ آیا۔ اپنے جانور کی یہ حالت دیکھ غصہ میں آ گیا۔ آؤ دیکھاتے آؤ
 پیش قبض نکال بقال کے پیٹ میں ہونک دیا۔ اب کیا تھا۔ تھانہ کا تھانا
 امنڈ آیا۔ رو پیہ گیا۔ جانیں گئیں اور یہ سب کچھ ذرہ سے گڑ کے لئے۔ اختر دیکھو ایچ
 اتھاری جھوٹی غلیلیاں بس کی گانٹھ نہ ہر کی ڈیریاں۔ تھارے سارے جسم پر
 جھٹک جانیں گی۔ یہ وہ چنگاریاں ہیں جو تھارہ بڑا بھڑا کھیت خاک میں ملا دیں گی
 راکھ کر دیگی۔ تم نہ سمجھا کہ آج ساس نے قباں بنے کو دیں تھیں۔ نہ جس تو کیا ہو
 کل میاں نے کف میں بوتام لگائی کو کہا تھا۔ ننھے کی طبیعت خواب تھی نہیں ٹانگی
 کیا اتنی بات پر میاں خفا ہو جائیں گے؟ یا خوشقدم کو ایک طمانچہ مار دیا اور مچھا
 تصور پڑ تو کیا کوئی رنج ہو گا تم خود ہوشیار ہو۔ خدا کے فضل سے عقل رکھتی ہو
 سمجھ سکتی ہو اور جان سکتی ہو کہ آج جنس کل اور کل نہیں برسوں ایک۔ ایک روز
 یہ جھوٹی جھوٹی باتیں جمع ہو کر ایک ابار ہوگی۔ تم نے لوڈی کو تصور ہی پر مارا
 ایک ہی طمانچہ مارا مگر تھارا نام بد مزاجوں میں مشاغل ہو گیا۔ تھوڑے معلوم ہو سکتی تو

اس ہی وجہ سے مگر تمہاری ایک ایک حرکت چھوٹی ہو یا بڑی دینا دیکھ رہی
تمہاری بول چال اور ٹھٹھا بیٹھا۔ چلنا بھرنہ ملنا ملنا۔ سب لوگوں کی نظروں میں
ہے۔ تم خبردار رہو اپنے ہر فعل پر نگاہ رکھو۔ اب نہ جو انگلی اٹھے۔ نہ کہو۔ نہ بابا ادا
چرستہ آئے۔ خاندان بدنام۔ گھر کا نام نکلتے۔ لوگ کہیں کس گھر واسے کا یہ کوڑا
ہمارے سر پر۔

انگریزی مثل ہے کہ پیسہ پیسہ پر تم نگاہ رکھو۔ وہ اپنا خیال تب کرے گا
اس طرح چھوٹی غلطیوں کی خبر تم لو۔ بڑی اپنی خبر آسے۔ مثلاً۔ یہ تمہاری چھوٹی
غلطیاں گو آج مکر ڈی کا جال میں مگر ایک روز لوہے کی زنجیر ہو کر رہیں گی۔ یا
پانی کے قطرے ہیں جو ایک روز سمندر ہوں گے۔ تمہیں کہیں تھیل بیڑا نہ ملیگا۔
اور تمہاری عمر کا دلدادہ یا خوشنما جہاز برباد ہو جائیگا۔ دیکھو چہ سوں کی بھی کوئی
حقیقت ہے۔ بچپن میں جتنے تھے سینکڑوں کپڑے ہزاروں مارے کچھ خوت
نہ آتا تھا۔ لیکن جب یہی کافی تعداد میں ہوتے ہیں پھلوانوں کے دانت کھٹے
کہ دیتے ہیں۔ ان بے حقیقت جانوروں نے ایک رات سینٹ پیٹرک کے گرجا
میں ایک قوی سیکل جو ان تھوہیں نامی برپا سخت حملہ کیا کہ اس انگریز کی تلوار
و بعد وہی کے نہ پہرا دیے۔ توجہ باج لیٹیاں تیرہ قید کر دیں۔ بڑیاں تک گھسیٹ
ٹیسٹ اپنے بلوں میں نے گئے ہمارے چھوٹے گناہ بھی گویا ایسے ہی نوی
اور حقیر جاوے ہیں جو میں ایک کی طرح جاٹ جائیں گے ہمارا ہم کو کھلا کر دیں گے
تم کہتی ہوگی کہ بڑے بڑے گناہوں کا علاج بھی ہے وہ نظروں میں آتا ہے
انسان اپنے تئیں روک سکتا ہے مگر اودن ننھی ننھی باتوں کا کیا علاج جو کبھی

خیال میں بھی نہیں آتیں۔ اختر اگر یہ تھا راجہاں ہے تو غلط ہے دینا نے کچھ
اٹکھا نہیں رکھا بے

کہتے ہیں ترکی بادشاہ سلطان اوتورباہ نے ایک ایسی انگوٹھی ہم چو پائی تھی کہ
جب وہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا یا بڑے سے بڑا گناہ کر لیکو ہوتا۔ انگوٹھی کے ٹنگ
رنگ بدلنے لگتا۔ سلطان ہوشیار مرہو جاتا اور اس گناہ سے باز آتا۔ یہ تو خیر کھانا
کی باتیں ہیں۔ اب ایسی انگوٹھی ہے اور نہ ہکا بکا مل سکتی ہے۔ لیکن عقل مندوں نے
ادبھی بہت سی ایسی ترکیبیں کیں کہ وہ اپنی غلطیوں پر توبہ ہوتے رہیں۔ کہا جاتا ہے
کسی لڑکے نے ایک بیاض نالی تھی جس کا نام اوس نے شکر گزلی نامی کتاب رکھا تھا
جو شخص اوس سے مہربانی سے پیش آتا یا دیر کوئی احسان کرتا اور اس کا نام وہ اوس
کتاب میں بڑھالیتا کہ فلاں شخص نے۔ فلاں وقت ہم پر فلاں احسان کیا۔ چونکہ
خدا اور ماں باپ کے احسانوں کی کوئی انتہا ہی نہیں وہ ان تینوں کے نام ہر صفحہ پر
چلے ہی سے کھڑے رہتا۔ جب کوئی شخص اوس کے ساتھ برائی کرتا۔ وہ ایسی بیاض
کو کو دیکھتا کہ اوس شخص کا نام اوس میں ہے یا نہیں ساگر نام کتاب میں ہوتا۔
نوبہ لالینا کیسا وہ اس کے پاؤں دھو دھو کر پتیا۔ سلوک سے پیش آتا اور اس کی ضروری
خواہشوں کے پورا کرنے کے لیے جان و دل سے آمادہ رہتا مگر بیاض میں نام نہ ہوتا تو خدا کی
درگاہ میں اوس شخص کے قصور کے معافی کے لیے دعا مانگتا۔ اس طریقہ پر چلے آئے اور
ہر گناہ سے باز رکھا وہ کبھی کیسے ساتھ برائی نہ کرتا سننے میں آیا ہے کہ نیوٹن نے کسی سطح
کی ایک بیاض نالی تھی۔ وہ جو جو برائیاں اسے میں دیکھتا۔ یا دوسرا اوس میں بتا
کتاب میں لکھ رکھا۔ ہر گناہ اور ہر خطہ خیال رکھتا کہ جو برائیاں بیاض میں لکھی ہوئی

ہیں اس کے سرزد نہ ہونے پائیں۔ روز رات کو وہ کتاب نکالتا اور دیکھتا کہ کون کیسی
 برائیاں رُج دن کو مجھ سے ہوئی ہیں۔ اوپر وہ نشان لڑوتا۔ اور دوسرے روز سے
 اول برائیاں پر زیادہ حیا رکھتا۔ برائیوں کی عادت چھوڑتے چھوڑتے توڑے
 ہی دن میں اوس نے اپنے تئیں ایسا بنالیا کہ بھوسے سے بھی وہ کبھی کوئی گناہ نہ کرتا
 میرا خیال ہے انسان ایسی بندشوں سے اپنے تئیں برائیوں سے پاک نہیں
 سکتا ہے۔ یہ تدبیریں اوسکو اس کی برائیوں پر نگاہ ضرور کر دیتی ہیں۔ اگر وہ چاہے
 اپنے تئیں روک لے اور نہ چاہے کی تو بات اسی دوسری ہے۔ مگر یہ واضح ہے
 کہ جب خدا نے ہمیں اس جانچ کے گھر میں بھیجا تو اندھا کر کے نہیں بھیجا۔ بلکہ اس
 مہربان خدا نے ایک ایسی چیز بھی ساتھ کر دی کہ جس سے بھلائی برائی کی پوری
 پوری جانچ ہو جائے۔ اوس نے ہمیں ایک کسوٹی دی جو جسے "ٹور ایمان"
 کہتے ہیں اسی کسوٹی پر پرکھ لو کہ یہ سونا ہے یا پتیل۔ اور وہ چاہے یا اندھیرا۔
 اصل ہے یا آگ کا انگارہ۔ ہمارے پیارے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ جب تیس کوئی
 کام کرنا ہو تم پوچھ لو۔ ایسے ایمان سے۔ اگر وہ اجازت دے کر نہ دے نہ کر دے
 ایمان ایک خدائی آواز ہے جو انسان کو یہ کام سے نیلے اس کی اچھائی۔ یا
 برائی سے تنبہ کر دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک لڑکا دریا کنارہ کھڑا جاتا تھا کہ
 اپنی جھڑی سے مینڈک کو مارے اسنے جھڑی اٹھائی ہی تھی کہ معلوم ہوا صیہ
 کسی نے اوسکا ہاتھ روک لیا ہو۔ اور صاف سنائی دیا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ یہ تم
 بڑا کرتے ہو۔ وہ لڑکا دوڑا دوڑا گھڑ آیا۔ ماں سے پوچھا کہ یہ آواز کہاں سے
 آئی تھی کسی تھی؟ ماں نے کہا بیٹا یہ آواز تمہارے ایمان کی تھی۔ اگر اوس کے

کے پرچلو گے تو یہ تھیں ہمیشہ سیدرستہ بتاتی رہے گی۔ ادا گراؤ کا کتنا نانو
 گے وہ تم سے روٹھ جائے گی اور تھیں اندھیرے میں چھوڑ دے گی جہاں تم
 ٹھو کریں کھائے پھر دے گے۔ انقرز کہو خدا نے تمہیں کسی نعمت دی ہے یہ وہ ترازو
 ہے جس پر ایک بال اور ایک تنکا بھی تل جائے۔ تم آج سے اپنے ہر کام کو چوٹا یا بڑا
 اس ترازو پر تولو۔ وہ تمہیں جھوٹی جھوٹی غلطی سے آگاہ کر دے گی تم کبھی اس کی
 نافرمانی نہ کرنا۔ اس آئیوے روز سے ڈرو جس روز خدا کے تخت عدالت کے سامنے
 جو جو کا حساب ہو گا۔ اس سے پہلے کہ تم زبان سے تولو یا کسی کام میں ہاتھ لگاؤ۔
 اپنے ایمان سے یہ جھوٹوں میں کروں یا مکروں میں سیدرستہ پرچوں یا غلط پر
 وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گا۔ تمہیں ہمارا سچ اور جھوٹ بتا دے گا
 تم کو سی ماہ پرانے بند کے جلی جانا منزل مقصود پر نہ پہنچو تو ہمارا دمہ +
 سید حیات احمد بلگرامی۔

قوت الخیال ملقبہ بہ تہذیب الخیال۔ یہ ایک ایسی انگریزی کتاب تہذیب و فکر کی زبردست
 انتالیس نوبہ کیسیاں کہیں اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ ہم خود اپنی قوت خیال کے اثر سے اپنا اعلان
 اور چال چلن درست کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے خیالات کی اصلاح کریں تو ہماری عادتیں بھی درست
 ہو سکتی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ لڑکیوں کے واسطے بہت مفید ہو گا مگر محمد انوار الحق صاحب
 اہم اس نے ترجمہ کر کے حقیقت بہت بڑا احسان کیا ہے اور ہمیں امید ہے کہ ماضی صاحب موصوف
 کو اس میں بہا کی توجہ کی وہی داد ملے گی جس کے مستحق ہیں قیامت ہم سبھی صاحب
 بھوپال کے پتہ پر مل سکتی ہے +

باؤ گولہ یا ہسٹیریا

یہ مرض زیادہ تر چودہ برس سے لیکر پینیس برس تک کی عورتوں کو پاتا ہے یا انکو جو مد سے زیادہ محنت کریں یا انکو جو بالکل محنت نہ کریں اس مرض کا طعن چونکہ ٹھپوں سے ہے۔ اس لیے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دماغ پر اثر پڑے اور مریضہ ہنسنے لگے رونے لگے یا اور اسی قسم کی باتیں کرنی شروع کر دے۔ ایسی حالت میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کسی آسب کا غفل ہے۔ لیکن یہ فضول خیال ہے۔

یہ مرض خود تو بیدار ہوتا ہی ہے۔ مگر بعض دفعہ خاندان اثر سے بھی شروع ہو جاتا ہے لڑائیوں کا خیال ہے کہ اگر کو اسی دیکھوں کو جس قسم کی شکایت پیدا ہو تو انکی شادی جتنی جلد ممکن ہو کر دینی چاہیے کبھی کبھی بیہوشی استدر زیادہ ہوتی ہے کہ دیر دے پڑتا ہو جاتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ بیہوشی اکثر صورتوں میں صلی نہیں ہوتی بلکہ مریضہ جو کچھ اس کی بابت کہنا چاہے سب کچھ سن سکتی ہے جانتا کہ ممکن ہو قبض کی سخت احتیاط کرنی چاہیے آکل کے اداں یا اسی قسم کی اداں ایسی کتابیں جو طبیعت پر خسار اثر کریں ہرگز نہ پڑھنی چاہئیں نہ انار ذرا چاہے اور اگر ممکن ہو تو ہوا خوری بھی مفید چیز ہے۔

جب بیہوشی ہو تو لازم ہے کہ مریضہ کو ایک ایسے جگہ جہاں ہوا اچھی طرح آتی ہو شادیں گریبان کے ٹہن یا اور جو جبر بند ہی ہوں ہڈی ہڈی لگا کر دیں اور منہ پر منڈ سے پانی کے پھینٹ دیں۔ ایوٹیا کا سونگھنا بھی یہ حالت

نفع کر دیتا ہے اس مرض کے شروع ہونے سے پہلے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اگر
 کمزور پاؤں وغیرہ میں درد ہو۔ دل و طبع کئے لگے اور دم گھٹنے لگے اگر ایسی صورت
 پیش آئے تو فوراً ہی علاج شروع کرنا چاہئے۔ بیہوشی کی حالت میں ہینگ
 سو گھنا بہت اچھا ہے ایک یا آدھ منٹ کے لئے نختے بند کر دینے
 چاہئیں تمام جسم اور خصوصاً انگلیوں پر خالی ہاشش کرنی چاہئے پاشو یہ بھی بہت
 اچھی چیز ہے کوشش سے زیادہ یہ کرنی چاہئے کہ اس قسم کی مریضہ کو بھی
 غصہ کرنے کی توبت نہ آئے کیونکہ یہ مرض زیادہ تر دو قسم کی عورتوں کو ہوتا
 ہے یا حد سے زیادہ نازک مزاج یا حد سے زیادہ سست جو عورتیں بہت
 کسی ایک خیال میں مصروف رہتی ہیں اور رات دن کامیابی کے منصوبے
 سوچتی رہتی ہیں۔ وہ اکثر اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اس طرح وہ سست
 عورتیں جب کو سوا دن رات پڑے رہنے کے کوئی کام نہیں۔ طبیعتیں زیادہ
 نازک ہیں اور جلد بخند ہو جاتی ہیں وہ بھی اس مرض کا شکار ہو جاتی ہیں
 اگر اندیشہ ہو کہ یہ مرض شروع ہو یا شروع ہو گیا ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں
 سنبل الطیب۔ سیلو۔ زعفران۔ جند بیدستر۔ ایک ایک جزو۔ گل تند
 اسی کی مناسبت سے نولہ بھر سب نولہ بھر نام کو۔ سن۔ ج

مانے تین برس کی بچی کو پہلی دفعہ بدن کی قلعی کھائے کو دی اور کھیتی رہی سطح کھائی ہو۔
 (ما ا کھاؤ۔ کھائی کیوں نہیں؟
 (بیٹی) اندر گرم کر داؤں گی +

سمیرا یورپ

(گزشتہ سہ ماہی کے)

ایک جگہ سرگزرن بکون گئے۔ یہاں جانے کا راستہ سی الگ تھا اور شاید کوئی سو کرسیاں رکھی ہو گئی۔ اس علاقہ میں سی بارہ کرسیاں الگ قسم کی لکڑی والی تھیں۔ ہاں لی کر سرگزرن نے بچایا جہاں مسافر کو سچ بہار وغیرہ بھی تھے ہم خوب تماشا دیکھنے میں مصروف رہے۔ دن بھی بہت ہی خاطر خواہ اور روشن تھا۔ سبھی بھی دسیندھی لی۔ سبوں کے کیا لباس تھے اہا یاد آتی ایکٹ کے لیے یہ لوگ اپنے تئیں ٹا، بتے ہیں اور اس موقع کے لیے خاص لباس پہنا کر آتے ہیں۔ بالکل ہمارے جوہر میں، بالکل انھیں ہم انکو خوب دیکھ سکتے تھے اور بادشاہ ہر وقت گھانسی پر انٹر ریکس باتیں کرتے تھے ان کے سامنے کا چھڑا گھاس کا قطعہ خاصان خاص کے لیے تھا۔ تین ہزار آدمی دو سٹر سٹینڈ میں اور اچھوں میں تھے۔ البتہ وہ لوگ دور سے گزرتے تھے بہت بھی ہولی بات ہے کہ ایک درجہ سے زیادہ نزدیک نہیں ہو سکتی ہے۔ قابل غور مزید ہے کہ آٹھ ہزار لوگوں کی درخواست راول انکو ٹوڑ کے لیے جاتی ہے۔ ان میں سے تین ہزار کو ستر تنغے ملتے ہیں اور بہت ہی ہنوٹوں کو ستر شاہی احاطے کے باہر کوئی پچاس ہزار آدمی جمع ہوتے ہوں گے مختصر یہ کہ جس کے واسطے ستر بہر پڑھا تھا وہ سب اپنی آنکھ سے دیکھ لیا

جو کچھ تجربہ ہے ہے کہ ایک ایک گینی کا ٹکٹ لینا ہو گا وہ نہ ہوا۔ بلکہ مجھے تو کچھ
 بھی لیا اور سیدھے آئے۔ تھوڑی دیر بعد مہاراجہ کو پور قلعہ اور ان کے
 ولیمہ تشریف لانے بہت ہی تالیقہ اطوار میں سید ہٹل میں بٹھیرے میں
 مہینہ بھر لندن میں قیام رہے گا اور پھر فرانس وغیرہ دیکھ کر اکتوبر میں ہندوستان
 واپس جائینگے۔ لوگوں کی چل پھل خوب نظر آتی تھی۔ بادشاہ خود بھی ادھر ادھر
 ٹہلتے اور سب باتیں کرتے رہے۔ لیڈی ماو مارنیڈر میں شاہی زمرہ
 میں تین اتنے میں بیچ کا وقت ہوا اور دو بجے سے تین بجے تک کا وقت
 اسی شغل میں گزرنے کا تھا۔ سب گئے اور ہم تعجب کرتے رہے کہ دیکھئے
 ہم کو کیا ملتا ہے۔ اسی خیال میں ہے کہ سر کررن آئے اور پوچھا کہ آپ
 لوگوں نے ناستے کا کیا انتظام کیا ہے۔ ہم نے کہا کہ جو کچھ ہاٹھ لائے تو
 سوکھا یا سر کرزن نے پستک حضور سے کہا چلیے نواب صاحب ناستہ
 طیارے اٹھج ہم چاروں کو اپنے ہمراہ لے گئے لینٹ کا پورا بندوبست
 تھا اسی کے دریچے سے دریائی منزل پر گئے۔ ایک صاحب ملاقات ہوئی
 وہ خانگی علاقہ میں کراچی سے ہم سے بہت پر متناز ہیں ان کا نام سرفریڈرک
 تھا۔ جہاں سے ہم لوگ کھانے کے کمرے میں گئے اس کے ہی اگلے
 حصے میں بادشاہ کی نشست گاہ تھی چڑے برآمدے کے ساتھ ہی ایک قلم
 کا جھروکا بنا ہوا تھا اس میں ملکہ تیس کوئی ۲۰-۲۵ قدم کا فاصلہ ہو گا کھانے
 کے کمرے میں بہت سی میزیں تھیں اور ان پر عمدہ پھل ٹھائیاں وغیرہ
 چنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میز پر ہم بیٹھے۔ اور چند عہدہ دار بھی تھے۔

ہم نے کچھ دیر ساکھایا اور باہر آ کے کافی پل کافی نہایت عمدہ تھی۔ ہم کھڑے تھے دل
 سی سونے کا بھال رکھا ہوا تھا جو بادشاہ کی طرف سے جیتنے والے گھوڑے کو ملتا ہے
 سونے وقت حضور نے سرفریڈرک کا شکر ادا کر کے گو سرگزین سے کہا تو انہوں نے
 لورڈ گاما کو بادشاہ کے حکم سے آپ لوگ یہاں بلائے گئے ہیں اور ان کے مہمان ہیں
 جہر حضور نے اور شکر ادا کیا۔ ملکہ کو بہتے خوب دیکھا ایک شرط اور بات مئی ایسے
 دوبارہ ہم اپنی جگہ یونچ کر دیکھنے لگے جب سب ہر چکا تو ہم اپنے موٹر کی طرف چلے
 وہاں ایس کا پتہ بھی تھا۔ اس نے سرگزین نے باغ میں ایک اچھی سی جگہ پر
 ہکم بیٹھایا اور وہ آپ اور بھائی موٹر کی سچ میں گئے۔ مگر تھوڑی سی دیر میں
 سرگزین اور بھائی واپس آ کے چھائے میں بیٹھ گئے یہاں دلچ ہے کہ ہر
 ٹھانسن کے قطعوں پر جا بجا فاصلے سے بڑے بڑے چھائے بے ڈنڈے
 کے سامنے گاڑ دیئے ہیں اور اس کے نیچے آرام کے لیے بید کی چوکیاں
 یا لکڑی کے بیچ رکھنے ہیں یہاں بیچکر انتظار کرنے لگے۔ آدھے گھنٹے بعد کار
 ملا اور ہم سوار ہو کر چلے۔

فدا آرام لیا پھر سس ساسون کی دعوت میں گئے۔ پندرہ سو مہمان پہلے سے
 موجود تھے۔ میر پر پھل ایسے تھے کہ شاہی میز پر بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔
 سفٹا لوانڈریر کو دیکھ کر وہ بخود رہ گئی۔ سیلج انگور سٹرا سیری وغیرہ بھی عیدہ۔
 کھانا بھی پر تکلف۔ ایک نیا طریقہ دیکھا یعنی سب پہلے خربوزہ دیا گیا پھر کھانا تقسیم
 ہوا گلاب کے پھول نہایت عمدہ اور خوشبودار تھے تمام کر وہ مک گیا خاندان سرخ گلاب
 بہت سی اچھا تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے کھانا شروع کیا تھا گیا رہ بجے ختم ہوا غرض کہ
 کھانے کے بعد غائب گئے والی آئندہ۔

ماتون یا منجھ کی رسم

سچہ سندھی زبان کا لفظ ہے جن کے معنی بٹکے ہیں۔ مخاب میں سرعظ کا
 یہودیہ اسمٰن ہے۔ وہاں ہوادولہن اوکو تاون مقرر ہو جانے پر ہمداد ہلا کر
 اس نر ویکسن بینہ نا اولیک تخت یا چا پالی پر جو اس خاص غرض سے
 بھائی لئی جو بھٹنا منجھ کی غرض کو پورا کرنا ہے۔ بعض خاندانوں میں بٹج کی
 رسم دس سے دس روز بستر ادا ہوتی ہے۔ منجھ بھلائے کی اصل غرض یہ ہے
 کہ دولہ اور دولہن خانگی کاروبار سے سبکدوش ہو جائیں۔ منجھ بھلائے کے
 بعد دولہا اپنے گھر سے باہر بس جاسکتا اور دولہن کو اپنے گھر سے بھی باہر
 نکلنے کی اجازت نہیں ملتی وہ اپنے گھر میں ہی چلنے پھرنے میں یانی اگر جلد
 بڑے لی حدوت پریرہ ہین اقارب اوکو اپنے گھر میں اور مناسب رہنے میں
 گویا اسی دن سے دولہن کی شرم شروع ہو جاتی ہے۔ منجھ بھلائے دن و رات بچا
 یہ تکلف ممانداری ہوتی ہے۔ بعض خاندانوں میں بٹج کی رسم دولہا کے گھر سے
 دولہن کے گھر اور دولہن کے گھر سے دولہا کے گھر کا جو مان بچا دوسرے اندامی
 اس رسم کے ساتھ لباس بھی رد کرتے ہیں جسکو بٹجے کا جو مان کہتے ہیں اسی رسم کے
 ساتھ ہی ہلتی ہلدی اور خوشبو درمیں روانہ کیا جاتا ہے بٹجے کی شب میں دولہا
 بائیں دولہن کے گھر اور دولہن کی جانب سے دولہا کے گھر کم سن مہمان ہی سمہ ہوں
 اور سمہ ہوں کے نام سے آتے ہیں جن کی تعداد دو ہوتی ہے۔ مینر بان کی جانب
 سے ان کم سن مہمانوں کو تحفے کے ساتھ خاصہ پیش ہوتا ہے اور عطر جوں

بان دیے جاتے ہیں۔ دوہن کے گہر سے آلی ہوئی سمہنیں، دولہا کی محل سرا
 میں عاصیے فراغت پانے کے بعد دولہا کو چول بٹائی ہیں اور اوس کے ساتھ
 وئی زبور یا نگوشی دوہن کو پٹائی جاتی ہے۔ اس طرح دولہا کی بھی چول سمہنیں
 وہ بہت کی نگوشی کی رسم اکر تے ہیں اور زبور سمہنہ حالت میں۔ دونوں کی رسم
 بعد اس کے وقت تیل کی سی ملدی وہ ہوا، دلہن کے ہاتھ یاؤں پر مل جاتی ہے
 یہ رسم اہل سو سے لگتی ہے اس وجہ سے اس رسم کو ملدی کہ رسم بھی بنتے ہیں۔
 ہندو وہ سب اس میں یہ رسم صرف واجی بہت سہ میں اسکی بہت کوئی تاکید
 نہیں ہے۔ اس رسم کا نام کشی ملدی ہے۔ روستی سنکر پان کا عطا ہے جس سے
 یعنی ہونی ملدی ہے۔ دوہن کے چوڑائی ملدی ہے جس سے جو حصہ بچ رہا
 ہے وہ دولہا کے ہاں بچا جاتا ہے۔ معلوم اس قسم کی رسموں سے ہم کو کیا فائدہ
 حاصل ہوتا ہے کہ ہم اچھی نگاہ اس کیلئے فقیر ہیں یہ ہے خیال میں یہ صرف
 کے اور کوئی فائدہ نہیں اگر یہ ہی رقم کسی محفل کام میں صرف ہو تو کیا اچھا ہو
 اہل محمد رسول اللہ میں کشی نہ ملے۔

(۱) افعول ماضی (۱) بھوں اور افعول کی زندگی بڑی خوشی سے گزرتی ہے +

(۲) جب کوئی کام کرنا باقی ہو تو خیال کرو کہ ابھی وہ کچھ نہیں ہوا۔

(۳) اگر کسی سے احوال نہ پیدا کر دو تو اس سے رشتہ پیدا کر دو۔

(۴) کسی جبر کا ترجمہ کرنا تو آسان ہے لیکن اسکا سمجھنا اور ترجمہ کرنا مشکل ہے۔

(۵) اگر بہتر ناپاک ہو تو جو جبر اس میں ہو اس کے ناپاک ہو جائیگی۔

(۶) جو شخص سمجھنے پر متوجہ نہ ہو اور دیکھ کر سوچو وہ دن کو رات اور رات کو دن نہ آئے۔

(۷) جس آدمی کو توبہ سے عورتیں کیساں ہیں۔

(۸) غفلت آدمی کی دقت ہوئی اسکی حاکم ہوئی ہے۔ عورتیں ہوتی ہیں۔

نیند

قیامِ صحت کے لیے انسان حیوان سب کو آرام کی ضرورت ہے اور کامل آرام نیند ہے جو دن بھر کی محنت کو رفع کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ حالتِ خواب میں دورانِ خن کے سوا باقی تمام اعضا آرام کرتے ہیں۔ نباتات بھی وقتِ مقررہ پر عموماً رات کے وقت آرام کرتے ہیں۔

صحّت بدلی فائز رہنے کے لیے نیند ضروری ہی نہیں بلکہ لازمی ہے بہت لوگوں کو تو نیند کی قدر ہی معلوم نہیں اور یہ نہیں جانتے کہ حالتِ بیداری میں متوازن جسم صحت ہوتا رہتا ہے اور قوتِ خراج ہوتی رہتی ہے اور جب تک آرام کی نیند نہ لی جائے جہاں اور دماغی مکان کبھی رفع نہیں ہوتا۔ اگر کافی طور پر نیند نہ لی جائے تو جسم میں کسبی و کالہلی۔ دوسرے صنفِ دماغ خیر و کی شکایت ہو جاتی ہے۔ بکدویوں سمجھو کہ بے خوابی۔ دیوانگی کا پیش خیمہ تو عمر کی مختلف حالتوں میں سبھی نیند کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ بچپن میں بسبب جسمی نشو و نما کے زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے اور پھر جوں جوں زیادہ عمر بڑھتی جاتی ہے نیند کی مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ بسترِ خوار پنچے بعد دن میں عموماً ۱۶ گھنٹے سوتے ہیں اور چار سال کے عمر کے بچوں کو رات دن میں ۱۲ گھنٹے نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بارہ سال کی عمر والوں کو ۱۰ گھنٹے اور ۱۶ برس والوں کو ۸ گھنٹے جو انوں کو سات یا آٹھ گھنٹے

سوا کافی ہے۔ بڑھوں کو جتنا سوسکیں۔ عورتوں کو مردوں کی نسبت بھاری
نہ سوسکیں کی نسبت جسمانی اور دماغی محنت کرنے والوں کو بیکاروں کی
سست زیادہ نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ
سونے کی زیادتی زندگی کو کم کرتی ہے۔ اہل صحت کو دیکھا ہے کہ وہ زیادہ
سوتے ہیں اور انکی عمریں زیادہ ہوتی ہیں۔ جن لوگوں کا دماغ ضعیف ہو
انھیں زیادہ غصہ آتا ہو انکو بھی نسبتاً زیادہ نیند کی ضرورت ہو۔

سونے کے لیے صبح عمدہ وقت رات کا ہے لیکن موسم گرما میں
ذمے آدمیوں کو کھانا کھانے کے بعد دین کو قوی اقلولہ کرنا بھی بڑا نہیں
موسم گرما میں رات کو بچے سو کر صبح ۵ بجے اور موسم سرما میں ۱۰ بجے سو کر
بچے اٹھنا چاہیے۔ سونے کا کمرہ ہوا سرد نہ ہو کہ اس میں تازہ ہوا کی آمد و
رفت ہو جیسی ہو صرف اتنی احتیاط چاہیے کہ سردی کے جھونکے نہ لگیں
اس لیے دروازے کے عین سامنے نہ سونا چاہیے۔ لیکن بند کمرے میں
سوا محنت کو نقصان پہنچاتا ہے سکرے کا اگر دروازہ بند ہو تو دو کھڑکیاں
روکشندان ضرور کھلے رہنے چاہئیں۔ زمین کی نسبت چار پائی پر اور نیچے کی
سر کی نسبت بالا خانہ پر سونا بہتر ہے خصوصاً ایسے مقامات پر جہاں کی ہوا
مطلوب ہو۔ مگر ایسے مقامات پر جہاں طیر یا پھیلہ ہوا ہو کھلی ہوا میں سونے
سے بھی بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ موسم برسات میں چونکہ ہوا
مطلوب ہوتی ہے کھلی ہوا میں نہ سونا چاہیے۔

چار پائی فاسی لمبی چوڑی ہونی چاہیے بستر ہمیشہ صاف ہونا چاہیے

اور اگر ممکن ہو سکے تو دیکھو کھلی ہو اس میں رکھ دینا چاہیے تاکہ خوب دھوپ لگے اور
سوتے وقت زیادہ تر دانیں اور کم بانیں کر دھ کر دھ چاہیے کھانا کھانے
کے دو گھنٹے بعد سونا چاہیے۔ پیٹ بھرا ہونے کی حالت میں سوتے
یہ شان خواب آتے ہیں یا تو پاؤں اور کمر کو سکیر کر نہ سونا چاہیے۔ سونا
کے کمرے میں آگ نہیں جلا چاہیے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے
کوسنے سے نصف یا ایک گھنٹہ پہلے دماغ کو طہر سرج کی نشوونما و تفکر سے
آزاد کر دیں۔ اگر بہت مکان ہو تو شیر گرم غسل کر کے سونے سے خوب
نیند آتی ہے +

سکیم یعقوب علی خاں

ترمیمیت اولاد میں ماں کی مثال ایک باجمان کی سی ہے جس طرح وہ اپنی بہت بھری حسیں کے پودوں
اور درختوں کی حفاظت اور دیکھ بھال میں بہت سی تکلیفیں اٹھاتا ہے زمین کو گودا ہے اسکو برابر کھانا
ایس کھا داتا ہے اسکو سینہ پتا ہے اسکی رائو تاشیں چھانٹتا ہے اسکو تریش خراش کو جھٹکا
بناتا اور دیکھ لیکہ ملن آتا ہے کہ یہ پودا ایک بڑا درخت بنتا ہے آنکھوں کو مھلا لگتا ہے پھول
پھل پاتا اور ساقوں کو لیے ساپ میں آرام دیتا ہے۔ اس طرح ایک ہاں کو اپنے نیچے کے لیے یہ
سب جن کرنے لگتے ہیں۔ وہ اس کے نازک جسم کی غور پر دانت کرتی ہے۔ دست مغز
پر فکر و محنت سے اسکی محنت اور قوت کا خیال رکھتی ہے۔ ٹکلیفوں اور بیماریوں سے بچاتی ہے
اسکی عقل اور خلاق کو درست کرتی ہے اور اسکی تعلیم کا فکر رکھتی ہے اسکی عادتیں سنو دتی ہے۔
اگر یہ تمام باتیں ماں کے اختیار ہی میں ہیں مگر ان فرائض کے پورا کرنے کے ہی قابل ہو تو وہ اولاد
کی ترمیمیت کیسا کرے گی +

ہماری حالت

ہماری سب بہنوئیں کو غمنا اسکا ضرور خیال رہتا ہو گا کہ ہم عورتوں کے فرقہ کو سفد اور فرتوں سے روال ہے۔ مردوں نے مانتا رہا اللہ اچھی خاصی تعلیم میں یانیت حاصل کر لی ہے اور کر رہے ہیں اور مالک یورپ کی عورتیں اچھی خاصی مانت لھتی ہیں مٹل دنیا میں سب سے یاد و میر نے خیالات کے آدنی زمین اور ہر مہنت میں بانے جاتے ہیں۔ مگر وہاں بھی مرد و نہیں پڑی کے خیالات سے نہتے ہیں لیکن قابل انکس ہماری حالت ہے کہ علم سے بالکل بے بہرہ اور عیسویست کوسوں دور جنگ حال کی بہ حالت کہ سوائے گھر کی چار دیواری کے ہم بہر میں جانے نہ کر آیا۔ نیا کوئی شہری جہ ہے۔ باصرت اسی چار دیواری پر جم ہے اس علم انہوں کا چرھا ہوتا جا رہا ہے مگر سب کچھ خدا بیکوہ و ان جلد دفائے کہ ہم بھی ایک اوسط درجہ کے تعلیم یافتہ فرتوں میں شمار کیجائیں اور ہماری تعلیم کے حامی ایسے کام کی کامیابی پر خوش ہوں۔

مجھے تو اکثر ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں اور بہنوئیں بھی ضرور پیش آنے لگے کہ جب وہ چار تعلیم یافتہ مرد آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور کسی سے بے محل یا بے جا بات نہیں میں آتی ہے تو فوراً مخاطب کہتا ہے کہ وہ صاحب یہ بات تو باطل عزت و کی سی ہوتی۔ اے بہوں کیا یہ فقرہ ہماری شرم کا باعث نہیں ہم سفد ذلیل لگنے جاتے ہیں کہ ہماری جمالت کساوت ہو گئی ہو ان کس قدر رنج کا مقام ہے

اور ہم بھی بس نہیں مردانے اخلا و یکھ لیجئے کتا ہیں پڑھ لیجئے ہر جگہ ہماری جمالت اور کم علمی کا ذکر ہے۔ میں اپنے عیب ظاہر کرنے سے قلم کو روکتی ہوں مکتے ہوئے نثر آتی ہے خدا کا شکر ہے کہ اب یہ حالت چھوٹ جاتی ہے اور ہم میں سے بہت سی عورتیں اپنی تعلیم کو ضروری مانتی ہیں خدا سے دعا ہے کہ کل بنی آدم تعلیم منوں کو فروغ دے جانے اور یہ جانے کہ آدمی کی عزت و قدر کچھ مال سے نہیں ہوتی بلکہ علم سے ہوتی ہے کہ بنی آدم از علم یا بدکمال

نہ از جنت و نہ مال و مال منال

میں اپنے بھائیوں سے صرف استفادہ عرض کرنا مناسب سمجھتی ہوں کہ جہاں آئیے ہماری تعلیم میں کوشش کرنی شروع کی ہے اور خداوند تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ لینے کام میں کامیاب بھی ہو رہے ہیں بہت عورتیں کافی تعلیم پائی ہیں۔ جنرل ہندوستان کو فخر حاصل ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ان عورتوں کی جنہیں کہ تعلیم ہے اب اب ہمت اور بڑھائیں اور ان کی تعلیم سے اور دیکھنا نہ ہو پڑائیں۔ عورتوں کے جائز حقوق کا یاس رکھیں۔ اور انہیں بھی اپنی طرح انسان سمجھیں اور عورتوں کو ان کے فرائض سے آگاہ کریں اور خدا سے فرائض سے آگاہ رہیں مردوں کا سب سے بڑا فرض ہے کہ عورتوں کو تعلیم سے محروم نہ رہنے دیں۔

نہ۔ (از مراد آباد)

آدمی کی تمام کوششیں عین باتیں بہتہ تعریف کے قابل ہیں پہلی یہ زندگی کا سارا سال یورپ و حال کرے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی طرح زندگی بسر کرے تیسرے آخرت کی واسطے کچھ جمع کرے اور سرف سے جگہ انانی بنی ہو زندگی میں دم بھر کو بھی غافل نہ ہو +

غذا

جو غذا میں ہم روز کھا تے ہیں ان کا جوہر یا کارآمد حصہ خون کی شکل میں ہمارے جسم کے تمام حصوں کو حاصل ہوتا ہے۔ ہمارا جسم بھی ایک طرح کا کیمیاوی کارخانہ ہے جس کے اندر ان تمام چیزوں میں جو ہم کھاتے پیتے ہیں انواع و اقسام کے تغیرات واقع ہوتے ہیں۔ جو تغیر ہم کھاتے ہیں وہ اول دانتوں سے اچھی طرح چبائی جاتی ہے اور جب نرم و باریک ہو کر ایک نئی صورت اور حالت میں معدے کے اندر داخل ہوتی ہے۔ یہاں پھر ٹکڑا کس میں ایک دوسرا تغیر ہوتا ہے اور وہ سیال بن جاتی ہے۔ اس کے بعد اس میں دو ایک تغیر اور واقع ہوتے ہیں اور آخر کار اس کو خون کی شکل حاصل ہوتی ہے +

یہ خون منفرد چھوٹی تالیوں کے ذریعہ جسم کے ہر حصہ میں پھونپتا ہے۔ ان تالیوں کے اوپر اوپر مختلف بنسبیں ہوتی ہیں جو گزرتے ہوئے خون میں سے پانچواں لگ کر لیتی ہیں اور ایسی حفاظت کے ساتھ وہ ان دوسرے اعضاء کے لیے بھی جن کو خون پھونپنا ان ہی کے ذمہ ہوتا ہے جن قدر خون درکار ہوتا ہے جمع کر لیتی ہیں۔ جیسے انگلیوں کے سر پر جو نیس ہوتی ہیں ان کو اپنی پرورش کے علاوہ ناخنوں کی پرورش بھی کرنی پڑتی ہے۔ پس جب خون ان میں سے گزرتا ہے تو وہ ہمیں سے اتنا خون حاصل کر لیتی ہیں جو خود ان کی اور ناخنوں کی پرورش کے لیے کافی ہو۔ اس کے ساتھ یہ بھی ہوتا ہے کہ خون کے جو اجزاء جس حصہ کے لیے ضروری ہیں وہی اجزاء وہ حصہ خون میں

نگال 'توہین' اور دوسرا اجڑا ہیکٹیس لٹو مثلاً ناخنوں کے لیے خون کے جن اجزاء کی ضرورت ہے، وہی اجڑا نگلیاں حاصل کرتے ہیں اور ان تمام دوسرا اجڑا کو بھونڈتی ہیں جو بالوں یا آنکھوں وغیرہ کے لیے درکار ہیں، سیلیج سر کی نسیں اپنی برائے کئے قابل خون جذب کر لیتی ہیں اور ان اجڑا کو جھوٹی ٹکٹیں جدا آنکھوں وغیرہ کے لیے کام آدیں۔ ہمارے جسم کے اندر یہی عمل ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس میں کبھی سرفورق نہیں آنے پاتا۔

ہم جو چیزیں کھایا کرتے ہیں ان کو ہمیشہ بدلتے رہنا چاہیے بھتہ تیرا رکھنے کے لیے بہترین طریقہ ہے ایک ہی قسم کی غذا ہمیشہ کھاتے رہنا چھانیں۔ ہماری غذا دو قسموں میں تقسیم کی جاسکتی ہے:-

(۱) ماکولات - کھانے کی چیزیں۔

(۲) مشروبات - پینے کی چیزیں۔

ماکولات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو حیوانات سے ہم ہوتے ہیں مثلاً گوشت، مرغ، بھجی وغیرہ۔ دوسرے وہ جو نباتات سے ملے ہوتے ہیں جیسے روٹی، آلو، میوہ وغیرہ۔

مشروبات میں بھی دو قسم کی چیزیں ہم استعمال کرتے ہیں ایک درجہ قدرتی سائیت خالص اور سادہ شکل میں ہم کو تیار ملتی ہیں۔ جیسے پانی، دودھ اور دوسرا جو جن میں کس قدر تیار ہی کی ضرورت ہے، مثلاً چائے، کافی وغیرہ۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ غذا ہمیشہ یکا کر نرم کر لی جائے اور منہ میں داخل ہونے کے بعد خوب چبائی جائے۔ معدہ میں دانت نہیں ہوتے

تین سو جانے کا فعل کر سکیں۔ نہ جلدی جلدی کھانا چاہیے اور بچہ پوری
 لڑنے پہ بیٹہ۔ اگر بچہ جلدی غذا کھلی جائے گی تو وہ سوسے میں ایسی
 لڑنے لیتا کہ نہ کھائے نہ دھلے۔ بقیہ جسم کو اس کی ضروریات مہیا کرنے میں
 کام لے سکے۔ اسی طرح اگر ضرورت سے زیادہ کھانا جائے تو بعد پر صدمے یا د
 بچہ چاہیے۔

بچوں کو وہی غذا نہیں کھدنی چاہیے جو ایک قوی اور مضبوط جوان آدمی
 کھاتا ہے۔ وہ رہے اس طرح گرمی اور جاٹے کے موسم میں ایک ہی قسم کی غذا
 نہیں کرنا چاہیے۔ وہ لوگ جو ایسے سرد ترین مقامات میں رہتے
 ہیں ان کے لیے ایسی ہی غذا کارآمد نہیں ہو سکتی جو دھماکے اور ترین لوگ
 کے ماستندے کھاتے ہیں۔

جامد میں ہمارے جسم کو زیادہ گرمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے
 ان وقت ایسی غذا کھانی چاہیے جو حسب ضرورت گرمی کی مقدار پیدا کر سکے
 مستند کو نسبت اس ضرورت کو رفع کر سکتا ہے۔ لیکن گرمیوں میں ہمارے
 جسم کو اتنی زیادہ گرمی کی حاجت نہیں ہوتی لہذا اس موسم میں نباتات
 کی قسم سے غذا کھانی چاہیے۔ جیسے ترنگا، بیاں اور بیوے اس موسم میں
 کثرت سے استعمال کرنے چاہیے۔

سبذ خوشیدھی

(مستند جمہ)

عثمانی خواتین

ہندوستان کی طرح ترکی بھی ایک ایسا ہی ملک ہے جس میں مختلف قوم اور مختلف مذہب کے لوگ رہتے ہیں چنانچہ اسی کی عورتیں ترکی میں رہنے کی وجہ سے ترکی خواتین کہلاتی ہیں مگر بڑے بڑے مذہبوں میں عیسائی۔ یہودی۔ اور مسلمان عورتیں ہیں عیسائیوں میں خانہ بدوش۔ یونانی۔ آرمینیا والی۔ بلغاریا والی اور فرنگی عورتیں ہیں ان سب کی رسموں اور عاداتوں میں بہت فرق ہے۔ یہودی عورتوں میں بھی دو قومیں ہیں +

مسلمانوں میں ترکستان کی عورتیں ترکی یا کی عورتیں البانیا کی عورتیں یا ترکی عورتیں چینی عورتیں اور عثمانی عورتیں ہیں ان سب کی حالت اور رسومات بھی ایک دوسرے سے الگ الگ ہیں مگر ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر عثمانی خواتین ہیں جو اہل حرم کی خواتین کہلانے کی سستی ہیں اس لیے میں ان کے حالات درج کرتی ہوں ان کے مکانات ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور ہر مکان کے سامنے چھوٹے چھوٹے باغچے یا کم از کم ایک کھادری ضرور ہوتی ہے بازار کے رخ مکان کے دروازے اور کھڑکیاں ہوتی ہیں جن پر جال کا کام ہوتا ہے پیچھے کے رخ مکان کا صحن اور باغ ہوتا ہے پیچھے کی منزل میں جکاد دروازہ باہر کے رخ ہوتا ہے مردانہ ہوتا ہے جسے ترکی میں سلام یک کہتے ہیں اور یہی منزل میں زنانہ ہوتا ہے جسے ترکی میں حرم یک کہتے ہیں گھروں میں

زمین زمین پر نہیں ٹھہرتیں بلکہ کمر دل میں چل دلی طرف دیوار سے لگے جھٹے
 میں سے کوئی دھوٹا اپنے لمبے لمبے چوڑے سے کوچ کی طرح بنے ہوئے
 ہوتے ہیں جبکہ لمبے ذخیرہ بچے بنے ہوئے ہیں اس ہی پر سب کرسی کی طرح نیچے
 اڈوں ٹھکانے جیسے ہیں کچھ کرسیاں اور چھوٹی چھوٹی میزیں بھی کمرے میں ہوتی ہیں
 یہیں ان گھروں کا ذکر کرتی ہوں جن میں مندرجہ طرز معاشرت کا اثر نہیں
 ہوا ہے اور جن پر فرنگی اثر اپنا کام کر چکا ہے اور ان کے مکانات بالکل یورپین
 بستن پر آسٹہ ہوتے ہیں سونے کے کمرے میں پینگ نہیں ہونے بلکہ راکو
 سونے وقت زمین پر بستر بچھا کر سونے ہیں اور دن میں ان بستروں کو مٹے کر کے
 لٹاریوں میں رکھ دیتے ہیں لیکن بعض گھروں میں پیالوں باجہ ضرور ہوتا ہے
 جس کے جانے میں ترکی خواتین بڑی مشاق ہوتی ہیں +

یہ عورتیں اکثر نہایت حسین ہوتی ہیں اور رنگ انکا بہت صاف شفاف گورا
 جتنا ہوتا ہے۔ باہر جانے کے لیے یہ برقعے استعمال کرتی ہیں اس برقعے کے
 دو حصہ ہوتے ہیں۔ ایک حصہ تو بالکل ہمارے ہاں کے برقعے کی طرح کاٹخونک
 بچا اور ڈھیللا ڈھالا ہوتا ہے یہ برقعہ عموماً کالے لپکے کا ہوتا ہے اگرچہ سن
 نترن خواتین طرح طرح کے رنگوں اور ریشمی کپڑوں کے بناتی ہیں اس برقعے کے
 دو سرے کو شیک کہتے ہیں اس ڈھیلے ڈھالے حصہ کو ہینک شیک کو سر بر باد
 دیتے ہیں یہ بالکل نقاب کا کام دینا ہے لیکن نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے
 اور میر عورتیں اس موٹی ہیرے جواہرات ٹانگ لیتی ہیں گھر میں پہننے کیلئے
 کی روشنی والی خواتین کا تو عموماً یورپین لباس ہوتا ہے لیکن پرانے وضع کی

خواتین کا لباس یہ ہوتا ہے ایک ڈھیلا ڈھالا کرتہ اوڑھلے اور جو لالہ لالہ رنگ کی توتلی ہے۔ تو اس کے اوپر ایک رنگ جاکٹ جو سینہ پر سے کٹلی ہوئی ہوتی ہے اس کے اوپر ایک۔ اور پھینک داڑھی اس سے بری جاکٹ پہنی جاتی ہے استینس رنگ ہوتی ہیں مگر ہڈیوں پر سے کٹی ہوئی ہوتی ہیں اس کے اوپر زیم یا کلا بنون کا کام بنو بنا ہوا ہوتا ہے سر پر ٹول بھولی مالکی ٹولی ہوتی ہیرے ہوا ہیرات سے آراستہ اولیٰ بھی جاتی ہے۔ غریب عزیز میں معمولی کام دار ٹوپیاں اور ہتی ہیں اس کا میسی بی لباس ہوا ہے۔ +

(ایک ستمانی خاتون صبیحہ سے مشاعرہ تک لگا کرتی ہے)

خاتمہ ترک برس گیم کو کہتے ہیں آج کا تلفظ کا ساتھ ہے صبح سویرے اٹھی ہو ایک کافی کی بیال اور گریٹ پیکر اپنے میاں کے واسطے حقہ کانکر کرتی ہے پھر آگے لیے کافی بناتی ہوا لیے میاں کے پاس ٹھی رہتی ہے۔ ماما میں دھرو اتنے میں سے ملے کرتی ہیں اس وقت تک بچے بھی اٹھ بیٹھنے میں اور ڈھیلا ڈھیلا کرتے یا بخار سے جھنے اپنے ماں باپ کی دست بوسی کے واسطے آتے ہیں اور یہ مالگا شروع کرتے ہیں اور پیسے لیتے ہی دروازے بیٹون دوڑتے ہیں اور کوئی خوشی والا نالے تو بقال کی دوکان پر جا کر ملو اور ایک اڑانے میں تھوڑی دیر بعد سڑک بیچے تو غلام کے ساتھ (جسے ترک میں لالہ کہتے ہیں) کتب چلے جاتے ہیں چھوٹے بچے اور دم چلتے پھرتے ہیں میاں کے دفتر چلے جانے کے بعد غلام کھانے پکانے میں مصروف ہوتی ہے اور ایک آدمی خیرا اپنے ہاتھ سے بھی پکاتی ہے پھر ٹوڑیوں سے کپڑے دھونیکا کام لیتی ہے۔ لیکن میاں کے کپڑے خدا اپنے ہاتھ سے دھوتی ہے۔

یونکہ اسے شور و جھگڑا ہے کہ کہیں کوئی زندگی ان کپڑوں پر کچھ پڑھ کر۔ چوں کہ اسے
ایک دن خود ہی قائم نہ بن جائے +

یہ نرسے کو اس نے ایسا ہر شے کی حوائج کا خیال ہے فی زمانہ شہر کی خدمت میں اپنا
شہر و زمین، بائیں اور دیکھ کر بیٹھ سیکھے اور تیدہ کا رتے اور جالی وغیرہ کے
کام کرنے میں صرف کرتی ہیں۔ اس میں سے بعض ماسٹر جن کی سطح بے پردہ بھی
ہیں لیکن اس پر مرد نے زمانے کے لوگ اعتراض کرتے ہیں +

لوگوں کو پہلے خلع کے کتب میں صحتی ہیں جہاں وہ قرآن شریف وغیرہ پڑھتی
ہیں چہرہ سہل میں بھی جالی ہیں جہاں سکی۔ اور فرسی زبان میں مہارت حاصل
کرتی ہیں البتہ لکھنؤ پر یورپین گولیس ہوتی ہیں جو انکو باجہ جانا نقشہ کنسی۔
مصور سی۔ اور یورپین زبانوں کی تعلیم دیتی ہیں +

ترکی حرائج اپنے چھری ریاپیش میں نہ صرف پڑھ کا استعمال کرتی ہیں بلکہ سرسری
بیسویں اور تالی بھی بناتی ہیں اور ساتھ پاؤں میں مہندی بھی لگاتی ہیں۔ انکی شادی
بیاباہ اور بچے ہونے کی رسومات بھی نہایت عجیب ہیں اس خیال سے کہ ہمارے
رسومات بہت مٹی جلتی ہیں زہر کے ماتھے پر بچے ہونے کے بعد ایک لال قند کی
بٹی باندھ دیتے جس کے سر میں تو نیند بد سے بچے ہوتے ہیں اور کمرے
کے ایک کونے میں ایک لہسن کی بو بھی ایک لکڑی میں باندھ کر رکھ دیتے ہیں
اس زہر کے دونوں نظر گدڑ سے بچے رہتے ہیں بعض وقت جھاڑ بھی اس کی
خیال سے زہر کے پاس رکھ دیتے ہیں۔ پھر بچے کا باپ گھر میں آکر بچے کو باہر
لیجاتا ہے اور اس کے کان میں کلہ اور اذان کتا ہے اور پھر تین نفعہ کا نام آکھو

تا تا ہے زچہ کو کوئی دن تک پانی طہارت یا پیسے کے پئے نہیں ملتا بلکہ ایک قسم کی
 اچھڑائی دیکھائی ہے تیسرے دن سبب شستہ وار دھو دھو سونو کو بلائے ٹیٹے جاتے
 میں اور بہت سہانہ جج ہوتے ہیں اور کھانے پھانے دایاں جی آتی ہیں جب سب
 سہانہ چلے جاتے ہیں تو یہ دیکھنے کے لئے گرآن سہانوں میں سے کسی سہانہ
 کی نظر زچہ بچہ کو تو نہیں لگی ایک ایک سہانہ کا نام لیکر کالادانہ انگلیشی میں دوجہ
 روشن ہوتی ہے ڈالا جاتا ہے جس کے نام کا کالادانہ چختا ہے معلوم ہوا کہ
 اس ہی کی نظر لگی ہے اسپر زچہ اور بچے کے سر کے بال تھوڑے تھوڑے
 کاکڑاگ میں جلا کر زچہ بچہ دونوں کو این بالوں کی دھونی دیتے ہیں پھر کسی
 عورت کو چشیدہ طور پر بھیجا جاتا ہے کہ وہ کسی ترکیب سے اس سہانہ کا کپڑا لادو
 پھر اس کپڑے کو بھی جلا کر دھونی دیکھائی ہے جیسے اپنے ماں پاؤں کے نیچے
 کی مٹی کا ٹوکا ہوتا ہے) امیر آدمیوں کے ماں یہ رسم آٹھویں دن ہوتی ہے
 اور غسل کے لیے زچہ بچے کو حمام بڑے جلوس کے ساتھ لے جاتے ہیں بچے
 کو تختہ پر بھی خوب دھوم دھام کی رسم کیجاتی ہے اس ہی طرح جسم اسرار ختم
 قرآن شریف کی بھی رسم ہوتی ہے ۛ

مشادی بیباک

جب لڑکے کی شادی کا وقت آتا ہے تو اس کی ماں ایسی عورتوں سے جو گھر
 جبریں فروخت کرتی پھرتی ہیں (جیسے اپنے ماں گھر میں کپڑے والی حلوان
 والی ملالی والی وغیرہ عورتیں آتی ہیں) دریافت کرتی ہے کہ کیا کسی
 گھر میں بیباک قابل کوئی خوبصورت لڑکی ہے اگر کسی لڑکی کا حال این عورتوں

میں کسی کو معلوم ہوتا ہے تو بلا دیتی ہیں رشتہ ملاش میں رہتی ہیں اور جتنی عورتیں ملاش
 ریتی ہیں تو آنکر ملاش دیتی ہیں پھر ان عورتوں کے ساتھ بلا تکلف ملاشیں کر دیتے ہیں
 جاتی ہیں تاہم یہ ہر کہ جب کیسے لگے اس خاص سے جائیں تو دور دراز سے پرہیز کرتے ہیں اس
 کی جو نوٹندی اکابر قلعہ میں ملنے حاضر ہوتی ہے اور لڑکی سے یہ ایسا مطلب کہہ دیتی ہیں
 لڑکی جا کر بیٹے سے لڑکی کی ماں کے کان میں انکا مطلب کہہ دیتی ہے اس پر ہوتا ہے
 کہ سب میں بڑی لڑکی کو ملنے دے جا کر خوب چٹا کر دیتے ہیں اور پھر اسکو مہمان کے
 سامنے ملنے میں لڑکی آتی ہے جہاں کی دست بوسی کرتی ہے اور پھر اسکو تھوہ پش کرتی ہے
 جب مہمان تھوہلی جکتی ہے تو پھر وہ لڑکی دناں سے اٹھ کر دوسری جگہ چلی جاتی ہے اور
 پیچھے جانے کے بعد لڑکے کی نکتی ہے راندہم تمہاری بیٹی تو جانو جیسی ہے ماشاء اللہ
 بال تو دیکھ کیسے پیارا اور بیسے میں اور نکھیں تو بالکل جیم آہو میں پھر پنے پنے بیٹے کی
 لیاقت اور خوب نکاح ذکر کرتی ہے اور ہر دفعہ کے متعلق گفتگو کرتی ہے اور لڑکی کی
 عمر دریافت کرتی ہے کچھ جائیداد ہو تو اسکا حال پوچھتی ہے اور آخر میں یہ لکھ کر نصحت
 ہوتی ہے کہ اگر نصیب لڑکے سے تو انشاء اللہ یہ شادی ہو ہی جائیگی پس ہی طبع دین رہ
 اور جاتی ہے اور ان سب لڑکیوں کا معائنہ کرتی ہے اور پھر جا کر اپنے میاں اور بیٹے
 کے آتی حال بیان کرتی ہے جب کہیں بات قرار پاتی ہے تو دو لڑکیاں مل کر منگوا دیا
 اور ہستی آئینہ وغیرہ قسم کی چیزیں لہن کے لیے بھیجی جاتی ہیں اور اس کے بٹے میں کشمیری
 نان قہیرہ وغیرہ جیریں دھکا لگتی ہیں پھر دھاکاں کچھ لال شیم کا کپڑا اور کچھ نعل
 بکر خرو دہن کے ہاں جاتی ہے وہ کپڑا لہن کے ہاں جا کر کھچتا ہے اور اس پر
 پتلہ لہن اپنی ساس کی دست بوسی کو آتی ہے جو اسکو مٹھائی اور دعا دیتی ہے اور کھانے

میں کھانے کے بعد کچھ لڑکیاں دین لہن کی تہن میں جاتی ہیں دناں آتی ہیں اس پر تہن میں

چمپا

- دھرم کی ہوتی ہے۔ اکہری۔ اور دوہری اکہری چمپا کی صورت یہ ہے
 کہ پتل و عنک کو ریشم کے ڈور سے موٹر موٹر کر سبیں اور پھر تولی
 کے آگے ٹانگ لیں اسکی مشق اچھی طرح کرنے کے لیے بہتر ہوگا۔ پہلے
 کاغذ کا ایک بڑا سا ٹکڑا کاٹ کر اس طرح موٹر موٹر کر تیار کریں نقطوں کے
 نشان ٹانگے میں جو بنائے وقت لگے ہیں کپڑے پر لگانے وقت دیکھیں
 ٹانگ لیتے ہیں +



اب ہری وہری چمپا یہ بھی چوڑی و عنک کو اس طرح موٹر موٹر کرنا ہے۔
 ہیں وہ نو طرہت اور یہ بھی کھینچ کر سی من جاتی ہے اسکو زیادہ کثرت
 کیجیے۔ یہیں بڑھاتے ہیں یہ سب بڑھکا اسکی مشق بھی پہلے کا وہی ہے
 کر لیں اسکی شکل یہ ہے +



سید الناس

درست بالکل علمی ہو کر بھی اگر خود کریں تو سید فاطمہ کی زندگی بڑی ہونے لگی۔
 یہ سچ حقیقت اسی قابل تھی کہ حضرت علی کی زبان سے یہی لفظ نکلتے
 شادی کے بعد سے آخر وقت تک ہر واقعہ تیار رہا ہے کہ شوہر کی رضا مندی کے
 مقابلہ میں حضرت سیدہ نے دنیا کی تمام چیزیں سچ بھیس اگر کبھی بشریت کے
 تقاضے سے ایسا اتفاق ہو بھی نہ کیا یا بیوی میں کشمکش ہو گئی تو مقدس
 پنہا بہ بی بی پر اپنی ناخوشی ظاہر کی۔

کتنے خوش نصیب تھے وہ میل بیوی بٹکا مقصد مدد کی گوسا کوک سے
 گزرتا تھا اور ہزاروں درود اور سلام اس باپ پر جسے ہمیشہ اپنے ہی بیٹے کے
 ٹکڑے نوشہرے رکھتی رہتی رکھنے کا حکم دیا ابن عباس کا بیان ہے کہ ایک دفعہ
 سید فاطمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کسی بابت پر
 نصرت علی کی ناخوشی اور پھر طلب کا حال بیان کیا رسالت نے جواب دیا فاطمہ
 اگر تیرا دم اس حالت میں کھجنا واجب تو ہر ناخوش تھا تو خدا کی قسم میں بھی تجھے
 ناخوش رہتا۔

ابن عبد اللہ اندلسی ۱ بن ابی سفیان کی روایت لکھتا ہے کہ ایک دن
 ابن علیہ السلام اپنے نانا کے پاس حاضر ہوئے اور کوئی ایسی بات کہی جس کو
 سند رسالت کے چہرہ کانگ بدل گیا۔ اٹھے اور خود فاطمہ کے گھر میں تشریف

گو دہریہ یہ جالے۔ یہ چھوٹے ہیں نشانے
عقل اسکی بخل ہے تو علتِ اعلیٰ ہے
خالق تجھے نہاتے۔ لیکن تو ہی ہے بان
ہر جاتا محل ہے پھر ہے تو لامکان
گر اہ سب یانے۔ و رشوق راز و ان
آخر کو راہ بھولے اے داسے لن ترانی
دنیا میں تھکو و حوٹا۔ عالم کی خاک بھان
آٹھ نوٹن کی کھائی اے دو جہاں کے بان
دہم دگاں سب لالے لامکان بھانی
پھر مجھ سا کم لیاقت۔ اور تیری حمد خانی
عاجز میں آج سب۔ اتنی ہوں میں جانی
اسعد سین۔ سرِ عتہ۔

۱۔ سب سہل کا سب ایسی ہر بات کی وجہ ۱۲۰
۲۔ نہ لامکان کے رہنے ۱۲۱
۳۔ ان ن ۱۲۲
۴۔ جن ۱۲۳

عصمت کی لاج

بن برہنہ مدحائیں نے عصمت کا نام نہ تو جہ فرماں نہ لکھا شکرہ ادا کیا جاتا ہر امید
کہ اتنی نہیں اور بھال بھی ہر طرف تو جہ فرمائیں گے اور عصمت کی لاج میں شریک ہونگے +
دیوبند لکھنؤ ڈی ایچ ایم الدین صاحب جمیر یک | ابو حسان صاحب دیر و حازی خاں یک
جی۔ ایچ جس صاحب۔ یونہ یک | ختمی غلام مستگیر صاحب یک
محمد علی صاحب بنگلور دو | خواجہ رحمت اللہ صاحب اسلام پور یک
سید احمد حسین صاحب جوپور یک | سر محمد ذکی صاحب ادناؤ یک

بزم عصمت

پہل گشت کو شام کے پانچ بجے محترم بہن بقیہ جان بیگم صاحبہ کی گھڑی کا قرعہ
 آیا۔ بہن کی گھڑی بیگم صاحبہ اور اس کے پیچھے صاحبہ انجیر کی موبائل میں تھام کر یہ ارمان
 کے نام والا لگا۔ بہن بقیہ جان بیگم صاحبہ کی چھوٹی بھی خوش جہاں سلہا نے پٹھیاں
 اٹھائیں۔ خریدار کے لئے ۱۲۳۰ روپے قیمت آرا گھر کا جہہ کھنکھانے کا نام تو عین غلط لکھن
 خاتون موصوف کینی دمت میں روانہ کر دی گئی۔

عصمت کے ہفتہ وار کرٹیکے منغلن اتقد لہر تہ سخط آڈیٹس کہیں ان کے بچہ کرتے
 سے مجبوریوں میں اپنی ہنوتی ممتوں ہوں کہ وہ عصمت کو استقدر زیادہ پیار سمجھتی ہیں
 وہ ہم کو کہانی سنیں بھی اپنی رائے سے جانا مارا دیں گی۔

خریدار ان عصمت میں سے جو بنیں اس عمر کو مل کریں گی ان کو خیر اول
 تمنا سب سے ایک روپیہ تبرودہ۔ مری جائے گی۔

(۱) وہ کوٹنا چہ حرف خالغظ ہے جو سب کے سب کی جان بٹ

(۲) اسکا ٹھکانا پانچواں اور جو تھا مکتبہ مدرستہ کے لیے، عین زینت ہے۔

(۳) چھٹا پانچواں اور دوسرا حرف، انہوں نے ایک پیرست۔

(۴) میرا پڑھنا اور پچھا حرف، وہاں سے نہیں ہے۔

(۵) دوسرا تہ اور چہ تھا حرف کھانے کی ایک چیز ہے۔

(۶) دوسرا دھپے حرف سے جڑتا ہے۔

(۷) چھٹا پانچواں دوسرا پہلا مصاحفہ مانگنے کی ضروری چیز ہے۔

عالم نسوان

ہر رانی نسیم صاحبہ جو بال نے اپنی تشریف آوری سے علیگڑھ کالج کو
رونق بخشی اور کالج کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں +

یو سینا مدراس کی مہارانی صاحبہ نے اپنے ہمراہیہ کے یادگاری
فٹنگ ملٹ مٹلم میں ایک ہزار روپیہ دیا +

نمائش الہ آباد میں عکسی تصویر کی بھی نمائش ہوگی یہ وہ نیشنل مستورات
اس نمائش میں جو یکم دسمبر ۱۹۱۸ء کو کھیلگی اپنے کام کے نمونہ بھجوا سکتی ہیں
کو لبر صاحب ڈاکٹرنڈ اودہ الہ آباد سے اس معاملہ میں خط و کتابت
ہوتی چاہیے +

دکن کے ایک ذیلدار نے اپنی لڑکی کی شادی کے موقعہ پر ایک ہزار
روپیہ تعلیمی کاموں میں دینے کا اعلان کیا ہے +

ہمارے بھائی اہلیہ محترم لیڈی ہارڈنگ صاحبہ ۱۸ نومبر
کو بسنی پونج جائیں گی +

امریکہ میں ایک لیڈی ڈاکٹر ملیں کو بجائے کلونفا دیکھا کہ بیوت رنے کے رقی اثر سے
بے ہوش کر دیتی ہیں بعض کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوتی صرف وہ جگہ جہاں عمل جراحی کی ضرورت
رہتی ہو کر جس کو دیا جاتا ہے۔ امریکہ میں اس ایجاد کا بہت جرحہ ہو رہا ہے۔

جہاں میں ایک دینی سیاسی نے اسی سی سے ماراں ہو کر لے حب بیٹا اور پے آگ سے کھیلنا
کئی جگہ سے اجلا دیا بعد ازاں اس میر حم طام سپاہی کو ستا بیٹے قتلہ تیس چپے جو ان کی منزاوی

فوراً ضرورت ہے

ہندوستانی ریاست میں ایک سیکیم صاحب کے پاس بنے اور انکو پڑھانے کے لیے ایک مشہور عین خاندان مسلمان خاتون کی جو اردو لکھنا پڑھنا بہت عمدہ طور پر جانتی ہوں۔ اور معمولی حساب کتاب سے واقف ہوں ورنہ ان کو سکھایا بھی سکتی ہوں۔ زبان انگریزی میں خاص مہارت کبھی ہوں۔ اور سینے پر دھننے اور کھانے پکانے کے کام میں بھی دستگاہ رکھتی ہوں۔ عمر تیس برس سے کم نہ ہو۔ دہلی یا مالک متحدہ آ رہے اور وہ کی رہنے والیوں کو ترجیح ہوگی۔ تنخواہ معقول حسب سیاق علاوہ کھانے کے دیا جائے گی +

نیز دو معتبر خادماؤں کی بھی ضرورت ہے جنکو وہ اپنے ہمراہ لادیں ان خادماؤں کو بھی علاوہ کھانے کے تنخواہ ادین کی حیثیت کے مطابق دی جائے گی +

بجملہ درخواست کنندگان نام معرفت رسالہ عصمت دہلی
یہ ستمبر ۱۹۱۷ء سے قبل آئی جائیں۔ اور اگر کوئی اسناد ہوں تو
ادین کی نقل بھی شامل درخواست بھیجی جائیں۔ جو وہیں منوگی +
مضمون درخواست خود اور اپنی تسلیم سے لکھنا چاہیے +

عقبتی میں مورچوں کے کھڑے ہو جانے سے بدجنان کا پیروں پر کسی
فانی دارالاصول سے تعلق نہیں ہو سکتا تھا۔

حکومتِ اعلیٰ کا جس پر اثر و رسالت و مداخلت ہو رہی ہے اس کو
سیستمِ صدامِ شمر کی پینٹل ٹھکانوں کے لئے اس کے لئے
جنگ کا ہوا ہے۔ دوسری طرف صدام نے اپنے بیرونی
جنگ بندی کے لئے امریکیوں کو تنہا چھوڑ دیا۔
جنگ بندی کے لئے امریکیوں کو تنہا چھوڑ دیا۔
جنگ بندی کے لئے امریکیوں کو تنہا چھوڑ دیا۔

[illegible]

غلام محمد بن علی بن قاسم بن احمد بن محمد بن علی بن ابی طالب

وَأَن مَّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

[illegible]

۱۶۱) اس کا رشتہ رقبہ کے تمام ممالک میں ہے۔ ایک ہی ملک دنیا کا سب سے
 بڑا اور ایک لاکھ سالوں سے دنیا کا سب سے
 پرانا ملک ہے۔ اس کا رقبہ دنیا کا سب سے بڑا ہے۔ اس کا رقبہ
 دنیا کا سب سے بڑا ہے۔ اس کا رقبہ دنیا کا سب سے بڑا ہے۔

۱۰ محض ان کے مضامین کے لئے کیا۔۔۔ مئی ۱۹۱۱ء

عضو السبع العالم مولانا حاج محمد قاضی صاحب
محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۱۱۔ عزمیہ پستہ مستقر۔ حال حاضر عربیہ کو نبیاء جو وہ
 راجہ جس نے وہاں پہلا مکان بنایا وہاں وقت کا نام ہے جس کو حال
 پہلے ہی کہا تھا عربیہ جو۔ علاوہ تیسرا یہاں عربیہ
 جامعہ انگریزی جو رت عثمانیہ کی سڑک کے اوپر لفظ
 عربیہ ہے۔

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

خواتین نہ کے لیے نعمت عظمیٰ

حسابتوں الملک عجمو حافظہ اہل خانہ صامتہ دہلی میں سرمدیہ تارہ و مخافانہ زنا و قہر کو کساستور و ختم
اہل خانہ کی صحت کو دور کرنے کا نظام فرمایا جو یار علی ستورت کو ضرورت خاص کو برقعہ کی ملی اہل اور کسے
پیش آتی جو ہندوستانی بھارت دہلی کی سرمدیہ حاکمانہ کو اپنی آمدنی دیتا ہے جس سے اہل خانہ کی اپنی
یاسی جو کہ کتب فی الحال اعلیٰ ہیکل کی وہ ادویات جو ہستہ کیہ میں آتی رتی میں میر فرما خاص جو پتہ ایک
جو کھان کی بیاضوں سے محفوظ علی آل میں شگستہ برطیہ کر کے اور خالصہ دیات دہلی کی مہم حکمت کے دور
کر کے دہلی میں شگستہ اس وقت کی چند عربیہ و اہل بیج کی جاتی میں جو کہ ہندوئی یا نامہ
کی خدمت اور ہندی کیسے دھت ہے، اس لیے جو خواتین کسی پرانی بیماری کے شکل طبع کے لیے طبی
مشورہ اور مدد کی خواہشمند ہوں گی۔ اس کے خط کو بند کا بندہ عالیجات و آل الملک کی خدمت میں پیش کر دیا
جائے گا اور جو کچھ جواب میں تحریر فرمائیں گے وہ انکو بھیجا جائے گا بیماری کی طبیعت واضح طور پر مختصر کر کے
ساتھ لکھ جائے گی۔ عنایت لکھنا اور مازدادی کیا تہ خواتین کی اس صحت کو انجام دیا جائے گا۔

ستورات کے لیے چند خاص دوائیں

حب ایریدی ہن نامہ میں اکثر خواتین ناتوان کر دینے والی شکایت میں متلازمہتی میں طبیعت کا
تہہ۔ اس ہن نامہ کیجو یگر کی کا ہن نامہ ڈول اس پریشان ہن نامہ کا کلمہ درج
کھلکھلکھلکھلکھی اور روز بروز قوت میں کی معلوم ہوتی یہ گولیاں اس وقت ہن نامہ کرنے سے
روز میں قائم ہونے کا۔ اور طبع صحت کا حال ہو جاتا محسوس ہوگا۔ یہ ابھی خفیہ بات ہے۔
ترکیب استعمال۔ صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عرق حشر کے ساتھ
یا دہنیں کھالی جائیں قیمت۔ لی لا رہہ روئے (نئے)

خط کا پتہ۔ منیجر ہندوستانی دواخانہ
تار کا پتہ۔ "منیجر ہندوستانی"

اینٹیک نیا تمام امراض جلدین کا علاج

جو لوگ اکڑیا۔ یا زخمی ٹانگ یا بہت بڑا تک اچھے نہیں ہوا لے زخم اور مرمرن جلدی بیماریوں میں مبتلا ہوں انکو جاننا چاہیے کہ اینٹیک نیا کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دائمی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے یہ جانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دھوکہ کھانے سے بچنے کی بہترین دوا ہے ایکنو مین تو چکنائی جلتی ہو نہ کوئی زہریلی چیز جلتی ہو اور نہ یا خطر آتی ہو اور نہ آگے لگانے کے لیے پٹیوں کے باندھنے کی ضرورت ہے چکنائی وارمرم نہیں ہے بلکہ ملانی مٹیسی ایک رفیق ہے یہ زخم کی جگہ پر زخم ہو کر خشک جاتی ہے اور زخم کی مٹرن لکڑی کو بڑھانے کرتی ہے جلد کو تندرست۔ تمام سوزش اور جلن کو رفع کر کے بیماری کو رفع کر دیتی ہے یہ ایک خوشنما اور شہید مرمرن اور جلدی امراض کیلئے حیرت انگیز طور سے تیر بہت علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے جلدی بیماریوں کے مریضوں کو بہت زخمون پر مرمرم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے انکو چاہیے کہ اینٹیک نیا کا استعمال کریں یہ نہایت ٹھیک ڈال دینے والی ملائی جیسی سیال ہے جو سرخ بادہ اور تمام قسم کے زخم اور جلدی امراض کی مٹرن کی تعجب انگیز رفع کر دیتی ہے جہاں ہسپتال کے مرمرن بلکہ اور سب قسم کے علاجلوں سے فائدہ نہیں ہوا ہو وہاں اینٹیک نیا کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج ایک بوتل اینٹیک نیا کی خرید کر کے اس کے خواص کو آزمالو۔ ہندوستان میں تمام انگریزی دکانوں میں رسودا گروں کی دکان سے یہ دوا مل سکتی ہے +

قیمت ایک روپیہ (دھرنی بوتل علاوہ پیسہ روٹنگی و مھو لڈاک

رائڈل صاحب کا بوارنیوال

نفاذ قریب صدی پہلے انعام میں کے مریض کیلئے اس نال میں آہی ہیں ان میں سے ولیرین کی بہت مشہور ہے چند سال پہلے ڈاکٹر رائڈل نے ایک ترکیب حاصل سے اس کا جوہر طیف نکالا ہے یہ جوہر اصل دوا سے سگنا با و طاقت رکھتا ہے۔ اس کو ٹر جہر کا نام بوارنیوال ہے۔ یہ ایک عمدہ و عرق و جسمیں کا نفاذ ولیرین کا کنگا۔ بو۔ سے اور یہ دوا سچ جھلی کی چمک و اشفاق کو بوز میں بند ہے۔ اس دوا کو اکثر طریق انحصار سمجھے ہیں۔

بوارنیوال قلب کے لیے قاعدہ فعل و اختلاج۔ یہ چینی سنگی نفس سبب ممتی۔ پر تان خاطر و عشاء و رات سبب جلا امراض کے لیے مفید ہے۔ خواہ یہ حاد و نظام عصبی کے کسی قسم سے ہو۔ ہونے پہل یا غفلت کی کو سے اس دوا کے استعمال کرتے ہی نہیں قوی ہو جاتی ہے۔ اور تھک جاتا۔ اور طبیعت میں سکون آتا ہے۔ مہینوں کی تکلیفیں ۲۵ گولیاں استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ ایک مریض کو بخیر الی کے مقدار شکایت بھی کہ وہ بالاحاطہ سے گر کر مرنے کو تیار تھا کہ پھر دوا بوارنیوال استعمال کرنے سے اس نے شفا پائی۔

مستور کے لیے ابتدائی اور اخیر زمانے میں جو تبدیل حالت ہوتی ہے اس وقت بوارنیوال خاص طور پر ممتی بہا دوا ہے۔ اس کے امراض میں کوئی ضرر نہیں عصبی و در ذرا سطی و حن کی کمی میں جو بے اعتدال سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ بوارنیوال نہایت سہل و آسان اور کبھی دوا ہے۔ رائڈل صاحب کا بوارنیوال ان عورتوں کے واسطے جو کہ مہینہ یا کامرض ہے جو کہ عوام بھوت جاتے ہیں ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اس کے استعمال سے وہ تمام بچان کن حرکات جتان کے کو گوئی باحدث دولت اور رحمت ہوتی ہیں اور جو جلتے ہیں مادہ جلی مزید بڑا ہے کہ نازک سے نازک مزاج عورتیں اس کو بامکلف استعمال کر سکتی ہیں۔ فائدہ جلد اور ہمیشہ کے لیے۔

خوراک دو یا تین گولیاں تین مرتبہ مگر درد و چا دکانی کو کو۔ وغیرہ کے حملہ قیمت ۲۴ گولیوں کی۔ فی شیشے (چم) علاوہ محصول ڈاک۔

اپنے شہر کے انگریزی دوا فروشوں سے طلب کرو یا

اس بکرت اینڈ ٹینی ڈہلی سے سپرو

قلم گوید کہ من شاہِ جہانم

ہمارے خاص چیزیں

مبارک فوٹن پن

ایک نوٹ بکس ہے ہزار الفاظ رکھنے والی سلم قیمت صرف (۵ روپے)

گرینڈ مغل سٹین

قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (۵ روپے)

قرص سکرین

جن کا ایک قرص چار کی پیالی کو شیریں کر دیتے ہے کافی ہے (۱۰۰۰) کا بکس (۵ روپے)

پوکا لٹس آئل

دماغ دوسرے قیمت فی شیشی (۵ روپے)

بالسم آف انیڈ

ہر قسم کی کھانسی کی دوا - ۸ روپے (۵ روپے) فی بوتل

گلاسٹن

جس سے تصویر کے چوکھون پر سنہرا پائدار طبع کیا جاتا ہے - ۱۲ روپے فی مکمل سٹ

ہر قسم کی ادویہ انگریزی - انشیکو یا جس کا اس پرچہ میں اشتہار ہے

آج بکرت انیڈ کمپنی کشمیری دروازہ دہلی سے طلب کرنا چاہئے



1. The first part of the paper is devoted to a general discussion of the problem of the origin of the universe. It is shown that the problem is not only a philosophical one, but also a scientific one. The author discusses the various theories of the origin of the universe, and shows that the most plausible one is the theory of the Big Bang. This theory states that the universe began as a single point of infinite density and temperature, and then expanded rapidly, cooling and forming the various structures we see today.



فہرست مضامین رسالہ عصمت بابۃ ستمبر ۱۹۱۰ء عیسوی

۱	تقدیر	۱	انکی ہاست اور انکی جان
۲	مقدمہ کی سربراہ	۲	محمد عبدالرشید الخیری
۱۰	یاقین تردید	۱۰	احمد لسان بیگ صاحب
۱۲	سجاد سدر لڑکی	۱۲	پیر مرادہ عبدالرزاق صاحب
۱۵	لوان جمع	۱۵	بیگم یعقوب علیاں صاحبہ
۱۶	عورتوں کے گھٹن سنسنے	۱۶	محمد سعید حسن صاحب
۱۶	مرکب تقیم	۱۶	سراج کمار صاحب
۲۶	سفن	۲۶	سر عبد القدر صاحب
۳۱	کام کی باتیں	۳۱	
۳۲	سیر و سیر	۳۲	ہرانی نس بیگم صاحبہ خیرہ جتان
۳۴	پیشہ کی جہیز کی حساب	۳۴	سمنر شاہ محمد توحید صاحب
۳۶	مات	۳۶	سیخ محمد اکرام
۳۸	خاتہ داری کا بحث	۳۸	والدہ محمد احمد صاحبہ
۴۰	نیک کی مسئلہ	۴۰	والدہ صاحبہ محمد الیاس صاحب
۴۱	چونے تعلیم کی طرح اور کتب پر مع ہولی جاہلی	۴۱	ترجمہ
۴۵	فائدہ بہت الاذہر	۴۵	محمد عبدالرشید الخیری
۵۰	سترک	۵۰	راہدہ بیگم صاحبہ الخیریہ
۵۳	مناظرہ عصمت التجا	۵۳	مریم بیگم صاحبہ
۵۸	گور خریاں	۵۸	مولوی سید علی حیدر صاحب صاحب
۶۲	نیز عصمت	۶۲	
۶۴	عالم نسواں	۶۴	

عصمت

مظلوم کی فریاد

نفس میں مجھے روتاؤ مین کہتے نہ ڈر ہم
گری تھی جب تک کبھی وہ میرا آشیانہ کیوں ہو

مرزا غالب کا یہ شمع شکل ہوا آسان مگر ہر نقطہ کلیجہ میں گر گئے والا ہے
اصلی معنی کچھ ہی ہوں مگر ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ ایک نقیب میل میاؤں کے پھندے
میں آنکھیں بہا کر موم تھا باغ بھولوں سے مہلک ہاتھ ہزاروں ارمان
دلیں تھے مگر صیاد کے ظلم نے ساری انگلیوں کا خاتمہ کر دیا باغ چھوٹا بیول
چھوٹے مہشیاں چھوٹا اور ان سب کے بدلے نفس کی تیلیاں اور صیاد کا
آئینہ داندیسر ہوا بیترا سرنگارا ہر چند پھر پھر ان گھڑنے سائی ہوئی نہ خانگی اسی
حالتِ یاس میں دن پورے کر ہی تھی دھیناؤ نے مک اور میل کو یہ ملامت آہا
پنجرے میں جید کیا رہا دل جو وہ جگہ غائب کیے تمام رہا ان جنگی ساری آوازوں پر
بیرونی صیاد نے تم کو دی تھیں ایک مٹھن کی صورت دیکھ کر پھر تازہ ہوا تھی
میل سے ایک ایک کی خیر صلاح پوچھی ستر کا درخت کس طرح ہے پتلا ب
کا پورا اچھا ہے ہمیں آشیانہ کی یک نہیں ہے ؟

بلبل نو گرفتار باغ کا مفصل حال بیان کرتے کرتے اتنا کہہ کر رک گئی کہ کل
 یہ کرتا ہی سے کچھ دیر پہلے تیرے آشیان پر پہلی گری اور عمارت خاک کر ڈال
 سرت بھرا دل یہ سن کر کہتا ہے کہ پیاری بہن ڈر نہیں صاف صاف کہہ اب وہ
 آشیان میرا نہیں ہے میں کہاں اور وہ کہاں نہ اس قسم کے جھوٹوں کی نہ
 آشیان کی صورت دکھوں گی +

فقس میں مجھ سے رو دنا چہن کہتے نہ ڈر بہن
 گری تھی جیسے تلخ بھلی وہ میرا آشیان کہیں ہو

کم ہوش ایسی ہی حالت آج کل ہمارے ماں بچوں کی ہے، ایک خطبہ کا
 سے اسے تیرا چودہ برس کے عزیز دم بھریں چھٹا دیتے اور ایک ایسے کے قبضے میں
 بچا دیا جس کے اوپر زندگی کا تمام دار و مدار ہے۔

ماں باپ غیروں کی طرح الگ ہو گئے سہیلیاں سہیلیاں نہیں بھاؤ میں سب
 چھوٹیں اور تقدیر نے ایک ایسے گھر میں لا ڈالا جسکی پہلے صورت بھی نہ دیکھی تھی یہ سب
 نیوں، اس امید پر کہ محمد ارشد ہر قدر کریں گے دیکھیں گے اور ہمیں گے کہ یہ لو
 میں لٹائے آئیں کیوں آئیں؟ انکو روٹی نصیب نہ تھی کیرے کو محتاج تھیں رہنے
 کو جہ نہ تھی ماں پونکو دو بھرتیں آخر کوئی تو وہ جہ تھی کہ جنہوں نے دکھ سہ ہر صحتیں
 جھیل کر پالا پودا سا وہ بالکل ہی لا دوست ہو گئے یا دم بھرتا بھرتا سے اوچھل کر
 گئے روادار نہ تھے یا مہینوں ہو جائیں اور اگر خبر نہ لیں ایک ایسے شخص کے اوپر
 جرات کا قطعی غیر تھا اپنے تمام حقوق قربان کر دیئے اور جان بیکر سودا کیا۔ اگر
 ایسا سودا کرنے والے ٹوٹا بگلتیں تو ان کے نصیب ہونے میں کسے کلام۔

افسوس آتا ہے اُن شوہر کی حالت دیکھ کر جو بیوی کے معنی ہی عدم متکداری کے سمجھتے ہیں مانا کہ بعض جگہ بیوی کی قدر وہ ہو رہی ہے جو ہونی چاہیے۔ مگر ان سے بہت زیادہ جگہ وہ مٹی پلید ہو رہی ہے جو نہ ہونی چاہیے۔ یہاں۔ ساس خسر خند خند کے نیچے۔ دیو جیٹھ۔ ان کی اولاد سرفراز ان سب کو رعنا مند۔ کھتا اس کا فرض ہے۔ کو سنے فیض عینا طعن تشنیع اسکا انعام طلاق کا ڈراوا۔ دوسرا نکاح کی دیکھی اسکی نذر تہل کا صلہ۔ جن بیجاریوں نے کبھی خواب میں بھی محنت نہ کی تھی دن بھر یا ٹیڑھیں ایک ایک کا گانا گایا ایک ایک کی لٹو پنڈو غرض زندگی۔ کیا ہونی و بال ہو گئی پکاؤ، نیند ہو سیر۔ یروؤ۔ تھاڑ دجھاؤ۔ ویسویو تو غرض گھل گھل خاک اور جل جل کر کوئلہ ہو جاؤ گدھ بھڑکی کے بھا دیں ہیں۔ آنے جانے والے جھوٹے تین مٹے جلتے واسنے کیڑے ڈالیں۔ زبان دراز وہ۔ کام چور وہ۔ چل گئی وہ ہسٹے ڈھنگی وہ غرض کوئی عیب ایسا نہیں جو اعمال نامہ میں موجود نہ ہو۔ ناقص عقل اس کا خطا پنجہ خود اسکا لقب۔ مختصر یہ کہ کتنے کی زندگی اس سے بہتر ہے جسکو موت کی بھی زنا نہیں ہوتی یہ بحث کہ جو بیویاں اپنے فرض ادا نہیں کرتیں کس سلوک کی مستحق ہیں۔ یا بیوی نہ شوہروں کے کیا حقوق ہیں آئندہ سہی وقت تو افسوس اس کا ہے کہ آج نوبت یہاں تک پہنچی کہ بہت کثرت کے بندے بیویوں کے مقابلہ میں اپنا نیت ہی کھو بیٹھے ہمارے خیال میں کسی شخص کی آئندہ زندگی برباد کرنے سے۔ یا وہ نہ کوئی بڑا گناہ ہو نہ ظالم۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آئے دن یہ گل کھل رہے ہیں اور پھر مزہ یہ کہ کس سے اس سے سمجھتے ہیں خوب کہا نہیں مذہب کی آڑ کیس ضرورت کا بہانہ۔ اگر اسلام

یعنی اور نہ نیت کی حیثیت ہے کہ اس سلام اور نہ نیت دو لوگوں کو سلام
کی بزرگی کا مقابلہ ہے کہ آپ ہی بچا ہو سلام کو ان لوگوں سے جو اس کی
سند انہیں۔

تعبیب ہے کہ ان کا ایمان انکو کبھی ملامت نہیں کرتا اور وہ نہیں سوچتے کہ
میں اپنی تمام ضرورتیں پوری ہوں مگر سے زندگی بسر کریں کسی قسم کا غم پاک
نہ ہو چکے۔ اچھے سے اچھا کھائیں بہتر سے بہتر پہنیں عیش کریں آرام کریں خوش
نہاں ان کے واسطے جنت ہو مگر وہ بے گناہ، روح جوان ہی جیسی آدمی ان کی
جیسی ضرورتیں رکھنے والی ہے محض انکی غفلت خود غرضی اور نفس پروری سے
بدترین مخلوق ہو جائے اور ہوتے ہوئے یہاں تک یونہی کی منتظر
اور زندگی جیسی نعمت سے بہزار ہو۔

یہ ہم جانتے ہیں اور ہم کیا دنیا جانتی ہے کہ کیا ہی ظالم اور کتنا ہی کٹر کیوں
نہ ہو مرنے ہو عورت ہو سنگدل ہو رحم دل ہو ظلم کی سزا تکلی کا بدلہ دنیا میں
میں ملنا وہ شخص جو آپ چین کرتا اور مرنے اڑتا پھر تا ہے اگر اسکی بیوی دکھ
ہرے عیبستیں جھیلے اسکی بلا سے اس کے پاس سوا اس کے ایمان کے
کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس کے کارنامے سے چھٹائے جب وہ ایمان ہی
نہ رہا تو ڈر رہا۔ مظلومات نیت سب ختم ہوئے اسکی ضرورتیں پوری ہو رہی
ہیں وہ کہوں سوچنے لگا کہ ایک مظلوم ایسی مظلوم جسکو میں نے کہیں کا نہ رکھا جو
سب کچھ مجھ سے ٹا بیٹھی جسکی دنیا کی سب بڑی نعمت زندگی بھر بھڑکار دی جسکو
دنیا میں خوش رہنے کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا مجھے میری وجہ سے تڑپ کر

دن اور بیٹھ بیٹھا کہ رانیں بسر کر رہی ہے اسکو کیوں خیال آئے کہ یہ جلتی ہوئی
انگلیٹھیاں دوزخ میں بھیجے اور گرم گرم بھجپو نے بھجپو جسم میں اس لئے کہ دوزخ
علم کی مشربیک عمر بھر کی ساتھی دکھ درد کی فریق جس سے ناہ کا رعدہ اور دواؤں
کا اقرار تھا آج جائزوں کی پہاڑی رتیں ٹنڈی کیڑوں میں گھڑباں گن گن کر
کاٹ رہی ہے +

زردہ میں اسی بہت سی السدی بندیاں چھوٹیں رہیں چاؤ چنچلور سے
بیس مگر وہ ساری السدی میں سے ہی تھیں۔ ظالم تو ہر دہ کے پھر مل سجت
باتھوں نے گوار پنے کے ساتھ ہی دنیا کی بہانہ ختم کر دی جو نکلا محبت بھری
معلوم ہوئی تھی زہر میں بھی نکلی جس دم سے قبر تک ساتھ دینے کی اُسیس
تھیں طوطے کی طرح دیدے بدل گیا +

یہ شوہر والی رائیں وارث رکھتی بے وارثیاں اور بیواؤں سے بدتر تھیں
اپنے دن پورے کر رہی ہیں اور ان کے پھوٹا دل جنہوں نے اندر ہی اندر
بیس س کر انکو قبر میں جھکا دیں ایک ایک صورت کو حسرت تک سب ہیں۔ دیا
یے دوزخ ہے۔ اور کوئی اتنا نہیں کہ ان دکھیا ریونکی مدد کرے مگر یہ مصیبت
سدا رہنے والی نہیں۔ ایک زبردست مددگار کی توقع موجود ہے۔ دن اس کے
انتظار میں گزر رہے ہیں اور ان کی راہ میں بہت رہی ہیں۔ قریب ہے کہ وہ سچا
ربن موت انکی مصیبت کو ختم کر دے۔ جیل سے دوا ہو کر یہ سسرال میں
ایسی مسیح سسرال سے نصرت ہو کر قبر میں پونہنگی۔ دنیا ان سے چھوٹ جائیگی۔
مگر یہ ایسی یاد چھوٹ جائیگی کہ دنیا کے سننے والے ان کے نام سزا کھو کر کھیں گے

(۲)

نَا لَيْسَ قَوْلًا تَطْلُمُ نَفْسٌ سَيِّئًا وَلَا تَجُزُّونَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ
 سچ کہیں کسی پر کوئی ظلم نہ ہوگا مگر ہاں جو کچھ کرتے تھے اس کا بدلہ ملے گا۔
 جو دنیا رنگ بزرگ کے جلوے دکھا اور فرسے فرسے کی باتیں سن رہی
 تھی یوں ناگلی جڑ سے پڑا بھر وسہ اور پوری تقویت تھی پل مارتے میں ختم ہوا
 اور یوم الحساب سر پر آیا ہے۔ دینی حکومتیں چار دن کا دورہ دورہ تھا آج اس
 واقعی بادشاہ کا راج ہے جس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں اور جس کے فیصلے
 پہلے سے نہ مرا فہ۔ بڑی بڑی سلطنتوں کے تاجدار رنگوں کھڑے ہیں۔
 اور ہوا کانوں میں یہ صدایوں پڑ رہی ہے۔

یہ ہے وہ دن جس میں بدلہ دینے کا وعدہ تھا۔

ایک سوچ میدان مردوں عورتوں سے پٹا پٹا ہے فریادیوں کے غول
 سے جوفتہ عورتوں کا ایک گردہ علیحدہ ہوا اور ایک عورت نے فریاد شروع کی۔
 بارتا ہوں کے بادشاہ بے داروں کے وارث بد نصیبوں فریاد سن اور
 دھیاریوں کا یہ صلہ کریم میں وہ کجبت جنیر دنیا کا عیش حرام اور جینہ بال کیا
 ہے۔ سچے سچے جو عمر کی کوئی گٹھی اور زندگی کا کوئی لمحہ سکھ سے نگہ راہ الہامین
 شوہروں نے ہمیں دھوکا دیا۔ اور ہماری زندگی دونوں کر دی ان پیاروں کے
 بچا جو ہم پر روانہ تھے، ایسے پھرے میں تید کیا کہ عمر میں سے بھگواتے بسر ہو گیا
 دنیا کی کسی نعمت کا لطف ہمیں اٹھانا نصیب نہوا۔ ہم نے ان شوہروں کی
 اطاعت میں کمی نہ کی تو کروں سے زیادہ خدمت اور عزیزوں سے

بڑھکر محبت کی مرگے اور ان کی آن بان میں فرق نہ آنے، یا کٹ جا۔
 یہ زبان اگر ان کی شکایت کی سوا اور بل جائیں یہ ہونٹ اگر ان کو بے عادی ہو
 راتیں اس آرزو میں صبح اور دن اس امید پر شام کئے کہ ان کو ہماری دست
 پر رجم آئے مگر بے آسمان زمین کے بادشاہ ان کے منگولوں سے انہیں اتنی
 فرصت نہ دی کہ یہ ہماری طرف سے آنکھ اٹھ کر دیکھنے بابا ہستی نعمت علیہ جیسی
 دولت بے فیکری جیسی احتیاج کی فکر کی کھڑے ہوئے۔ چہ تو۔ برسوں کی رشہ تو
 پیاروں سے منہ موڑا مگر اس کا بھل یہ مداکر سنک سگ کر دین کاٹے
 اور بھلس بھلس کر دفت گذرا۔ یہ ہم کو عمر بھر سبق پہننے کے وعدوں اور
 قبر تک ساتھ دینے کے اقرار پر لائے ملائے کئے۔ اور طاقمور و دیوان
 کے مالک رات کی سیاہی میں کالا بہنور آسمان ہمارے سر پر ہوتا۔ بجلی چمکی
 بادل گرنا چہ آتے دیواریں گرتیں دکھ ہوتے۔ یاری ہوتی اور بے سنگم
 آج تیرے حضور میں حاضر ہیں دیوانیج فرے آئے اور ہم سے اتنا نہ پوچھ
 کہ کیونکر گزری اور کیا گزری اسے عدل حقیقی کا وعدہ کرنے والے حاکم عمر
 اس میں۔ پر ختم کی ہے کہ آج تیرے دربار سے داو ملے گی۔ مظلوموں
 کی حمایت سے ماوہ لوگ جو ہماری مصیبتیں دیکھتے آج انہیں دکھا دے
 کہ جنکا کوئی نہیں ان کا تو۔ تو وہ جسکی سبب حمنہ دے۔ تھیلان۔ ہو اس میں
 جنگل میں درند زمین برآ دی۔ آسمان پر دشت کرب۔ بے نودہ جسکو
 ہم نے دنیا میں یو جا۔ آج دین میں ہمارے عبرت کا۔ بستر۔ ازل اور بدی
 تیرا راج آج وہ دن ہے کہ راجا پر جا۔ امیر فقیر ظالم مظلوم گیناہ معصوم

ستہ زور کر کے، سب تیرے بیضہ کا منہ تک رہے ہیں دلوں کا حال جاننے
 اسے بادشاہ رہ رہ کر ہر کونکلی اٹھتی ہے۔ لیکن بے دردوں سے پڑا ہوا تھا کہ
 توتلی کی صورت نام کو نہ دیکھی۔ اسے بیکسوں کے والی نوگواہ ہے کہ فائول
 سے دل گذرے چونکہ دل کی نوبت آئی، ایک ایک بیس ایک ایک لٹرن
 دیا بیماری کی رائیں یا بلور ہر کٹیں مگر ان تیرے بسوں کا دل نہ پسچا۔
 تجھے معبود ہمارے دکھتے ہوئے دل تیرے حضور میں فریاد دی آئے،
 میں دکھا دکھا، اسے سچے معبود دکھا دے کہ منظر ہموں کا وارث اور بکھڑا
 وہ آؤ ہے + راستہ انجیری

بیوی کو کیا کرنا چاہیے۔ سو کوئی درد سے خوش مزاجی اور تیرے طبیعت کی اسے معلوم
 کیا ہے کہ اس کا ہر کس بات سے خوش ہوا ہے۔ بیوی کو پائے، رمل کو جھانک ہو سکے
 رشتہ اور اسانٹاں اور بھوتے موٹے فصل چھوٹا دل میں چڑ کر ٹھہرے کہ پرتیاں نہ
 میں یہ جیسا مذاق ہو دیا ہے اس کا ہوا ہے۔ اور جس باتوں کا کہ میرا کو بسند
 آئے کس قسم لیا توں سے وہ واقف ہو۔

۱. کی طبیعت میں ہر روزی بہت مل جاتی ہے اگر مہیاں پر کوئی مصمت آجڑے تو
 اسے ماں کا غم دور کر کے اسکو سکین دے اور اس کے دکھ دور میں ستریک ہو
 حوتی اور اسودگی کے دلوں میں میں اس کے لئے زیادہ اطمینان اور خوشی کا باعث ہو
 بیمار داری کے اصولوں سے بیوی کو ضرور ۱۰ دفعہ ہوا چاہیے۔ بیماری کے دنوں میں جیونکا
 تمہارا وہی مہا۔ یہ طور سے نہ کر کے تو اسکا ہومان ہوتا کیساں ہے۔

۲. بیوی کو صبر اور استقلال اور سلیقہ کی بہت ضرورت ہے۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہوا
 یا ہے کہ کتنا محنت رہنے کے کون۔ یہ وقت میں کس بات میں دل دے لے لے لے لے لے لے لے
 ۱۳. یاد رہے کہ ان کاموں پر ہم دتو، سے جس سے تھکا کرنا چاہیے۔

جس گہری بیوی میں نہ خیریاں ہیں تو دنیا کی کوئی مصمت اس گہر کو پریشان نہیں کر سکتی +

پان زرن

کھانا یا اور کوئی چیز کھانے کے بعد ذائقہ بدلنے یا منہ صاف کرنے کے لئے ایسی چیز جو شبکے کا طعم بھی مفید ہو پان سے زیادہ سستی کہیں بھی نہیں نظر آتی۔ پان کو رواج دینے والوں نے جاں اور بہت سی باتیں فائدہ کی سوچی ہوئی دہاں ایک یہ بھی ہوگی کہ جب کوئی کسی کے گھر پر ملنے آئے تو صاحب خانہ کو مناسب ہے کہ اپنی حقیقت کے موافق اسکی خاطر تواضع کرے اگر ایسے تواضع میں کسی قسمی چیز کا دستور پڑ جاتا تو بعض جگہ وقت ہوتی۔ پان ایسی چیز ہے کہ مفلس سے مفلس اور فقیر سے فقیر آدمی بھی پیش کر سکتا ہے۔ سیوا سطلے یہ ستل مشہور ہے کہ ماں کا نو پان بھی بہت ہے لیکن اس اچھی چیز کو اسوس ہمنے اپنی غفلت بالکل خارت کر دیا۔ اور برا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ زردہ یعنی تاکو اسکا لازمی جذبہ بنا کر اس کے فائدہ کو خاک میں ملا دیا۔ میں نے تو آج تک زردے کا کوئی فائدہ سنہ نہیں ہاں بڑی بڑیاں یہ ضرور کہتی ہیں کہ داڑیہ کے درمیں یہ مفید ہے لیکن ایسی چیز جو دماغ کو خراب کرے ماتھے پاؤں میں سستی پیدا کرے رگوں ٹھنڈی کو کمزور اور سبک بڑھ کر تو یہ کہ یہی مصیبت بن جائے کہ اگر دم بھرنے لے تو دنیا اندھیرا آب جاتا ہو نو خاک ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ جب ہمارے حضور نے بھی اس کو کمرہ فرمایا۔ میں نے روزت میں بعض بیبیوں کو یہ نکایت کرتے سنا ہے

کہ جو کم پیاس تو نہیں معلوم ہو رہی ہے ہاں زردی کے کی بھانجھ بے پھر شام
 کے وقت ان بیسیوں کو دیکھو تو عجب تماشا معلوم ہوتا ہے سپر ہی سے
 زردی کا سامان ہو رہا ہے ادھر روزہ کھولا اور ادھر سب سے پہلے زردی
 لی ٹھوڑی منہ میں پوہی سر جیکر یا بیٹ گئیں دو صاحب زردی سر کو چڑھ گئیں۔
 پان اگر ان مضر چیزوں کے بغیر ڈالے کھایا جائے تو ابھی چیز ہے لیکن
 اس کے ساتھ زردی وغیرہ مضر چیزیں شامل کر کے صحت کو نقصان پہنچانا
 درست نہیں معلوم ہوتا۔ بنگال میں تو آجکل اسکا بڑا چرچا ہو رہا ہے اور ڈاکٹروں
 نے تحقیقات کی ہے کہ پان میں ایسے کثیرے موجود رہتے ہیں جو بیماری پھیلاتے
 ہیں انہی سب سے ہے کہ پان کا استعمال ترک کیا جائے لیکن اگر اتنا نہ تو نہیں
 بس ہے۔ سلیم صاحبہ کے مفید اور صحت دہی مضمون پر تو ہمیں عمل کریں۔
 اور پان کو بجائے مفید ہونے کے مضر نہ بنائیں +

احمد الفار

دورانِ حمل میں بعض عورتوں کو تسلی اور نئے ترشح ہر عانی ہے۔ اگر حیف ہوتا
 خیر اگر زیادہ ہوتا دلشہ ہے کہ کمروری بڑھنے جائے۔ تسلی کا در صبح کے وقت جب معدہ
 خالی ہو رہا ہوتا ہے مناسب ہے کہ ایسی حالت میں صبح ہی دودھ میں سوڈا ملا کر بلا دیں۔
 لکھنؤ سکینین چائیں شربت غورہ بھی مفید ہے کھٹے مار بھی تسلی کو روکتے ہیں۔

”سعادتمند لڑکی“

تھوڑے عرصہ ذکر ہے کہ ایک روسی افسر دی اوہی سمیت کسی قصبہ میں روس کے کالے پانی سائیر میں جو سردارہ بنجر ملک کا جلا وطن کیا گیا۔

براسکا لڑکی جب چودھویں سال میں لگی ایک دفعہ اس نے اپنے والد کو اپنی نصیبی کا ذکر کرتے ہوئے سنا۔ یہ اس کا دل اس گنگو کو سنکر میت کوٹھا۔ اور اس نے خیال کیا کہ بس کیوں نہ روس جاکر شہنشاہ سے درخواست کروں کہ میرے والدین کو وہاں اس کی اجازت دیا دے۔ والدین سے ذکر کیا میاں بیوی سوچے گئے کہ یہ کمزور لڑکی کس طرح سے دو ہزار میل طے کر لگی اور رہبر جن محال اُڑے بھی کر لے تو بادشاہ کی ملاقات کس طرح کی لگی ان دونوں باتوں کے حوالے سے انہوں نے براسکا کو اجازت نہ دی۔

یہاں رسالہ اور گھر گئے براسکا نے دوبارہ التجا کی کہ مجھے روس جانے کی اجازت دیجئے، باب۔ یہ ہر تہید بھیا کہ بس جانے کی کوئی ضرورت نہیں مگر وہ ارادے کی کچی نہ مال۔ اس سے ان کو حیف تی ہر تہید رکھ کر چارو ناما جارہے کی اجازت دینی پڑی تو وہ راسخ کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے بھری دانت تھے اور ان کے خیال سے کانپ اٹھنے تھے۔

دارالخلافہ سنٹ پیٹرز برگ پہنچے میں براسکا کو پورا ڈیڑھ سال لگا۔ اس کے دارالخلافہ سے سخت مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ اکثر راستہ بھول جاتی تھی جس کے سبب کافر

رہنا بوجا تا تھا۔ عموماً دیہات میں لوگوں نے پراسکا کی اچھی طرح سے آد بھلت
 کہ بعض دفعہ بعضوں نے اسے نکال دیا ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ طوفان نے
 امیر ادب چاری کو نہنا جھگل میں موسلا دھار بارش کے مقابلہ میں رات کا ٹنی
 زری۔ وہاں موقع ایسا پیش آیا کہ کنوں کی ایک جماعت نے اسپر تد کیا +
 بھی تاسکو منس بھی تھی کہ سامان سفر ختم ہو گیا اور پراسکا کو ہر ایک ضرورت
 نے لی ضرورت پڑنے لگی اس کی جوتیوں کی حالت نہایت خستہ تھی۔ کپڑوں کی
 بچال رہ گئی تھیں۔ اسپر سترہ کہ مرہی نہایت غضب کی تھی اور رب بین
 بر چا چار فیٹ تک جی ہوئی۔ خوش نشینی سے ایک لہڈی پراسکا کے ساتھ
 سات مروت سے میٹس آئی۔ اور اسے نئی جوتیاں اور کپڑے لے گئے۔
 پراسکا کا حوصلہ اور بھی بڑھ گیا وہ اپنے سفر کو پورا کرنے لگی اور آخر کار۔
 میل پٹن بزرگ پہنچ گئی۔ وہاں بھی ایک لہڈی نے اس کے ساتھ نہایت
 زیادہ سے سلوک کیا اور اسے ہاں اسے رکھا +

اس پراسکا کی بے منت پتی کہ کسی نہ کسی طرح بادشاہ کی ملاقات ہو۔ لیکن
 سب وہ نہایت محنت کو نہی اور اندر جانے کی اجازت طلب کرنی تھی تو کہ اس کے پیشا
 بنے تھے۔ دو سے زیادہ میسے انس۔ بے فائدہ کوششوں میں صرف ہونے
 ضرر کا نتیجہ پیشا کھا یا اور ملکہ کے ایک سیکرٹری کی بیوی نے پراسکا کی پور
 ان نشینی اور اپنے حادند سے بیان کر کے اس سے وعدہ لے لیا کہ ملکہ کے
 پاس جا کر پراسکا کا ذکر کر دے گا +

عزتوں کے دل قدمی طور پر نرم ہوتے ہیں۔ ملکہ نے جب پراسکا کی دردناک

کسانے سنی توڑا اپنے سیکرٹری کو حکم دیا کہ پراسکا کو شام کے چھ بجے حاضر کرو
غریب پراسکا جس نے خواب و خیال میں بھی یہ وقت نہ دیکھا تھا جو غنی بھہ
جو بخیر کسی بہرہ بخش ہو گئی +

شام کے وقت سیکرٹری پراسکا کو ملکہ کے حضور میں لگیا۔ ملکہ نے اس پر نہایت
مہربانی ظاہر فرمائی اور اس سے چند سوال کیے پراسکا نے کہا حضور میرا باپ بالکل گنہگار
ہے میں یہ التجا نہیں کرتی کہ اس کا قصور معاف ہو بلکہ میری یہ درخواست ہے کہ اس کے مقدر
کو از سر نو دیکھا جاوے اور انصاف کیا جاوے +

ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر دئی اور اس کی جرأت اور سہایت مندی کی تحریف کی۔
ایک ہزار اشرفیاں اسے عنایت کیں +

ایک مقررہ دن پر پراسکا شہنشاہ کے حضور میں حاضر کی گئی جہاں امر اردو دربار
زری زری کی یوشا کیں رہ بن گئے ہوئے بیٹھے تھے۔ پراسکا آداب بجا لائی اور
شہنشاہ سے درخواست کی کہ میرے باپ پر جو فتویٰ صادر ہوا تھا اسکو نئے سرے سے
اور انصاف کیجئے بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور جب اس کے باپ کی بے گناہی ثابت
طور سے ثابت ہو گئی تو اسکو صرف روس و پس آنے کی اجازت ہی نہ دی گئی بلکہ
ان تکالیف کے صلہ میں جو اس نے پرہیز میں اٹھائی تھیں نیشن بھی عطل لگ گئی
پراسکا واپس اپنے والدین کے پاس گئی اور ان سے پوچھ گئی۔ مگر انکو سس
جن مصائب سے ہالا پڑا تھا۔ وہ اس کی جمالی صحت کے حق میں ایسی خراب ثابت
ہوئیں کہ وہ چند ہی مہینوں میں مر گئی +

پیر زادہ عبدالرشید جالندھری۔

(ترجمہ)

الوان نعمت

تربیب پنج ایک سبائے کی | سیدہ پاؤ بہر قدم ایک یا نہ مکھن عمدہ
پاؤ بہر اندھے ایک درجن بیگنہ کو تو

پہلے اندوں کو تو گزروی سفیدی علیحدہ علیحدہ برتنوں میں نکال کر رکھیں۔
سیدی کو سننے رفن میں ڈال کر کاٹے سے خوب پھینٹیں جب پھینٹ جائیں اٹھ آئے
رودی کو بھی پھینٹ رکھیں بعد میں مکھن کو کھلا کر اس میں مٹھاس ڈالیں اور ہاتھ سے
مرب تھیں پھر غوراً غوراً کر کے میدہ ڈالتے جائیں اور ہاتھ سے تھمتے جائیں
اسی طرح پستے زردی پھر سفیدی ڈال کر تھیں اور نذرہ منٹ تک کھ چھوڑیں
جدیں سبائے یوڈر بھی ڈالیں ساپنے اسبج کدکے صاف کر کے ان میں
مٹی چھڑ کر یہ تیا بستہ چیزیں ڈالیں اور جمال میں رکھ کر پچائیں پیچے اوپر
کونیوں کی آئینج برابر رہے جب اب پر سے سسٹے ہو جائیں تو آمار کر نوش
حان فرمائیے یہ مٹھالی اگر عمدہ تک بھی رہی ہے تو خراب نہیں ہوتی ہے
واضح رہے کہ سائخوں میں جب ڈالا جائے تو نصف سایے میں ڈالیں
اگر سبب بھر دیا جائے تو کیک عمدہ اترے گا۔ (المیہ یعقوب علی خان)

نعت غلطی ہے۔ وقت کھو دینا۔ لغو ہو جیے۔ تجھے کسی مات پر تعین کر لیا۔ نعت اور کون
سے مراد یہ کیا رہا۔ ویسب۔ ہن۔ لگے لگھلے کیلے والوں کی باتوں پر عمل کرنا۔
کے کے سنے سے جس طرح لوگوں سے مخلص ہو کر کسی کام کو کرنے
سے پہلے اس کا انجام و مرجع لکنا۔

عورتوں کے من گھڑت مسئلے

- ۱۔ رات کو جھاڑو نہ دویہ بخوس ہے +
- ۲۔ رات کو دوران نہ کسہ یہ بخوس ہے +
- ۳۔ کسی بچہ کو اگر غلط سے جی بھاڑا و لٹ جائے تو جھاڑو کو تختہ کار نہیں تو بچہ سولہ سو کہہ کر سبکدوش ہو جائیگا +
- ۴۔ بی کو نہ مارو اگر ضربت بھی مو تو روئی کے گلے سے مارو ورنہ قیامت کے دوسوئے کی بلی دینی پڑے گی +
- ۵۔ خاندن جب پہلے نکلے تو جب تک کسی مرا کی زبان سے لفظ چاند نہیں لو تب تک چاند کو ادیر والا کہو +
- ۶۔ اگر بچہ کو نظر ہو جائے تو اس کے اوپر سے آگ اور پانی اڈا رو۔
- ۷۔ اگر بچہ ناک کھچا تا ہو تو باہر سے آئے ہوئے مرد کی جوتی بغیر ٹوکے او کی ناک کو لگا دو۔ خارش بند ہو جائے گی +
- ۸۔ وہ نہ پتہ کا پتہ زمین پر نہ لٹکا ورنہ مدت بیاہی ہو جائے گی +
- ۹۔ کال کھانی ہو جائے تو کسی کا لے گھوڑے کے سوار سے دریافت کرو۔ جو کچھ وہ بتلاے وہ کہنا دو بچہ اچھا ہو جائے گا +
- ۱۰۔ معمولی کھانسی کے لیے بچہ کے باپ کو چھو جو کچھ او کی زبان سے نکلے پس اسی چیز سے بچہ اچھا ہو گا + ہاں آئندہ ۔ عید عید

صراطِ مستقیم

سلسلہ کیسے جوں مسئلہ کا یہ مدلل ملاحظہ ہو

ہاں، منہ رخصتہ سورج بالکل چھپا جاتا تھا بلکہ انکی نظروں سے تو بالکل
بی نام نہ ہو گیا تھا دختوں کی قطار کے پیچھے جو عور سے دیکھتے نوچیوں
اور شاخوں کے جال کے پیچھے انہیں ابھی تک کچھ روشنی نظر آتی اس
جماعت کے سب لوگ ہنستے کھیلنے پڑھتے تھے نظاروں کی دلفریبی
نے انہیں ایسا محو کر دیا تھا کہ ہمیں واپس لوٹنے کا ذکر تک کرنا برا معلوم
ہوتا۔ کبھی کبھی اس راہ کی سیر کو ختم کر کے کا خیال تک نہ آتا تھا آوارہ بھی انہیں
ابھی تک کبھی کبھی ملامت کرنی اور سمجھانی کہ اس طرف آنے میں غلطی کی ہو
جو گرجتے ہیں برستے ہنس، خوشنما شکریں اکثر اوقات دھوکا دے گزرتی ہیں
مگر یہ اسکی آواز کی طرف زیادہ توجہ نہ کرتے اور اسکو اس قسم کے جواب
دیتے کہ وہ اپنا سامنے لیکر خاموش ہو رہتی کبھی کہتے کہ تھوڑی دور اور سیر
کر لیں پھر بوٹ چلیں گے۔ کبھی کہتے دو لوں راہیں ہمارے ہی واسطے
کھلی تھیں اور ہمکو اختیار دیا گیا تھا کہ جسکی طرف چاہیں جائیں اور جسکی طرف
طبیعت زیادہ لہجہ دے اس کی سیر کریں پھر کیا وجہ کہ نو اس طرف آنے سے
ہمیں روکتی ہے کبھی کہتے کہ اس راہ کی خوشنما نازک اور خوبصورت پنہاں
چھوٹی چشتریاں سبز کلیاں سفید پھول، بنہ پنیاں ایسی پیاری اور بھلی

معلوم ہوتا ہیں کہ ہکوانکی بابت یہ گمان تک کرنا بلا معلوم ہوتا ہوا ان کے نیچے
 کوئی چیز ضرر رساں ہے اس طرح سوال و جواب کرتے وہ لوگ چلتے گئے
 اب اندھیرا ہوتا جاتا تھا۔ تھوڑی سی دیر میں متاب کا گول چہرہ دکھائی دیا۔
 آفتاب کی تیز روشنی کے بدلے متاب کی ٹھنڈی سفید چاندنی محل آئی۔ تار
 ٹھانے لگے۔ سب سے پہلے چاند کا چھوٹا صاحب جو ہمیشہ سب ستاروں
 اور سیاروں سے چلے نبلگوں آسمان پر چکنا شروع ہوتا ہے نظر آیا۔
 پھر کئی بعد دیگرے سب اجسام فلکی اپنی اپنی خالی شان کے ساتھ آموڑ
 ہوئے۔ کہیں کوئی تار اس طرح سرخ معلوم ہوتا گویا دھنی کوئی آگ
 کی لگی سی جنگاری ہے۔ کیسی صاف اور ٹھنڈی چمک دلوں پر ایسا اثر کرتی
 کہ اسی کی طرف دیکھتے رہنے کو جی چاہتا کہیں کہیں کوئی بہت چھوٹا تار ایک
 ہی نفسہ اپنی بھسک دکھا کر غائب ہو جاتا۔ بعض بعض کئی کئی دفعہ اپنا منہ
 چھبائے اور نکالنے جہانی چڑیوں کے بجائے ننھے ننھے جگنو درختوں میں
 چلتے نظر آنے لگے۔ ان کے نازک چکدہ جسم درختوں کی سبز برقیوں میں ایسے
 چمکتے تھے گویا قدرت کاملہ نے اپنی فیاضی سے ان میں چلے تاشائیوں کے لئے
 قندیس روشن کی ہیں۔ ایک ایک شاخ میں سینکڑوں ایسے چہرے جانور نظر آتے
 اور ایک ایک دفعہ چمک کر رہ جاتے۔ آکھیاں کی سب چیزیں اس قدر پسند آئیں
 اور قابل تعریف معلوم ہوئیں کہ ہر ہر شے یرواہ واہ کے نعرے بلند کرتے
 اپنی پسند کو سراہتے اس راہ کی تعریف کرتے اور اپنے ان عجیبوں پر جو
 صراطِ استقیم رہ رہتے تھے پھینچاں اڑاتے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے۔

یہ سب طرح چلتے گئے پامال کھل ہوئی تھی اور نہیں دور سے ایک نہر بہتی
 لی نظر آئی۔ اسیں اسوقت لہریں بالکل نہیں اٹھ رہی تھیں پانی بالکل ٹھیرا
 تھا۔ صرف اسقدر حرکت تھی کہ ہلکے ہلکے آگے بڑھا جاتا تھا۔ اس کے دونوں
 طرف نہر اور طرف پادوب لگے ہوئے تھے جنگلی گلاب کے سفید اور کھلا پیچونے
 جو ٹٹے چولس کھل سنہری ننھی قمیوں میں لپٹی ہوئی لکیاں فرش نخل اور دھوا
 نے مشتمل جھونکے پانڈ اور بعض بعض تاروں کے عکس، پانیانی بیرٹن، اسوقت
 اس اسطریقہ پر آگیا تھا کہ کہ انسان کو ایسی زندگی میں شاد و نادر دکھائی دیتے
 میں پانڈ کا خوبصورت چہرہ تو پانی میں بالکل صاف اور روشن نظر آتا تھا۔ اس کے
 ماتہ کٹے ٹھٹھاتے ہوئے چھوٹے تاروں کا عکس بھی خاصہ صاف اسی پر پڑتا
 تھا۔ اس پاکیزہ پانی میں بھی ایک نیا نظارہ نکلی دکھال دیتا۔ تاشایوں سے خوشی
 سے جو چاروں طرف نگاہ کی تو نہیں ندی کے اس جانب ایک کشتی جس میں
 تالار و فن کیا ہوا تھا۔ اور گدیاں وغیرہ بھی سیاہ لنگ کی نہیں کنارہ سے بندھا
 دی نظر آئی یہ لوگ اسوقت اس خیال میں تھے کہ کوئی وسیلہ اس ندی کی سیر کاٹے
 اس کشتی کے دیکھتے ہی چند آدمی اسکی طرف بڑھے۔ اسکی رسیوں کو کھولا
 دیا۔ اس کے اوپر چڑھ گئے چوڑا ٹھٹھانے اور کھینا شروع کیا پہلے چٹو کو پڑا
 سے نہر میں کچھ تلاطم پیدا ہوا اور پانی کی مچھلیں کشتی پر ٹریں بعد ازاں نہر
 سے۔ مگنا رچو چلائے شروع کئے اور اس نہر میں جس کے پانی کی حرکت ابھی
 تک بغیر غور کیے دکھائی تک نہ دیتی تھی لہریں اٹھنے لگیں یہ لوگ اسے
 دیکھتے ہوئے اپنے مچھلیوں کے پاس تک سے کشتی کے پال میں تیرنے

اور چپڑوں کے چلتے سے آواز اور حرکت پانی میں ہونے لگی۔ اجرام فلکی ٹکڑے
 جو اس ندی کے پاکیزہ پانی پر پڑ کر اس کے حس کو دبا لاکر رہا تھا۔ اب بتا
 ہوا نظر آنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ نظروں سے بالکل نایب ہو گیا مگر ابھی تک کشتی
 کے پیچھے کپانی کو دیکھنے سے چاندنی کی چمک اسپر بڑتی ہوئی دکھائی دینی
 اور ایک نئی خوبصورتی پیدا کر دیتی بیکشتی جدی سے اس جماعت کے پاس
 جو اس کی منتظر کھڑی تھی پہنچ گئی اور یہ سب لوگ یکے بعد دیگرے اس ندی کی
 تعریف کرنے ہوئے اس میں چڑھ گئے کسی نے آسمان کو کسی نے چاند کے پیارے
 چہرہ کو مہربان شروع کیا کسی نے ندی کے پاکیزہ پانی کی تعریف کی کسی نے خوشنما
 جنگل کی خوبصورتی کے رگ گلے کسی نے اپنی پسندینا کر کیا۔

غرض خوشیوں میں غرقاب ہر چیز کی خوشنالی میں یہ لوگ کشتی کھیتے ہوئے
 چلے جاتے تھے کہ اتنے میں انیس سے ایک شخص نے نہایت سُری آواز سے
 کوئی پاکیزہ گیت گانا شروع کیا۔ اس کے نفیس جملات پاکیزہ الفاظ اور سربلی
 آواز کو سب لوگ بغور کان لگا کر سننے لگے۔ اور بعضوں نے اس کی تعریف ہی کی
 انیس سے ایک شخص نے جو اس وقت اس کے بال کیطون کچھ توجہ نہ کر رہا
 تھا۔ اچھٹ منہ کے شفاف پانی ہی کیطون دیکھ دیکھ کر چاندنی رات میں
 ندی کی سیر کرنے کا لطف اٹھا رہا تھا اور دل ہی دل میں کچھ سچ رہا تھا
 اپنا دایاں ہاتھ اس پانی میں ڈالا۔ اس پانی سے جو بظاہر اتنا صاف
 اور ٹھنڈا معلوم ہوتا تھا اس کے ہاتھ پر آبلے ہو گئے
 اور اس نے چیخ ماکر اپنے ہاتھ کو دہنا شروع کیا مگر اس کو یقین نہ آیا کہ یہ پانی جو

نہ ہر میں اس قدر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہمیں کسی قسم کا مادہ موجود ہے جو آگ سے
 ہی مراد تیر ہے۔ بہ خیال کر کے اس نے اپنی دوسری بانہ ہی اس کے اندر والی
 لی دفعہ تو اس پانی نے کچھ ایسی کشش کی کہ اس آزمائے والے نوایتہ اندر ہی
 اٹھایا۔ اس کے دوست نے جو اس کے پڑنے کو ہانہ بڑھا ہوا اس پانی نے
 ہر بھی اپنا وہی اثر کیا۔ اور یہ دونوں جھپٹے چلا تے اور یہ کہتے ہیں کہ وہ تین
 یہ تیری جگہ ہے یاں کبھی مت آنا۔ اور اگر ہو سکے تو فوراً واپس لوٹ جانا جو رہ
 یاں وحشت سے جان دو گندی کی لہر اب انکو کیس دورے کھیں۔ اور ان کے
 باقی کے دوستوں نے انکو اپنی آنکھوں سے اس طرح ڈوپتے دیکھا۔ یہ لوگ حسرت ہری
 گماہوں سے ان کی طرف بکھتے رہے۔ انکو کسی طرح وہ پہنچنے کے لیے بہت
 کوشش کی۔ یاں تک کہ ایک بڑھا جو ضعف پیری سے بالکل معذور ہو چکا تھا
 اور تاہم ان ڈوبنے والو کا کوئی قریبی رشتہ دار تھا۔ انکی طرف دیکھ کر آبید
 ہو گیا۔ اور جذبات کو ضبط نہ کر کے زور سے رویا ہو کر کہا اے شاہ راہ
 گناہی کیا خبر تیری تیرے راہ کی آخری منزل یہ ندی ہے جس کا پانی اس قدر
 جانکا ہے کہ ہمیں ہاتھ ڈالنے میں دھڑکاؤ ہوتا ہے کہ جو آج تک مبرے گمان میں
 نہ تھا۔ تیری ندی مجھے دھوکا دے گئی ایسی شفاف اور بھلی معلوم ہوتی تھی کہ اسکا
 یہ اثر شاید اس سے بہتر نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ یہ کہتے کہتے
 بڑھے نے بھی اپنے ان دونوں ساتھیوں کی مدد کے واسطے جو ابھی تک
 دکھائی دے رہے تھے مگر جن کے بالکل مر جانے کی اسکو خبر نہ تھی ہاتھ بڑھایا
 اور اسکا انجام بھی پہلے دونوں کی طرح ہوا۔ باقی کے تماشائیوں پر اپنے

ساتیوں کے اس طرح ڈوب مرنے کا کچھ توڑا بہت اثر ہوا اور آواز طبیعت نے
 پھر ایک دفعہ سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے لوٹ چلو۔ مگر عقل کے کچے کسی کی صلاح
 کب آتے انہوں نے پھر اسکو پہلے کی طرح جواب دے، لا کر رخصت کیا اور اپنی
 سیر جاری رکھی۔ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کا بھی انجام اس سے بہتر
 کیا ہوا ہو گا مگر دسے چند شاید اس کا بھانکا، اندی کے پانی سے بچ رہے
 ہوں ایک آدمی ممکن ہے لوٹ بھی گیا ہو مگر صراطِ استقیم پر جانے والے ابھی
 تک اپنی راہ پر چلے جاتے تھے رات ہو گئی تھی شامِ غربت کے تنکے مارے مس
 صراطِ استقیم کی سختیاں بھیلے ہوئے آگے بڑھے جاتے تھے یہاں شاہ راہ
 گمنامی کی سی سربسزی نہ تھی رات کے وقت جگنو نہ بچتے تھے بلکہ صرف ایک
 روشن چہرہ دور سے نظر آتا جو ان لوگوں کی اوجھار میں بندھا تھا کہ واقعی
 کوئی منزل مقصود اس کی بھی ہے جہاں پہنچ کر انکو شاید ان تکلیفوں کا
 کچھ اجر ملے اور انھیں ترمیم دیے جاتی اور دھککار دھکارتی کہ اس بڑے بڑے
 اس سیر میں کوئی سامان بہت جی بھلانے والا تو نہ تھا نہ کوئی چیز بہت دلچسپ
 تھی۔ مگر ان لوگوں کے اپنے قلب میں کچھ ایسی تسکین اور اطمینان معلوم ہوتا جو
 انکی سب کلفتوں کو دور کر دیتا تھا۔ یہاں کی ہوا ایسی معتدل اور خوشگوار تو نہ تھی
 مگر تاہم ایسی گرم بھی نہ تھی کہ برداشت نہ ہو سربسزی اس شکر کے ہی ہر دو قطر
 تھی مگر درخت چھل چھل پتیاں وغیرہ ایسی خوشنما نہ تھیں جیسی شاہ راہ گمنامی
 کے ستیاحول کو ملی تھیں وہ گلاب کے چھوٹے پودے خود درختوں کی کیلیاں
 تو یہاں نہ تھیں مگر پھر بھی کچھ جھگی پھول ان قلعہ سیاحوں کی خوشنودی کے

اسے ضرور موجود تھے چاندنی کا لطف دیا ہی تھا جیسا کہ دوسرے رات
 بڑھ چھڑی بیوی نے فریادیں نہ تھی سب بڑی خوشی جان لوگوں کو حاصل ہوتی
 رستہ کی خوشنالی یا اپنی سیکر لطف کی نہ تھی بلکہ صرف اس بات کی کہ آٹا
 جیسی ہمیں شاباش دیتی اور دواہ واہ کرتی بہت بڑھ چھڑی جاتی تھی
 اس سے بعض سرگرمی کے ساتھ اور بعض آہستہ آہستہ افسردہ دل
 نہ م آگے رکھے جاتے تھے ان لوگوں کو چلتے چلتے بہت دیر نہ تھی
 رات صرف دو گھڑی باقی رہ گئی تھی تارے سب غائب ہو چکے تھے صرف
 عام اور ایک چھوٹا سا آسمان پر دکھائی دیتے تھے سورج کی روشنی
 کچھ کچھ ہو چلی تھی نسیم بھرنے بھی ہر اک چیز کو اس وقت جگانا شروع کر دیا
 تھا۔ چڑیاں بچھا جاتی تھیں اپنے اپنے گھونسلوں سے باہر آرہی تھیں۔
 چاندنی تو اگرچہ مدھم مدھم پڑ گئی تھی مگر سورج کی ہلکی شعاعیں آسمان پر چیلنے
 لگی تھیں کہ ان لوگوں کو ایک سبز کھیت دکھائی دیا اور وہ چراغ عظمیٰ ٹھٹھا
 انکو اپنی طرف کھینچ رہا تھا تیز روشنی کے ساتھ چمکتا نظر آیا یہ لوگ اس
 میدان کی طرف جس کے ایک جانب ایک پاٹروں کا سلسلہ تھا جسکی
 اونچی اونچی چوٹیاں ہر سے ڈھکی ہوئی سورج کی شعاعوں سے ایسی
 چمکتی تھیں گویا سونے کی بنی ہیں۔ دکھائی دیا۔ دوسری طرف جو دیکھتے
 تو سوائے سبز زار کے کچھ دکھائی نہ دیتا دور دور تک درختوں کی سبز
 نظاریں نظر آتیں باد صبا کبھی کبھی اٹھیاں کر دیتی کبھی اپنی اسگستاخی
 سے باز آ کر پتوں کو سرسرا نے لگی۔ پتوں اور درختوں کی خوشنالی

سترہ مارکی فضا اور پہاڑوں کے سلسلہ نے اس قطع زمین کو استقدر لغریب
 بنا رکھا تھا کہ یہ جھول سی جماعت محو نظارہ ہو گئی اور ہر آدمی کو دیکھا تو انہیں
 ایک پیریز توت۔ سفید ریش۔ خم کمر عبات الہی میں مشغول نظر آیا۔ اس کی شکل
 شبہات سے عجبتان برستی تھی اس کا چہرہ عبادت الہی کے نور سے
 روشن تھا اور اگرچہ کچھ بہت دولت دینا کا وہ مالک تو نہ تھا مگر جس بھی
 اس کی ظاہری صورت کسی شاہنشاہ سے کم نہ تھی۔ سرور دل کے محبت شای پر
 بیٹھا ہوا خوش دلی کا تاج سپر رکھے قلم و سنے نیکی کا شاہنشاہ اس وقت یاد
 خدا میں مصروف تھا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولیں اور حیرت اور مسرت کیسات
 ان باندہ لوگوں کو دیکھا جو راہ کی سختیاں اٹھاتے ہوئے اب صبح کے وقت
 اس کی قلم و میں پہنچے تھے۔ ان لوگوں نے جھک کر سلام کیا بڑے نے
 جواب دیا وعلیکم السلام رحمتہ اللہ وبرکاتہ اور ان سب کے مخاطب ہو کر
 کہا "اے شاہ راہ منامی کی دل فریبیوں سے بیکر مرط استقیم کا رستہ
 لینے والو ناصح شفق کی صلاح کو ماننے والو اور اپنے فرض گواہ کرنے والو
 لے! دلیر نفس امارہ کو زیر کرنے والو میں آج نہیں تمہاری اس بہادری
 اور کامیابی پر مبارک باد دیتا ہوں تمہارا حوصلہ سراہنے اور تعریف کرنے
 کے قابل ہے۔ تم نے اس راہ کا سفر کرتے ہوئے بہت کچھ سختیاں جھیلیں
 مگر یاد رکھو کوئی بات ایسی نہیں کہ بغیر محنت کے حاصل ہو سکے مجھے
 صراط المستقیم کے مسافروں کی یہ راہ کلفت کے گرد و غبارت بالکل ہندل
 دکھائی دیتی ہے تمہارا کام اپنے بھنوں کے بچاڑنے کا نہیں بلکہ بنائے گا۔

ما، نام کر جاؤ اور امید رکھو کہ تمہارے جانشین تمہاری مثال نیک کو
 جیکر اس راستہ پر قدم رکھنے کی جوأت کریں گے آؤ نیک کے نام پر
 رہن ہو گا۔ اس راستہ کا سفر کسی نہایت سربز تمام پر پہنچے یا نہ
 ہیں کرنے کے لیے نہیں ہے بلکہ اس فرض کے ادا کرنے کو جس کی
 سہرتی آواز بھی ہمیں صلاح دیتی ہے۔ یہ ٹھاتا چراغ جو تمہاری نہانی
 رہا تھا نیک اور بادروہوں کی نیک کی یادگار ہے یہ چراغ اپنی
 روشنی سورج یا چاند وغیرہ سے حاصل نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ چمکنے والی نیک
 کے نور سے ہر وقت روشن رہتا ہے۔ انکی نیک کا چراغ کبھی گل ہو جیو الا نیر
 آج تمہاری نیک کی چمک اس چراغ کی روشنی کو دو چند کر رہی ہے
 برج کمار

ربح و راحت۔ آفتاب عمر صاحب۔ اسے علی گئے۔ اس کتاب میں چند صفو
 باتیں قصے کے پیرایہ میں سان کی ہیں۔ ہمیں شک نہیں رہت کہ گامادہ۔ مرد میں ہوا
 عورت میں بہت ہی بڑا مرض ہے پرائی اولاد کو اپنا بھنا اوماس کے بچے اپنی جان
 ان بھی سخت غلطی ہے۔ دنیا کی کجالت کو مستقل سمجھ لینا اور آئندہ کا فکر نہ کرنا اس
 زیادہ نادران ہے۔ ان تمام باتوں کے نتیجے قابل منفعت ہمارے خوش سہلوئی
 دکھائے ہیں۔ اور ہم کو امید ہے کہ مصنف کے پڑھنے والی ہنسیں اس کتاب کے
 سے نہ صرف خوش ہوگی بلکہ ایک سبق حاصل کریں گی ہم آفتاب عمر صاحب کو انکی ہر
 قصید پر مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ انکی محنت کو قوم میں مقبول
 دیکھ جائیگی۔ قیمت آٹھ آنے (دہرا) نظاھی یو یس بدایوں سے مل سکتی ہے۔

شغل

انسان کی طبیعت کبھی بیکار نہیں رہ سکتی۔ سوتا جاگا کبھی نہ کسی شغل میں لگا رہتا ہے کامی ہے تو کام میں لگا ہے۔ بیکار ہے تو خالی اور حیرت میں مضبوط ہے خیالی پلاؤ ہی بیکار ہے۔ خیالات کا سلسلہ کبھی ٹوٹتا ہی نہیں۔ چونکہ بیکار ہی گھبرانا ہے اور بیکاری ایک ایسا مرض ہے۔ کہ انسان کی ہستی بگاڑ دیتا ہے اس واسطے کسی کیسی دھندلے میں لگا رہنا ہے۔ لکھنا۔ پڑھنا۔ یا خود مطالعہ کرنا کسی بیٹے یا نرس میں مصروف ہو جانا کام میں۔ جن سے اور کام نہیں ہو سکتا یا کرنے کی عادت میں ہونی اس حال سے کہ زندگی بسر کر رہی ہے خواہ کسی طرح سے کی جائے کوئی بہن فضول فتنوں میں مصروف ہے کوئی کسی کی جگہوں کرتی ہے کوئی کسی پر سبے بے اعتراض اور نمک چینی کرتی ہے کوئی مہنت نہ فی میں مصروف ہے۔ غرض اسی طرح اپنا قیمتی وقت ضائع کرتی ہیں۔ گو اس میں کچھ فائدہ بھی نہ ہو تو بھی وہ اپنی گراں مایہ عمر کھاتی ہیں اور ایک ایسے دھند میں مشغول ہیں جس کا نتیجہ خاک بھی نہیں۔ اگر اداں سے پوچھو تو ضرور یہی جواب دیں گی کہ خود دل بہلانے کے لیے کچھ شغل تو جابا ہے۔ کوئی اور کام ہو تو ہم یہ کہیں کریں۔ گویا دیا میں ان کے لیے کوئی کام کرنے کو مافی نہیں رہا۔ سب کام اور لوگوں کے لیے ان کے لیے یہ فضول وقت ضائع کر رہا کام رہ گیا ہے۔ یہی ہیں وہ جو علمی ترقی نہیں چاہتیں اور علم کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتیں۔ ہمارے راولے علم ہی تو ہیں۔ جن کے جاری ہونے سے ہماری جمالت

۱۰ ہر ہی ہے جن لوگوں کے دلوں میں جمالت وغیرہ کے خیالات بھرے ہوئے
 تھے ان ہی کی بدولت ان کے دلوں پر سے وہ خیالات دور ہوئے اور پاکیزہ خیالات
 ان کے بچانے کوٹ کوٹ کر ان کے دلوں میں بھرے گئے۔ ہم سب ہیں جو اپنے
 کسی وقت کو فضول قصہ کہانیوں میں صرف کرتے ہیں کیوں نہ اپنے دلوں کی اس طرف
 توجہ دیں اور اپنی تعلیم کو بڑھائیں جس سے ہماری قدر ہو اور نہ کو ہر طرح کی تیز
 ہو۔ ہر سے دلوں سے حسد اور بغض کہہ وغیرہ دور ہوں۔ ہم سب بہنوں کے لئے
 یہ مقدم ہے کہ ایسی صحبت سے بچیں ورنہ ہم ہم جن کسی کام کے نہ ہیں گے
 میں ہمیں ادب کی ہوائ لکھ جائے یا کہیں ادب کی دیکھا ابھی ہم بھی ان
 جیسے نکتے نہ ہو جائیں۔ بعض بہنوں کی نسبت مستطاب ہو گا کہ وہ نہیں چاہیں
 مگر ہم بھری فرصت نہیں ملتی۔ اور کرتی ایک کام بھی ہیں۔ صرف اپنے ذاتی
 کھڑوں میں لگی رہتی ہیں۔ بہت سی بہنیں ایسا وقت یونہی صرف کر دیتی ہیں۔
 فضول وقتوں سے فراغت پائی تو زلمیں ہانکنے کی ہڑائی جسطرح کہ یرحنا۔
 جرحہ یا گھر کا کام نہ انجام دنا کشیدہ کاٹنا مشغل ہے۔ اسی طرح اخبار دیکھنا
 مسائل تصویق پر غور و تاوی قومی فائدے کے واسطے مضمون لکھنا مشغل ہے جو
 بیکار میں کھیل کود میں مشغول رہنا۔ سہنی۔ مذاق کرنا قصہ کہانیوں میں
 دل بہلانا۔ انجان مشغل ہے۔ یوں سمجھو اگر ایک طالب علم بہن اپنے کام سے
 فارغ ہوئی۔ اور ہر ایک بھیب بہن بیکار کام میں لگی۔ لیکن جیسی اوس
 طالب علم کو کام کرنے کے بعد خوشی ہوئی ہوگی۔ کیا وہی خوشی اس بے
 نتیجہ کام کرنے والی کو بھی ہوئی ہوگی۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ البتہ تنگ بھی

جائیں گی۔ اور اسکا حال بالکل ایسے طیب کا سا ہوگا۔ جو خواب میں ایک مریض کے علاج کو کیا۔ اور وہاں سے اشرفیوں کے توڑے کندھوں پر لا کر لایا جائیگا۔ اٹھا تو اشرفیوں کے توڑے تو گھر میں نہ پائے مگر کندھوں میں ان کے اٹھانے کا درد باقی تھا یعنی بلا نتیجہ سردی و کان محنت برباد گناہ لازم کی مثال ہے۔ سب طرح ادون ہماری سبوں کی تمام دن کی محنت رائے گال اور بے سود جال ہے۔ جو تمام دن فضول باتوں میں صرف کر دیتی ہیں کیا سبوں کو ایک گھنٹہ بھی تعلیم النساء کی ترقی کے لئے نہیں مل سکتا جس سے ہم اس الزام کو اپنے اوپر سے مٹانے کی کوشش کریں۔ بلکہ اب تو ہم کو رسالوں کے جاری ہونے سے بہت مدد مل گئی ہے۔ یہ بت بتر شغل ہمارے لیے انکا مطالعہ میرا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ ہم ہمیں اس حالت سے نکلیں۔ اور اپنی منزل مقصود کو پہنچیں +

جیسے جاگنے میں انسان سے بیک نہیں مٹھا جاتا۔ ویسے ہی سونے میں طبع طرح کے خیال یا خواب اس کو گھیرے رہتے ہیں کبھی بادشاہ بن جاتا ہے۔ کبھی بھوک اور پیاس میں سرگرداں پھرتا ہے کبھی سانپ کے کاٹنے سے کبھی بارود اور آگ کے شعلوں سے جل کر یا ان میں ڈوب کر مر جاتا ہے بہت غفلت کی نیند میں ہوتا ہے تو اسکو وہ خیالات یاد نہیں رہتے دیکھو تم کبھی پریشان خواب سے نہ گھبرانا اور ایسے خواب پر پھول نہ جانا۔ یہ صرف تمہارا اپنا دہم ہے کیونکہ انسان کو اکثر وہی خیالات خواب کی صورت میں پیش آتے ہیں جو اس کے حلقے میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ یعنی خواب

میری آنکھوں سے دیکھی یا کانوں سے سنی ہوں یا اپنے کام یا پیشے کے متعلق
 میں وہی خواب دکھائی دیتی ہیں بہنوں زیندہ رہنے کوئی۔ دفتر یا سکول۔ دیکھا ہو
 سکھو مہل کمیت پیداوار وغیرہ کے خواب ہی دکھائی دیں گے بر غلات
 میں کے بعضے خواب بالکل سچ بھی ہو جاتے ہیں ساور یہ حسن اتفاق ہے۔
 ایسے کم آدمی ہونگے جو خواب نہ دیکھا کرتے ہوں جو بنیں وقت کاموں میں
 سرگرتی ہیں ان میں فضول خیالات وہی کوٹ کوٹ کر بھرے رہیں گے
 ایسے خیالات دلوں سے تب دور ہونگے ہیں جب تعلیم حاصل کر لیں۔ اخبار
 وغیرہ دیکھنا یا اور فائدہ مند کتابوں کا مطالعہ کرنا یا وہ کام کرنا جس کا
 سود اچھا ہو ایک اچھا شغل ہے۔

اب میری پیاری بہنوں یہ تو کہو معلوم ہو گیا۔ کہ ان کسی حالت میں
 بے شغل نہیں رہ سکتا۔ اب۔ ہا یہ کہ شغل ہو تو کیا ہو بے شغل دو قسم کے ہیں۔
 بار آور اور بے بار۔ پڑھنا بار آور ہے۔ اور نزل یا ٹکنا بے بار۔ جب
 انسان ایک فہم سمجھ لے کہ یہ شغل فضول اور بھڑاسی کو کرنے لگے تو وہ ان
 میں سے۔ بے شغل بہودہ گوئی۔ کاہلی بستی آ۔ ام طلبی خواہ کچھ سمجھ لو۔
 سب کا مطلب ایک ہی ہے۔ امیر ہے تو آرام طلب کہلائیگا۔ غریب ہے
 تو فائل اور ست کہلا جاوے گا۔ یہ بہت بُری چیز ہے۔ اس کی بدولت
 لکھنؤ گھر بڑے ہزاروں کے خاک میں ملے بیسویں مہینتیں غارت
 جو نیکو سینکڑوں دولت مند غریب ہو گئے۔ اور طالب علم تحصیل علم
 سے نا کام رہے۔ جیسے سانپ کی موت آتی ہے تو وہ راستے پر آ بیٹھتا ہے

چونٹے کی موت آتی ہے تو اوس کے پر نکل آتے ہیں۔ اس طرح جس بادشاہت
یا جس خانہ دان کو نیست و نابود ہوتا ہوتا ہے۔ اہل ثروت کو کنگال ہوتا۔۔
طالب علم کو بے بس رہنا ہوتا ہے تو اس میں آرام طلبی کی عادت یا نکتے
شغل پہلے پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو کس
بلا سے اپنے تنہا بچا رکھتے ہیں۔ اور کسی اچھے شغل میں مصروف رہتے
ہیں۔ میری بیماری بہنوں میں نصیب کسی ایسے اچھے شغل میں مصروف رہنا چاہیے
جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے یا وہ شغل جو آئندہ کے لیے ہماری آئندہ
زندگی میں خوشی دے۔ اور ہماری ہر جگہ عزت افزائی ہو۔ فقط

(مسٹر محمد عبدالقدیر)

یاد رفتگان

وہ بنشیں کہاں ہیں یاد میں کہ وہ ہم
اب کون کا نام ہیں ادب میں آئے دست ماقم
یاد اُن کی خوں کے آئینہ بیکور و لہری ہے
آنکھ میں میری آنکھ مٹ رہی ہے جھلکا
اکلا درق اٹھ رہے ایک مار پہنوا نہ
وہ صد نہیں دکھائے دل جس کو ڈھونڈتا ہے
لے لے تو مجھ کو بچھے یاروں سے تو ملا دے
توہنیں کہہ رہیں! کچھ پوچھتا ہے
لے خضر رہتا ہے۔ آدھ سنگیر کچھ کہہ
میرا کردہ سدھارا دیکھتے رہ گئے ہم
آہ اُن کے وہیاں میں ایشی بڑا کھینچم
رہ رہ کے میرے دل پر کل گر رہی ہے
دکھلا دای داری مجھ کو وہی تمام
دکھلا لے لے مصور تو بھوکو بھر لطف
اور جن کا چلتا پھرتا آنکھوں میں پھر رہا ہے
آکھو جیل کے اُن کی تکلیفیں دکھائے
گم کردہ کار داں جس میں ل کی رہ لگا دے
بستے ہیں کس گھر میں! وہ ہمیں کچھ کہہ
محمد سہیل عظیم آبادی

کام کی باتیں

سیاہی کی جھڑانے کی ترکیب | جبکہ سیاہی کے دھتے ہوں، اس تھوڑا سا

ایستہ کا کلفٹ لگا دیں جس دھت وہ سوکھ جاوے تو اسکو جھڑا دیں اور

بیل کو کئی دفعہ کریں یہاں تک کہ دھتے چھوٹ جائیں +

ٹین ٹانگنے کا آسان طریقہ | ٹین کو کپڑے پر رکھنے سے پہلے اسکا خیال رکھو

جو گرم دھلگے میں سے لگائی ہے وہ دائیں طرف اور طرح وہ گرہ ٹین کے نیچے چھوٹی

ورٹوٹنے یا ضرب ہونے سے محفوظ رہی ٹین ٹانگنے سے پہلے ایک بن ٹین کے اوپر کھڑو

کرکہ جاگہ پن کے اوپر سے سوراخوں میں دھنل ہو جب سوراخ بھر جائیں تو پن کو

بہتر نکال لو۔ اور دھالکہ کو ٹین کے نیچے ۱۰ ڈگریڈیٹ ۱۰۔ اس طرح سے ٹین

ڈھنلے وغیرہ سے محفوظ رہے گا +

اگر کمپ میں بتی اسقدر جھوٹی ہو کہ وہ تیل تک نہیں پہنچ سکتی تو فلائیں کا ایک

ٹکڑہ اس کے پیچے سرے سے باہر دھو کہ وہ تیل تک پہنچ سکے۔ یہ بتی ہی وہی

کام دے گی جو ایک بڑی بتی دیتی ہے +

پاش کر نیکا آسان اور عمدہ طریقہ | تین حصے دھوٹی ٹیڈل کر اور ایک حصہ تار میں کو تختہ

ملاؤ۔ ملائین یا کسی اور نرم کپڑے سے اس چیز پر جبکہ پاش کرنا منظور ہے ملو

یہ دوسرے اون سے اچھی طرح رگڑو +

تار میں دھوٹی ٹیڈل اور سرکہ کو اچھی طرح سے ملاؤ اور ان تینوں چیزوں

کی مقدار برابر ہونی چاہیے یہ بھی پاش کرنے کے لئے عمدہ ثابت ہوا ہے +

سیر لوپ

دگنشت شاعت آگے

۱۹۔ جون۔ صبح جا کر میں ویٹسٹراپی دیکھ آئی تھا۔
 ہے ہری منعم کے گرجا کی جہن واقعی لاجواب نہایت
 ہے۔ مغربی جاج کے داخلہ پر جہاں سے ہم داخل ہوئے
 کیا ہوا ہے۔ داخلہ کے کمرے میں بڑے بڑے نامور اور
 بُت بنے ہوئے ہیں اور ہم کی سینکڑوں نشانیاں مہ
 بیکٹریلڈ۔ رابرٹ پیل۔ وغیرہ وغیرہ یہاں دفن میں نامور
 دفن ہونا خاص عزت بھی جاتی ہے اور جو ایسے ہی نامی گ
 اُن ہی کو یہ حق دیا جاتا ہے۔ نماز کے وقت صبح میں باہ
 نہایت آہستہ آہستہ عمارت کا ایک حصہ اس ہے جسکو تا
 کہتے ہیں وہاں انگریزی مشہور معروف شاعر مثلاً ڈرائڈا
 سینئر ملٹن شیکیلپیر۔ وغیرہ وغیرہ زمین کے پیوند میں۔
 مختلف حصوں میں مختلف دھجے کے نامی لوگ دفن ہیں۔ ہم
 پہنچے جاں ایک سکاج ملا صاحب نے انہوں نے ہمارا
 کہ ہم سب تاریخی حالات کے ساتھ ہر کمرے کو دیکھیں۔ چ
 ہم سپرد ہوئے آج کے دن خاص ایسے دیکھنے کو لوگ

یان کا دستور ہے کہ پندرہ بیس آدمی جمع ہو گئے اور یہ رہنما صاحب ساتھ چل کے
 ست تاج تانبار دکھاتے گئے۔ یہ پہلا ہی اتفاق تھا کہ میں اس مسیح گروہ کے
 رہنما کی جگہ کو دیکھنے گئی۔ ایک کمرہ دیکھا جس میں بادشاہ اور وزیر خواب عدم میں
 حور ہے میں مانگی قبریں قسم قسم کی بنی ہوئی ہیں۔ اسی کے قریب قریب میری
 لائن آف سکونس کی حیرت انگیز ہے اسے دیکھ کے بہت اثر ہوا۔ ملکہ لین میٹھری
 وغیرہ غصہ بھی ابرو گردیں۔ انجینڈ کے بادشاہوں کی تخت نشینی اور تاج پوشی کی
 قدیم رسی بھی ایک کمرے میں کچی ہوئی ہے۔ ایڈورڈ وینچم کی تاج پوشی اور تخت نشینی
 کا اسباب بھی رکھا ہوا ہے۔ بہت ہی شرق سے سب دیکھا ہاں سے آنے کھانا
 کھایا پھر حضور بھائے اور ازہر توپوں کا کارخانہ جسے ڈویج آرٹیل کہتے ہیں
 ملاحظہ کرانے بہت ہی اچھا کارخانہ ہے +

ہم سریرا کے یہاں گئے دنیا بھر کی باتیں کیونکر خاص آئینوں سے بخوبی واقف ہیں
 کوئی ٹکھنڈ جو میٹھے لسن میں سس ایڈی ٹھان آئیں اور جب توار داد ہکلوینے ہمارے پارکے
 کس اور کئی چکر کھائے کسی وقف کار کے ساتھ سیر کرنے میں اور ہی طاعت آتا ہی وہاں چند
 گھاریاں دکھیں گی جو خوش ہو گیا اور گھوڑے مانند تصویر کے نظر آئے ڈیل ڈل منظر اور قدم اس
 ہے کہ آفرین۔ واقعی انجینڈ کے گھوڑوں کی نسبت جیسا تھا اس سے بھی بڑھ کر پایا دوسری ٹیل
 پونچے ہی تھے کہ بیڈی برور و صاحبہ شرف آئیں کیونکہ فادھر دان آئنا تھے پھر آخر
 و صاحبہ ٹیک سات بجکر میں منٹ پر آئے۔ بارعب چہرہ حضور سے ملاقات ہوئی اور ان کے
 ساتھ خوب باتیں کیں یورپ کے حالات پراسس کرتے تھے کہ دین بالکل رہا اور یہی باعث
 رواں ہو گا حضور نے کہا کہ حب ملک کی تالیف ہوئی کہ تو اب ہی جیسے لوگوں کے کلام اثر
 ہوتا ہے۔ اور پھر ہٹری ہوئی۔ انہوں نے اس بات کو کچھ طرح سے نامعلوم ہوتا تھا کہ انہیں

آئی۔ میں نے اپنی دوستی کی بنا پر یہاں بھی کچھ ایسا ہی کیا تھا کہ انہوں نے اپنے پورے وقت لگایا۔ ذاتی آئینہ

پہلے ہی سے ہیضہ کی احتیاط

آجکل تیزی سے قریب ہر شہر و قصبہ میں اس موذی مرض (ہیضہ) کی شکایت سنی جاتی ہے اور ہزار ہا مخلوق خدا اس کی نذر ہو رہی ہے۔ اس وقت جب کہ ہر شخص کو اس مرض سے بچنے کی فکر اور تدبیر لازم ہے۔ میں بہنوں کے لئے چند تدبیریں بتلائی ہوں جو بہت ہی مفید اور بے ضرر ہیں۔

یہ مرض ایک خاص قسم کے زہریلے کیڑوں سے پیدا ہوتا ہے جو اتنے بار ایک ہوتے ہیں کہ پانی کے ایک قطرے میں ہزاروں سما سکتے ہیں۔ جب معدہ اور انٹسٹائن کی حالت خراب ہو یعنی متلی اور دست وغیرہ کی شکایت ہو تو یہ زہریلے کیڑے پانی اور کھانے کے ساتھ جسم کے اندر جا کر اپنا دورہ کر لیتے ہیں اور بہت تھوڑے عرصہ میں اپنی نسل کی بہت زیادہ بڑائی کر لیتے ہیں۔ گو یہ مرض متعدی ہے مگر مریض کے پاس جالے اور چھوٹنے سے یہ مرض نہیں ہوتا ہے بلکہ کھانے پینے کے ساتھ معدہ میں جا کر اپنا اثر دکھاتا ہے۔ مریض کی تہ اور دست میں یہ زہر پھیلا دہ بکثرت رہتا ہے۔

النداد ہیضہ کے لئے مفصلہ ذیل اصول ہیں

- (۱) ہیضہ کے زمانہ میں پانی ہمیشہ جوش سے کر پینا چاہئے۔ کیونکہ جوش دینے سے کل زہریلے کیڑے مر جاتے ہیں +

(۲) پانی پینے کے گھرے میں نیس قطرے پیپرٹ آئل یا سلفیورک اسٹ
ملا دینا چاہئے۔ اس ترکیب کے بھی ہر قسم کے زہریلے کیڑے ہلاک
ہو جاتے ہیں۔ کھانے پینے کے برتن وغیرہ بھی برابر گرم پانی سے
دھو لے جائیں +

(۳) چونکہ یہ زہر مریض کی تھ اور دست میں بکثرت ہوتا ہے اس لئے
تھ اور دست کو زمین میں ہرگز نہیں گرانا چاہئے۔ بلکہ کسی برتن میں
گر اگر فوراً فینائل کا پانی کافی مقدار میں ملا دینا چاہئے کہ سب
کیڑے مر جائیں +

(۴) ترشی بھی کس زہریلے مادہ کو روکتی ہے اس لئے کھانے کے تھ
سکر اور پیاز ضرور کھانا چاہیے یہ بہت مفید ہے۔

(۵) کچے پھل کھیر۔ لکڑی۔ وغیرہ وغیرہ بھی اس موسم میں بالکل ترک کر دینا
چاہئے حتی الامکان کوئل باسی چیز بھی نہیں کھانی چاہئے +

(۶) بازار کی شیرنی اور پوسی کچوری۔ ایک دم ترک کر دینا لازم ہے
کیونکہ ممکن ہے کہ جو مکھی مریض کے تھ اور دست پر بیٹھی ہے
وہی مکھی بازار کی شیرنی وغیرہ پر جا کر بیٹھے اور جس وہ زہر ملا ماڈ
اُن سب چیزوں میں اثر کر جائے۔

علاوہ اس کے مکان کو بہت صاف رکھے اور خوشبویات کا
برابر استعمال کرنا چاہئے +

(مسٹر شاہ محمد توحید)

مامتا

یہ دونو تصویریں جو سارے کے ترے میں لگی ہیں بتا رہی ہیں کہ خدا کی نعمتوں میں
ہر مذہب ہر قوم ہر ملک اور شہر کے آدمی برابر کے شریک ہیں پورب کا بسنے والا جو
یاچم کا بسنے والا اسکے بھتیجوں میں دونوں یکساں ہیں ہندو مسلمان عیسائی۔
یہودی کسی عنایت کا کوئی محروم نہیں وہ بے بسی اور یکساں کا زمانہ جب انسان
دنیا میں آوا بوسے کی طاقت نہیں۔ ہاتھ پاؤں چل نہیں سکتے کبھی تک اثراتی
آتی نہیں کسی طرح بسر ہوتا اور بیٹی کا کھلونا کیونکر زمین پر دوڑتا۔ اگر وہ پیدا کرنے
والا اسی اسکا انتظام نہ کرتا۔ سچی تعریف کے قابل ہے وہ ذات جسے ایسے نازک
وقت میں انسان تو انسان جانوروں تک کے پیچھے مانتا لگا دی +

نفل ترک کر دیا اور بھل کو بخشا رنگ ہو سیب کو موتی دیا موتی کو دی آب اور رب
کھیت کو کوفہ دیا بابا کو اولاد دی۔ اس کو دیا کو رونق اس کے اکٹھو کو
مامتا اور مامتا بھی کسی جگہ آگے سلطانین مسیح۔ دولت مٹی۔ روپیہ خاک ڈک
سے بڑی نعمت ہو مگر سیر قربان قیمتی سے قیمتی چیز ہو لیکن اس پر حد دین دنیا دولت
حشمت جو کچھ ہے سربیکالے کھوٹے نیلے سیلے بکے جنکو دیکھ کر گھن آتی اور بائیں ٹھیکر
جی متلاتا ہے۔ اونکی ماؤں کے دل سے یوہو عمر بھر کے لال کیجھے کے کٹڑے
میں کھینٹو کی بھلا بھالی۔ نمکین لال کی بھلا بھالی جس سے غم غلطنج زائل کیا جاتا ہے
اولاد! وہ ماجنے دن بھر ٹوکری ڈھولی چرخا کا تا۔ مصیبت چلتی بچہ کو کیجھے۔
لگاتے ہی دکھ درد سب بھول بسر گئی +

تصویر سب اول مائی محبت کا اول نمونہ ہے بچی گود میں ہے اور مائی محبت
 میں نظر میں سپر پڑ رہی ہیں یہ ہے وہ نگاہ جس کوئی غرض شامل نہیں
 یہ جبریلی نگاہ ہے یہی ہے ہزاروں ارمان اور حسرتیں ساتھ لیے
 وئے ہے دعاؤں کا ڈھیر اور آرزوؤں کا بازار میں چھپا ہوا ہے سکرانہ
 ان کی کیفیت کا پتہ دے رہی ہے اور بتا رہی ہے کہ اس میں ہوا اس
 محبت کے کسی اور چیز کا گدز نہیں۔ دوسری تصویر کو بچے یہ مائی پیاری ما
 کی گود میں ہے دونوں کا ہونکا فرن غور کے قابل ہے پہلی نگاہ میں ارمان اور
 دامن شامل ہیں تو ہمیں امتیاز محبت پہر کی شکلنگی کہہ رہی ہے کہ محبت کا جوش
 اس سے زیادہ اس میں کبھی نہ آئیگا اور کوئی چیز دنیا میں اس کے زیادہ پیاری
 نہ ہوگی۔ دل بتاتا ہے کہ پیاری چچی سلطنت ہو تو تمہیر سے قربان اور آنکھ
 بہہ ہی ہے کہ میری جان پر وہاں جسٹ ہے ہزاری عمر ہو اس حالت کا اندازہ
 نہ تحریر کیا جاسکتی ہے نہ تقریریں مل کچھ سمجھ سکتی ہیں تو وہ خوش نصیب یائیں جن کے
 پاس یہ دولت موجود ہے۔

آخر ایسی کیا نعمت کے سبکو دیکھ دیکھ کر دل شاد ہو رہا ہے اور محبت کا جوش
 ہے کہ اندھا چلا آتا ہے۔

ان تصویروں کا سلسلہ جو اس مہینہ سے شروع ہوتا ہے اور خاتما کبیر
 میں ختم ہوگا۔ لکھنؤ کو بتائیگا کہ یہ سچی محبت کر نیوالے جب پال پوس کر لیا کریں
 تو اس سلسلہ کے مستحق ہیں +

محمد اکرام

خانہ داری کا بحث

اُس کے رسالہ میں بہن طبعیں جاں نیک صابہ کا مضمون اس عنوان کے دیکھ کر بہت دل خوش ہوا۔ یہ ظاہر ہے کہ مرد اپنی محنت اور شہمت کی کمالی ہمارے ہاتھ میں لگا کر دیدیتے ہیں اگر ہم کو اٹھاتے وقت ان قوتوں کا خیال کریں جو اس کے ہم تنگ پونچنے میں کمانے والوں کو اٹھانی پڑی ہیں تو ہاں بید روی سے نہ بہائیں کہ غم کے گونڈوں شہر کے شاخوں اور فضول رسوم کو فرض سمجھیں یہ سب خیال میں غور و ہرگز غلط کہلائے جانے کا حق نہیں رکھتی جو اپنی آمدنی کا ایک حصہ بچا کر نہ رکھتے یہ غدر کہ فلاں سپرچ زیادہ ہے اس آمدنی میں بہلا میں کیونکہ بچاؤں بالکل غلط ہے میری رائے میں تن ڈھانکنے اور پیٹ بھرنے کے بعد پہلا فرض عورت کا رویہ کی حفاظت ہے اور پس کے بہتر طریقہ بحث ہے۔ ہم اپنی تمام ضرورتوں کا پہلے سو تخمینہ کر لیں اور چاہے کچھ بھی ہو اس سے زیادہ نہ اٹھائیں یہ تخمینہ آمدنی سے کم ہو شل پچاس روپیہ مین کی آمدنی ہے تو چالیس روپیہ کا بجٹ اور دس روپیہ کی بچت اٹھانیکو تو چالیس یا اگر چالیس سو ہوں تو اٹھ جائیں مگر ہم کو اپنا خرچ مزید میں پورا کرنا ہے خرچہ کم کر کے سو کو غارت کریں غرض وہ تمام چیزیں جن پر صحت ہے اور کوئی فائدہ نہیں جنکے بغیر بھی ہم عورت زندہ رہ سکتے ہیں قلمی لکڑی روپیہ یعنی وہ چیز جسکی سبب زیادہ غرت ہے ہم مقتدر بلے پر والی سے اٹھاتے ہیں کہ گویا کہیں سے صحت کا ہاتھ لگ گیا کہیں ایسی بڑی طمع ہمارے

جیسے ہاتھ دھو چکے ہیں کہ میں گھٹک کر دیا۔ صلح دیکھ اندر ہی اندر اپنا کام کرتی
 سے اس صلح میں میں کھوکھلا کر رہی ہیں شادی نہیں تو کچھ ایسا اندھا دھندہ
 جہت ہوتا ہے کہ انجام کا مطلق خیال نہیں رہتا فقیر جو جائیں قرض لینا پرک
 کر سی طرح ناک نہ کئے۔ مگر قسوی سی عقل کا پھیر ہے بیابانی کے بیاہ پر
 حیرت کے موافق خرچ کرنے میں تو ناک نہیں کشتی ہاں شادی کے بعد جب
 بڑھدار تقاضے کرتے ہیں یا گروہ میں ادھی نہیں ہوتی اور دوسٹوں سے
 گناہ پڑتا ہے اس وقت البتہ ناک جڑے کٹ جاتی ہے اگر ہم مسلمان ہیں
 تو ہر خدا کی کتاب پر جو حکم یہ حکم ہے رہی ہے کہ شکور رسول کی پیروی کیا
 ہے تعمیل کرنی چاہیے اور کچھ دیکھنا چاہیے کہ ہماری مقدس تہذیبی حضرت
 سیدتی شادی کی صلح ہوئی۔ کیا انکی عورت ہماری عزت زیادہ ہے انکو کیا چیز
 ملتا تھا زور دیکھے سے لے گئیں چپٹھا دیکھا آیا؟

بیاری بہنوں خدا کے واسطے اپنی حالت سنبھالو اور ان بہیدہ رسول
 سے پرہیز کرو۔ جنہوں نے یہاں تک نوبت پونجادی۔ کہ خاندان کے خاندان
 بناد ہو گئے۔ والدہ محمد احمد

یت جعفر قدرت کی ایک شان ہے۔

زندگی ایک فرض ہے۔ اسکو خوشی سے ادا کرو۔

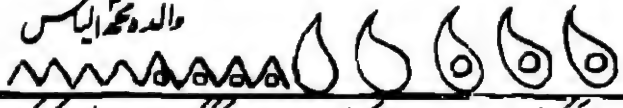
زندگی ایک بوجہ ہے۔ اسے محنت سے اٹھاؤ۔

زندگی ایک منزل ہے۔ اسے ہنسی خوشی سے طے کر دو۔

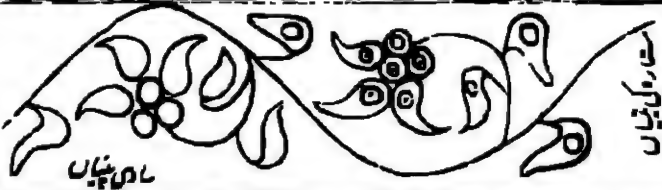
بٹی کی سلانی

یہ اور سلانی کڑوائی وغیرہ سے کسی قدر مشکل ہے مگر کرنے والے کیلئے آسان ہے۔ بٹی کا کام کہلاتا ہے سادہ جالی پر تو بہت ہی بھلا معلوم ہوتا ہے اور تن زیب پر بھی بناتے ہیں اکثر مردانہ کپڑے تن زیب کے کرتے انگر کھے خدار اور ہندوستانی آپکرن وغیرہ پر بھلا معلوم ہوتا ہے اور زمانہ کپڑوں سادگی کا کرتا بنایا تاکہ اس کے گھیر میں بل بنائی جائے چستیں کی مٹری میں گریبان میں اور منڈھنہ میں تپوں میں سے پٹے پر چستیں پر رنج بنا دیا جائے یہ تپان ایک خاص کڑی جالی میں اور ڈھلیاں دھسکی لگائی جاتی ہیں تپان کڑے میں اتنا خیال ضرور ہے کہ تریالی کا حق بٹی میں چھوڑا جائے تاکہ تریالی اتنی بٹی ہے کہ تپنی اس بل میں ہوا دیر لینے اختیار کی بست کا چلبے جوڑی بٹی بھی جاکا بار یکساں جالی کے دو ڈھکے چاروں طرف سے ہی بل بنان جاتی ہے بہت ہی خوبصورت بنتی ہے اس بٹی کے اندر سنہری سنار دھبی لکھا جاتا ہے جس کے میں ان بناتی ہوں گسترہ جالی ہی میں اچھا معلوم ہوتا ہے تن زیب میں نہیں بل کے اور کیکری جالی یہ پلانٹیشن ہوا دھوڑی کیکری بنائی بنیائیں ہے

والدہ محمد الیاس



ستارہ کیکریاں سادہ کیکریاں شاعر کیکری سادہ کیکری



کستارہ کیکریاں

سادہ کیکریاں

بچہ کی تعلیم کس طرح اور کب شروع ہونی چاہئے

بڑے بڑے پرنے دخت پہلے چڑیں نکالتے ہیں۔ یہ فقرہ ہے تو
بھٹا سا مگر بڑی خوبصورت بھرا۔ آجکل تعلیم کا بہت چرچا ہو رہا ہے مگر بالکل
اوپر والی سطح دخت بچہ کی چڑیں کے اندر خوب مضبوطی سے نہ بھیلے
نہ درہوتا ہے اور اس کی لکڑی بیکار ہی ہوتی ہے۔ سطح آجکل کے تعلیمی جیسے ہیں
ہماری یہ بچے نہیں ہے کہ تعلیم صرف کتب یا مدرسے جانے ہی کے معنی
میں۔ تعلیم اور کتاب کے پڑھنے کے ایک ہی معنی نہیں سمجھتے۔ بلکہ جاری
اسے میں بچوں کی زندگی کتابوں سے لندی ہوئی ہوتی ہے +
تعلیم کی تعریف یہ ہونی چاہئے کہ بچہ میں جو مورتی قابلیتیں ہیں ان کی
پرورش کرنا اور ان کو ترقی دینا اس عمل کا نام تعلیم ہے۔ یہ عمل سچ کی جائے کہ
فعلی، اخلاقی، جسمانی، اور روحانی قابلیتیں انتہا تک بچہ میں پیدا کی جائیں
گویہ ایک وسیع تعریف ہے مگر حقیقت کچھ بھی وسیع نہیں اور اگر اس کو
تنی وسعت نہ دی جائے تو اس کی اصل خوں ظاہر ہوگی +

موجودہ ضروریات زمانہ تبدیل ہو گیا ہے۔ ہمارے خیالات وسیع ہو گئے
اب کوئی بچہ تیار ہوتا تعلیم کے اصول کو مکمل نہیں خیال کرنا جنک کے ہیں

جسمانی۔ دماغی۔ اور روحانی ترقی کو جسبہ اعلیٰ تک مد نظر نہ رکھا گیا ہو۔ بغیر کامل جسم کے دماغ صحیح ہونا بالکل ناممکن ہے۔ بڑے بڑے اور مضبوط دماغ بھی خواہ مرد کے ہوں۔ یا عورت کے صرف ایک نمائش ہی ہیں۔ جب تک کہ ان کے ساتھ دماغ کی قابلیت اعلیٰ درجہ کی نہ ہو۔

کیا یہ ضروری ہے کہ پرانا طریقہ تعلیم جاری رہے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ ہر ایک ماں یا باپ صدمہ اپنے آپ پر شتہ کنبے والوں کو دیکھ دیکھ کر ٹھٹھا بہت بھرتا۔ اور علم حاصل کر لیں؟۔ اور ایس۔

ہم کو چاہئے کہ گو بچہ بھی انکو ٹھا پڑتا ہی ہوا ہے مگر ہم سچ ہیں اور اپنے ہیں نقشہ جائیں کہ ہم کو کس طریقہ پر چلائیں گے۔ زیادہ دور دراز کے خیالی بلاؤں کا وصف اپنے دل میں یہ علمی سوال کرو کہ آٹھ دس سال کا بچہ ہوگا تو ہم کو کیا کیا بنائیں گے؟ ہم نے اس عمر کو اس لئے پسند کیا ہے کہ بنیاد چھو اچھی طرح مضبوط ہوگئی اس پر ہم آئندہ جس قسم کی حمایت تعمیر کر لی جائیں کر سکتے ہیں +

خیالات نئے | آٹھ دس برس کی عمر میں لڑکا ہوا لڑکی اچھی طرح بڑی ہو جاتی ہے اور جسم اور اعضاء قوی ہو جاتے ہیں۔ ضروری قومی تکمیل کو پہنچ جاتے ہیں۔ آنکھیں۔ کان اور اور قومی عقل کامل ہو جاتے ہیں مانتھ قابل اور ہر ایک رگ و ریشہ دماغ کی حالت کو سمجھنے کے لائق ہو جاتا ہے۔ غرض کہ اس عمر میں بچہ ہر طرح سے کامل اور دنیا اور دنیا کے لوگوں کو سمجھ سکی کے ساتھ دیکھنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ایسی سمجھ جو منہ نہ ہوتی۔ عقل قلب اور

محسوس ضمیر بے پیدا ہوا ہے +

ڈرانا یا بچہ کو بزدل بنانا گویا اس کے دل کو مار دینا ہے۔ اس کے کچھ فائدہ نہیں ہوتا بلکہ پورا پورا نقصان پہنچتا ہے۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے اور نامور آدمی ہوئے ہیں وہ ایسے نہیں تھے جو ڈر کو جانتے ہوں۔ البتہ بڑی باتیں کرنا ڈر اور ڈوڈ کہلانے کے پیدا کرنا چاہیئے مگر وہ طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ بچہ خوف ڈر ہو بلکہ اس کو اس بات کا عادی کر دینا چاہیئے کہ وہ بڑی بات کو کے پشیمان ہو اور اُسے بڑا سمجھے۔ نیکو یہ خیال ہو گا کہ ہم نے آنکھ کان یہاں تک کہ داخل تک کی حفاظت کو اصول تعلیم کا ایک ضروری جز قرار دیا ہے۔ بیشک یہ بہت ضروری امر ہے اس جانتے سے بھی ضروری کہ دو۔ ا۔ دو دو چار ہوتے ہیں +

تعلیم کے معنی بتا دینے کے بعد دوسرا سوال یہ ہے کہ تعلیم کب شروع ہونی چاہیئے یہ ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پیدا ہونے کی ساعت سے ہی وہ ایک نہایت کامل استاد کے ذریعہ سے شروع ہو جکتی ہے جیسا کہ ایک انگریزی شاعر بیان کرتا ہے:-

قدمت جیسی بڑھی اتنا نے بچہ کو اپنے گھٹنے پر لیا اور کہا کہ یہ ایک کھانیوں کی کتاب ہے جو تجھ کو تیرے پردہ و گارنے بخشی ہو۔
بچہ کے اعضاء کی پہلی حرکت اور پہلے ہی سانس سے تعلیم شروع ہو گئی ہے
ہاں یہ ہمارا کام ہے کہ اس کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں +
حال کے طریقہ | ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مستقل باقاعدہ اور محبت آمیز حفظ و تکرار کی تعلیم کے ذریعوں میں جس کے زیادہ لازمی اور ضروری ذریعہ ہے مگر

بزرگبری عقلندی اور ہوشیاری کیا تھ کرنی چاہیے اور اگرچہ ہمیشہ ملائمت کے ساتھ کھجائے تاہم ہر آدمی کے ساتھ بچہ کو درست راستہ پر چلانے والی ہو۔ ایک باہل آدمی کے نزدیک ایک شیر خوار بچہ کی تعلیم کا مسئلہ لغو ہوگا مگر ایک ہوشیار اور سمجھدار ماں کو ایسا نہیں سمجھیں گے۔ ہر ایک ہوشیار ڈاکٹر چھوٹے بچہ کو دیکھ کر یہ بتا سکتا ہے کہ اسکو ٹھیک اسی طریقہ سے جو ابھی بیان ہوا تھا کیا ہے یا نہیں یعنی یا تاک کہ اسکو ہاتھوں میں لینے تک میں باقاعدگی کرتی گئی ہے یا نہیں۔ یہ اسوجہ سے کہ بچہ ہاتھوں میں رہنے کا عادی ہو گیا ہے اور اسکو ضروری سمجھنے لگا ہے۔ ایسے بچے جنکو باقاعدگی کے ساتھ تھیں اٹھایا جاتا ہمیشہ سخت تکلیف کے باعث ہوتے ہیں گو یہ ایک خفیف سی بات معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت بہت بڑی ثابت ہوتی ہے۔ بیماری کے موقعہ پر ایک بچہ کا علاج جو مناسب طور پر اٹھایا گیا ہے بہت کامیابی کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ بہ نسبت اس کے جو نہیں اٹھایا گیا +

ابتدائی ضروریات | تعلیم کے ابتدائی مراحل کو کن طریقوں سے عمل میں لایا جائیے؟ سب سے پہلے باقاعدگی کی ضرورت ہے۔ ایک فلاسفر کہتا ہے کہ تمام تعلیم اسی میں ہے کہ عادتوں کی بنیاد بھی طرح ڈالی جائے۔ اور دراصل بچے جو کہ چند آدمی ہی پہچان سکتے ہیں عادتوں کے کیڑے چمٹے ہیں۔ انکو کھلاؤ پلاؤ۔ انکو نہلاؤ دھلاؤ۔ انکی صفائی کا خیال رکھو انکو باہر لیجاؤ یا اندر لاؤ اور انکو سلاؤ مگر یہ باتیں ایسے مقررہ وقت پر اور باقاعدگی کے ساتھ کرو جیسے کہ کر سکتے ہو۔ پھر انکو انکی بھوک کی یا بھڑکی کی۔ یا نیند نہ آنکی۔ یا بد مزاجی کی کسی بات کی بھی

تکلیف نہ ہوگی۔ بچہ کے ساتھ سب کچھ کرنا چاہیے مگر مقررہ وقت پر چاہیے ورنہ دوسرے بچے کی تربیت نہ ہو سکتی

قائدہ نبی اللہ دور

جب مسلمانوں کا لشکر اسلام کا جھنڈا بلند کرتا ہوا دمشق کے قریب پہنچا تو قیصر ہٹل شام کے دار الخلافہ انطاکیہ میں تھا۔ خالد جیسے بہادر کو معمول لٹیرا خیال کیا اور پانچ ہزار فوج کیلوس کی ماتمی میں مقابلہ پر روانہ کی مزار اس وقت خالد کے ساتھ تھے لڑائی ہوئی اور مزار کی بہادری دیکھ کر دشمن دنگ رہ گئے کیلوس مارا گیا مسلمانوں نے دمشق کے باہر ڈیرے ڈال دیئے۔

قیصر کو یہ خبر پہنچی تو آگ بگولا ہو گیا۔ ایک لاکھ خبرہ کار سپاہی جو لڑائی میں جانا کھیل اور وطن کی محبت میں جان دینا فرماتے تھے۔ مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے تیار ہوئے۔ اور روانہ کی سپاہ لاری میں دمشق چلے۔

مسلمانوں کے خون کی پیاسی تلواریں میالوں سے نکل پڑتی تھیں۔ دانی حرام تھا مات دن ایک کر کے مہینوں کی منزلیں دلوئیں طے کیں اور وہ میدان جبکہ مسلمان مفتوحہ سمجھے بیٹھے تھے غنیم کے نعروں سے گونج اٹھا۔ دشمن کی جمعیت دیکھ کر مسلمان ششدر رہ گئے۔ خالد نے اپنے لشکر کو جسکی کل کائنات پچیس ہزار تھی جمع کیا اور اپنے بھائی مزار سے کہا کہ بہادری دکھانیکا وقت یہی ہے ہمت نہ ہارو اور خدا کا نام لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ گولٹ کر کم ہے مگر خدا کا وعدہ ہمارے ساتھ ہے۔

خالد کا اتنا کہنا تھا کہ مزار شیر کی طرح دھاڑتا ہوا میدان میں آیا اور

غنیم کو لٹکارا۔ بٹاز بردست معرکہ تھا تو ٹوٹی ہی نہیں سر زمین دمشق پر
خون کی ندیاں بہنے لگیں مزارع جرجہ ہو کر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کی رہی رہی
ہمت اور بھی ٹوٹ گئی۔ رفیع ابن حمیرہ نے جو مزار کے ساتھ تھے یہ رنگ
دیکھ کر باواز بلند کہا مسلمانوں تم مزار کے واسطے نہیں لڑ رہے تھے جو جیل
ہوتے ہو تم جس کے لیے لڑ رہے ہو وہ تم میں موجود ہے اور تھا ہے
کام دیکھ رہا ہے وہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔

فوسیح کی اس گفتگو نے مجھے ہوئے دل نہیں پھر شعلہ بھڑکایا اور مسلمان
الہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے دشمن پر ٹوٹے۔ غنیم نے نہایت جرات
سے اس حملہ کو روکا۔ قریب تھا کہ مسلمانوں کا یہ کستہ بالکل برباد ہو جائے
کہ شام سر پر آ پونجی اور رات کا تاریک پردہ دونوں کے پیچھے بڑ گیا۔

مزار کی گرفتاری کی خبر سننے ہی خالد کی آنکھوں میں دنیا اندھیر تھی صبح ہوئے
ہی بہادر دشمن کے گروہ میں گھس گیا۔ اور چاروں طرف لاشوں کے ڈھیر لگاؤ
طرقتہ ہونڈا مگر مزار کا پتہ کہیں نہ چلا خبر دار لے خبر دی کہ مزار محض کو بیچ
گئے رفیع ابن حمیرہ ادھر روانہ ہوئے اور کستہ میں کس فوج سے مٹ بھیڑ
ہوئی جو مزار کو قید کیے لے جا رہی تھی۔ مسلمانوں نے اپنے انسر کے
یے جانیں لڑا دیں گھسان کا معرکہ ہوا۔ اور آخر بہادر مزار کو دشمنوں کے
نچسے چھینا اور دمشق لوٹے۔

ابھی ضربہ کر کو لیکر رفیع کا کستہ وہاں نہ آیا تھا کہ خالد نے آسمان
کی طرف ہاتھ اٹھا کر التجا کی کہ اے معبود حقیقی اس وقت میں ہزار فوج کا

مقابلہ ایک لاکھ سے ہے ہماری مدد کر اور ہماری شرم رکھ لے تاکہ اوسیم آ
کہکڑیں ہزار فوج چاروں طرف سے دشمن پر گری اور آفتاب کے سر پر آنے
سے پہلے دشمن میں مسلمانوں کا بھنڈا لہرا رہا تھا +

دشمن دالے بھاگے تو کئے مگڑناک میں تھے کہ کوئی موقع ملے تو مسلمانوں
سے بد لیں اتفاق یہ ہوا کہ مسلمانوں کا لشکر توجہ کے شعرے لگاتا ہوا آگے
بڑھا عورتیں اور سبب پیچھے رہ گیا۔ بس سے اچھا منہ کیا ہو سکتا تھا
پھر ٹولہ ہزار فوج لیکر ان عورتوں پر آپڑا۔ مال اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں کو
قید کیا اور دشمنوں کے سایہ میں تقسیم شروع ہوئی قافلہ صرار کی بہن اور بہت
مال پٹیرے حصہ میں آیا +

قافلہ بنت الاذو علم نفس کے اعتبار سے اس وقت کی ممتاز عورتوں میں تھی
سیرت صورت شجاعت عصمت۔ غرض قدرت نے تمام خوبیاں اس خاتون
میں کوٹ کوٹ کر بھری تھیں۔ تاج اسلام اس بی بی پر ناز کر رہی ہے
اسکی فصاحت کا تمام عرب میں شہرہ تھا۔ تقدیر کی گردش تھی کہ مسلمانوں کی
ایسی قابل فخر خاتون دشمنوں کے قبضہ میں پونچ کر پٹیرے کے حصہ میں آئی۔
قافلہ کو جو وقت یہ خبر ملی کہ مال و اسباب کسما تہ ہماری بھی تقسیم ہوئی
اور میں پٹیرے کے حصہ میں آئی تو غصہ کی آگ بھڑک اٹھی۔ ساتھ کی گرفتار
عورتوں سے کہا:-

ہم عرب کے بادشاہ کی بہنیں ہیں پیغمبر اسلام صلیم کی امت گواہ بنے
دارتوں سے چھوٹ گئیں اور اس وقت ہمارے پاس کوئی مدد و جو نہیں

اس سے پہلے کہ ہم اپنے دارتوں کی باتوں اور اپنے باپ دادا کی عزت کا خاتمہ کریں۔ بہتر ہے کہ زمین بھٹ جائے اور ہم سما جائیں۔ لے جیاز اور محضر کی عورتوں آٹھواپنی عصمت پر قربان ہو جاؤ اور ان دشمنوں کو دکھاؤ کہ عرب کی عورتیں عزت کے مقابلہ میں جان کی پرہیزگاری نہیں کرتیں۔ اگر ان ظالموں میں سے کوئی ٹیڈھی آنکھ سے بھی دیکھے تو اس کی آنکھیں نکال لو +

عصمت و عفت کی دیویوں نے ان ماؤں کا دودھ پیسا ہے جو اپنی عزتوں پر مٹ گئیں۔ بخارے جسم میں ان بہادروں کا خون دوڑ رہا ہے جن کے سرتن سے اڑ گئے۔ مگر قدم پیچھے نہ سکے تم ان دلاہروں کی اولاد ہو جنکا ایک ایک ایک ہزار پر بھاری ٹکڑا۔ زمارہ سیکڑوں ہزاروں برس آگے نکل جائے گا۔ مگر تاریخ ان کے نام چمکائے گی۔ مسکن آنکھ کا رانا مونپیر خیر کریں گے +

لے بہادر بیوی کیا ہم اس روز کے لیے زندہ رہے تھے کہ جسدِ شہنشاہی میں اسلام کا جھنڈا اٹھے اس دن دشمن ہماری تعظیم کریں۔ آؤ سب گلے مل لیں۔ اگر زندہ رہے تو عزت کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور مر گئے تو قیامت میں عزت کے ساتھ ملیں گے۔ گو ہم ہر وقت نیتے ہیں مگر نہیں یہ بالٹیلیاں اٹھاؤ۔ اور جو قریب آئے اس کا سفر بھڑو +

قائد کی بگفتگو ایک چنگاری تھی جو بارود میں جا پڑی اور یہ تمام عزت ناریاں بانس بلیاں ہاتھ میں لے کر دائرہ کی شکل میں کھڑی ہو گئیں۔

ایک یونانی مسیحا ہی کا قریب آنا تھا کہ قائمہ نے بسم اسکرکھر مفریر ایک ایسا
 بانس مارا کہ چکر اڑ گیا ہوا گرا۔ غل کی آواز سن کر تمام کٹر خیریں میں سے باہر نکل پڑا
 جو قریب آنے کی کوشش کرتا تھا زخمی ہوتا تھا پیسے قائمہ کو بہت سے نشیب و
 سنساز دکھائے مگر پٹر کا ہر لفظ قائمہ کے کلیجے پر تہہ لگ رہا تھا عجور ٹمپیر نے
 فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو تلوار کی یا ڈپرہ کہہ لے۔ اور گردنیں اڑا دوڑا کر بھینک دو۔
 حکم کی دیکھی فوج نے تلواریں نکال لیں جاہتے قتلے کہ تلواروں سے کام لیں
 کہ خالد اور حصار دونوں باورس پر پرہیز جو دہتے پسر یہ حالت دیکھ کر سہم گئے۔
 اور کہنے لگا عرب کی عورتوں ہم بھی ماہنہیں رکھتے ہیں اور تھا ہی ہاوری
 کی عزت کرتے ہیں قائمہ کا نصیحت کیا وہ ہونے والا تھا پسر کے گھوڑے
 کی ٹانگ پر ایک بانس بس زور سے مارا کہ ہڈیاں پڑا گھوڑے کا گرتا تھا کہ شہر
 نے پسر کا کام بھائے سے تمام کر دیا۔ او۔ اس کا سر نیزے پر اڑٹھا یا۔
 گو قائمہ غصہ اور او کی جماعت آج دنیا میں موجود ہیں مگر ان کی تہمت
 اور عصمت جب تک تاریخ موجود ہے صفحہ دنیا سے مٹنے والا نہیں ہے۔

راشد الخیری

زفر مہ توحید

ہر زندہ میں ہے ظہور تیرا۔	بے برق و شد میں نور تیرا
افسانہ ترا جہان تھاں ہے	جو چاہے قریب و دور تیرا
ہر ذرہ خاک میں ہے لمعاں	مخصوص نہیں ہے طور تیرا
گاتے ہیں سحر جہاں میں کیا کیا	دم بہرتے ہیں سب طور تیرا
تو جلوہ گلشن کساں نہیں ہے	وہ دنیا نہیں تو جہاں میں ہے۔

شُرک

وَلَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ خَيْرٌ مِّنْ قُرْبَىٰ

(اور البتہ لو ٹہی مسلمان بہتر کسی شرک والے)

میں نے عقیدے کے موافق یہ چند لفظ اس پاک کتاب کے ہیں جبکہ ہم
نام یقین کرتے ہیں ارفاء و ہورہا ہے کہ شرک والی چاہے بادشاہ نادہی
ہمیں لوندی سے جو قید ہے اور مسلمان ہے بدر ہے اسلام کی سب
رض شرک کا شانا اور خدا کو وحدہ لاشریک ثابت کرنا تھا حوقت
اگر ہم صلعم نے قریش کو جمع کیا ہے تو یہ فرمایا کہ سوا اس پاک ذات کے
چیز پرستش کے لائق نہیں ہم سب کو ایک بن یہاں سے کوچ کرنا ہے
ان دیکھتا ہے جب ہم سے جوابدہی ہوگی +

بہا قلمیائے ہے جانوالا ڈرو اس سے جو قسے آئے والا

ہیں ہی کہ ہماری بہت سی بنیں شرک میں گرفتار ہیں اور جو کام خدا
دائی اور کے بس کے نہیں دوسروں کے سپرد کرتی ہیں کوئی منتیں
ہے کوئی چادریں چڑھا رہی ہے۔ حالانکہ خدا کی محبت سے بہتر
بہتر کا ذریعہ نہیں ہو سکتا +

اگر ہماری اختیار میں کوئی دوسرا شرک ہو جائے تو کتنا ناگوار ہو۔
ہاں پاکیزوں ہوتا ہے اسی لئے نہ کہ وہ ہمارے اختیار میں برابر کی

شریک ہو گئی پھر وہ بادشاہوں کا ہوتا جس نے ہم پر ہزاروں لاکھوں ہمان
کئے اگر ہم اس کے اختیار چھین کر دیکھ سکیں تو کتنا ناخوش ہو گا حالانکہ
ہم کہاں اور اس کے اختیار کہاں خود گنہگار ہونا ہے ہوجائیں +

حدیث تشریف میں آیا ہے کہ کسی ہی بڑی شکل اور سخت مصیبت کیوں
نہ ہو اس سے مدد مانگو وہ دور کر دیا ہے جب کتاب برحق خود حضور اکرم
کے واسطے یہ فیصلہ کر رہی ہے کہ اے رسول کہہ میں بھی تمہارے ہی
آدمی ہوں تو پھر اور کس گنتی میں رہے دیکھو تو یہی کس طرح فرما رہے
ہیں مَا تَجِدُ اللّٰهَ وَلَا تَنْفِرُ كُوَا بِرَشِيْثًا۔ اور عبادت کرو اللہ کی اور اس
ساتھ کسی کو مت شریک کرو۔ اگر تم کو اپنے آقا اپنے مالک اس مالک کی
جس کے احسانوں کا شک کا نہیں محنت ہے تو کیا محنت کے یہ معنی
ہیں کہ اپنی مرادوں کا پورا ہونا فقیروں کے اختیار میں ہے۔ کیا کوئی کافر
ایسا بھی جو اللہ کے اختیار میں نہ ہو۔ کاش ہم اس سے سچی محنت کریں۔
یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں جب اس پاک ذات کا صاف کر دینا تمام گناہوں کو
ختم کر دیتا ہے تو اس کا راضی ہو جانا کیسا ہو گا۔ اسکی رضامندی میں سب
مراویں پڑی ہو جاتی ہیں تو اسکی محبت کیسی ہو گی۔ اسکی محبت تمام رنج و
غم نازل کر دیتی ہے تو اسکا لطف کیا کچھ ہو گا +

ایک شخص حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ کیا
کب ہو گی۔ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے واسطے کیا سامان کیا۔
اسنے جواب دیا رسول برحق نہ تو میں نے بہت سی نمازیں پڑھیں نہ بہت

روزے رکھے۔ ہاں خدا اور خدا کے رسول سے محبت رکھنا ہوں یہ سنا تھا
نے فرمایا آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوتا ہے حضرت
انس فرماتے ہیں میں مسلمانوں کو اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش
ہوتے ہوئے نہیں دیکھتا جیسا اس بات کو سن کر

کیوں بہنوں کیا وہ پاک ذات اس قابل نہیں ہے کہ ہم اس سے
محبت کریں۔ اور اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کریں۔ ہم ضرور سچے
خدا ہم سب بہنوں کو تو نزیق شے کہ شرک سے بچیں اور توحید پر رہت ایم
رہیں۔ آمین غم آمین
زادہ بخیر

شوہر کی ما۔ تمھاری ساس ساس نہیں تمھاری ما ہے۔ اس لیے کہ
وہ تمھارے توہر کی ما ہے مگر کیوں؟۔ اس لیے کہ جسطرح مشادی کے بعد
کی چیزیں تمھاری چیزیں ہوں گیں اسی طرح اس کے رشتہ دار بھی تمھارے رشتہ دار
ہو گئے۔ گو تمھارے اہل بہت سی کہاوتیں مٹھیں گیت۔ ساس ہوؤ کی شکایتوں کے
موجود میں مگر تم انہر عمل نہ کرو۔ کیا تم ہسکدو ہی نہ لوگ جو شوہر کرتا ہے یعنی ما اور جو کچھ
کہتی ہو کیا وہ دل سے نہیں کہیں +

نابت کہ وہ کہتا یا یہ کہتا ہے اس لیے کہ جو بے محبت پالا ہو سہا کہ نہیں! یا بلکہ ایک بیٹی
جہل کی کسی بیٹی سچ سچ کی بیٹی جدیثی سے کہ ہمداد محبت کروا لی جس کی تہیں معلوم
نہیں کہ تمھارے آنے سے پہلے وہ صرف اپنی ما کا تھا اور جبکہ وہ دو کے تین ہو گئے تو
ہاں آنا اس کے واسطے نعمت بنا ورنہ کھسبیت (ترجمہ)

نہترین عصمت سے التجا

بقیہ جہاں بچہ صاحبہ نہ تھی۔ صاحبہ مولوی نیاز محمد صاحبہ غرض باظہار عصمت میں سے اکثر کی رائے تھی کہ عصمت میں ایک منڈا ایسا کہلا جائے جس سے حاجتمند عاقلین کی مدد ہو ایسے لے کے معقول ہوں میں کھام نہیں اور ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تو ہم میں سینکڑوں ہزار دل شریف زاریاں ڈالے گئے کہ یہی ہیں اور کسی کے آگے ہاتھ نہیں بھینٹتے ٹوٹے کھنڈروں میں بہنیں پیسے اور پیوہ لگائے تھیں میں ضرورتوں کی آن جان کے ساتھ ہے۔ دلی میں سیکڑوں گھریے نکلیں گے جن کی رہنے والیاں بادشاہوں اور زبوروں بیسوں امیرانگی اولاد میں۔ نہ مانہ انکو اور ان کے معصوم بچوں کو کھوکھلا سلاڑ ہے اور کھوکھلاؤں کاں جبر میں کہ ان بچیوں پر کیا گذر رہی ہے۔ اسلام لے رکھو کو فرض اور غیرت صدقات کی تاکید اس لیے کی تھی کہ جن عصمت ماروں کی آمدنی کے ذریعہ قدرت نے حق کر لیے انکی ضرورتیں ملتی نہ رہیں اور جن کے پاس ضرورت سے زیادہ ہے وہ اپنے محتاج بہائی مسکینی ضرورت کو کاسی جیال رکھیں اسی لیے جاہا کلام دہائی میں زکوٰۃ اور غیرت کی تاکید ہوئی یا تاک کہ کبھی غیرت کو حد اسکے کلام نے خدا کا قریب بنایا اور یقین دلایا کہ ہمارے دینے ہوئے میں سے کچھ ہلکوبی دور اور غفلت نہیں فرض دوسرے جو کچھ تم اپنی زندگی میں ہمارے پاس بھیج دو گے ہمارے ہر کچھ نہایت دامت ہمارے پاس ہوگی جو تم کو واپس کر دیں گے اور ایسے وقت دیں گے جب ہمیں اسکی اشد ضرورت ہوگی بہت سی تجارت دنیا میں کی ایک سودا ہم سے بھی کچھ

کرو۔ یہ وہ تجارت ہوگی جس میں گناہ کا مطلق ادیتہ نہیں۔ ایک ثقت تھا کہ مسلمان
 خدا کے بس مہکم کا مطلب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ دوسرے مسلمانوں کے
 ہم پر ریا حق ہیں۔ خلیفہ دوم کا ذکر ہے کہ ایک وزیر ایک عورت کو دیکھا کہ کھانا پکا رہی ہے
 اور چھوٹے بچے پاس بیٹھے رو رہے ہیں دیکھ کر آگے بڑھ گئے کچھ دیر بعد واپس
 ہوئے تو پھر وہی کیفیت دیکھی کہ بتیلی چوبلے پر ہے آگ جل رہی ہے اور بچے رو رہے
 ہیں ٹھٹھے اور اس صورت پر پوچھا تو کسی ماہی کہ اتنی دیر سے بچے رو رہے ہیں تو
 کھانا نہیں پکا جلی عورت نے جواب دیا اے مسند پٹنے والے مجھے نہ سنا۔ کیا
 کتاب ہے اس بتیلی میں کچھ نہیں ہے۔ حال قبلی چپڑھا کر ان بچوں کو یہ ملتا ہی ہوں کہ
 سوجائیں مجھے کچھ میر نہیں آیا۔ سنتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے گھر آکر
 اسلم غلام سے کہا کہ ایک بوری اناج کی میری بیٹی پر رکھ دے اسلم نے کہا یہ کام
 میرا ہے آپ کا نہیں۔ فرماتے ہیں خدا کے ہاں یہ بوجھ بھی کوڑھونا پڑے گا ڈال
 تو مرد و گار نہ ہوگا۔ غرض وہ بوری کر پر لا کر اس عورت کے پاس آئے اور کہلے کہنا
 تیار کر خود تیار کرنے میں مدد دیتے رہے کھانا تیار ہوا عورت اور بچے کھانا کھا
 یحکے تو رو کر کہتے ہیں ایک دفعہ موت قبول کرو یہ خدا کے ہاں ہو کر کی تکلیف
 کا مواخذہ عمر سے نہ کیجئے مقرر یہ کہ ہادی برحق کا یہ ارشاد کہ قیامت کے روز ان کی سیوا
 میں سے جو خدا کی خاص مہربانی کے مستحق ہوں گے ایک وہ ہوگا جس نے دنیا
 میں اسکی راہ پر ماتمندیوں کو دیا۔ انکا اتفاق تھا اور کلام ربانی کا یہ ارشاد کہ خراج
 کرو ہمارے بیٹے جہنم میں سے ہماری راہ میں۔ چچا بھی اور کھلا بھی ان کا ایمان
 مگر وقت ہمیشہ نہ رہا اور وہ لوگ بھی اپنے مال میں ملوث نہ رہے بلکہ معصیت مملو نہ

آیا بچوں کے حاحول میں لٹا کر اپنی زندگیاں پوری کر گئے اب یہ دیکھ کر رنج ہوتا ہے کہ سچی خیرات مسلمانوں سے خصیت ہو گئی جیسے کٹے موٹے زبے۔ خیر اب اور کوہ کے ہمالے سے ان کے مال اڑاتے ہیں اور حاکموند کہہ رہے ہیں جس جہلتر

نہم جو جانے میں +

ہم اس قسم کا کوئی فائدہ کوٹنے کے واسطے تیار نہ تھے مگر غمناک بن کر یہ گیم مہارے جس خطے ایک خاص اثر کیا اور ہم خود اس مصیبت زدہ بن کے گھر پہنچے۔ اس میں بہت سی عقائد زیادہ عمیق کی جہت پر دافعہ وردہ ایتر نکلا۔ ہم اس نصیب میں آئے جس سے ہمارے ہر دے مرجھا گئے ہیں کہ جب سال گذشتہ میں ایک غیر مسلمان خاتون نے مدد کی درخواست کی تو صرف اس وجہ سے کہ اس درخواست کی تہ میں ایک غصہ پوشیدہ تھی۔ اس مظلوم نے مدد سے ہمت نہ ہٹا کر دیا۔ ہم نے اسے اس کی عصمت کو ایسے مسلمان مرد اور عورتوں کے مقابلے سے گندے کاغذ چل رہے ہیں اور ان کی فوج اس مصیبت زدہ میں قابض ہوا کر سکتی ہے جتنا ہم یہ اپیل اس امید پر چھاپتے ہیں کہ ناظرین عصمت اپنی اپنی حیثیت کے موافق اس نصیب کا ہاتھ بٹالیں گے اور اپنے عزیزوں و دوستوں بہیلیوں بہیلیوں کو اس طرح متوجہ کریں اور جو کچھ فراہم ہو دفتر عصمت میں بھیجیں مستعد چندہ وصول ہو گا وہ سب سچے دال بن جائیں گے اسم گرامی کے درج ہو گا اور رقم پوری ہونے کے بعد رقم دفتر عصمت میں ادا کر کے اعلان کر دیا جائے گا +

ادریٹر صاحب سلام علیکم

اپیل

میں پچھلی سیر کو تقریباً تین برس کے بعد دہلی آئی اور کل ایک ایسی مصیبت زدہ بن سے مل چکو دیکھ کر خدا یاد آگیا۔ بہتر ہی عقل دوڑائی مگر کوئی ترکیب

ہیں کے سوا مجھ میں نہ آئی کہ آپ کو ایسی حالت زاد سے اطلاع دوں اور ادا دے
دوڑا ہست کر دل کے لیشرہ اپیل آپ عصمت میں چھا بدیں۔

یہ سن جو یہ سہا تہ کی کھیل ہوئی ہیں ۱۰ لی میں ایک ڈاکٹر سے بیاسی گنیر
جنگا وائی خانہ چاندنی چوک میں تھا۔ یہ اس وقت بھی طرح یاد ہیں کہ شادی کے بعد
یا پہلے ان کے والد جو تقریباً سو روپیہ ماہوار کے بیڈ کرکے تھے دفعہ انتقال
کر گئے۔ ماچر کو متیل تھی اس لیے جائداد وغیرہ سے محروم رہیں۔ ڈاکٹر صاحب
کی آمد لی مستقبل تھی اس لیے زیادہ خیال نہ کیا۔ خود نوٹریسی سی جائیداد خرید کر
رہنے کا مکان ہوا۔ اور خاصی چھٹی طرح زندگی بسر کرنے لگیں۔ ایک اکیلی تعداد
نے دیکھا کھایا۔ ڈاکٹر صاحب کا انتقال ہو گیا۔ جو کچھ نوٹریسی سی جائیداد تھی وہ بھی
دو تیر بیٹھ کی دولت ہاتھ سے نکل گئی اور رہنے کے مکان کے ہی جھڑ
بجڑے ہو گئے۔

بے دریغ رہی مصیبتیں آئیں کہ ان کو کمالی بیٹی بن کے پاس دانت کر دینے
کو تنکا نک نہ رہا۔ خدا جل کر سے ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست کا کہ ڈاکٹر صاحب
کی دوستی کو آج تک نباہ رہے ہیں۔ اور پانچ روپیہ مہینہ اس وقت تک لیے
جاتے ہیں۔

ایک آپ دو بیچے آمدنی کل پانچ روپے جس میں ایک اور آنت لگی ہوئی وہ
یک میاں کی زندگی میں ساڑھے تین سو روپیہ قرض لیا تھا جس کا سود ساڑھے
تین سو روپیہ مہینہ دینا پڑتا ہے۔

کل میں اتفاق سے ان کے ہاں بیٹی بھی حب تھا ضلکیر آیا۔ میں تو پہلے ہی

دیس کر رہی تھی اور خدا کی قدرت دیکھ رہی تھی کہ جس کے وہ واڑہ پر لو کر اور
گھر میں مائیں موجد تھیں وہ آج ایک ٹوٹے سے کٹوے پر میلے کھینے کپڑے
پنے سلائی کا کرتہ سی رہی ہے اور چوٹا بچہ ہو کر در رہا ہے۔ اتنے میں اسی کفایت
نے آواز دی مائیں چاہا مگر وہ ظالم کیا مائے والا تھا کیسا سخت تقاضا اور بڑے
الفاظ کہے ہیں کہ خیال سے کلیتہً ہوتی ہے۔ سو دس کے تین مینے چڑھے ہیں
ساتھ سے دس روپے مانگتا تھا اور جو کچھ منہ میں آتا تھا سنا رہا تھا۔ سو وقت
کی حالت گر کوئی دیکھتا تو مجھے یقین ہے کہ کلیجہ پٹا۔ غریب و باریں رو رہی
ہتی اسکی مصیبت سن کر جو میری کیفیت ہوتی ہے۔ بیان نہیں کر سکتی۔ یہ نصیب
ہے جس نے بچوں تک کا کپڑا اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مسایا۔ ادسا اب دو آنوں کے
واسطے دن مصیبت بنتی ہے۔ آنکھوں میں پانی اتر آیا ہے مردہ کی سی صورت
ہو گئی ہے اور معصوم بچے پر فاقہ پر فاقہ ہوتا ہے۔ ایک روپیہ ہینڈ کا مکان ہے
اور کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ یہ نصیب روتی نہ ہو۔ اگر عصمت کے ناظرین ا
توجہ کریں ادسا کی مصیبت زدہ کا قرضہ آترادیں جسکو خدا نے بنا کر لگا ڈبا تو
جیتک یہ زندہ ہے دعائیں دے گی۔ یہ سچی خبر اب ایک ایسی عورت کو جو سنگدل
مہاجن کے قرضہ میں پھنسی ہوئی ہے اور جسکا خدا کے سوائے کوئی دال وارفت
نہیں اور جسکا رات دن سہمور اور مصیبتوں میں گذر رہا ہے اور جسکو زندگی
و بال ہو گئی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے قرضہ کی مصیبت سے چھٹائے گی
اور اس ہمت رجم کرنے والوں کو مدد ہم تک دعائیں دیگی +

(مرغ)

گورنریاں

مضمون بامیں گے

محترمہ بن مسز خدیو جنگ صاحبہ نے مولوی گل محمد صاحب بلابلال کے
ترجمہ کئے ہوئے تین مضمون عصمت کو عطا فرمائے ہیں جن میں سے آج بیلہ مضمون
درج کیا جاتا ہے ترجمہ ہماری تعریف کا محتاج نہیں۔ البتہ مسز خدیو جنگ

صاحبہ ہمارے دلی شکر کی مستحق ہیں *

۱۰۔ اے درویشوں سے بھر شام نہ بیاں کا	چراگاہوں سے بٹے قافلے اب بے زبانوں کے
قدم گھر کی طرف تپتے ہیں مٹھائی و مٹھائی کا	یہ دیرانہ ہے میں جس اور طائر آشیانوں کا
ادھر اچھا لبا دینا نظر سے چھپتی جاتی ہے	جدھر دکھواٹھا کر آنکھ اودھراں ہو چکا عالم
گس لکین کسی جاہیرین نے دفعتاً گاتی ہے	جس کی دوسرا آواز آتی ہے کبھی بہیم
کبھی ایک گنبد کہنہ پر بوم خانہاں دیرا	فلک کو دیکھ کر شکوہوں کا دفتر باز کرتا ہے
کہ دیکھا اُنک لگوشہ غزلت میں بیٹھا ہوں	کوئی پھر کیل چنم میں کچھ تنہائی میں ہر تار کا
قطار اک سامنے ہی سوسہ یوں کے دھڑکنی	وہاں قبریں میں کچھ مٹی کے جھینڈے ہیر جھینڈے
ہر اک نعرے کے بس دگر کفن گز بھڑ میں پائی	بسانے والے جو اس گل دل کے تہ و شب سوئے تار
نفس بڑھ کر نالہ پر در دبسل کا	ہمے بیکار سب انکو اٹھا سکتا نہیں کوئی
ہی بے فائدہ ستون کی ہوجن شہر قتل کا	میں ایسے نیند کے تاج گاہک نہیں کوئی

چلے آگ روشن ہو نہ اب اونکے گھرے باقی نہ گھروالوں کو اب کچھ کام ہے نہ کہ شبتاں
 نزل کی کو سسٹم انتظار اب ہے نہ حیرانی نہ بچے دوڑتے ہیں اب کہ پیش آکے دلاس
 وہی میں یہ کہہ جیتے جی جنہیں ہلکے تھی مہر وہی میں تہہ چلتے رہتی تھی تھے ہستراؤ کے
 وہی میں یہ جنہوں نے چلے گئے گا کا کر بچے کس نہ حوصلہ کو گراتے تھے تبرج کے
 نہ بچیں حال دن لوگوں کا ذلت کی نگاہوں بھرے حلقے سر میں غرہ نوالی دمان
 یہ اعلان کا کاسہ کہہ رہے کچھ کلاہوں عجیب ان میں ہے جسکے عجیب تاج سلطان
 سیشیاں غرہ ناز نور اور لغت ارہ جو نازاں جاہ و ثروت میں نہ ہوتی تھیں
 وہ ساعت ازخونی نہیں جس کے کوئی چارہ کہ فانی ہی جہاں ہر نوج کا بھائی مہستی ہو
 غرہ نے نہیں کہتے ہزار و پیر کو کیا غم ہے چراغاں اوہندال درگاہ میں آہو تو کیا
 ہیں نگاہ اور کھاب کی چادر تو کیا غم ہے جو خوش آہنگ کوئی تار ہی قرآن نہ تو کیا
 سنا ہے جو نیم تصویر اگر دفن پر کہنے کو پلٹ کر اس کے کچھ بھی ہوئی سانس آہیں سکتی
 دعا ہو فائدہ ہو مرثیہ ہوا و نداری ہو کوئی آواز ان کی کان ہی نہ کہ جانتیں سکتی
 خدا جانے تھان لوگوں میں کیا کیا جو قابل خدا معلوم رکھتے ہونگے یہ ہیں کیا کیسے
 خدا ہی کو خبر ہے کیسے ہونگے صاحب دل خدا معلوم ہونگے بازوئے زور آدیا کیسے
 تھلے لے کر کوئی وقت ایسا نہیں اولٹا کہ باز فکر سے ہلکتے پاتے مراوتھانے کی
 مصیبت نے طبیعت کی روانی کو کیا پیا کہ بار نے نہ پانی جو ہر ذاتی دکھانے کی
 بہت گور ہر ہوار باقی رہتے ہوں گے کہ جنگی جویاں سب مٹ گئیں زمین منہ کے
 ہزاروں پھول شستہ ہیں لے کھانچے کہ جسکے مکرانے میں ہو خوشبو مٹا کر کی
 یہ صاحب غم میں گور زم کی تو بیت نہیں آئی حکومت اپنی قرینہ میں کی لیکن دوست شری

وہ فرد کی یہ ہیں جن کی زبان کھلنے نہیں پائی
 وہستم میں نہیں سہرا کھلن چلی گردن پر
 مقدر نے نہیں صرف رکھا قبلہ رلی میں
 وگرنہ حکمران کا ہی جلوہ یہ دکھا دیتے
 جب کیا شہرہ آفاق مجھے قوت بیانی میں
 اور اپنے کانٹے اہل عالم کو سنا دیتے
 رہے محروم نیکی سے بچے ہر اک بڑائی سے
 نہ زور مرد و آزادی نہ شہادت نہ انگریزی
 نہ ولایت کی طمع میں بھی ہوں گے گلے کاڑ
 نہ اذیت یا لہو اپنا کبھی جھوٹ خوشامد سے
 نہ ملکر رنج و آتش نوح کو بھڑکایا
 کہ جس سے خود پسند دیکھا بخت ترہ چلے حد کے
 الگ ہر نیک بد سے دور دنیا کے مکا پر
 رہے محفوظ ابدانے زمانہ کے مفاسد
 نہ دیکھ ان آخروں ٹپے نہ کستہ کو قدرت کے
 یہ ہو گئے غریباں اک نظر حسرت سے کوتاہا
 نکلتا ہے یہ طلب لوح تربت کی جہارت کے
 جب اس تر گزرتا ہے تو ٹہنڈی سانس بہرتا
 لکھے ہیں نام ان قبر و نہ کو کاواک عرفیوں
 مگر بولے ہوئے کو ٹھیک بیترتاتے ہیں
 افادہ اس کے بڑھکرا دیا ہو گا اگر سوچیں
 کہ جو مرنے سے ناواقف ہیں تو سیکھ جائیں
 جو آیا ہے جہاں میں اس سے جانا ہو اسے اک دن
 یہ ہونا ہی کوئی چاہیگا دل سے یا نہ چاہیگا
 مگر جاتے ہوئے پھر کر نہ دیکھے یہ نہیں ممکن
 دلوں سے یاد بھی بٹ جائے چلتا نہ چاہیگا
 کوئی زانو کیسا ڈھونڈتا ہے دم نکلنے کو
 کہ دیکھے اشک گرنے چاہیے وہاں کہ دہن میں
 کیسی ہے یہ خواہش دھست کا نداؤں جتاڑ کو
 پھر اون فنا تو کی آرزو ہے کچھ مدفن میں
 خفیہ غور سے دیکھو جو ان سب نیواؤں کی
 تو آپ ہی نظر کرنے لگے انجام کا نہ چپا
 انھی طریق جیسے ملے ہیں خاک میں ہم بھی
 یوں ہیں سب حال نکلا ہی اک دو ستر ادا دینا

یہ اسے ایک ہفتا کچن سال آگے کہتا ہے کہ ماں ہاں خوب ثابت ہم میں دیکھا ہی اس اکثر
 پھر اس کے بعد مل ہی لیں کچھ غم کہا کہتا ہے کہ ایک پترا ہم نہیں ہی ہزار اس کا سبزی پر
 دم کا نور کے شے کے ادھر گلگشت کو آتا وہ پوچھنے سے پتے آگے میرا سبز زنا روئیں
 وہ دیکھ کم دن رہے اچھا لب جب کیا فٹ جانا وہ اسکا مکرنا دیکھ کثرت آفت روں میں
 کبھی ایسی سنی اب پر کہ ظاہر ہے کچھ نہ خیرت اور اس کے ساتھ ہی کچھ دیر لب ہتھوڑے جانا
 کبھی تیوری چڑھانے بنائے رنگ کی حدیت کہ جیسے لہہ صد میرے زبان جس سے بیگنا
 غرض کیا کیا کہوں کہ ذکر کا یہ ذکر ہے جتنا کہ اس میں نہیں پیرتے صوم اسکو نہیں دیکھا
 ہوا پھر دوسرا دن اور نہرے وہ رہا غائب خیال میں آگیا پانا دیا پھر کہیں دیکھنا
 پھر کے قیصر بنی دیکھنا کیا اسکا جتنا کہو یہ آتے ہیں سب پڑتی تھیں کلہ مہارت
 تھیں نہ جتنا تو آتا ہو گا تو اس سے بچو یہ اسکی قبر ہے اور یہ کتا بسنگ تربت کا
 اب آنوش خود میں رہا ہے میں سے دیکھا گیا افسوس لیکن یہ جوان کام دنیا سے
 دکھایا جاوے شہر سے نہ پہلے سے ہی مناپنا ہر ایسے لعل اور دیکھو بھلا کیا کام دنیا سے
 ہر اک کے اردھ سے اسکو رہا تھا سب طلب ہوا ممکن تو پاری کی نہیں تو رہا سب باری کی
 دیا دست چکی کیا تہ طلبت میں کرم یارب میں تیری شان کے قربان کیا اچھی تلائی کی
 خدا بخشے ہو ہے بس دست کا رہتا تھا وہ جہا تو نکلا دست کا آخر خداوند کریم اسکا
 اب اسکی نیک بدکا ذکر کر رہی نہیں اچھا کہ روشن ہے خدا پر عالم امید و بیم اسکا

خیر بدران عصمت جب تک پنچھلوں میں ہر خریداری کیوں نہیں کی کیا سناں کہیں اگر اسکی سونڈ
 دوسرے مینے کے شروع ہفتہ میں بونچے تو فوراً مطلع فائیں پتہ لگاؤ و قشر عصمت دہلی

عالم نسوان

ہر ایسی ہی بڑی شہرہ آفاق شخصیت نے اپنی پوری تصویر ہی میں دانگی ہو کر محفوظ جہانِ
دفتر میں لٹکا دی جائے اس پر ہر ایسی ہی نے اپنے ہاتھ سے اپنا نام لکھ دیا ہے
شہنشاہِ اٹل و شہرہ آفاق کی یادگار میں جہانِ آفاق ہسپتال جموں میں بے گناہ اسکا تحفہ
دولہ کا پانچ سو روپیہ ہے +

مس فلورنس ٹینکل جس کے حالات سال گذشتہ میں انجمن صحت ملاحظہ فرما چکے ہیں ادب جس کے کارنامے عورتوں کے واسطے قابل تحسین ہیں انہیں ۹۲- برس کی عمر میں انتقال کر گئی +

تائیں الہ آباد میں جو عمارت خوانین کے واسطے تیار ہو رہی تھی وہ تیار ہو گئی +
 ہمارا نصابہ نے انگلستان کے ایک فائز مقام سے امریکہ کے انجرائس
 لیڈیوں کی بابت کمائیں انکو بہت معقول بھی تھی مگر انھوں نے بالکل ہی جاہل گئیں
 ۱۳۔ ستمبر کو سلطان پنجاب کی طرف سے لیڈی منٹو صاحبہ کو عظیم الشان
 دعوت دی گئی +

۶۔ ماہ حال کو ہمارا نصاب کوچ بہار سے مکہ الگزنڈر نے ملاقات فرمائی۔
برہما کی ایک سبہانے اس لڑکی کے واسطے جو جلسہ میں اچھی طرح
تقریر کر کے بستری تھو دینے کا اعلان کیا ہے +

ہر اُنس گیم صاحبہ بہر اُن کو تنہا جو سی آئی ای سرمت ہما۔

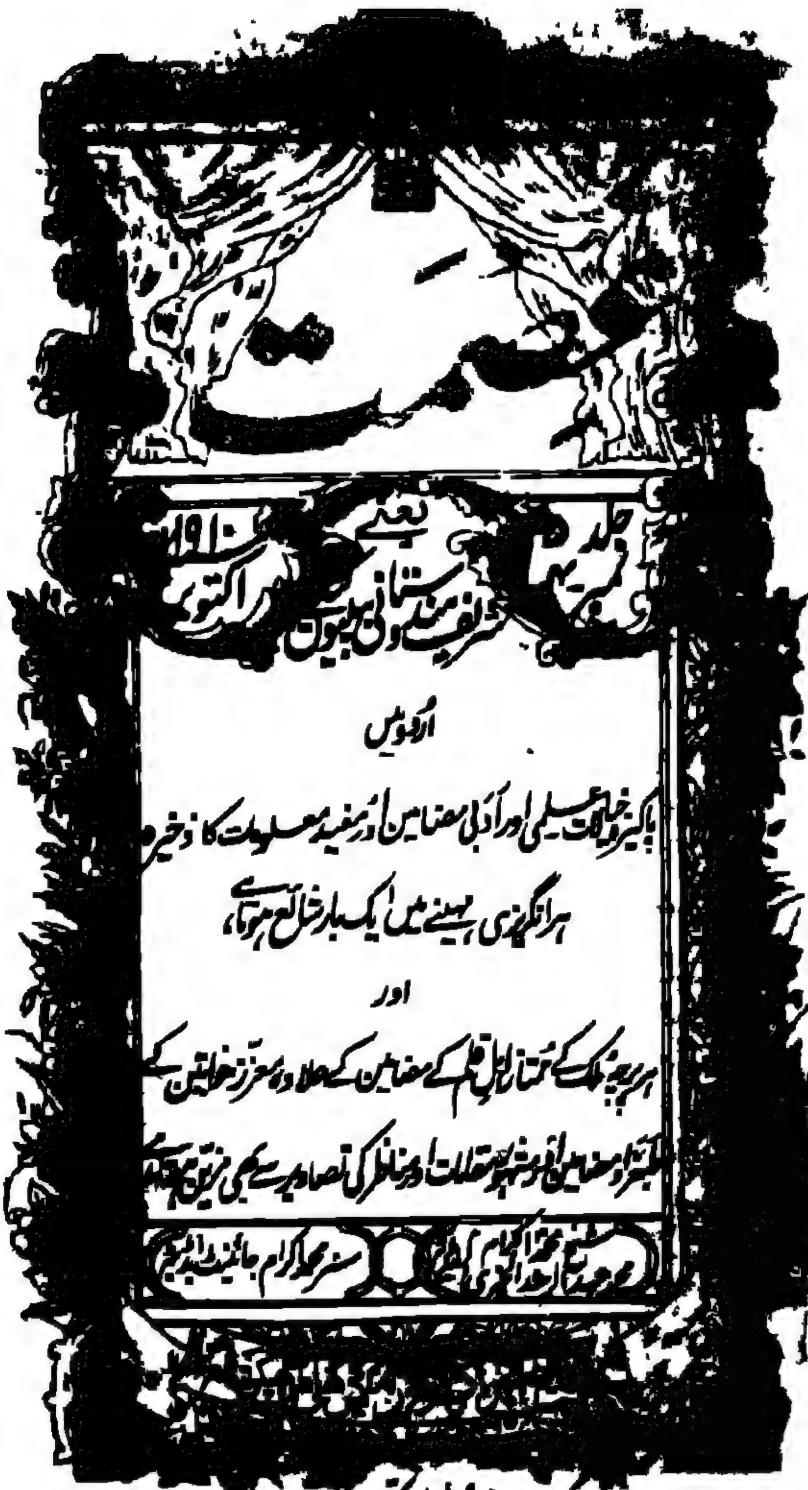
حمیرے کا سر

آنکھ کی ہر مرض کو ٹونگید

پر وفیسر

میاسنگہ الہودالیہ مقام بٹالہ ضلع

گورداسپور



جلد ہفتم
تعارف و بیرون
۱۹۱۰

اردو میں

بکیر وراثت سیلی اور ادبی مضامین اور مفید معلومات کا ذخیرہ
ہر انگریزی پینے میں ایک بار شامل ہوگا،

اور

ہر پچھلے کتاب کے تمام اہل قلم کے مضامین کے علاوہ معزز خواتین کے
لیکھے ہوئے مضامین اور شہسوارات اور نازکی تصاویر سے بھی مزین ہوگا

محمد عطاء اللہ خان صاحب
سنٹر محلہ کرام جائیداد بدین

رائڈل صاحب بواریوال

رائڈل صاحب بواریوال کا نام بھی کم مہربان کے لیے استعمال میں آ رہی ہیں۔ ان میں سے دلیرین کی طرف سے بہت شہور ہے چند سال پہلے ڈاکٹر رائڈل صاحب ایک ترکیب خاص سے اس کا ویرلٹ چکا تھا ہے جو ہر مل واسے سو گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اس نے جوہر کا نام بواریوال ہے۔ ایک قسم کا مرنے والے جسمیں کا فوادر دلیرین کی ملک سی ہو ہے۔ اب اسے صبح بھلی کی جگہ واشفاٹ گریسل میں جڑوا جسے ڈاکٹر تریاق صاحب سمجھتے ہیں۔

بواریوال قلعے کے قاعدہ میں مثلاً اختلاج، بے چینی، مگی نفس، بے ہوشی، پریشان خاطر، وحشت، دوران سر، حزام راس کے لئے سید ہے۔ خواہ یہ عارضے نظم معصی کے کسی قسم سے پیدا ہونے پہلے یا قتل کی کمی سے اس کے استعمال کر کے ہی نہیں ہوتی ہیں۔ اور جو تھم جا رہے ہیں اور طبیعت میں سکون آجائے۔ یہ مہینوں کی خلیفہ ۲۵۔ گولیاں استعمال کرنے سے رفع ہو جاتی ہیں۔ ایک مریض کو سچوئی کی اس قدر شکایت تھی کہ وہ بال بال اگلنے سے گر کر مرنے کو تیار تھا۔ کچھ روز بعد سوال استعمال کرنے سے اس نے شفایابی دے۔

مستورہ کے لئے سڈنی اور لنڈن میں جو تھیل حالت مولا ہے اس وقت بواریوال کا نام طور پر تیس سالہ واسے۔ اس کے استعمال میں کوئی غرض نہیں جس سے درد یا سلسلہ امراض کی کمی میں جو بے اعتدالیوں سے پیدا ہو جاتی ہے بواریوال نہایت مریح الہ خیر اور جلدی دوا ہے۔ رائڈل صاحب کا بواریوال ان امور تو نیکہ واسطے جنکو ہسپتال کا مریض ہو۔ جنکو عوام بھرت چھوڑتے تھے جن میں ایک نعمت غیر ستر قیہ ہے۔ اس کے استعمال سے تمام پریشان کن حرکات جو خاندان کے لوگوں کو باعث ذلت اور زحمت ہوتی ہیں دور ہو جاتے ہیں۔ اور خوب مزید برائیاں یہ ہے کہ نازک سے نازک مزاج عورتیں اس کو بلا تحفہ استعمال کر سکتی ہیں۔ خاندانہ جلد اور ہیبتہ کے لئے۔

خود پاک دوا میں گولیاں ایک خد مکر وودہ چار۔ کافی۔ کو کو۔ وغیرہ کے ہمراہ۔

قیمت ۲۲۔ گولیوں کی۔ فی مہینے (بچہ) علاوہ محصول ڈاک۔

اپنے شکر انگریزی دوا فروشوں سے طلب کرو یا

اے برکت۔ اینڈ کمپنی دہلی سے خریدو

انیٹکے بیمار تمام امراض جلد بدن کا علاج

جو لوگ کہتے ہیں۔ یا زخمی ٹانگ یا بہت دیر تک اچھے نہیں ہوئے زخم اور سرس جلدی بیماریوں میں مبتلا ہوں انکو جانتا چاہئے کہ انیٹکے بیمار کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دوائی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جوانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دغیر کیوں اسطے اچھلتا کی بڑی شہرہ واسے انیٹکے کا یہ تو چکنائی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے اور یہ خطرناک ہے۔ اور نہ اسے لگائے بیٹوں کے باندھنے کی ضرورت ہے یہ چکنائی دوا مرہم نہیں ہے بلکہ ملاں جیسی ایک تیز سے نہ جو زخم کی جگہ صاف ہو کر خشک ہو جاتی ہے اور زخم کی ٹھن روک کر بدبو کو رفع کرتی ہے۔ جلد کو تندرست تمام سوزش اور ملین کو رفع کر کے بیماری کو دفع کر دیتی ہے۔ یہ دوا ایک نشا اور خوشبودار مرہم ہے اور جلدی امراض کے لیے حیرت انگیز طور سے تیر بہ بدن علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے +

جلدی بیماریوں کے مریضوں کو ہمیشہ زخمیوں پر مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت نہیں نہیں یہی انکو چاہئے کہ وہ انیٹکے کا استعمال کریں یہ نہایت خشک ڈال ڈیٹ وال ملاں جیسی مسکن ہے جو سوزش یا دوا تمام قسم کے زخم اور جلدی امراض کی جان و تعب بگیر طور سے رفع کر دیتی ہیں۔

جہاں ہسپتال کے مریضوں جگہ اور سب قسم کے علاجوں سے فائدہ نہ ہوا ہو وہاں اس انیٹکے بیمار کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج ایک بوتل انیٹکے بیمار کی خرید کر کے اس کو خاص کو آزمالو۔

ہندوستان میں تمام انگریزی دوا فروشوں اور دوا گروں کی یہ دوا قابل کتبہ قیمت۔ ایک روپیہ دھرم فی بوتل علاوہ صبح روٹنگی بھصول ڈاک۔

قلم گوید کہ من شاہِ جہانم

ہماری خاص چیزیں

مبارک فوٹن ہیں

ایک نمونے سے ہزار الفاظ لکھنے والی سلم - قیمت صرف ایک روپیہ چاندی (مگر)

گرینڈ مغل ٹیپی

قیمت فی بوتل ایک روپیہ آٹھ آنے (مگر)

قرص سکرین

جن ۵ ایک دوسری جاکہ پیالی کو شیریں کرنے کے لیے کافی جو ۵۰۰ کاکس (عام)

پوکا لپس آئل

دافع درمستہ قیمت فی شیشی ۵ رو

بالسم آف انیڈ

ہر قسم کی کھانسی کی دوا - ہر ادھر فی بوتل -

گلاسٹانہ

جس سے تصویر کے چوکھٹو پیر سنہری پائڈ ملے کیا جاتا ہے ہر ذی کل سٹ

ہر قسم کی ادویہ انگریزی اینکریڈ یا جس کا اس پر چہ میں استہار ہے۔

آبرکت - اینڈ کمپنی کشمیری دروازہ - ہلی سے طلب کیے جاتے

اسٹرس کارڈیل اوف کاڈلور اکسٹریکٹ

یہ نہایت عمدہ غذا اور مقوی دوا تمام نازک مزاج جو تلوں بیماروں اور بچوں کے لیے ہے اس کاڈلور اکیل کے تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مائش نہیں کرتی یا ضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے بھوک اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +

قیمت - نو - اونس کی بوتل چار اور ٹولہ - اونس کی بوتل چار
رسالہ ریت مرصیان
 جسمیں ان اور دیگر ادویہ تیار کردہ کا رخاں فریڈرک اسٹرن ڈیٹرائٹ ملک امریکہ کے مفصل حالات میں
 ٹالسٹاڈ وٹا مینزنگ ایجنسی کشمیری دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

اسٹرن ہڈیک کیور

ہر قسم کے درد سر کو اسٹے آسان ثابت یعنی
 زرد اور سیاہی بلا ضرر دے آگے خریداروں کو
 دھوکے سے بچانیکے اسٹے اسٹرن ہڈیک
 کی دوا اور درد کے ہر قسم سرخ نشانی
 کے وخط انگریزی میں چھاپے گئے ہیں
 ۱۲ - ٹیکہ کا کب سے قیمت بارہ آنے ۱۲

زائمول ٹریم

جلاؤں کی مری کے دماغ اور دماغ سے ہونے والی دماغ کا
 جاننا غرض ہر قسم کی جلدی کا تھک کے دماغ ایک طریقہ غارہ ہے
 قدمی خوشنماؤں کے استعمال سے دوبارہ پیدا ہوتا ہے
 بلا یہ تعجب اور غافل کے بغیر قابل ذکر کیا جا سکتا ہے کہ
 کہ یہ بہتر اثر کرتا اور کوئی عارضہ نہیں ہے۔ یہی طرز کی کٹاؤں
 نیوں میں بند کیا گیا ہے جس میں صحت و درجہ کیوں کے
 دیا لے سے عارضہ نہ ہو تا ہی اندامی کی کا نہیں جاتا -
 قیمت دہلی ہی میں سیلانی ۱۲ اور فیوٹیلہ ۱۲ محصول لاک

فہرست مضامین رکنہ صحت بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء عیسوی

۱	تصویر	دل کی چھٹی اور لاٹلی
۲	عید کی خوشی	محمد عبدالرہمدان خیری
۹	خانہ داری کا بیٹ	مسٹر ارباب از شاہجہاں پور
۱۱	الوان نعمت	س۔ ج۔ ب صاحبہ
۱۲	انجینئرس	مولوی بدرالدین صاحب سیوادی
۲۲	کام کی باتیں	ترجمہ
۲۴	ایک شاہی کی تقریب پر	بنت عطا محمد صاحبہ گورنمنٹ ہسپتال
۳۱	کپڑے بچا بھول	والدہ صاحبہ محمد الیاس صاحب
۳۳	سیر بنبر برد	ایلیہ سید محمد صاحب از بمبئی
۴۳	بیموں کی احتیاط	ترجمہ
	چیونٹی	از ایسٹون ضلع اداؤ
۵۰	نونا	سید عورشید علی صاحب انجینئر آباد کن
۵۲	مینہ روت او لے	سید رحمت حسین صاحب بی۔ اے
۵۴	دل کی چھٹی اور لاٹلی	سٹیج محمد اکرام
۵۸	خدا میر گجیان وطن کی یاد	منشی پیاری لال صاحب شاگر مولوی محمد مسلم صاحب
	بسن کی موت	عظیم آبادی - محقق صاحبہ
۶۰	صاحباد	
۶۱	بزم صحت	
۶۴	عالم نوراں صحت کی لاج	

عصمت

عید کی خوشی

دکھ سکھ شادی نچی۔ مرنے جینا ہنسنا۔ رونا بخنقہ یہ کہ جہاں جستی جان کے ساتھ
 دنیا کے کچھ پڑے اور۔ باگی کے محضے لازمی ہیں وہاں خوشیوں کے بہا رادد اطمینان کا
 لطف بھی انسان کے واسطے ضروری ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو چند ہی روز میں لوگ
 دنیا سے اُٹا جاتے کوئی سنکیا کھاتا۔ کوئی کنوئیں نہ گرتا۔ یہاں تک کہ مریخی
 تمنا موت کو نعمت بنا دیتی۔ اب یہ قدرت کا انتظام تھا کہ بیماری کے ساتھ
 صحت نقصان کے ساتھ نفع۔ رنج کے ساتھ خوشی دکھ کے ساتھ مہینگی
 بہ کہ ہر کیفیت کے ساتھ راحت یا راحت کی امید ایسی لگا دی کہ اس آس کپٹھن
 گھریاں اور سخت دن سب تیر ہو جاتے ہیں۔ بڑی سے بڑی مشکل درپیش بدتر سے
 بدتر مصیبت سامنے گردل ہے کہ اندھ سے یہی کہہ رہا ہے۔ شاہد اب ان سنور
 جاتیں۔ یہ بلا ٹل جائے۔ مگر کیوں؟ اسیلئے کہ رات دن انہیں یہ تماشہ دیکھ رہی
 ہیں مریخ بہتر برگ پر پڑا ہوا ہے۔ حکیم جواب دے چکے۔ اوپر والے جینے سے

: یوں ہیں۔ غریزہ سائنس گن جیسے ہیں اور بیکار بھل ٹھیا دوکان میں آگ لگی۔ مال متاع
 بلکہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا سحر بھر کی کمائی لوٹوں کا صندوقہ قچہ تھا اس کے جینے
 ماحول بچا دیا الماری کو لکڑی دیکھتے ہیں تو صندوقہ قچہ جوں کا توں امانت کا سلاست
 یہ ہیں وہ اوقات جو دوزخ دنیا کو بشت اور بر و بھری زندگی کو نعمت بنا رہے
 ہیں ۱۰۔ یہ ہیں وہ خوشیاں جو حیات سے غفلت نصیبت اور بڑی سے بڑی نعمت
 میں عی آدمی کے پانچ ہوتا دھکا سے دیتیں کیسی ہی پریشانی اور کتنی ہی تکلیف
 کیوں نہ ہو چھٹکارے کی آس سائنس کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور سیطرح علم کی
 نہ خوشی میں بھی ہوئی ہے سیطرح اگر ہرچ میں ہیں تو ہرچ کے بعد کوئی نہ
 خوشی کسی نہ کسی قسم کا اطمینان کبھی نہ کبھی انسان کو غرور مبستر ہو جاتا ہے۔
 یونہی غم کی نہیں غمسر ہیں نہ خوشی کی نئی نئی خوشیاں نئے نئے غم۔
 مگر غم کرے سے محظوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اس خوشی سے بڑی خوشی کوئی
 نہیں جو انسان کو اپنا فرض پورا کرے کے بعد میر ہو بیٹے کا بیاہ۔ تجارت کا
 نفع ملازمت کی ترقی مقاصد کن کامیابی۔ یہ تمام وہ خوشیاں ہیں جو ایک خاص
 وقت تک میں اور پھر اثر زائل ہونے جوتے وہ خوشی اور اس کا خیال دو نو
 ختم بین فرض کے ادا کرنے کی خوشی وہ خوشی ہے کہ گو دوسری خوشیوں کی
 طرح اس وقت اس کا اثر بھی زائل ہو جائے مگر جب کبھی خیال آئیگا خوشی حاصل
 ہوگی اور بدل اندر سے مرجھا کہے گا۔ فرض پورا کرنے کی خوشی وہ سچی خوشی ہے
 جس کے پھول ہمیشہ اہلہا نے ہیں گئے۔ عید الفطر اسی سچی خوشی کا ایک نمونہ
 ہے جس کیسے تاکہ تمام مسلمان مرد اور عورتیں اپنے فرض کو پورا کر کے

خوشی مناسبت اور خوشی ان کے باقی فرائض کے پورا کروائیں ایک مثال ہو +
 کون ایسا مسلمان ہوگا جو عبادت کے مناسبت کی تیاریاں نہ کرتا ہو بڑے سے
 چھوٹے تک اور میرے غریب تک ہر ملک اور ہر شہر میں اسکا انتظار ہو جائے
 برائے نام کہ بچے بھی اس خوشی میں ما باپوں سے زیادہ شریک ہوں گے کیوں
 دنوں پہلے چوڑی مہندی کپڑے تیار کرتی ہیں اور اپنی اپنی حیثیت کے
 موافق پہن اور ڈھکر عید کی خوشی مناتی ہیں۔ مگر اس خوشی کے منانے کا اصلی
 حق ان ہی کو حاصل ہے جنہوں نے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔ بہو کی مصیبت
 پیاس کی تکلیف گوارا کی اور فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کی تکلیف کو راضی
 اور مصیبت کو نعمت سمجھا۔ مہینہ بھر تک بھوکے پیاسے۔ ہار کر یہ دکھا دیا کہ
 دنیا کی کوئی چیز ہمارے فرض ادا کرنے میں خیر نہ نہیں ڈال سکتی +

”عید کا چاند ایک شہر مثل ہے جو بڑی شکل سے دکھائی دیتا ہے۔ اس
 شکل کا حال ان ہی خدا کے بندوں کے دل جان سکتے ہیں جنہوں نے
 ایک دو تیس پورے انتیس دن اور دن بھی گرمی کے پھاڑے سے اس طرح گزارے
 کہ دانت تک الٹ کر منہ میں نہیں گیا۔ جانور تک ہلپتے پھر رہے ہیں گران پاک
 نفوس کے ہونٹ پانی کے قطرے سے آشنا نہیں۔ اس طرح پورا ایک مہینہ
 گزار کر انتیس کی شام کو ان کے منہ آسمان کی طرف اٹھ گئے اور آنکھیں
 پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا کہ شاید چاند نظر آجائے۔ بس مثل کے معنی کچھ
 سمجھ سکتے ہیں تو یہی لوگ کہ کس مشکل سے انکی آنکھیں آسمان پر جاتے کہ
 ڈھونڈتی ہیں اور دکھائی دے جانے کے بعد فرض کے ادا کرنے کی خوشی آ

دلہنہ کیا اشر کرتی ہے +

خاں حسن لہری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے عید کے روز نوکونکو دیکھا کہ چاروں طرف خوشی کے اسے اچھلنے کو دے پھر رہے ہیں۔ خاموش کھڑے ہو گئے، یہ شخص نے دیانت کیا کہ آج مسلمانوں کی عید ہے آپ اس طرح کیوں چپکے کھڑے ہیں یہ سنی آنکھ سے آس کھل آئے اور انہوں نے گئے میں ایک میں ان کی پھر باہر چل کر منزل مقصود آج کا ورہینے عید ہے مسلمان اس میدان میں دوڑے کوس منزل پر پہنچیں۔ البتہ میں معلوم کہ یوں منزل مقصود پہنچو چکے۔ کون جھٹک گیا اور کتنے منزل تک پہنچنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ بخدا انہیں سے جنکو یہ معلوم ہو جائے کہ منزل تک پہنچ گئے۔ انکو اپنی خوشی ہو کہ مر جائیں اور جو لوگ کہ جھٹک گئے اگر انکو خبر ہو جائے تو جیتے جیتے بہوش ہو جائیں میں ان سب کی حالت پر تعجب کر رہا ہوں اور اپنی حالت پر رہا ہوں۔ نہ معلوم میں ان میں کیسا دوڑا اور منزل مقصود تک پہنچا یا دوڑ رہا گیا +

اس طرح ایک اور بزرگ کا ذکر ہے جب عید کے روز نوکوں نے انہیں روتا ہوا دیکھا اور سب دریافت کیا تو فرما لے گئے کہ یہ کیونکر معلوم کر لوں کہ فرض الیک کا فرض پورا ہو گیا +

عید کی خوشی مسلمانوں میں عالمگیر خوشی ہے دنیا کا کوئی حصہ کوئی ملک نہ ہو کہ انہیں گنہگار نہیں دیکھتا ایسا ہو گا جہاں یہ خوشی نہ منائی جاتی ہو مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس خوشی کی اہل وجہ کیا ہے اور اس کو خوشی کا دل کیوں مقرر کیا صرف اس لئے کہ مسلمان اس پاک ذات کے مکمل تعمیل سے فائدہ ہو گئے جس کو

وعدہ لائے تھے کہ اگر یہ عید کی بیشی اگوتے اسے کہ فرض کے پورا کرنے کی
 کتنی خوشی سوتی ہے اور وہ اپنے دھرم سے ادا کرنے میں عیشہ مستور میں +
 ممکن ہے اور یہ بھولے بھی ہیں لیکن اسلام کی اس تعلیم کا
 پٹا نشان یہ تھا کہ ہمارا یہ قانون ہے کہ اس میں جو عید کریں۔ مگر ان کے
 ہیں ہم نے اور یہ سب ہی انہوں کی مثال ہے۔ ان عید کے کہیں وہ
 عید کی جو صاف دھم دیتی ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آج سیکڑوں مسلمان
 مرد اور عورتیں کھینچنے کھینچنے لگے ہیں۔ وہ دلوایہ نہ لہا جو عید کا لباس
 اللہ چاہے یہ عمل کبھی بہت برے ہی نہ ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی اور عیدیں بھی کر رہے
 ہیں اور لڑکیاں بھی ایک معقول قسم کی عید کر رہی ہیں۔ بہت سے عید کے بندے
 تو فرض تک کی پروا نہیں کرتے۔ یہ بھی ہے۔ یہ کتنا غلط ہے اور تکلیف جو تو مگر عید
 کے روز چھٹا اور دوسرے روز فرض جو یہ عید ہے وہ توح سے کھا
 چکا ہے۔ چنانچہ وہ شکایت کنندہ بن گئے۔ اس کے یہی معنی ہے کہ میں اس
 گروہ میں نہیں کوٹریں۔ فرض کو یہ ہے کوئی چیز بیوقوف مگر عید کے دن کسی سے پیٹنے نہ پڑے
 اسلام کی عرض صرف اتنی ہے کہ اگر عید کا شکر ادا کر دے اور
 اس فرض کے پورا کرنے کی توفیق دی جائے کہ بعد عید کے روز کے جو
 کے عید ہی نہیں ہو سکتی۔ بیچارہ بہت سی بات ہے۔ وہ روزے کے فرض کو
 سے ایک عید ہے۔ اسلام کا یہ بھی ہے کہ وہ عید کے روزے کے فرض کو
 تکلیف کا اتنا زیادہ نہیں کہ ان کی عید کے وقت ان کی ہونے کو یاد کریں اور ان کو

مالیاں جو بوقت عید کے روز اپنے بچوں کو ملاؤ دھڑا کر کپڑے پہنائیں کھینچ سے لگائیں دیکھ دیکھ کر باغ باغ اور نہال نہال ہوں اسوقت اس معصوم کا بھی خیال نہیں جسے دیوار چرمان کا بڑا حصہ اپنے مایہ کی یاد میں گزار دیا۔ اور آج کوئی انسانیں کہ عید کا دلچسپا تو دیکھتے ہیں اس کے سیکے لپڑوں کو اجلا رہا نہ تھا۔ اور ٹوٹی جونی کو ثابت کر لیں اس وقت اپنی پیاری جہول سے ہاتھ میں عید کی ہندی لگائیں اسوقت آنکھ اٹھا کر یہ بھی دیکھ لیں کہ ایک نیم ہی بھی بڑھڑکا رہا ہے اور اسکا حسرت ہر ادا، اپنے باب کو یاد کر کے رو رہا ہے گھر لایاں جیچے کہیں، اور عید گاہ کے کھلوے تقسیم کر س۔ اسوقت انسان خیال رکھیں کہ ان بچوں کو لپٹ لپٹاؤں اور کھونٹوں میں ان غیروں اور پڑوسیوں کا بھی حق ہے جس کے سر پر دانت نہیں ہے اور نیکی آنکھیں شوہر کی یاد میں یاں باری میں کھینچنے سے اس کی بات ہے کہ مسلمان ان ضرورت پر مطلق تو جہیز کر لیا اور بچانے اس کے کوا۔ ام کا لپٹا پورا کرتے اور لٹی جال جھٹنے لگی دوسرے کی مدد تو درکنار عید کے طفل وہ سب قابل ہونا چاہتے ہیں کہ خود بھی دوسرے کی مدد کے محتاج ہو جائیں۔

عید کا سب سے بڑا اور سب سے ضروری روز فرض کے ادا کرنے کی خوشی کا بتانا جو بوقت ایک شخص بیتوجہ لے کر فرض کے ادا کرنے کی خوشی کتنی وقعت رکھتا ہے۔ اسوقت ضرور ہے کہ وہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں پوری پوری مستعدی ظاہر کرے اور شخص جو اپنے فرض ادا کر رہا ہے خواہ وہ دین کے ہوں یا دنیا کے تو اس شخص سے بہتر انسان ملنا دیکھنا کتنا ہی مشکل ہو سکتا۔

جبکہ بوش سنجالا اس وقت تک اور اس وقت تک اگر سینکڑوں اور ہجرتوں
نہیں تو کتنی ہی عیدیں آئیں اور گزریں اور خدا کا شکر ہے سب سی منائیں۔ مگر
آج تک یہ خیال کبھی نہ آیا کہ عید گئی تو سہی مگر کیا سبق دے گئی؟
عید کے رات اور دن جو ہمیں گھنٹے کا ہر لمحہ حج حج کر رہا ہے کہ اسے
اسلام کا دعویٰ کرنے والے مسلمان دیکھ فرض کے ادا کرتی یہ کچھ خوشی
ہے کہ میں نے تمام دنیا کو آج بننا شروع کیا۔

امید ہے کہ عصمت کی پڑھنے والی بہنیں اور بھائی۔ ماٹیں اور بیٹیاں سب
اور بھائیوں بیویاں اور گھر والیاں اس مبارک لکڑی خوشی مناتے وقت اپنے
فرائض پر غور کریں گی خدا انکو توفیق دے کہ وہ اس طرح اپنے تمام فرض ادا
کر کے خوشیاں منائیں اور درجہ کی اس ایک عید کے بعد اللہ انکو ادائیگی
فرض کی دن رات عیدیں منانی نصیب کرے۔ آمین۔

راستہ: الخیری

عصمت بخشنی کی پہلی کتاب راحت زانی۔ اس کتابت موزع کر کے لے کر ہمارے
ہاں لڑائیوں کے پڑھنے کے قابل کتابیں ہیں کہ ہمیں عصمت بخشنی سے ماہی عید کتابوں کی ایک
شروع کیا ہے راحت زانی کی حویلیاں ظاہر کرنے کے لیے اس کے قابل مصنف مولوی مسعود
صاحب مولف درجہ تک اہلیہ کا نام کافی مناسبت ہے۔ طبعی کی تہری ہوئی زبان بگیاں کے محاورے
سادہ سادہ اور فقیروں کے کرشمے تک حرام ہاؤں کی جالائیاں خود حضرت کی خوشامختصر کہ
رو در و کو کرند کی کا پورہ نقشہ اس کی یہ کتابتیں قابل معنی کے تھیں یا ہے کتاب
بیلا ایلین ہاتھوں ہاتھوں فروست ہو گیا نا قدر راہنما نہیں ہوندا جو یہی تھی عصمت بخشنی اس کتاب
کتاب کو نہایت محنت سے تیار کیا ہے۔ ص ۱۰۰۔ جو قیمت ۵۰ روپے مصنف دھلی سے طلب کیجئے۔

خانہ داری کا بجٹ

بہن یا بھائی سب گھر کے جو کچھ خانہ داری کے بجٹ میں غنموں لکھا ہے۔ وہ ایک ایسا مصروف ہے جسکو سب بہنیں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور مدت دیکھیں گی ہی نہیں بلکہ اس پر کاربند ہوں گی۔

خوش قسمتی سے میرے یہاں یہ نالغ ہے۔ اور میں نے کوئی کڑی کر کے دو گھنٹہ اول میں اسکا رواج لایا ہے اور وہ سب لوگ نہایت خوش ہیں۔ مجھے اسکا کہ سب بہنیں بہن بقیس سکیم کی تجویز پر عمل کریں گی +

میرے یہاں اور میرے اور دو گھنٹہ جو طریقہ مروج ہے اسکا لکھنا شاید مفید ہوگا۔ اس لئے میں لکھتی ہوں۔

بہن بقیس کی یہ ہریت بہت ضروری ہے کہ اسکا فائدہ جب معلوم ہوگا کہ جب عیت کے موافق استقلال و استعداد سے کام کیا جائے۔

میرے یہاں جب بجٹ کی تجویز کردہ رقم سے اصل اخراجات زیادہ پڑ جاتے ہیں تو میں آخر میں اس کے وجوہات لکھتی ہوں اور کوئی کڑی کرتی ہوں کہ بقدر جلد ممکن ہو کر کسی کو پورا کروں اگر ایسا نہ کیا جائے تو بجٹ کا رکھنا فصول ہے عیت کے رکھنے سے غرض یہ ہے کہ خرچہ تخفیف سے زیادہ ہونے پائے گو حفظ فہم ایسا ہوتا ہے کہ غیر معمولی خرچہ سر بٹ پڑے میں مثلاً بیماری سفر شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ کے واسطے میری رائے میں یہ مناسب ہوگا کہ اس بجٹ میں ایک غایت چیت کا بھی ضرور رہے اگر سو روپیہ کا بجٹ ہو تو دس روپیہ ہینڈ بک کے

خانہ داری کے بجٹ میں غنموں لکھا ہے۔ وہ ایک ایسا مصروف ہے جسکو سب بہنیں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور مدت دیکھیں گی ہی نہیں بلکہ اس پر کاربند ہوں گی۔ خوش قسمتی سے میرے یہاں یہ نالغ ہے۔ اور میں نے کوئی کڑی کر کے دو گھنٹہ اول میں اسکا رواج لایا ہے اور وہ سب لوگ نہایت خوش ہیں۔ مجھے اسکا کہ سب بہنیں بہن بقیس سکیم کی تجویز پر عمل کریں گی + میرے یہاں اور میرے اور دو گھنٹہ جو طریقہ مروج ہے اسکا لکھنا شاید مفید ہوگا۔ اس لئے میں لکھتی ہوں۔ بہن بقیس کی یہ ہریت بہت ضروری ہے کہ اسکا فائدہ جب معلوم ہوگا کہ جب عیت کے موافق استقلال و استعداد سے کام کیا جائے۔ میں نے بجٹ کی تجویز کردہ رقم سے اصل اخراجات زیادہ پڑ جاتے ہیں تو میں آخر میں اس کے وجوہات لکھتی ہوں اور کوئی کڑی کرتی ہوں کہ بقدر جلد ممکن ہو کر کسی کو پورا کروں اگر ایسا نہ کیا جائے تو بجٹ کا رکھنا فصول ہے عیت کے رکھنے سے غرض یہ ہے کہ خرچہ تخفیف سے زیادہ ہونے پائے گو حفظ فہم ایسا ہوتا ہے کہ غیر معمولی خرچہ سر بٹ پڑے میں مثلاً بیماری سفر شادی بیاہ وغیرہ وغیرہ کے واسطے میری رائے میں یہ مناسب ہوگا کہ اس بجٹ میں ایک غایت چیت کا بھی ضرور رہے اگر سو روپیہ کا بجٹ ہو تو دس روپیہ ہینڈ بک کے

الوان نعمت

مر یہ رنگترہ کی سہل کرب، دیونند مار یک چھٹکے رنگترے کے نیہ اور انکو سہ چھٹکے
وگروہک ایک ایک کٹ لو۔ اس کے بعد ب کو ہینٹ ٹھنڈے نی میں اکون
تک ٹھوٹے رہو۔ یہ اکا، بال لو۔ یا تک چھٹکے بالکل دم جو جادوے۔ یہ تچہ یو نمہنی
کا قوام ہالو۔ جب قوام اچھی طرح تیار ہو جائے تو گاہے سے کھڑوں کو اس میں
ٹوالدو۔ ۴: ہینٹ تک ٹوٹوں کے خوب گرم ہوئے کے بعد تار لو اور استعمال کریں۔

ایک درجن اٹا سے نو انکو خوب ابالو۔ اور جب ٹھنڈے
ہو جائیں تو ان کا چھٹکے اٹا رو۔ اور ایک سفید کھٹے سے

اندولن کا اچار

لی تول میں رکھو تول کو سر کرے اچھی طرح جو دو پھر اس میں تہہ ۱۰ سے ۱۲ پھر
ہوٹا ڈالو۔ یہ اچار ایک مہینہ تک کھانے کے قابل ہو جادوے گا۔ اور بہت
کھدہ لذتیز اچار ہو جادوے گا +

پیلے پھل کے چس بڑے
قینے کر لو۔ اور اکو ایک نی کی

پھل پکانے کی ایک عمدہ ترکیب

کابل میں رکھو۔ اسیرنگ میچ خوب اچھی سیس چھڑک کر آتھو دو دو سرد ٹھیک کے
ٹکڑے بالکل صاف ہائیں۔ اس کے اوپر ایک اور ٹیٹ رائٹر لگ کر برائے ہو۔
عرصہ کے بعد اٹا رو۔ اور خوب مر سے کھاؤ +

سس سرج - ب -



اسیر قفس

محنت ماحولوں۔ اعلیٰ۔ سنگا ہوں شور غل سے بہرے تھے بازروں لینڈ و اور فون
 گھر گھر اہستہ دوزخ آپ کا روزنی دیا کہ چوڑا ایسے تھے جتنے دماغ کو تازہ کرنے کے
 سرسبز جزا گاہوں اور بھولوں سے لے کر تھے سبز ناز کی طرف اہستہ آہستہ قدم بڑھاتے
 ہیں تو آپ کا خیر مقدم دید کے نفرت سے آزاد، حوصلہ صحت پر مددائی خوش خان تانوں میں گیت گ
 لگا کر گئے ہیں روئے ان سے ہرے ہوئے چتے آئیے قدمیں مجھان ہو کر قدم قسم کی
 راگیناں ایسے ساروں سے پیدا کر کے آج کو بعد میں آنے ہیں۔ ساتھ ساتھ خیریت
 سولی پائیگی یہ یاد آتی ہیں۔ جہاں تان سبزہ سی سبز و لہلہا رہا ہے۔ رنگ رنگ
 کے چولہے چرخہ جوتیں ست میں حلقہ کھلاستے نظر آئے ہیں۔ درختوں کے سبز سبز
 پتے ایسے، رغنوں سے دھوئی رہے ہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں چند سال پہلے
 میں پیدا ہوئی تھی۔ ایک خوشنما کچھ میں میرے والدین نے میری پیدائش سے قبل بہر
 آسان کے لیے نرم نرم تیل اور تنکوں سے میرے واسطی ایک عالی شان گھر سا
 محل تیار کیا تھا۔ جب میں پیدا ہوئی تو عمر ستر کے کل یر مرد میں خوشی کے شاد
 بچے تدریک کے ہر کوششے اور منظر نے میرا خیر مقدم کیا۔ سب یر مندوں نے رنگ بیاں
 مجائیں اور گیل میں نکل کر دیا

جب میں چھوٹی سی تھی تو میری امی جان مجھ کو اپنے گرم بروئیں آدمی ہاں سے

بچاتی تھیں

میں بھی اپنی سہیلیوں کے ساتھ محل میں جال-خوب کاٹی۔ سیر کرتی اور نگہ رہاں بجاتی
 اسی زمانہ میں 'امی' جان نے 'ابا جان' سے کہا کہ لڑکی کے واسطے بڑھ چھوئے۔ نوجوانانِ قہر
 آنکھ لہین ہو چودہیں اور قہر میں تخیل میں اگر اب خزانہ کی تو یہ یہ دور و دراز
 ملکوں میں چنے ملیں گے اور یہ اسی زمانہ کے لیے سالانہ انتظار، ماہ پرے گا۔ بعد ہی تھا
 ابا جان! امی ہوئے اور سیر نکاح کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ وہ میرے لیے تکلف محفل پر
 آتا۔ وزیر آزادانہ ناچ میں تشریف لے جاتا۔ دریاؤں پر غزاؤں کی سیریں سب بند ہو کر
 محفل میں آتی تھیں۔ سیر کرتی تو سلسلے ساتھ امیں حتماً تھی مگر
 خیال دیکھتا تھا کہ دیکھے کس سے۔ دامن دہستہ ہوئے اس پیام و سلام کے بعد ابکہ
 ایسے کے ساتھ چوپاڑوں سے دور گنگا کے کنارے فریبوس جیسے سبزہ
 کا مستند و تھامی نسبت ہوئی۔ چھلے ہمارے زمانہ میں۔ ہمارے یہاں
 تہا میں اوسر واقع تھی اور وہ مجھ سے یہ خبر سن کر باغ ہر گئی۔ اب میرے لیے
 نئی زندگی کے خیالات جو جس مارنا شروع کیا۔

آج کا ریکس امت کیچ کر نکاح ہو گیا۔ اور مجھے ایسے والدین کا گھر یاد دلنا جو
 ایک کڑی سیامی رہنے کے لیے چھوڑا گیا۔ جس تو بھی تھی کہ تادی خانہ آباد
 ایک بھیکری کی زندگی جیٹ لکھ چکی تھی۔ وہ نہیں یہ امید نہال باطل ہو گیا۔ وہ پہ
 سی بے فکری ملا اب کہاں! اس تہی اور دیا کے انکار ہجوم۔ گہر گہرستی
 مجھ خوشی حتیٰ میں لے اونٹنوں کا بیچ پوچھنے تو بیعت ہی دمہ دار یوں
 زندگی ہے۔ گہر کے کام غلوں سے موجود۔ خاندان کی خوشنودی و ماسٹس
 غلوں کے عزیزوں قدرستہ دلوں کے دلویں جگہ پیدا کرنے کا خیال

اگر گاہے بھی یہ خیال کہ سسے کا دل نہ میلہ ہو سکتی یہ وہ بیان کہ ساس بہ دل نہ ہو سکتا
 صاحب خانہ کن، عری، دوسری جانب مدد کی رضا مندی۔ عرض اس قدر غلابا سننے
 ہوئے کہ یہ بات تو چوتھی ہی گیا ہوا آؤ خدا اعلان کرے حضور کا کہ وہ میری ہنس نہ دردی
 میں ایسا نہ تھا۔ ہاتھ اتارے اور میں اولیٰ عمدہ صلاحوں پر کہ رجعت نہ ہوتی۔ ابھی بے غاضب
 محبت اور نعمتوں کے کچھ ایسا کام کیا کہ میں ان مردانوں کے جو بھی نہ تھی ہو سکتی۔
 ان کی کمونگی میں خود بھی کچھ ایسا سمجھ و ادراک اور در اندیشہ واقع ہوئی تھی کہ میں نے
 نہ جمع ہی ہے، ہر ایک جو مہم، قدم بکھنا شروع کیا اور اپنے پیار سے تعلق
 کو کبھی اپنی طرف سے متکبریت کا مومن ہی ہیں، مادہ کی آسائش اور دلجوئی کا بہت
 خیال رکھا، دنیا مجھ پر لیس ہے، ہاں ہو گئے کہ میں ایسے کل اٹھا کر کواؤں کے ساتھ
 جو بھائی اور، مری دیکھو، کا ہر وقت خیال رکھنے +

دھمیل شادی کے زمانہ میں خوشگلیں سمجھ ساسے میں ہوتی ہیں وہ خود ہمارے
 ہاتھوں میں مل لیتی ہیں۔ ہمارا کو اسے کارنامہ جو ہیکہ اپنی آئندہ زندگی کی ذمہ
 داریوں کے لئے تیار ہونے کے لئے ملتا ہے یا تو بالکل کچھ کام نہ کرنے یا کسی
 کام کی باب نہ کوئے میں صرف ہوتا ہے، مگر ساتھ ہی اس کے میں یہ بھی کمونگی
 کہ ہمیں اگر تصور ہمایا ہماری طبیعتوں کا ہے تو ہمارے والدین کا بھی ہے
 جو ہماری آئندہ زندگی کی ذمہ داریوں کا خیال نہ کر کے ہیکہ عمدہ نرس اور تعلیم
 میں لیتے۔ چونکہ طبیعت کا آئینہ اس قدر صفات اور اثر پذیر ہوتا ہے کہ جو کچھ زمانہ
 طہریت میں اونگی لگا ہوں کے سامنے گزرتا ہے، وہ اخلاق، مذہب، برتاؤ
 وہ شروع سے دیکھتے ہیں اور ان کا نقش دل پر ایسا جم جاتا ہے اور ان کا نقش ایسا

آئینہ دلیر از تر تاہ کہ پھر آئینہ زندگی میں وہی نقش ہماری آنکھوں کے سامنے رہنے
 بس اور انہیں برہم اپنی زندگی کے اصول قائم کرے جس۔ یاد دوسرے الفاظ میں طرح
 کو دیکھئے کہ وہی ہماری محنت ہو جانی ہے اور وہی اخلاق و تہذیب وہی برتاؤ۔
 اور تہذیب و رسم اور اہل علم و پیش نظر تھی اب ہماری زندگی کا معقول رہستہ
 بن جاتی ہے۔ اور مزمانو یا بھلائی ہے۔۔۔ ہے کہ ہمارے گھرانوں میں بڑکیوں کی کچھ ایسی
 لائبریری سے تربیت پائی ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے ان بچیاں بڑی اپنی آئینہ زندگی
 میں صدمہ ٹھوکریں لکھتی ہیں اور ہمیشہ مصیبت کا سامنا رہتا ہے بلکہ اکثر وہ
 تو زندگی ہی تباہ ہو جاتی ہے۔ ہمارے گھر میں بچوں کو خود ہی اور جوستانی کی تعلیم
 ہوتی ہے، ہمارے دل میں ہی بڑائی کر کے ہم میں جو جوستانی کا بیج بوسے رہنے
 میں۔ بدینہ جو اپنے کو بڑا جانتا اور دوسرے کو کم تر سمجھتا ہمارا دھرم ہو جاتا ہے۔ قریبی
 اور بعیدی غرضوں کی برائی کر کے ان کے متعلق بھڑکے ہوئے قصہ سن کر ہم میں
 مکنت حسنی اور خود سری کی بہودہ عادت ڈالی جاتی ہے اور شک کا بہکنا سبق
 سکھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھرانوں کے اتر بڑے دوسرے ہو
 ہیں اور لڑکیاں مرد ہیں اور مکنت جس میں ہوتی ہیں۔ ساس ہو یا مہر۔ ان ہو یا بیٹی
 نند ہو یا بھانج۔ دیوالی ہو یا چٹھالی۔ دونوں جانب فکا
 ماؤ برابر ہوا ہے اور دونوں جانب برابر لگی ہوئی ہے۔ مگر بھر بھی ایسا
 کی بات ہو لڑکی اگر سمجھ رہے تو تو۔ میں میں ہونے کی دست و داکم ہی آئے گی اگر کچھ
 بھی نہیں تو خاندان آنکھوں میں تو خور و خور ہو کر رہے گی۔ اگرچہ ہمارا خاندان
 میں اس کچھ روشنی شروع ہو گئی ہے مگر اس روشنی کے لائٹ انہیں کچھ ایسا بچا

اصطراب پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ہمسائے کے خدو بدل سب سے زیادہ بدلتی ہے۔ ٹھنڈی ہوتی ہے۔
 نیزہ جادو ہے جس اور اذان غلط ہو لوں پر چل رہے ہیں کہ جس سے اترتے ہو جیسا۔ سے کہ کہیں
 ایک صیبت لگی کر دوسری آفت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ حار و سرد ہوتا رہتا رہتا جاتا ہے کہ
 تسخیر نہ کونہ ہوتا ہو۔

لوہ باندہ الی مجھ پر سنواریں اپنی کمائی کتے کہتے و خطیئے لگی۔ تو بس بوا میں
 اپنی سسرال بہو تھی۔ وہاں ہنسنا ہی اور تھی۔ بی بی صوفی تھے۔ نئے خیال کے لوگ
 ہر ایک کی نگاہ میری عیب جہلی پہ اسہ تو میں حیران تھی کہ کس طرح اس زندگی میں
 کا یہ باب چلے۔ اور کیا کروں۔ سب سے پہلے میں نے یہ کیا کر اپنے پیارے سرتاج کو اپنی
 اچھی اچھی باتوں۔ اپنی سچی محبت۔ تہذیب و اخلاق، وسیلہ سے گرویدہ کیا جب وہ
 مجھ پر سرتاج ہو گئے تو پھر گھر میں یہ بہت تھا۔ رفتہ رفتہ میں نے ساس اور
 سسرال کے دل میں جگہ پیدا کی۔ بڑوں کا آب کرتی۔ چھوٹوں کی شفقت کرتی۔ راز و مال
 سے نسبت پیدا آتی۔ جو کام کرتی وہ وسیلہ سے جوابات کہتی وہ ملی اور چلی اور سننے دے
 کے بڑے دیکھ کر غور نہ ہو رہے ہی نہیں گھر بھر کی عزت ہو گئی۔

مشہور ہے کہ زمانہ کے پڑھنے ہیں۔ یہ خوشی کا۔ ہمارے ایک آن کی آن میں گذر گیا اور
 پتہ بھی نہ لگا۔ ایک آن کا ذکر ہے کہ وہ پرس کر بٹا تھا۔ سہر پو شان چن لہجہ پر نئے نئے کل و جوتے
 کھلکھلا کھلکھلا کر سن رہے تھے۔ آہستہ آہستہ بوا چل رہی تھی۔ قدرت کے ہر ایک
 کرشمے سے بننا ٹاپک ہی تھی جو انسان چن ہوا خوری کیلئے بن سنور رہے تھے +

گلیاں چو لوں کی تیار کر لے ہوئے سنن
 کہ جو اکھا نے کو نکلیں گے جو انسان حسین

یہ وقت ابھی گھڑی بج رہی تھی۔ میں اور حضور دونوں ہوا خوری کو چل کھڑے ہوئے اور دو دن تک باتیں کرتے رہے۔ اُس وقت کی باتیں کچھ ایسی ربط تھیں کہ وقت گزرتا ہوا کچھ بھی نہ معلوم ہوا۔ جب خیال ہوا تو وقت بہت گزر چکا تھا۔ آنحضرت کی آخری گامیں سبر سبر درختوں کی چوٹیوں پر پڑے ہوئے قطروں سے جدلی کی قوت سے نہ ٹال تھیں اور عروسِ عدن کا سکہ تمام عالم پر جتنا جانا تھا۔ جلد بادِ گھر کی جانب ہم بڑھاتے۔ کچھ ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ ایک دریا کے کنارے سبر سبر گھاس میں کچھ ٹپا اور دھڑکھڑکے نظر آنے لگا۔ بھوک کا غلبہ مجھ میں اور حضور میں کچھ آنکھوں ہی آنکھوں میں باقی ہوئیں اور بلا کسی خطے کے خیال کے پر چڑھ کر دان پر اتر پڑے۔ یہ بھی شکل سے دو ایک دانہ ہی منہ میں گئے ہوں گے کہ کچھ دور پرسر ہوا ہوا معلوم ہوا۔ ہم اڑنے کے سینے پر تول ہی رہے تھے کہ امیر ہو گئے۔ جو بڑھڑھانے اور بچھڑکے کو دیکھ کر گر نہوا۔ آخر کا نظامِ عینا داپنی کھانسی نکلا اور سکہ خیر سے میں بند کر کے لے چلا۔ افسوس! سکہ بھی خیال بھی نہ تھا کہ اس طرح ظالم عینا دہماری کہیں میں ہو گا۔ اوریوں ہماری خانہ ربا دی ہوئی۔ میرا مال تو اس وقت حوتھا وہ تھا ہی۔ مگر میرا حال دیکھ کر جو حالت حضور کی تھی وہ زبان سے باہر ہے۔ اونکی اور رقت کی حالت اور محبت بھری گامیں جو مجھ پر پڑ رہی تھیں ہرگز دل سے محو نہ ہوئی۔ بدن اون کی پسینہ پسینہ ہوا تھا۔ بار بار آزاد ہونے کی کوشش میں بدن زخمی ہو جاتا تھا۔ آخر مجھ سے اون کا یہ حال دیکھ کر نہ رہا گیا اور میں نے نہایت ہی محبت سے انکو تامل دی اور سکہ کے زبردست ہاتھ کے فیصلہ کو صبر کے ساتھ برداشت کر نیکی سے سمجھایا۔ وہ منافقانِ ظالم عینا دہو اپنے پیٹ کے شیطان کو جھٹلے یا اپنی دولت اور جھٹک

بڑھانے یا دو تین دنوں کے انبساط کو ٹر جانے کے لئے دوسروں کی جانوں پر ناحق ظلم و ستم رو رکھتا ہے۔ بجرے کوٹے ہوئے شہر کے چور اسے پر جا پونچھا اور ایک انجی جگہ بجرے کو رکھ داتا کہ سب لوگ دیکھ سکیں۔

ایک نہ زمانہ تھا کہ اس جیل پہل اور گہما گہمی سے دور خوشنما مرغزاروں میں بسم آزادانہ گشت لگانے تھے یا اب وہی ہم ہیں کہ ایک سفاک کے ہاتھ میں گرفتار ہیں۔ کاروباری آدمیوں کے مجمع اور شور سے تمام عالم گونج رہا ہے کان بڑی آواز سنائی نہیں دیتی جیسے والوں کی قسم قسم کی صدائیں سینہ کے پار جوں جاتی ہیں۔ گارڈوں اور بچیوں کی گھڑ گھڑا ہٹ ٹھٹھ پھٹ و حشت پیدا کر رہے۔ کیوں کیوں آیا جی چلا رہا ہے۔ کیس کوئی خبر دست سوال بھیلے؟ ہے۔ کیس دو چار میں کسی بات پر تکرار ہو رہی ہے۔ غرض کہ اب وہ سال پیش نظر تھا کہ جس سے جو اس پریشان تھے سانس چھوٹا ہوا تھا۔ دم گھٹا جاتا تھا اور روح پر دوا کرے کے سینے تیار تھی۔ مگر وہ دیکھ کر کہ ہم جیسے ادبی دہائیں ستم رسدہ اور اقیس میں کچھ دل کی ٹھکر، کم ہو چکی تھیں۔ لوگ اگر کچھ دیکھتے تھے اور ہماری حوصلہ آئی کی تعریف کرتے تھے قیمت چکاتے تھے۔ مگر ایک کے نزدیک زیادہ ہونے اور دوسروں کے نزدیک کم ہونے کی وجہ سے سودا نہ چکنا تھا۔ آخرش دوڑ کے جو مختلف ہاؤزوں کو دیکھ رہے تھے بچا ایک ہماری سڑک بڑے اور ہمارے رنگین چکدار پر دس گول گول سرج بریلی آنکھوں۔ شاندار سینوں خوشنما چٹائیوں کی صبح سرائی کرے لگے اونکی طرز گفتگو اور طریقوں سے یہ ضرور تہہ چلتا تھا کہ وہ عوام کے طبقہ سے علیحدہ کسی اعلیٰ طبقہ کے لوگوں میں سے تھے کچھ محبت کے بعد سودا چک گیا اور ہمارا نفس ایک نوکر کے ہاتھ میں پیدا گیا جو آج کچا تھا۔

ٹیو بھرتی صدافوں سے بھر رہا تھا اور تنگ گلیوں سے گزرتے ہوئے
 ہاتھی میں اہل ہوسے حواری گلیوں سے ذرا فرخ تھی۔ تقویری سی دیر میں ہم ایک
 مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے جہاں پہنچ کر ہمارا چہرہ چھوٹا رہا کہ لہو کو دانا اوجھٹا
 حوس جوشن مکان میں پہنچ گیا جہاں مختلف عمر کی لڑکیوں نے ہر جگہ گھیر لیا۔
 رات سرائی تو یہاں بھی حب ہوئی مگر یہاں ایک آفت کا اور سامنا تھا۔ کوئی لکڑی
 سے بھوکھیرنا تھا کوئی اگلی تیلیوں میں سے بڑا لکڑی بھوکھیرنا لے کے یہ محسوس
 رہا تھا۔ کوئی دم پکڑ کر کھینچتا تھا۔ آخر کار گھر مالکہ بھی اس جگہ آئی۔ پوچھا جہاں
 تم پرستہ ہو رہے تھے اول تو وہ بھی مسکرا بٹ کے ساتھ ناتہ کے طور پر ہم کو
 دیکھتی رہیں مگر خدا جانے ان کے دہس کیا رحم آیا کہ سب بچوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر
 ہمارے اس ظلم و ستم سے رہائی دی۔

اس سارا قصہ ہمارے بچوں کا جمع جب دیکھتے ہو گھیرے بیٹھے ہیں۔ کوئی دانا
 ڈالنا ہے کوئی پانی حوالہ صورت کی کٹھنی میں رکھتا ہے۔ کوئی آنے کے کوئی بنا کر دیتا ہے
 مگر کچھ لالہ ہو تو وہ ان باتوں سے فائدہ اٹھائے یہاں یہ انتشار کہ وطن چھوٹا
 عزیز چھوٹے۔ نہایت خام نغزارا، سرسیرگاہیں چھوٹیں۔ پانی سے بھر نر دیا اور چھپنے
 چھوٹے۔ آزادی گئی پھر بھلا کہاں کا کھانا اور کہاں کا پینا۔ یہاں بھی سیت
 معلوم ہوتا تھا کہ خدا کرے کسی طرح یہ دو گھڑی ہمو میں۔ یہ لے دیں اور اپنی ان
 میاں اتوں سے معاف ہی رکھیں اور ہمارے اپنی قسمت پر دوداؤ انسو علیحدگی میں
 پہلے دیں تو ہر تر ہو +

رفتہ رفتہ ہم بھی کسی سی دیا کے عادی ہو چلے اور اب وہ بچوں کا پہلا

مجمع میں باجب کبھی کسی کو اپنے کاموں سے فرصت ہوئی تو وہ ہمارے پاس
روگڈی کے لیے آ بیٹھا، نہ ہم تھے یا ہمارے پاس +

گھر بھرب ایک لڑکی جس کا چہرہ ماہتاب کی طرح روشن تھا مجھ پر بہت ہرمان
ہوئی، اور اس سے مجھے بھی کچھ ایسی نسبت ہو گئی کہ میں اس کے آنے کی منتظر
رہتی کہ کب وہ اسے اور مجھ سے باتیں کرے اور ہکود نہ دے، یہ +

منقید کے زمانہ میں دوسرے زیادہ تر شکل کا مہرے سائے تھے وہ اسیت
سرتاج کی تسلی تھی دیا تھا۔ میں ہر وقت او کو تسلی دیتی۔ او کو محبت نہ نہ کرانا
کھلاتا۔ بال بلانی مجھے کچھ ہی تھی گراون کے دلو میلان ہوئے تھے۔ اوں کی
اصل صفت میں سے دیکھنے میں سی ایک نسبت تھی۔ مگر بے دست و پا۔ اور ہر اٹکا
یہ حال کہ میری میری محنت اور خاطر دانی کہ دیکھ دیکھ کر دن رات آنسوؤں کی
جھڑی لگی رہتی۔ بدن میری آزادی کی لکڑی میں سوکھ کر کاٹا ہو گیا۔ او کی لڑکی
آر رو تھی تو ہی کہ بھگا پھر اسے ساتھ آزار اور محنت لینے فردوس جیسے مرغزار میں
دیکھیں۔ مگر یہ حالت آخر کب تک رہتی تھی آہی سے مایوس ہو کر وہ بھی اس گھر
سے مانوس ہو گئے۔ رفتہ رفتہ کہو اسے قید خانہ سے جس میں نکلنے کی اجازت
لی مگر کس طرح اب کہ ہمارے خوشما پر کاٹ ڈالے گئے۔ بدن ہمارے پر کاٹ
نئے وہ دن بھی ہمارے سے عجب حسرت کا دن تھا۔ ہم با با مرثیہ کے پر کاٹے والے
خلف کا کرتے تھے۔ ہماری آنکھوں میں حسرت و مایوسی کے آنسوؤں بڑبانے سمجھنے
تھے ہمارے چہرے اور اس تھے۔ منہ پر ہوائیاں چھائی ہوئی تھیں۔ ہماری حسرت
جبری لگاؤں کسی رحم کرنے والے کی تلاش میں جیسی سے ادھر ادھر پھرتی تھیں۔

کبھی کبھی خارجی سے بھری ہوئی آنکھیں جان کی طرف اٹھ جاتی تھیں مگر ہر طرف سے مایوسی ہی مایوسی نظر آتی تھی۔ اس کیسی کے عالم میں کوئی بھی ہمارا ساتھی نہ تھا۔ وہی ہمدرد بھول کر کیسی کبھی ہمیں ہو کر چنچ اٹھتی تھی کہ ہے ہن بھائی جان کس بے رحمی سے یہ اوکاڑتے ہو کہ برو کی جڑوں سے خون تک نکل آتا ہے۔ یہی ایک ہمدردی کی صدا تھی جو کبھی کبھی ہمارے کانوں میں آ جاتی تھی +

اب ہمارے ایک لکڑی کا مکان تیار کر دیا گیا۔ آندھی، بارش، ایذا دینے والے جانوروں سے ہر طرح محفوظ رکھنے کا سامان کیا گیا۔ وہی ہمدرد کی خدا اور کا بھلا کرے دونوں نعمت ہمارے کھانے پینے کی خبر لیتی رہتی ہے اور بھوک نہایت ہی حسد اور رحم کی نگاہوں سے دیکھتی ہے +

خدا کے فضل سے اب سیکرہ اونچے ہیں اور میں آماہ سے بسر کرتی ہوں۔ میری بیاری بنو اگر تم کواری ہو تو آئندہ زندگی کی ذمہ داری تو کو خیال کر کے پہلے سے آؤ بیٹے نیار ہوا، اپنے قیمتی وقت کو نیکی اور ایسے کام کے کرنے میں مصیبتوں پر رحم کرنے اپنے فرائض منصبی کے ادا کر نہیں صرف کر دو اور اگر شادی خانہ آبادی ہو گئی ہو تو اپنے حادہ کی دُعاؤں اور غمخواری کرو۔ سکھ صحیح رہتے پر چلانے کی کوشش کرو غم و خوشی دونوں میں اس کا ساتھ دو تاکہ وہ بھی تمہارے اچھے بُرے کا شریک ہو اور تم کو محبت کی نگاہ سے دوسروں کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ اگر تم دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کر دلی عزت سے سچائی رکھو تو دوسرے بھی تمہاری عزت و توقیر کریں گے۔

کر دو بھول کر کسی سے نہ سلوک بہن ایسا
 کر جو کوئی تم سے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا۔

پیر الہی بھائی

کام کی باتیں

ٹھٹھکے مختلف احوال || اگر تھوڑے سے ٹھٹھکے چار کی سیلیوں کو مٹایا جائے تو وہ نام نہاد

رائع ہو جا رہی کثرت یلہ جس سے یاد پڑے ظاہر ہو جاتا ہیں رقع ہو جا دیگیے۔ اور اگر عرق ٹیونک
میں ملا دیا جائے تو گلیوں پر ملنے سے تمام رائے رقع ہو جائیں گے ۔

(۲) اگر مہدی میں تھوڑا سا نمک ملا دیا جائے تو عیدی کو مستحکم اور با اربابیت

(۳) یا سوانک دانوں کو صاف اور سفید رکھنے کے لیے بہت عمدہ نسخہ ہے
یہ دانوں کو سفید اور سٹورڈوں کو گلابی کر دیتا ہے ۔

(۴) مک دروٹھو کے لیے بہت ہی مفید ہے اگر مناسب وقت پہنچا لیا جائے
تو دانوں کے درد کے لیے مفید ثابت ہوگا ۔

(۵) دانت ٹھٹھانے کے بعد اگر نمک کو پانی میں گھول کر لگی کھائی تو فوراً دانت

(۶) نمک و پانی کا مرکب ۔ یہ دے کے اس کو صاف کرنے کے لیے ایک بہت ہی عمدہ نسخہ ہے
بیلے بیلے سے اس چیز پر جسے صاف کرنا منظور ہو ۔ پھر اسے خوب رگڑو ۔

کھان کے ارد کے لیے ایک نہایت ہی آسان اور کم قیمت دوائی ۔ پیازہ صوف کا جس کے دروٹے

کرنے کے لیے بہت عمدہ ثابت ہوا ہے بیلے پازر کی گٹھی کو بادی رنگ کے کاغذ میں خوب اچھی طرح لپیٹ
پھر اسے بھی مرجھاتی کر دو ۔ اس کو کوٹیلوں پر رکھ دو جب تک ہو جاؤ تو اس کے اوپر کے پڑے کو

عدیہ کر دو یا دیار کو ایک باریک کپڑے میں کھل کر نچوڑ لو ۔ وقت ضرورت بوباتین بوبندیں اس
عرق کو گرم کر کے ڈالو بعد میں فطالیں کے چھوٹے ٹکڑے کان میں رکھو تاکہ باہر کی ہوا اثر نہ کرے ۔

ایک شادی کی تقریب

دستِ میسرے و پس آرزو بے کسیطرح میری ہنسیں سمول کی جگہ بندی تے
 ماہِ نکلیں اور اس غلامِ بلا یعنی رسالتِ قبیحہ میں کمی ہو۔ افسوس تو یہ ہے کہ مرد وہاں
 بھی کونساں ہیں جو ان سمول کو بُرا خیال کرے اور علاج کی کوشش کرے
 بلکہ اٹل الحامیوں پر رضا، اٹنی خاموشی نے عورتوں کو رسالتِ قبیحہ کے ادا کرے
 کی اور جبرِ اس دالٰی ہے۔ اگر مرد نوالی تدبیرِ رسومِ قبیحہ کے ادا کرنے کی سوچتے اور
 عمل میں لاتے تو ممکن تھا کہ اس جہالت میں کمی ہوتی۔ مگر حسبِ اس معاملہ
 زیادہ غور کرتی ہوں تو مردوں کو بالکل بے قصور پاتی ہوں مرد بچائے تو انکی
 باتوں سے محض نا اہل نہیں رہے بچائے نظام کریں تو کیسے ادا کرنا ہوگا کہیں کسٹرو
 شکر ہے حد اکا کہ تعلیم یافتہ عورتیں نوانِ رسوم کو خدائے شمع و خلافِ مذہب
 باتیں میں سگریٹ لانے زمانہ کی جاہل عورتوں کی حالت تو ناگفتہ بہ ہے۔ مجھے
 اندیشہ ہے کہ شاید بعض سمنیں میرے اس خیال پر کہ میں اٹنی تو میں کرتی ہوں
 بگڑی شجیس۔ مگر کب کروں۔ میرا دل سے کس میں ہیں ہے۔ اور میں ہرگز نا
 نامشعل اور ان ہوتی بات کی طرف رخ نہ کرتی۔ مگر بقول حضرت سعدی علیہ الرحمۃ
 اگر منہم کہ نابینا و چاہ است
 و گر خاموش بہتیم گناہ است
 نا چاہ قلم اور ٹھکانا ہی پڑا ہے۔ زمانہ حال میں میرے ہم خیال ہنسیں شادی تے

شادی تو ہی ہوں۔ مگر تاہم میرے خیال کو تقویت دینے میں کافی رضائی ہو گئی۔
 تمام بنیں ایسے ہیں کہ یکدل ہو کر ان رسوم و رواج کے مٹانے میں جسے المقدور ہو
 کریں گی۔ جیسا کہ میں نے اس شادی میں کیا ہے جس کا ذکر میں کرنے والی ہوں۔
 تو سچ ہے کہ یہ طوطی کی کوئی خستہ بنو نقار خانے میں

مگر تاہم وہاں بھی میری سچی چند باتوں میں رایگان نہیں ہوتی اور یہ بھی
 ہی تھا کہ اسے پوری امید ہے کہ وہ ہماری سچی و کوشش کو بالگان دے سو تو بانیگا
 لئے خدا اتالیپے حبیب پاک کے بفضل بھگوا میری سب بنوں کو اس ارادے
 میں کامیاب کر آئیں +

میں اپنی ایک سہیلی کی شادی پر کر دھڑلے اٹھا گیا۔ چونکہ یہ میری عمر میں
 پہلا ہی موقعہ کسی عیسائی کی شادی میں شریک ہونے کا تھا۔ لہذا میں نے بڑے ذوق
 و شوق سے اس موقعہ لیا۔ مگر شادی میں شریک ہونا تھا کہ میرے دلہن زمانہ کی رفتار
 کی حالت دیکھ کر ایک غم و اندوہ کا ہمارا ٹوٹ پڑا۔ میں نے وہاں صبر و شوق
 میں گزراؤ کی مسابی حالت کو دیکھوں بھالوں۔ پندرہ یا بیس دن ہی گزارے۔ مگر
 جاننے کہ میرے دو بیس دن ایسی بری حالت میں گئے کہ الاماں۔ ایک بات ہو تو کہ
 شادی پر ہوں تو گونوں۔ میں وہاں کی کون کونسی حالت کو نہاؤں۔ کیسے کیسے نہ کر
 سناؤں۔ ہر ایک ترک اور کھربسلا۔ ہر ایک شہبہ لام سے بے بہرہ قومی حیات
 سے دور۔ یوں تو ان گنت دوپہر میرا شوق اور ڈوٹھیوں کو بے بس درلغ نہا تھا۔ مگر
 ایک پیر بھی اذرا و ہمدردی قوم کا خدا واسطے کسی محتاج یا غریب کو بیٹے ہونے جان
 نکلتی تھی۔ میری سہیلی کی شادی پر دو ہزار روپیہ سے زیادہ اٹھ گیا۔ مگر افسوس کی

بات تو یہ ہے کہ ایک پیسہ بھی کسی محتاج کو نہ ملا۔ ہر ایک دوسرے سے بڑھ کر تھی۔ میں ہانے
سارے مجمع میں ڈھونڈ رہی کہ کوئی بھی میری ہم خیال بہن ملے۔ مگر سب کو
ایک ہی رنگ میں پایا۔

پہلے روز جب لڑکی کو بٹنا لگایا۔ تو عجب حالت تھی۔ کوئی کستی تھی کہ پہلے ست
سٹھا گنوں کا ہاتھ لگایا جاوے۔ کوئی کستی تھی کہ پہلے لڑکی کے رشتہ میں سب سے
بڑی سہاگن آوے۔ کوئی فرماں تھی۔ کہ لڑکی کو اکس ایسا غضب نہ کر دیکھا کہ پہلے تم
بٹنا لگا دو نہ رضیکہ جتنے سے اتنی ہی باتیں۔ میں بیچاری عجیب سنائے میں کھڑی دیکھ
رہی تھی۔ اور بار بار جی ستر زبان پر لاتی تھی کہ

اگر حقیقت اسلام در جہاں امین است

ہزار خندہ کفر است مرسلانی۔

میری اس لڑکی سے نہایت محبت تھی۔ میں خوف زدہ تھی کہ کہیں ان باتوں کا
زوال یا وبال جو کچھ بھی ہو اس غیب پر جو اس وقت مثل حیوان کے فطری بے زبان
بھی نہ پڑے۔

اب لڑکی کو نایتوں بٹھایا گیا۔ مگر ایسی تنگ و تاریک جگہ کہ یہاں ہوا کا باطل
گذر نہ تھا۔ اور اس پر شہریہ گرمی کا مہم۔ لڑکی کی حالت چند ہی گھنٹہ میں
بگڑنے لگی۔ مگر میں نے بسبب اس الفت کے جو میرے اور اس کے درمیان بھی
اس معاملہ میں وہ انکی عورتوں کا بالکل کہنا نہ مانا۔ ہر چند کہ انہوں نے میرے واسطے
بہت محنت کوشش الفاظ استعمال کیے۔ مگر میں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ان کو
ہنسی میں ڈال دیا۔

اگر کوئی تعلیم یافتہ عورت ان سے سوال کرے کہ مایوں بیٹھنے سے کیا فائدہ
 ظہور میں آتے ہیں؟ تو جلدی سے جواب دیں گی۔ کہ ہے ہاں اگر یہ عورتوں کی
 نور و پ کیسے جیسٹر ہے امید ہے کہ سوال کر لے والی ایسے بہرہ ور جواب
 کو سن کر بھڑک اڑے گی اور اپنا سامنہ لیکر وہ جائیگی۔ میں پہلے بس سوچتی
 ہوں تو کوئی فائدہ اس رسم کا تصور میں نہیں آتا۔ بلکہ عکس ان عورتوں کے
 خیال کے بالکل کی صورت اور بیٹھنے سے زیادہ خراب ہو جاتا ہے اور سری
 بات یہ ہے کہ لڑکی کے دہر سب سے زیادہ صدمہ اس رسم فقہ کی وجہ سے اس پر
 کا گزرے گا کہ اس کو سسرال جانے سے پہلے ہی اسے عزیزوں سے جدا ہونا
 پڑا اسلئے کہ مایوں بیٹھنے میں لڑکی کا کوئی عزیز اس کے پاس حال نہ ہیں پاتا
 جب لڑکی کے مٹانے کا وقت آیا۔ وہی سب رہیں جو جتنا لگاتے وقت
 کا رہند ہوئی تھیں لب ہوئیں۔ نیرودہ تو جو اس پر ہاں۔ مرے کی مات یہ کہ لڑکی
 سب عورتوں کے سامنے ملنا چاہے تھی۔ مگر جسے اور میری سب سے بڑے اس پر
 میں بھی انکی رائے کی تعمیل نہ دے دی۔ اور اس کو تخیل میں ہی نہ لانے دیا ۴

جب وقت نکاح ہو رہا تھا کئی عورتیں ایک سیر چکے رنگ کا جوڑا جو سسرال
 کی طرف سے خاص اسی وقت کے پہنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ لیکر آئیں۔ اور کہنے
 لگیں کہ اس کا ہینا کچن کے وقت ضروری ہے۔ اور بغیر اس کے ہینا بیچ بست
 میں ہو سکتا ہے ہر چند اس خیال پر کٹر می میں اسکا ہینا ضرور حکیم کو مضر ہو گا سب
 اذکر و کا۔ مگر اس بات میں کسی نے برے کہنے کا خیال نہ کیا۔ اس کے ہینے
 سے لڑکی کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ بدن پر دانے نکل آئے خوبصورت بالکل

جاتی رہی۔ یہ تو بتائیں کہ ان عورتوں کے قول کی تصدیق کسی حدیث شریف سے
 ہوتی ہے۔ اور کسی حدیث شریف میں آیا ہے کہ بغیر سہانی پنہنے کے نکاح درست
 نہیں ہے۔ اگر حدیث شریف میں آیا ہوتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرماتے تو مذکور
 اسلام کا نام کسی اور بہت بدل جاتا۔ اور اسلام کبھی ایسی نشوونما نہ پاتا۔ بخوری
 دیر بعد چند اور عورتیں نتھ لیکر روڑ کے پاس بھی آئیں۔ اور کہتے لگیں کہ نکاح
 کے وقت نتھ کا پہننا بھی ضروری ہے۔ اور بغیر اس کے بنے بھی نکاح درست نہیں
 ہوتا۔ اگر بالعرض نتھ کے بنے بغیر نکاح درست نہ ہوتا تو ہم در اس کے پنہنے کے
 لئے ایک سو راج نکال لگایا ہوتا۔ کیونکہ نکاح تو خدا نے ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے
 جائز کر دیا ہے۔ سب پر مزایہ کہ اس بھاری روڑ کے ناک کا سو راج بالکل تنگ تھا
 اور نتھ بہت موٹی تھی۔ ایک عورت آئی اس کے ناک میں نتھ دو گنی۔ دوسری نے
 بھی سیل کی فلیڈ کی۔ عرض سب نے علی التواتر ایسا ہی کیا۔ مگر نتھ ایسی موٹی تھی کہ اسکی
 ناک میں بھٹی رینگھٹی۔ سب کے بعد اس کی ہتھیرہ جس کو ابھی پہن لے دکنہ۔ نیز
 ہر کسی کا بھی جان تھا تشریف فرما ہوئی۔ اس حضرت نے تو ایسا کیا کہ اپنی ہتھیرہ کے
 ناک میں نتھ کو ایسا گھیر دیا کہ بھاری خون کی ٹمٹی جاری ہو گئی۔ اور بے اختیار چلا
 اٹھی کہ جاڑ میں جا۔ ایسا یاہ۔ اور چوسے میں پڑے ایسا ساگ۔ جس میں
 ان کا خنجرہ ہو۔ عرض نکال دو رہنمائی۔ سب عورتوں نے اسکی ہتھیرہ کو
 عین آہن میں بھی۔ مگر جب دوسری دنگہ دیکھا۔ تو روڑ کی ناک کو خالی پا کر جبراً
 اور سبے یروسی کرنا شروع کر دیا۔ اس بھری مغل میں ایک عورت کے دھن جدا
 لے دھم ڈال دیا۔ وہ کہنے لگی کہ اگر ناک میں ہنس پٹلی تو کان ہی میں ڈال دیں۔ اس کا

پشنا تو ضروری ہوا۔ مگر تھیں مٹائے کہ کان میں بھی نہایت نامزدوں معلوم ہوا تھی۔
 نکاح تو ہوا۔ بالکل میری نظر میں خلافت تشریح۔ پڑھنے والے سمجھیں گے
 کہ ان رسوم کی وجہ سے۔ لیکن وہ تو اور ہی بات ہے کہ لڑکی سے کسی نے بھی
 اجازت نہ لی۔ چونکہ میرے والد ماجد اس میں شامل تھے اس واسطے انہوں نے
 ایک صاحب کو جو لڑکی کے محنت میں بھی تھے۔ لڑکی سے اجازت لینے کے
 لیے بھیجا۔ مگر انہوں نے ایسی جالاک کی کہ دروازے کی زنجیر پکڑ بیٹھے۔ رہے
 وچنہ ہی سٹ میں بعد جا کر جھوٹ کہہ دیا کہ میں اجازت لے آیا ہوں +
 اگلی صبح جب دولہا گھر میں آنا۔ تو لڑکی کو اوٹھ کر اس کے پاس لے
 گئیں وہ وقت تھا یاف مست بھی۔ میں خوت زدہ تھی کہ کہیں یہ نہ ہو کہ جھٹ
 گر پڑے۔ پھر تو وہ وہ رہیں ادا ہوئیں۔ کہ میری آنکھوں میں دنیا اندھیر
 پہلے تو دولہا کے ہاتھ سے چند خوشبودار چیزیں جن کا نام میں نہیں جانتی
 سوائے اس بھر اوس کے ہاتھ سے لڑکی کے سر کو لگوائی گئیں۔ اور لڑکی کے
 ہاتھ سے اس کے سر کو لگوائی گئیں بعد ازاں ایک روپیہ اور سات بیسویں
 مانگ بھر دالی گئی۔ پھر اس کے اڑھنی کے یاروں میں مختلف چیزیں اس کے
 ہاتھ سے بندھوائی گئیں۔ پس اسے قدر دیکھنے پائی تھی کہ میں اپنے آپ سے
 رہی۔ اور قریب تھا کہ بے حجاب ہو کر لڑکی کو آٹھا ہوں کہ خداوند اگر لڑ
 لڑکی کو فرغت ہوتی۔ مگر جب آنکھوں میں آنسو بھرا۔ نے سینے نہایت
 شوق سے اس کے یلوں کو کھولنا چاہا محض اس قدر دیکھوں میں یک باز با
 مگر جو نہی کہ سینے اس بات کا ارادہ کیا تھا۔ سب کی سینے میری وہ گت بنائی کہ

میں نہایت اٹک آلود ہو گئی غرض ایسی ہی ایسی رہیں رواج پا گئی جس کہ ضرور ہی ایک نبی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ میں ان رسموں کا تو ایک نمبر بھی نہیں کھد سکی۔ انہوں نے کیا توہم ادا اور میں نے کبھی ایک۔ انہوں نے کیا من بدھ میں نے کبھی چننا نکا۔ اور چھٹا نک بھی حاشا میں۔ ماطرین! آپ۔۔۔ سمجھیں کہ ہمارے گھر میں کبھی کوئی شادی نہیں ہوئی۔ بلکہ حرافت اس کے میرے دہرہ خود سیری دو بیٹوں کی شادی ہوئی ہے۔ مگر خدا یا ہ میں رکھے سرگزبرگز ایسی رسمیں اور نہیں ہوئی میرا باب بچپنے زمانہ کا آدمی بڑا عالم کئی کتابوں کا مصنف ہے مثلاً ادلۃ الکواہر فی اتباع عفاۃ الدن الاسلامیہ حقیقت الاسلامیہ۔ سلسلۃ ہرم ارید۔ وغیرہ وغیرہ۔ میری والدہ ماجدہ اگرچہ وہ کچھ بہت پڑھی لکھی نہیں مگر تب بھی وہ ایسی رسوم کو لالینی دیکھ کر خیال کرتی ہیں۔ میں نے کئی تعلیم یافتہ عورتوں کو بھی ایسی ہی رسموں میں مبتلا پایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تعلیم کا ان پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور بغیر عمل کے بقول سعدی علیہ الرحمۃ

علم چندان کہ بیشتر خردانی

چوں عمل در توفیق نادرانی

کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔ بہنوں میں مدرسے کی تعلیم یافتہ نہیں ہوں اور سینے شرم کے باعث بہنوں اپنی باپ کو بھی نہیں کھلایا اس واسطے اگر کوئی غلطی سرزد ہو گئی ہو تو معاف کرنا۔ اسیری بیاری ہم خیال بنو! اگر ہم سب یکدل ہو کر ان رسوم کے مٹانے میں کوشش کریں تو آہستہ بہ آہستہ چند ہی دنوں میں نیست نابود ہو جائیگی۔ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سہ دو دل یک تود بشکند کوہ را + بہت عطا تھے خاں گورنمنٹ قنٹر

کپڑے پر پھول

سب لوگوں کو اس طرح متفق کرنی چاہیے کہ میں نے کاغذ پر پیل بوٹے کا لکھنا
 سیکھیں جب اچھی طرح لکھنا آجائیں گے تو کپڑے پر آسانی سے سنکا اور نیچے اچھی
 آبدار رہیگا چھاپے پر بنانے سے کپڑا میل ہو جاتا ہے پھر دھوا کر ہنسنے کے کام کا
 ہوتا ہے جو صفائی کو رکے کپڑے پر ہوتی تیرہ دھواوے سے ختم ہو جاتا ہے
 نیسا ہی اچھا دیکھو کیا ہوا ایک پھول چھوٹا سا اور ارسال خدمت پر طرح طرح کے بہرہ
 با ہوا پھول حسین لفظ ملتے ہیں یہاں سوائے سے جمید زبور اسکو سعید کاغذ پر
 ایک بار ایک ساری کے کپڑے میں ہوا کہ ایک بار دہلوا کر ایک یوٹیل سی بنا کر دوسری
 کو اس پھول پر جھانکنا تو ہمیں مدد ملے ہو رہے ہیں نیچے سے سعید کاغذ پر سعید
 وہی پھول میں جائیگا جو سوراخوں والا ہے مگر اس میں اتنی بات ہوگی کہ بجائے سعید
 خطے سے ہوتی کے گنا سے یہ بند کیاں بند کیاں سی ہوگی ان بند کیوں پر پیل پیر
 سے صاف تہی بجائے کہ اسی طرح مشق کرنے سے لکھنا آجائیں گے پھر طرح چاہو پیل
 پھول بنا کر جب کسی قسم کا پھول یا پیل بنائی یا ہو کہ ہلکی پیل لکھنی آجائے کہ نہیں
 خوبصورت پھول یا پیل بجائے تو اسکا خاکہ اس طرح جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے
 او مار لو اس طرح سوائے سے سوراخ کر لو اور کوئٹہ کی یوٹیل سے خاکہ او مار لو اور
 نیچے کر لو اور وہ جوتی کے کام کی پیل ارسال خدمت کر چکی ہوں۔ میں تو شاید آؤ
 اوپر لکھ رہا ہوں کہ یہ تہی کا کام ہے۔ خاصہ کی تہی کا کام اور اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب

کولی کام خاصہ کی تہی کا بنانا ہوتا تو پہلے کرتے پر یاد دہانہ پر معمولی تولی لگا کر جو ایک انگل کی ہوتی تھی تولی کے اوپر ڈورا لٹکا کر بانوٹوں جو بٹائی کی دوکان پر بیٹھ کر دوسرا لٹکا لٹا کرتا چاہیے جیسا کہ ہیل میں ٹیل کے نشان ہیں اس کے بعد یعنی چٹری پلن شانی ہو چار انگل چٹری بنانی ہو اور تین انگل بنانی ہو تو اتنی جگہ پھوڑ کر تاگا تاکنا شروع کر دو دھرا لٹا گیا بھی لٹا کر اس ڈھیرے تاکے پر چاہتے تو بیکری بنا دو اور چاہتے کیریاں رکھ کر تہی چلی جاؤ۔ جیسی کہ اس میں میں بن رہی ہیں۔ دریاں کی جگہ جو ابھی خالی ہے اس میں پہلے فمدار لٹکا کر تہی پلنی تولی لہرنا تہی چلی جاؤ۔ سگول نہر آجائے تو یہوں کی جگہ پھوڑ کر ڈنڈیاں بناؤ جب ڈنڈیاں بن جائیں تو خاصہ کی تہیاں کتر کر چھوڑ دو جب تہی پل کے پھول کے بجائیں ہر خانے میں جہاں سے پھول کی خوشبو شروع ہوتی ہے پھر کے شروع ہر جوتین تہیاں تو کداری لگی ہیں انکا نام کولٹواں ہی ہے اور پہلے ڈنڈی نہیں لگے گی جیوت تہی تریل جائے گی اور جڑت شروع ہوگی اور تہ پانی ہوتی ہوئی جڑی پختہ ہو جائیگی تو سنی دہاں سے توڑ لی نہیں جیسا ہے اور سنی اور تاکے سے دہاں کی وہیں ڈنڈی بنا دینی چاہئے یعنی وہ جڑی لمبر بال گئی سے جس میں کیری کے پھول بنا چکی ہو اسی لہر میں لولیاں تہی کی ڈنڈی سے لٹکائیں اسے رخ دکھو خم دیتی ہوئی تاکر ملا دو جیسی کہ لکھائی میں موجود ہے یہیں بہیل بٹائی اور جی خاصہ کی تہی کا کام کہلا یا +

والدہ محمد الیاس



سیر بسنیرہ

ہن زہرا بیگم صاحبہ کا عرصہ سے اصرار تھا کہ عزیزہ کی سیر کروں۔ اولیٰ مہلی
 ہن پر فائز نازلی بیگم صاحبہ نواب بیگم بسنیرہ بہتان اور جھوٹی بہن مس عینہ فیضی
 صاحبہ بھی اس اصرار میں شریک تھیں میرا خود بھی اس سیر کو بہت ہی جانت تھا
 کہ کچھ ایسے جب میں آتے رہے کہ ارادہ ملتوی ہوتا رہا۔ خدا خدا کہ ۱۹۱۸
 سن ۱۹۱۸ء کو جبرائیل کے دن اشنیاق پورا ہوا اور سفر کی موت آئی۔ یہ بہتان
 ایک اسلامی ریاست پر جو بیٹی سے تقریباً تین گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے
 یہ سفر کیشمر پر کیا جاتا ہے اس سفر میں سیکر ہمراہ میری ایک بچی دیندیں رہا کرتی
 اور بیگم اور ادا دن کے بھائی (میر صاحب) بھی تھے۔ اس ذرا بہ مسند میں
 کیسے مطمئن تھا لیکن سفر نہایت غم سے پورا ہوا۔ سیر جہازہ یہ ہیلو سی
 سفر تھا۔ اس سے پہلے کراچی اور بمبئی میں جھوٹی جھوٹی کشتیوں پر ٹھیکر مسند کے
 کنارے کے قریب قرب میر کرنے کا اکثر اتفاق ہوا ہے۔ لیکن اس سفر پر ٹھیک
 گھر سے مسند میں تین گھنٹے تک سفر کر کے کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ رہنمائی
 ہمشا ہاڑ اور مسند کے کنارے غلب لطف دیتے تھے مسند کی ہر طبیعت کو تازہ
 کرتی تھی۔ بسنیرہ جوں جوں قریب آتا جاتا تھا اس کی سرسری اور خوبصورتی
 زیادہ زیادہ نظر آتی جاتی تھی +

ریاست جہیز بہتان کا پایہ تخت مسند ۔۔۔ مسند قریب آیا اور مسند

ایک کشتی آن ہوئی نظری۔ نواب بیگم صاحبہ کا ملازم ہمارے ہمراہ تھا اس سے معلوم ہوا کہ کشتی ہمارے لیے آرہی ہے +

سٹیمری میں دس سے نواب بیگم صاحبہ کا محل نصر احمد نظر آتا تھا۔ اسٹیمر کا کشتی اوس سے اکرنگی۔ اور ہم سب اسٹیمر سے اتر کر کشتی میں سوار ہوئے۔ بیٹی سے دوپہر کے قریب چلتے تھے کشتی میں بیٹھے تویہ اپہر تھا۔ ایسے کشتی کا مختصر سفر اسٹیمر سے کرنا۔ ہر مسد تک بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ تو بیٹی و درپل کشتی سے اترے اور تانگوں پر سوار ہو کر تھوڑی سی مسافت طے کی۔ اسکے بعد پھر سمندر آیا یہ سمندر کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ یا یوں کہئے کہ سمندر کی ایک شاخ ہے جو خشکی میں جمل آنی ہے۔ اسے پھر کشتی میں بٹھکر عبور کیا اور خاص سرود کی زمین میں پونچے کشتی ہی سے ہم نے دیکھ لیا تھا کہ نواب بیگم صاحبہ کے ملازم خواجہ صبرت و دریاں پیسے ہوئے دوا علی درے کی گاڑیاں یہ ہمارا انتظار کر رہے ہیں غورمکہ نہایت آرام اور آسائش کے ساتھ اس سفر کو طے کر کے ان گاڑیوں پر سوار ہو کر ہم محل گئے اوس حصہ میں پونچے جسکا نام تنوکت محل ہے۔ یہ بیان کا مہمان خانہ ہے۔ ہمارے ٹھہرے کا یہیں انتظام ہوا تھا تنوکت محل میں پونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہن زہرا بیگم صاحبہ ہمارے انتظار میں کھڑی ہیں۔ ہمارے گاڑی سے اترتے ہی تپاک سے ملیں۔ مزاج برسی کی اور چارو کا حکم دیا ہمارا میزبان نواب بیگم صاحبہ اور بہن عطیہ بھی ملیں اور چاہینے کے بعد ہم لوگ سب کے سب گاڑیوں میں سوار ہو کر سیر کو نکلے۔ بھول تہرا درجیول تہر کے ارد گرد کے مقامات کو دیکھ کر سرود کا وہ حصہ جہاں محل اور محل کے متعلق باغات وغیرہ ہیں

پھول شکر کھلتا ہے واقعی خداوند تعالیٰ نے اس مقام کو عجیب مہر سبزی اور
حوصلہ ملی بخشی ہے۔ سمندر کا کنارہ ہے۔ کنارہ براؤن کا ٹیلا ہے۔ ٹیلے پر محل
قصر مرقع ہے۔

محل سے لیکر تقریباً سمندر کے ساحل تک ایک خوشنما باغ چلا گیا ہے۔ اور اگر
جو جگہ ہے ستھری صاف اور سرسبز۔

زمین کا بچہ نکڑا اسی قابل تھا کہ اس کا نام پھول شہر رکھا جاوے۔ میرے
دوہیں آئے کھا نا کھایا۔ اس کے بعد سلیم صاحب نے ہمیں اپنے محل میں بلوایا۔
اس کے وقت بجلی کی روتی میں محل قصر احمد گویا ایک باہن بنا ہوا تھا۔ یہ محل حال ہی
میں بس تیار ہوا ہے۔ نواب سلیم صاحب نے اپنی تجویز سے اسے بنوایا ہے اور کتنا
خوبصورت بنوایا ہے۔ محل میں داخل ہوئے تو ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ
تیسرے بڑا ہوا ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ شیر سلیم صاحب نے جوڑی
میں اپنے ہاں کے ایک جنگل میں اس نیکار گاہ کے قریب جسے کوہ کسولی
کہتے ہیں بنا رکھا تھا +

سلیم صاحب کے اخلاق کی تعریف بیان سے باہر ہے۔ خداوند تعالیٰ نے
تذیب و شائستگی میں تو سارے خاندان کے خاندان کو ہمیشہ بنایا ہے +
دوسرے روز یعنی ۲۲ اپریل کو صبح کے وقت بننے پھول شہر کے احاطہ کے
باغ کی سبزی کی کشتہ خوشنما باغ ہے اور صبح کے وقت اس کی سرسبزی کتنی
اچھی معلوم ہوتی تھی۔ ایک طرف محل و عمارات کا سلسلہ ہے۔ دوسری طرف سمندر
جہاں تک نظر جاتی ہے وہیں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے +

بچ میں باغ ہے۔ اس باغ میں ایک سبز خانہ یعنی قبرِ زری بھی ہے اب
 رہا۔ چہ مقبول امیر میں سنگ مرمر کے شیر دیکھے۔ مقبول امیر باغ میں ایک
 خاص مقام کا نام ہے جسے نواب بیگم صاحبہ نے اپنی والدہ مرحومہ کے نام سے
 موسوم کیا ہے۔ مرحومہ اس مقام کو جو پسند فرماتی تھیں۔ باغ کے اُس حصہ
 میں پہنچے جہاں ایک تالاب ہے۔ اور تالاب کے کنارہ ایک مصنوعی پٹا
 اور بندھ نے ہے۔ اس قسم کے مصنوعی پہاڑ کو انگریزی میں گرٹو کہتے ہیں۔ یہ
 مصنوعی یا ٹوانہ نامی ایک ترک باغبان کا بنایا ہوا ہے۔ اس پٹا کے اندر
 سبز پودے بھی لگائے گئے ہیں جس میں مصنوعی جھرنوں سے پانی دیا جاتا
 ہے۔ یہ ترک باغبان حاسن ترکستان سے بلوایا تھا۔ اس نے کل باغ کو مرتب
 کیا تھا۔ انیسویں صدی کی زندگی نے وفات کی اسٹے بعض حصے ناتمام رہ گئے
 اس کے بعد نازلی پائنٹ پر پہنچے جہاں سے سمندر کا خوب نظارہ سہے وہاں
 ہاشمہ کیب +

نازلی پائنٹ نواب بیگم صاحبہ کے شادی کے بعد پہلا مقام باغ میں مرتب
 ہوا اسلئے نواب صاحبہ نے بڑے شوق سے اسے اپنی بیگم صاحبہ کے نام سے
 موسوم کیا ہے۔ اس کے بعد پھر محل میں بچے اور پھر کمرہ اور ہر چیز کو اچھی
 اچھی طرح سے دیکھا۔ محل کی بنیاد جتھہ راجہ صورت اور با ترتیب ہی اسکی
 بنیاد بھی اتنی ہی عمدہ اور باقرب ہے۔ نہایت قیمتی فریچر اور ساز و سامان سے
 اسے آراستہ کیا گیا ہے کھانے کے کمرہ میں یہ ابیات کندہ ہیں :-

ہر کرامی بحالم وزینے خود بخورد گرز خاں کست ہاشم وزخوان خوشین

نیں ترنمت ز مہمان نہنت بالا بہ آگچھ من خورو برنوان احسان نوان تھرتن
یہ کہ کہ سنخ و سفید ہے

دیوان خاص میں یہ شعر سنا ہے۔

دانی کو بڑی گین سلیمان یہ نقش بود خطے بزر نوشتہ کہین نیستہ گذرہ
نہ در باغچہ اسرار اسہلے نہ در باغچہ اندک گوس ہا ہی
ان کے علاوہ یہ دو شعر بھی کندہ ہیں:-

خلام محب آئم کہ نہ چسپ نہ کہود نہ چہرہ رنگ تعلق پذیر و آزاد
بچہ خورنی کہ دریں مرحلہ ہلکتا ہی خوش یاسائی زلف کو زبان میں بہ
خل کی سبک اور برکی وسیع محب عجب لطف دینی ہے چاندنی میں لطف
وہ بالا ہو جاتا ہے، میر ایک بد مینارہ ہے۔ جسے فلک ناکنے میں۔ یاں
سمندر اور گردنہ ان کی خوب سیر ہوا ہے۔ چھت پر از ہوا، دھو دھو بصورت
نہرے میں۔ ایک کانہ، مہووار ہے۔ اور دو مشت کانہ پر جبار ہے۔ بڑی تعین
بن نہ ہر ایک صائبہ سوادار میں رہتی ہیں۔ فصر احمد کے چچے ہندو سن کرٹ
ہے اس کے بعد شوکت محل ہے جس میں ہم لوگ ٹھہرے ہوئے تھے +
اس کے آگے، دس باغ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں ہم صبح بھرتے
ہے۔ یہاں ایک برگلہ کا بہت بڑا درخت ہے جس کے نیچے ایک خوبصورت
چوڑا نہر بہتا ہے اور اوس نہر میں نہریاں ٹہری ہیں سمجھ کی بھی یاں ناشتہ
یا چار نوشی وغیرہ ہوتی ہے۔ یاں سے محل کے پچھلے حصہ۔ باغ مادر سمندر
کی خوب سیر ہوتی ہے۔ اسکا نام آفتاب پناہ ہے۔ جہاں ایک جھولانگی

چڑا ہوا ہے۔ تالاب کے قریب بیٹے کے پھولوں کی ایک بیل ہے جسے بیل دعا کہتے ہیں۔ یہ ترکی نام ہے۔

اس باغ میں ایک کشتی منزل بھی ہے۔ نواب بیگم صاحبہ کو باغ بالی کا بہت شوق ہے۔ پھول بیوں میں بہت دلچسپی لیتی ہیں۔ اس میں آم کے بھی درخت ہیں جن کے آم بہت لذیذ ہوتے ہیں۔ باغ کے ایک کونہ میں چند کھیت ہیں بیگم صاحبہ کبھی کبھی لہلہا تیکو خود بتاتا کر کھیت بواتی ہیں اور موسم برسات میں عمدہ دھان لگوا یا جاتا ہے۔ ہاتی مہینوں میں عمدہ عمدہ ترکاریاں لگائی جاتی ہیں۔ اور زمین زرغین ہونے کی وجہ سے جو کچھ اگواتی ہیں بہت ہی عمدگی سے اگت ہے۔ ان کھیتوں کے قریب ایک بارہ دری بھی بنی ہوئی ہے جسے عیش مقام کہتے ہیں۔ یہاں بھی کبھی بیگم صاحبہ اپنے عزیزوں سمیت تشریف لاتے ہیں اور اپنا شوق پورا کرنے کے لیے درختوں کے سایہ میں خود کھانی پکاتی ہیں۔ ان کے عزیز بھی اسیں شریک ہوتے ہیں۔ بعد میں بارہ دری میں ستر خواں بچھایا جاتا ہے۔

نواب صاحبہ بھی تشریف لاتے ہیں۔ اور لطف سے وقت بسر ہوتا ہے۔

بیگم صاحبہ مرتبہ اور شہرت نانے میں خاص مہارت رکھتی ہیں۔

سہ پر کو موٹر پر سوار ہو کر ہم سب کے سب بزم اتحاد میں گئے۔ یہ ایک انجمن ہے جو نواب بیگم صاحبہ نے یہاں کئی مستورات کی اصلاح کے لیے قائم کی ہے ہر جمعہ کو جلسہ ہوتا ہے ہندو مسلمان خواتین اسکی ممبر ہیں۔ ہر جمعہ کو دو نوقوم کی بیویاں ایک ساتھ جمع ہوتی ہیں۔ ایک جمعہ کو ہندو بیوی اور دوسرے جمعہ کو مسلمان

بیس اپنی اپنی زبان میں تقریریں کرتی ہیں۔ کل ہند مسلمان ملاکر اس کی
 ایک تیسرے تہا بھاس ہوں گی۔ ہر جلسہ میں پچیس تیس تک حاضر ہو جائیں گے
 ہیں۔ جلسہ چار بجے شروع ہوتا ہے چلے، پورٹ ٹرھی جاتی ہے۔ پھر تقریریں
 ہوتی ہیں پھر دستکاری کی سنتی ہوتی ہے۔ اس کے بعد گیت وغیرہ گائے
 جاتے ہیں پھر ہندو کی سیرادور درزش وغیرہ کی جاتی ہے۔ جہاں تک
 سنا ہے اس قسم کی اس ملک میں ایک ہی بزم ہے جو اس قدر کامیابی سے
 چل رہی ہے۔ ایک سال میں اسے خاصی ترقی کی ہے۔ جو باتیں سننے میں
 آتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پہلی سالگرہ کا جلسہ بیت کامیابی سے
 سالگرہ کے جلسہ میں بزم کی بدولت نواب صاحب کی بھانجی نے منع کئے اور
 خرابی سے بچا ہے۔ اس جلسہ میں مسز نیڈو بھی شریک ہوئی تھیں اور پھر
 نہائی گئی تھیں۔ یہ ایک شہرہ قابل نگاہ لیڈی ہیں۔ جیسا کہ دکن میں انکا
 قیام ہے۔ انگریزی میں ان کے شعر کہنے کی بے حد تعریف ہے۔ انہوں نے
 سالگرہ کے جلسہ میں عمدہ تقریر کی تھی اور بزم کی ترقی کی بہت تعریف کی تھی۔
 اس سال بزم کی بدولت ایک بیوی نے اس قدر دستکاری سیکھی ہے کہ
 بسرا وقت ان کی اوس سے ہو جاتی ہے +

اور اکین بزم میں آپس میں خوب اتفاق ہے۔ نواب بیگم صاحبہ خاتون کیجی
 لیتی ہیں۔ وقتاً فوقتاً بیویوں کو آداب مجلس بتاتی رہتی ہیں جس کی صفائی و زیور
 کی صفائی۔ مکان کی صفائی۔ وغیرہ کے ڈھنگ بتاتی رہتی ہیں +
 ان بیویوں کی نشست بہت طرز گفتگو اور ادب قاعدوں سے معلوم

ہوتا ہے کہ بزم اتحاد کی تربیت کا کتنا اچھا اثر اونسپر پڑا ہے۔ افسوس ہے کہ اس قسم کی انجمن اور مقامات میں ہمیں ہے۔ صرٹینس اور بیڈمنٹسن کھیل لینے اور نئے فیشن کے کپڑے پہن لینے سے ہم کلب والے فیشن وٹے نہیں کہلا سکتے۔ ہموکھنے اور اپنی ہمنوں کے طریقہ بود و باش میں عام صلاح کرنی چاہیئے۔

بزم اتحاد کتنا پیارا نام ہے۔ یہ نام سن رہا ہیکم صاحبہ کا رکھا ہوا ہے۔ ہم میں بوسے محبت آتی ہے۔ بزم کے ممبروں سے داغ نہیں ایک دوسرا لٹا۔ فیس جہر دے لیتے جاتے ہیں۔ ستارہ وید لائف مہری کی فیس لگی اور رانج سورت پٹرن سننے کی۔

نواب ہیکم صاحبہ پٹرن میں۔ بزم سے اس کے نمبر ونگو جیفین پہونیا ہے اور ج طرح طرح کے وہ نمبر سیکہ گئی ہیں۔ سب نواب ہیکم صاحبہ کی نیک نیتی اور حسن نظام کا نتیجہ ہے۔ تیسرے جو تھے اور پانچویں دن بھی اس طرح لطف کئے۔ محل کی چیز دیکھتے ہوئے ہیکم صاحبہ کے زیورات دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ یہ زیورات سارے کے سارے نہایت بیش قیمت اور بہت ہی مختلف اقسام کے ہیں۔ زیورات کا صندوقچہ نہایت نفیس اور خوبصورت تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یورپ کا بنا ہوا ہے۔ کپڑے بھی دیکھے جن سے پہننے والوں کا اعلیٰ مذاق جھلک رہا تھا۔

ہمارے ملک کی مستورات پر نئی تہذیب کا ایک یہ بھی اثر پڑا ہے کہ زیورے انہیں نفرت ہوتی جاتی ہیں۔ مگر ان بیلوں میں سینے پر بات

تسبائی۔ آگیزی میں۔ اچھی قابل ہیں۔ اٹکا خاندان کا خاندان تعلیم یافتہ ہے بخود یورپ کا سفر کر چکی ہیں مگر زیور سے اس میں نفرت نہیں بلکہ بہت شوق ہے پان میندی سے انہیں نفرت نہیں۔ بلکہ اپنے خود نواب بیگم صاحبہ اور بہن علیہ کو ہاتھوں میں میندی اور آنکھوں میں ستر لگائے دیکھا ہے پانچ روز کے قیام میں بھول شہزادہ پھول تہر کے گرد و نواح مختلف مقامات کی سیر کی سمندر۔ پھاڑ اور سبزوار کچھ اسی بہار دیتے تھے کہ یہ بات ٹھکرا تک دوسری جگہ دیکھنے میں نہیں آتی۔ پشاوری کی سرسبز منظر گاہیں کراچی کے پر قضا مقامات جموں کے دیالی اور پھاڑی مناظر۔ لاہور امرتسر۔ دہلی اگر وہ بھی۔ وکے گرد و نواح کے مقامات دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ لیکن جو شہر اپن اور دلکشی یہاں دیکھنے میں آئی ہے وہ دوسری جگہ نہیں پائی گئی۔

ایک روز شام کو بیل بوڑا میں کشتی کی سیر کی۔ بیل بوڑا امرتھی زمان میں بیل ڈویا کو کہتے ہیں یہ سمندر کا وہ حصہ ہے جس سے سم مرد آتے ہوئے دوبارہ کشتی کے ذریعہ گزرے تھے۔ شام کے وقت کشتی کی سیر نے عجیب لطف دیا۔ اس جگہ کشتی میں بیٹھ کر بیاں کے بیٹھے ناریل کھا مجھے کلکتہ کے ناریل کھانیکا بھی اتفاق ہوا ہے لیکن جسیرہ جشان کے ناریل کی شیرینی اور لذت بہت بڑھی ہوئی ہے +

ایک روز شام کو ایک مقام پر گئے جیسے اسرول کہتے ہیں۔ یہاں نواب صاحب کے بھائی بخشی سیدی خمد صاحب تھے ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ دیاں سوئی کا باریک کام اور فیس دستکاری بھی

دستکاری میں نو بیاں نواب بیگم صاحبہ کی خانہ زاد چھوکر یاں بھی عجیب و غریب کام کرتی ہیں۔ غرض کہ نہایت لطف کے پانچ دن پھول شہر میں بسر ہوئی ہماری متواضع اور خلیق نیز بان ساکی تعین کہ ہم نے بہت کم قیام کیا۔ ہم نے اس مختصر قیام کی ادن سے معافی مانگی اور سیر جزیرہ سے بے اہتمام سرور ہو کر ادن سے خصمت ہوئے جس شان سے ہمارا استقبال ہوا تھا اسی شان سے ہماری اوداع ہوئی۔

ایسا دلکش مقام اور ایسی پر لطف محبت جھوڑے نے کانہیں بھی پہنچا ہوا۔ ہمارا ایشیم نرسرا احمد کے سامنے سے نکلا تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ آفتاب پناہ کے نیچے ایک سفید کپڑا ایل رہا ہے۔ درہمیں سے دیکھا تو ہماری ریشیق بہن زاہر بیگم صاحبہ ہماری طرف ایک بڑی سے چادر ہلا کر ہم سے اوداع کہہ رہی ہیں۔ فاصلہ ہر قدر زیادہ تھا کہ رومال ہلایا جاتا تو ہمیں خطرہ آتا اسلئے ایک بڑی چادر ہلانے کی زحمت گوارا کی۔ ادن کی اس مخلصانہ اور محبت کے برتاؤ کی میں دل سے سکرگزار ہوں۔ خدا نے تینوں بہنوں کے دل اخلاص انکسار اور اعلیٰ درجہ کی انینت سے بہرے ہیں خیرات و تعالیٰ ادن تینوں کی عمر میں برکت دے اور نواب بیگم صاحبہ کو جلد اولاد و نثر عطا فرمائے۔

مجھے یہ سنکر بڑا تعجب ہوا کہ ہم لوگوں کا قافلہ ہندوستانی مستورات کی پہلی پارٹی تھی جس نے جزیرہ جستان کا سفر کیا۔

(راقمہ البیہ سید محمد)

لیمپوں کی احتیاط

اندھوں میں جہاں "چینروں" میں زرقی ہو رہی ہے۔ وہاں گیس اور بجلی کے پمپ بھی روز افزوں ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن کبے یرو نے باڑھنے کے لئے آن سے کام نہیں لیا جاسکتا۔ ان کے لئے تو وہی برسوں کی ابھاد مٹی کے تیل کے ٹیپ ہی خوب ہیں۔ آج کل کوئی گھرایا مشکل سے ملے گا جہاں یہ آدھ لیمپ نہ موجود ہوگا۔ لیکن اکثر شفایت ان کے آنے دن گڑھے کی سنی جاتی ہے۔ اسلئے اگر مفصلہ ذیل ہدایت پر عمل کیا جائے تو مہارت میں مہارت ہوگا۔

(۱) سب ضروری چیز لیمپ کے لیے اچھے تیل اور بنی دان کی ضرورت ہے اگر گھٹیا تیل استعمال کیا جائیگا تو وہ بہت جلد ختم ہو جاتا ہے اور پانا خراب حصہ بنی دان میں چھوڑ دیتا ہے جسکی وجہ سے بنی دان خراب ہو جاتے ہیں مگر بنی دان بھی ایک معمولی قیمت کا ہے وہ بہت جلد تھوڑے سے استعمال سے خراب ہو جائیگا۔ اس لیے یہی بہتر ہے کہ ایک بڑھیا لیمپ استعمال کی جائے بہت اس کے آنے دن مرمت کے لئے پیسے صرف کیے جائیں۔

(۲) تیل۔ اگر عمدہ تیل استعمال کیا جائے گا تو کسی قسم کے نقصان کا خطرہ نہیں ہے۔ بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ جلتے ہوئے لیمپ کو خشک جگہ سے ہانے سے ایک ہی دفعہ بھسک کر کے لیمپ گل ہو جاتا ہے جسکی وجہ تیل کا خرابی جوتی ہے لیمپ بچانے کے وقت اس بات کا خاص خیال رکھنا

چاہیے کہ تہی بہت نیچی ہو جائے و تہی دان کے بالکل برابر ہونی چاہیے۔ تاکہ ذرا سی ہوا سے گل ہو جائے۔ بالکل نجم نہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ دوبارہ جلانے میں دقت ہوگی جن لمبوں میں بجھانے کے لیے آگ لگتا ہوتا ہے انہیں استعمال کرنا چاہیے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ میپ جھالے کے بعد فوراً ہی اس آگ کو ٹھیک کر دینا چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ دیا ہی رہ گیا تو دوسری دفعہ جلانے میں ممکن ہے کہ تم اسکو بھول جاؤ۔ جسکی وجہ سے اکثر میپ خراب ہو جاتے ہیں +

۳۱) لمپک سطح جلانا چاہیو۔ پہلے پل لمپ کو جلانے پر تہی کو تو طوسی دیر تک نیچا رکھنا چاہیے اور پھر اسے آہستہ آہستہ تیز کرنا چاہیے۔ موسم سرا میں خاص کر تیز کرنا چاہیے۔ کمر چینی کے لیے بہت بری چیز ہے۔ تھپاؤ چینی ٹوٹنے سے محفوظ رہے گی +

لمپکے جلانے میں اس بات کی خاص احتیاط کرنی چاہیے کہ اسے کاغذ کی تہی سے کبھی نہ جلایا جائے۔ اگر کاغذ کا کوئی ٹکڑہ اس کے اندر داخل ہو جائیگا تو تہی دان کو بہت جلد خراب کر دے گا۔ اسلئے لمپکے جلانے کے لیے ایک موسم تہی سے کام لینا چاہیے۔ دیا سلائی سے بھی کبھی لمپکے جلانا چاہیے بعض اوقات لمپکے جلانے کی تہی چارنٹ بعد دھواں دینا شروع کر دیتی ہے یہ اسوجہ سے کہ تیل اوپر بڑھنے میں اور دباؤ ڈالنے میں تھوڑا سا وقت لیتا ہے اور اگر تہی پہلے سے ہی بہت بڑھادی جائے گی تو یہ تھوڑی ہی دیر میں بہت بڑھ جائیگی جسکی وجہ سے لمپکے ہواں دینا شروع کر دیتا ہے +

ہمپ کے استعمال کرنے میں سب سے ضروری بات اس کو صاف رکھنے کی ہے مگر ہر کو
ہفتہ وار دیکھا گیا جائیگا اور اس کے تمام پرزوں کو گرم پانی سے دھویا جائے گا
وہی کہ جسے ایک وقت میں دو دھینے تک کام دیا ہے۔ صفائی کے بعد وہی
ہمپ جو دھینے کا کام دے سکیگا۔

نئے ہمپ خریدنے کے وقت اس بات کا خیال خریدنے والے کے لیے
ضروری ہے کہ وہ ہمپ کے تمام پرزوں سے واقف ہو چلا ہے اور وہ ہمپ کے ہر ایک
پرزہ کو علیحدہ علیحدہ کر سکتا ہو اور وقت پر استعمال کر سکتا ہو۔ ہفتہ میں
ایک دفعہ ضروری دان کو صاف کر دینا چاہیے۔ جی دان کو گرم پانی اور سوڈا کے
مکعب میں آدھ گھنٹہ تک رکھ لینا چاہیے۔ سوڈا تمام آلائش کو فوراً رفع
کر دیگا اور تہی بالکل اصلی حالت میں ہو جائیگی۔

جی کو کاشنا ہمپ کے لیے سب سے ضروری ہے۔ اگر تہی ٹھیک کالٹی ہوگی تو
ہمپ نہ تو دھواں دیگا اور نہ چینی کے ٹوٹنے کا خطرہ رہے گا۔ تہی کا وہی
حصہ کاشنا چاہیے جو مل چکا ہے۔ اور وہ بھی اپنی انگلی سے صفا
کر لینا چاہیے۔ قینچی کا بہت کم استعمال کرتا چاہیے۔ جب تہی تہی ڈالو
تو اس سے کڑیل میں بھگو لینا چاہیے۔ اگر پہلے تہی کو سرک میں بھگو لیا
جائیگا تو وہ بھی اچھا ثابت ہوگا۔

ہمپ میں اگر تیل کم معتد میں ہو تو ہمپ کو نہ جلا نا چاہیے اور نہ ہمپ کو بالکل
بھرنے چاہیے۔ پانچ تک ہوا کے دباؤ کے ہمپ خالی رکھنا چاہیے۔ تہی
بالکل ٹھیک ہونی چاہیے اگر ڈھیل ہوگی تو ہمپ بہت جلد بھج جائیگا۔ (ترجمہ)

جیونیٹ

جن جیونیٹوں کو ہم اپنے گھروں میں دیکھتے ہیں وہ دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تو چوٹی جن کے جھنڈ کے جھنڈ ایک ساتھ چلتے ہیں۔ دوسرے بڑے جیونیٹ ہوتے ہیں جو دس پانچ سے زیادہ ایک ساتھ نہیں نظر آتے دونوں ایک شکل و صورت کے ہوتے ہیں۔ اگر ہم جیونیٹی کو دیکھنا چاہیں اور اس کے اچھنڈا کو جاننا چاہیں تو ہلکے چاہیئے کہ ایک بڑے جیونیٹ کو ایسا دیکھیں۔ اس کی چھٹا ٹانگیں ہوتی ہیں ہر ایک ٹانگیں دو پنجے ہوتے ہیں۔ انہیں پنجوں کے سہارے وہ دیواروں اور درختوں پر پھڑپھڑ جاتا ہے۔

اور لکڑی کی طرح جیونیٹی کے بدن کے بھی تین حصہ ہوتے ہیں۔ ماسکی درختوں آنکھیں ہوتی ہیں۔ جیونیٹی کے تیز چوٹے دانتوں والے مضبوط جبرے ہوتے ہیں اس کی دلی مومچیں سی ہوتی ہیں اور ایک ڈنک ہوتا ہے جیونیٹیاں ملکر آپس میں مکان بناتی ہیں جیونیٹیاں زیادہ تر زمین میں رہتی ہیں اور بعض اوقات پتھر کی دیواروں اور سوسے درختوں کی خشک جڑوں میں بھی یہ اپنا مکان نہایت ہوشیاری سے بناتی ہیں باہر سے انکا مکان ایک مٹی کا ڈھیر سا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر ایسے اچھے چھوٹے چھوٹے کمرے اور راستے ہوتے ہیں کہ جنکو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان کے بل کچھ دو تک زمین کے اندر چلے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے بذریعہ صاف

نستہ ہی ستر کوں کے سٹے رہتے ہیں انہیں بل نہیں دینے چو نکو رکھتی۔ ۱۔
 ہاں ہی ہیں۔ یہ دوسرے کیرن کی طرح انڈے سے نکلتی ہے۔ پہلے یہ بہت چھوٹا
 ہوتا ہے تب اس اپنے لئے خول بنا لیتی ہے اور اس کے اندر سوجاتی ہے
 جب تھوڑے دن کے بعد بڑی ہو جاتی ہے تو اس خول کو کاٹ کر باہر
 نکل آتی ہے۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ چیونٹیاں اپنے عیوں کی
 حفاظت نہیں کرتیں۔ چیونٹیاں اپنے چو نکو خوب اچھی طرح دھنی میں لالہ
 کا مارنے والی چیونٹیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ یہی چو نکو کھانا کھاتی ہیں۔
 یہی انڈوں کی خستہ طریقی کرتی ہیں۔ انکو صاف کرنے کے لیے حسن وقت
 چاننے لگتی ہیں اور وہ جگہ جہاں انڈے رکھے رہتے ہیں زیادہ گرم
 یہ زیادہ گرم ہے تو انکو لہجہ اگر کسی مناسب جگہ پر رکھتی ہیں جب تھوڑے
 سے بڑھتا ہے۔ تو کام کرے والی چیونٹیاں بہت ہوشیاری سے ان کو دھوتی
 ہیں اور ان چو نکو کھانا کھاتی ہیں جب وہ خول کے اندر سوجاتا ہے تب
 بھی اسکی خبر دہی کیا کرتی ہیں۔ اگر ن ٹوٹ جاوے یا اس کے اندر کوئی دشمن
 پیدا آوے تو وہ جھٹ پٹ کرتے چو نکو اٹھا کر کسی ایسی جگہ میں لجاتی ہیں
 جہاں بے خطر ہو سکیں۔ جب بچے باہر نکلتے ہیں تو ان کو دوسری چیونٹیاں
 ہر صحت تک کھلاتی پلاتی اور صاف ستھرا رکھتی ہیں۔ جب تک کہ وہ بھی کسی
 کام کے لائق ہو جاویں۔ یہ اس کام میں ایسی لگی رہتی ہیں کہ انہیں بالکل
 دنیا و مافیہا کی خبر تک نہیں رہتی ہے۔ شاید چیونٹیوں کی سونگھنے کی قوت بہت
 تیز ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مٹھائی وغیرہ کی بو پا کر دور دور سے آکر اٹھا لجاتی ہیں۔

چیونٹی کبھی کوئی چیز کیلی نہیں کھاتی بلکہ اپنے مکان میں ایجا کر سب ملکر کھاتی
 ہیں۔ میں بیان کر چکی ہوں کہ بلوں میں بہت سی کام کرنیوالی چیونٹیاں ہوتی
 ہیں جو بچونگی خبر داری کرتی ہیں۔ ان کے سوا اور بھی کام کرنیوالی چیونٹیاں
 ہوتی ہیں جو کھانا لایا کرتی ہیں مگر ہر ایک گھر میں کچھ چیونٹیاں ایسی بھی
 رہتی ہیں جو کچھ کام نہیں کرتیں بلکہ انڈے دبا کرتی ہیں۔ اکثر بلوں کے پاس
 پردار چیونٹیوں کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان میں آدھے
 دونوں قسم کی چیونٹیاں ہیں اور یہ ابھی انڈوں سے نکل ہیں۔ پردار چیونٹیاں
 کچھ کام نہیں کرتیں۔ کام کرنے والی چیونٹیوں کے پر نہیں ہوتے۔ پردار
 چیونٹیاں دھوپ میں پھر اُرتی ہیں مگر ان کے پردے تک نہیں پہنچتے توڑتی
 ہیں۔ یہ گریا جاتے ہیں تب مادہ چیونٹیاں یا تو بل کو واپس جاتی ہیں یا کسی نئے
 گھر میں جا کر رہنے لگتی ہیں یہی پردار چیونٹیاں انڈے دیتی ہیں ان کے
 پر جھبڑ جاتے ہیں۔ زمین کے اندر بلوں میں پر دنگا کچھ کام نہیں ہوتا مگر چیونٹیاں
 کبھی گھر کو واپس نہیں آتیں۔ میرے خیال میں چیونٹیاں ایک دوسرے کو سونگھ
 کر پہچان لیتی ہیں۔ کیونکہ جب کسی دوسرے گھر کی چیونٹی دوسرے گھر میں جاتی
 ہے تو وہ مار کر نکال دی جاتی ہے۔ کچھ چیونٹیاں ایسی آفت کی پرکاشا ہوتی ہیں
 کہ وہ ہر ایک سے لڑا کرتی ہیں وہ فوج بنا کر دوسری چیونٹیوں کے بلوں پر حملہ کرتی
 ہیں۔ وہاں جا کر خوب گھسان کی لڑائی ہوتی ہے یا شک کہ دونوں طرف
 کی بہت سی چیونٹیاں ماری جاتی ہیں عموماً وہی چیونٹیاں خقیاب ہوتی ہیں
 حملہ کرتی ہیں۔ جب چیونٹیوں کو نوکر فکی ضرورت پڑتی ہے تب چیونٹیاں

رانی ہیں۔ کیونکہ انکو کیا معلوم کہ ہمارا گھر کون تھا۔ کچھ چوٹیاں تو اپنا کل کام
انہیں ان غصبت کے نوکروں سے لیتی ہیں۔ خود ذرا بھی نہیں کرتیں۔ البتہ اگر کسی
مہم پر بھیجے تو مہنسی خوشی حاضر ہو جائیگی۔ آپ لوگوں نے اکثر دیکھا ہوگا کہ
چھوٹے چھوٹے دستوں میں چوٹیاں لپی رتی ہیں۔ اس سے ایک ٹھٹھے
لیسہ اسکرل کھال رہتی ہیں۔ پس ایک چھوٹے سے سبز گول کیرے کے بدن
سے کھتا ہے اور کیرے اکثر دستوں میں چھپے رہتے ہیں کچھ چوٹیاں ایسی
ہوشیار رہتی ہیں کہ وہ اس سر کے لیے ان چھوٹے کیروں کو ہالٹی میں جب
یہ کسی پودے پر ان کیروں کو دیکھتی ہیں تو اس کے گرد ایک گھیرنا کر انکو
چھوٹے چھوٹے کروں میں بند کر دیتی ہیں ان کروں کے دھڑا سے
استدر چھوٹے رکھتی ہیں کہ خود نکل جاتی ہیں لیکن وہ کیسٹہ اسیں نکل سکتا
چوٹیاں ان بیچارے بے گناہ قیدیوں کو خوراک پہنچاتی ہیں جبکہ
ترے ہوتے ہیں تو ان کو تھپ تھپا کر ان کا سرس چوس لیتی ہیں اور
کھا ڈالتی ہیں۔

بھلا کوئی دوسرا جانور بھی اس جانور کے برابر عقل مند ہوشیار ہوگا کسی جانور کی
نسبت پر نہ سنا ہوگا کہ ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں گھوڑی کیتی۔ بیل۔
کبھی میں چالائی نہوگی جو چھوٹے سے آفت کے پرکالے دکھاتے ہیں +
چوٹی ہوشیاری۔ چالاک میں سب جانوروں سے سبق لے گئی ہے۔
جن بہنوں کو اس چالاک جانور سے مٹھال کے بچانے کی ترکیب معلوم ہو
وہ براہ کوازش تحریر فرمائیں + از سیون ضلع اودھا

نمونیا

نمونیا کی وجہ سے جملہ قصاصان ہوتے ہیں اس کا باعث زیادہ تر یہ ہے کہ بعض ضروری باتوں پر چلنے کی پروا نہیں کی جاتی۔ اگر نمونیا کے مریض کی دیکھ بھال عین موقع پرستہ دل طریقہ سے کی جائے تو اس کا بچ جانا لازمی ہے۔ ضروری چیزیں جو زندگی کی قائم رکھنے کے لئے درکار ہوتی ہیں نہ موجود رہیں اور بیمار کو بالکل قدرت کے حوالہ کر دیا جائے تو خود دستہ دل طور پر بیماری جاتی رہتی ہے۔ نمونیا کی حالت میں جسم کو سب سے زیادہ ہوا پانی، غذا اور کافی آرام کے معقول مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ سب سے بڑی چیز جو نمونیا والے کو زندگی کا شکار بناتی ہے وہ تنگ تاریک حجرہ ہے جس میں صاف اور تازہ ہوا اکثر سے نہ میسر آسکتی ہو۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ خالص تازہ پانی بیمار کو دیکر مرض کے حبشہ اشیم دور کرنے میں گروہوں کی مدد نہیں کی جاتی۔ ضرورت سے زیادہ کھلا دینا یا بے وقت اور بے قاعدگی کے ساتھ غذا دینا یا بد پرہیزی کرنا۔ بیمار کی تمام قوت کو سلب کر دینا ہے۔ اس کی ساری طاقت اس لیے وقت کے ناموافق غذا کو ہضم کرنے کی کوشش میں صرف ہو جاتی ہے اور بیماری کا مقابلہ کرنے کا اس کو موقع نہیں ملتا۔ یعنی یا شور بہ۔ نمونیا والے کے لئے کوئی مفید

غذا نہیں ہیں۔ ان سے کوئی خاص طاقت نہیں پیدا ہوتی۔ بلکہ خود
 مگر۔ دل پر ان کی بدولت زیادہ بار پڑ جاتا ہے۔ شکر بہت مقوی
 اور نہایت کارآمد غذا ہے۔ اس کے کھانے کے بعد کسی قسم کا فائدہ
 اس میں سے نہیں نکلتا۔ یہ جزو بدن جو جاتی ہے اور صرف پانی اور
 کاربانک ڈی آکسائیڈ کے کچھ اجزاء ہی رہتے ہیں۔ انٹیسٹین اور وڈو
 نوٹیا کے بیمار کو بہت مناسب حال ہیں۔ خوں و دہشت زندگی منکر
 اور تھکاوٹ بہت بُرے نتیجے پیدا کرتے ہیں۔ بیمار کو ہمیشہ بالکل
 سیدھا رہنا چاہئے۔ ورنہ دل روانی خون کے نفل سے عاجز
 آجاتا ہے۔ نوٹیا کی بیماری میں صرف ایسی دواؤں کی ضرورت ہے جو
 دل کو اپنا کام پورا کرنے میں مدد دیں اور بیمار کو تسکین کی حالت میں
 رکھیں۔ دنیا میں کوئی ایسی دوسری منفعی بیماری نہیں ہے
 جسکا نوٹیا کی طرح خود بیمار کی جسمانی قابلیت سے قدرتی طور پر اثر پڑتا
 ہو۔ نوٹیا کا علاج گویا خود ہمارے جسم میں موجود ہے۔ جب کوئی
 آدمی نوٹیا سے علیل ہوتا ہے تو اس کی جسمانی قوت کا بیماری کے
 ساتھ خوب مقابلہ ہوتا ہے۔ ایسے وقت اگر بیماری دیکھ بھال
 عین قانون قدرت کے مطابق کی گئی ہے تو پھر پانچ روز یا زیادہ
 سے زیادہ دس دنوں میں پورا فائدہ ہو جائے گا فقط

سید خورشید علی

مینہ برفِ اولے

سلسلہ کے نئے مارچ کا پہلا خط ہو

مینہ | اب تم سمجھ چکیں کہ پانی کی جھاپ جو سورج کی گرمی سے بڑے بڑے دریا تا لالاب اور سمندروں سے اڑ کر گرم ہوا کے ساتھ اوپر کو جاتی ہے وہ عمل ٹکافت سے پھر بادل کی صورت میں نمایاں ہوتی ہے تم نے دیکھا ہو گا کہ برسات کے موسم میں کالے کالے بادل جھوٹے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کبھی تو وہ ہوا کی گزری سے تحلیل ہو کر پھر بارش من جاتے ہیں اور تو ان کو یہ دیکھ سکتی ہو اور کبھی ایسا جم کر برستے ہیں کہ نام جل تھل ہو جاتا ہے تم اس جگہ پوچھ سکتی ہو کہ آخر اسکی وجہ کیا ہے مینہ برفِ اولے اور بانی کہاں سے ہے ایک ذرا تامل اور تکیہ سے کام لو تو تم خود سمجھ جاؤ گی یہ تو مانی ہوئی بات ہے کہ جب آسمان پر بادل ہوتا ہے تو مینہ برستا ہے اور اگر بادل نہ ہو تو مانی کا برسا معلوم برسات کے دلوں میں بادل دیکھ کر تم مینہ کی منتظر رہتی ہو اور خوش خوش جھولا جھولتی ہو مگر بادل سے مینہ برستا ہے۔ اب خیال کرو کہ بادلیں پانی کہاں سے آتا ہے۔ تم اس کے متعلق اوپر پڑھا آئی ہو کہ بادل کوئی جانور نہیں ہے جو سمندر سے پانی پکڑ آتا ہے اور زمین پر مینہ برساتا ہے بلکہ بادل خود پانی کے ننھے ذرات کا نام ہے جو ہوائیں آویزا نظر آتے ہیں یا پانی کے یہ چھوٹے چھوٹے ذرات جو بادل میں بھرے ہوتے ہیں سردی پا کر جب ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں تو پانی کی بوتلیں بن جاتی ہیں

یہ بوندیں پانی کے ذرات سے بھاری ہوتی ہیں جو ہوائیں ٹکی ہوئی نہیں نکلتیں
 مجموعہ ہوتا ہے کہ وہ زمین پر گرنی شروع ہوتی ہیں اور سطحِ مینہ پر سنا ہے
 برت اور گلاس والا بخوبی تو کر چکی ہو تم کو یاد ہو گا کہ پہلے گلاس پر ایک بخار
 سا چھا گیا جو بعد کو خشکی پا کر پانی کا قطر بن گیا اور دھول کو بچے کرنے لگا۔ پس
 یہ سمجھ لو کہ تمہارے بخار میں گلاس کے اور سے پانی کی بوندوں کا دھول کر گرنا
 آسمان سے مینہ رسنا دونوں ایک ہی سی باتیں ہیں۔ جس طرح گلاس کے اوپر
 چھوٹے چھوٹے ذرات آبل کے مل جانے سے جو بخار کی صورت میں دکھائی
 دیا پانی کا قطر بن گیا۔ اسی طرح آبل میں جو پانی کے ننھے ذرات مہم ہیں۔
 ان کے باجم مل جانے سے بوندیں بن جاتی ہیں جن کے بوجھ کو ہوا
 سبھال نہیں سکتی۔ وہ ذرات باجمہ نیکر برس پڑتی ہیں جس سے مینہ ہری اور
 تاداب ہوتی ہے۔

برق۔ تم نے اپنے جغرافیہ میں پڑھا ہو گا کہ جس ملکوں میں شدت سے
 سردی پڑتی ہے وہاں جاترہوں میں برق باری ہوتی ہے۔ ٹکوحیرت ہوگی
 کہ یہ برق کہاں سے آتی ہے اور کیوں کر بن جاتی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں
 جسکو تم نہیں جانتی ہو۔ مینہ برق اوڑے یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے
 ہیں۔ پانی کی بوندیں جب سستال رہتی ہیں تو تم ان کو مینہ کہتی ہو اور جب وہ منجمد
 ہو کر گرتی ہیں تو ان کا نام برق یا اولا ہوتا ہے۔ تمہارے اہل بادل سے
 مینہ پرستا ہے اور سرد ملکوں میں جہاں کی ہوا نہایت سرد ہوتی ہے بادل
 سے برق گرتی ہے۔ دونوں واقعات کی وجہ ایک ہی سی ہے فرق اتنا ہے کہ

سرد ملکوں میں سردت برودت کی وجہ سے بادل میں جو پانی کے ذرات بھرے ہیں وہ بچھڑ جاتے ہیں۔ اور آسمان سے برف کے گائے ڈھنکی ہوئی دلی کی طرح آہستہ آہستہ گر آتے ہیں۔ برف کے ساری زمین ڈھک جاتی ہے جس کا پرت تہ بہ تہ جتنا جاتا ہے یاں تک کہ برف کی سلیں بن جاتی ہیں جن مکوں میں سورج کی گرمی ایک ذرا سی بھی تیز پڑتی ہے وہاں پُرد و پُرد چڑھتے برف پانی ہو کر بہ جاتی ہے۔ لیکن قطب شمالی یا جنوبی کے پاس جہاں جاڑوں میں سورج کی گرمی مطلق نہیں پہنچتی وہاں برف کے پھاڑ بن جاتے ہیں جو گڑی کے دنوں میں سورج کے حرارت سے کھل کھل کر پانی ہوتے جاتے ہیں۔ اور اسوج سے ان ملکوں سے جو دریا کھل کر دو سکر ملک کو گئے ہیں ان میں گرمی دنوں میں جوش آتا ہے جو ایک حیرت کی بات ہے ÷

! اہل سے برف کے گرنے کا نشانہ تو تم نے نہیں دیکھا ہو گا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے ڈھنکی ہوئی دلی کے نچے اتر رہے ہیں جو زمین پر پہنچ کر سورج کی کرن سے کبھی کبھی بالکل ہی بلور کے ٹکڑوں کی طرح چمکے کھائی دیتے ہیں۔ برف کے چھوٹے ٹکڑے کو اٹھا کر اگر کسی سیاہ کپڑے پر رکھ کر دیکھو تو وہ تم کو ایک چمکتا ہوا ستارہ نظر آنے لگا۔ ہر ذرے میں طرح طرح کی شکل کے تم کو چہلہ با یک نوکدار قلم دکھائی دیں گے جو جن میں آپ اپنی نظیر ہیں یہ سچھوٹ سیڑیاں ہیرے کی کئی کی طرح آفتاب و آفتاب نور کرتی ہیں اور اسوج سے برف بلور کا ٹکڑا معلوم ہوتی ہے ÷

جاڑوں میں جب رات کو یا لاڑتا ہے آتا لا بلور کے اوپر پکا پانی جم جاتا ہے

ان بان کی سطح پر ایک ہلکی بورک سی چاند نظر آتی ہے مطلقاً میں اسکو صحیح کہتے
ہیں۔ سچ کے ٹکڑے کو ہاتھ میں لیتو تو ہم اس کو نہایت سرد پائلی زمین پر گرادو تو
نوٹ کر رکھنا جو رنوحا۔۔۔ نئے گا ادا اس میں خود دیکھو نوٹم کو داریا کی جنیروں نظر
آئیں گی۔ زور سچ کئے ٹکڑے نہایت سرد تنگ اور شفاف ہوتے ہیں۔

راٹوں کو جب سر دی زیادہ بڑھتی ہے تو تالاب کا پانی چند بڑے کچھ ہوتا جاتا ہے اور سطح شاید سارے تالاب کا پانی جم کر کچھ کی ایک بڑی پٹن بن جاتا ہے لیکن جاتک دیکھا گیا ہے وہ کاپانی منجمد ہوتا ہے اور اندر کا پانی سیال رہتا ہے کل چیزیں جو سیال ہیں وہ مجمد ہو کر باقی ہوتی ہیں لیکن ایک پانی ایسی چیز ہے کہ وہ جب منجمد ہوتا ہے تو ہلکا ہو جاتا ہے ہی وجہ ہے کہ تھارے گلاس میں برف کا ٹکڑا پانی میں سیر کرتا رہتا ہے اس اصول کے مطابق جب تالاب کا پانی جم جاتا ہے تو تھنی سلیس پانی کے اوپر بڑھتی رہتی ہیں قدرت نے اس میں ایک بڑے کچھ کچھ ہے تعجب شمالی اور جنوبی کے پاس بڑے بڑے دریا جالوں میں کچھ کی سیل میں چلے ہیں لیکن اندر کا پانی سیال رہتا ہے جس سے دریا کے کنارے زنا رہتے ہیں۔ اگر کچھ چٹانیں پانی سے لمبی نہ ہوتیں تو بڑھو ہی جاتیں اور سطح زیادہ کچھ پانی منجمد ہوتا جس سے ان کے اندر کے رہنے والے ذی حیات ہر نوعیت کمر جاتے +

تم نے دیکھا کہ سنری سے پانی جم جاتا ہے لیکن زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ وہ
ایک بیکہ منجمد ہوتا ہے۔ اس کی خشکی مڑتی ہے یہاں تک کہ وہ نہایت
سرد ہوتا ہے اب اس کے بعد جب سردی اور زیادہ ہوتی ہے تو وہ

سیال نہیں رہ سکتا۔ پانی کے ذرات جو شدتِ برودت سے ساکن ہو جاتے ہیں یا ایک سلسلہ بندی کر کے اس طرح آپس میں پیوست ہو جاتے ہیں کہ پانی منجمد ہو جاتا ہے اصطلاح میں اس درجہ کی برودت کو جہاں تک پہنچ کر پانی جم جاتا ہے نقطہ انجماد کہتے ہیں۔

اُدے اٹھارے ملک میں اکثر جاڑے یا گرمی کے دلوں میں بڑے بڑے طوفان آتے ہیں اور آسمان سے مینہ کے بے پتہ پرستا ہے جسکو تم بچے کہتی ہو اب یہ سمجھو کہ اُولا کیوں کر پیدا ہوتا ہے تم اور پر پڑھ آئی ہو کہ غبار سے کاسا فرجیب ایک میل سے اوپر کی بلندی پر گیلانوں والی ہوا میں ہلکی سردی محسوس ہوتی پانی جو سفر کے ہمراہ محتاج ہو کر جم گیا، بقا اور جاڑہ کو زیادہ سرد پانگی۔ یہاں تک کہ وہیں سے زیادہ اونچائی پر ہوائی ستری نقطہ انجماد سے بڑھی جاتی ہے جسکو اصطلاح میں سنس ایل کرہ زہرہ کہتے ہیں۔ غرض جب پانی کی بھاپ جو سورج کی گرمی سے پیدا ہوتی رہتی ہے گرم ہوا کے مرغلوں کے ساتھ اوپر کو چسٹہ جاتی ہے۔ تو کرہ زہرہ میں یہونیکر شدتِ برودت سے یکایک جم جاتی ہے اور زمین پر اُدے گرتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بادل سے منبر برستا ہے لیکن پانی کے قطرے راہ میں زمین کو آتے ہوئے سرد ہوا کے طبقہ میں ہو کر گزرتے ہیں۔ اور بانی کی بونا میں اُدے بن جاتی ہیں +

راستہ سین بی - ۱۷۰

مان کی چھٹی اور لاٹلی

پچھلے پرچہ کی دونوں تصویریں جومات کی پوری پوری تصویریں نامرین محبت
ملاحظہ سے گزر چکی ہیں اس سیدہ کی دونوں تصویریں جوش محبت کے علاوہ یہ بھی بتائیں گی
کہ زندگی کا کوئی میل اس سے زیادہ بڑھا نہیں

گو یہ تصویریں ان ٹول کی ہیں جنہوں نے ہندوستانی ماتا تا بددیکھی یا سنی
بھی نہ ہوگی۔ مگر قابل تصور نے مان کے مختلف درجہ دکھا کر یہ تباہ بابے کے مشرق
یا مغرب انہما محبت کے طریقہ مختلف ہیں تمہوں مگر محبت کی زنجیر میں دو برابر جکڑی ہوئی
مان کی چھٹی نو دیکھئے اور اس نگاہ پر غور کیجئے جو اس کی بھولی آنکھوں اور جگر
والے بالوں پر پڑ رہی ہے اور دیکھئے والے کو یہ یقین لا رہی ہے کہ عمر بھر کی کل
کائنات یہی ہے سیدہ ہاتھ میں ہاتھ اٹھا ہاتھ کر میں پڑا ہوا ہے چسپاں
مسکراہٹ بھی کے چرو پر نگاہ مچی ہوئی یہ سب کچھ چند قطرے ہیں اس دیکھے
جو ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا اس دل میں لہر لے رہا ہے +
مان کی لاٹلی مان کے گلے سے ٹلی کھڑی ہے ایک آنکھ بھی کی گڑن کے
نیچے چھٹی ہوئی ہے اور دوسری آنکھ اس صحت کو دیکھ رہی ہے جو محبت
اور محبت کے پال پوس کے اتنا بڑا کیا ہے اٹے ہاتھ میں سیدہ ہاتھ ہے اور اس
کلیجہ کو ٹھنڈا کر رہی ہے جس کی تمام خوشیاں مرث اس ایک مے دابتہ ہیں +
کون بتا سکتا ہے کہ اس ٹلی کیفیت اس وقت کیا ہو اور یہ ماک لاٹلی اس وقت کے

دیکھ کر رہی ہے۔ مان اتنی دعا بھی کرتی ہے کہ ان کی لاٹلی بچے بھولے اور کا کلیم ٹھنڈا رہے۔ + دیکھ کر رہی ہے۔

خدا میرا نگہبان ہے

لے خداوند دو عالم اتونگہاں ہے مرا
ساتھ تو ہر وقت ہی میرے یہ دھبکوبقیں
تو ہی یارب امیرے دستِ مازول کا حصا
خوانِ نعمتِ خبیثے بھکوکھلا کرتا ہے تو
تو ہی دیاں ہر دلِ رنجور کا ربِ کریم !
ٹھکانے پر وہ مرا اسی سیکر ستارِ حبیب
شیوہِ ملت میں سیکر کفرِ نعمت ہر گناہ

دستِ قدرت میں ترے شہرِ تہ جہاں ہوا
تو ہر اک آفت میں مای ہے یہ ایماں ہوا
گو کہ محنتِ تو ہی ہو اور تو ہی چوگاں ہوا
رزق پہ پہنچا دل ہم وہ تکبِ ماکاں ہوا
کون یاں وہ شریکیت دہناں ہوا
یعنی آلودہیت و اماں عصیاں ہوا
شاکرِ رحمت ہوں شاکرِ شکرایاں ہوا
(بیاض لال شاکر)

وطن کی یاد

تجڑ گلوں کے اور تسم و فغوں کے
وہ بھول جن پہ ہوتی تھی سو جانِ شہار
نامو کی جن کے اپنی زباں پر لگی ہر ٹ
کیا جانئے کیا بھی کرتے ہیں یا نہیں؟
آزادگانِ باغِ یسین کھو مجھ سے تم
ایک دم میں بھونک کر کے کر دیاں کوئی باغ
میں جسے لبِ تازہ گرفتار ہوں ابھی
عتیا و چند روز تو میرے لئے بھکوکھو میں

آنکھوں سے آنکھیں جہاں میں اک شہرِ عالم
وہ غنچے جن پہ آج تک دہری میں جاں
آنسو کی جن کی یاد میں سستی ہیں شہراں
ہرگز نہیں نصیب کر آہ یہ کہاں !
آئی تھائے فغوں کی آوازِ گریہاں
اب تک اشروہ کھتی ہو آہِ شرفشاں
گلشن کی یاد دل پہ گراتی ہے بھلیاں
دل کھول کر غنم میں مجھے کونے فغوں

مقامات

ہن مریم صاحبہ کے اہل یہ بھرتی کے روائے شائع ہوا اور جس ایک نصاب میں کی گئی تھی۔
نارنگا یا فرین جھٹکے در خواست کی گئی تھی کہ اپنی اپنی حیثیت کی کوئی ایسی بن کی مدد کریں اور یہ فرمائے
کوائس جن ہنسل لکھا تھا کہ ان کے نام سے چندہ کی رقم کیے جاتے ہیں خدا کو
اسکا اجر میں اور دنیا و دوزخ کے جنوں نے اس نصیب زور کے دور کو محسوس کیا اور لکھا کہ
بنا سنیں سب سب ہوتے ہیں کہ سالانہ ہونے جو کچھ بھی ایک خدمت میں ہوا اسنے ان ہنوں
اور بھائیوں کی مدد بھی ہم تک نہیں پہنچی جن کی بابت میں یقین ہے کہ وہ ضرور اس کا فائدہ
سریک ہوں گے۔ امید ہے کہ نافرین جھٹکے اس سچی خبرات میں حصہ لے کر تواب میں حاصل کریں گے۔

منشی ناصر احمد صاحب جالندھر	۴	اس شریف میں ایک ہی پکا دیں۔
شاہجہاں بیگم زور عبدالباقی	۴	ضرورت ہو کر اس مضمون کو جمع فرمائیے اس کار جہاں سب کو شریک نامنا سب سے
ہشیرہ عبدالحکیم صاحبہ کانپور	۴	ہن مریم صاحبہ کے اہل میں کوئی بھی نہیں ایک
والدہ محمد محمود صاحبہ	۴	سیرا اور ایک منشی عبدالحکیم صاحبہ کا ہے
بالو ظلام قادری صاحبہ لاہور	۴	دور دور پرانے کی طرف سے اور ایک منشی جو لاہور کا
بیگم متاثر اللہ خاں صاحبہ لاہور	۴	شریف سہ کے قرض میں جمع فرمائیے۔
بنیت میاں محمد رفیع بیر برٹ لاہور	۴	سعیست مدد لی کا حال پڑھ کر نہایت ہوش
بلقیس جہاں بیگم صاحبہ	۴	ناچیز رستم ارسال ہے
سیران گل روہیہ	۴	ہن مریم صاحبہ کا اہل پڑھ کر کھٹ رنج ہوا براہ
بیوہ روہیہ ہے جو ۳۰ ستمبر ۱۹۸۸ء تک وصول ہوا	۴	مریانی کس پیہ قرضہ کے فنڈ میں جمع کر بیجے میں اور یہ پیہ جمع کرنے کی کوشش کر دیں
منشی آرڈر ابی ملی نہیں ہوئی ہے	۴	منشی آرڈر ابی ملی نہیں آئی

ہن مریم صاحبہ کے اہل میں شالہ چندہ و ذمہ چندہ ارسال کر دیں گے۔ سیرا جہاں خدی کو برا لکھ
چندہ اہل میں ملے ہوگی۔ سزا جس میں ہوئی۔

بزم عصمت

عصمت پلٹنا ہے، جہد ہے کہ پھیلے
 برہم میں اس سرین عصمت کے ہیں ستیان احمد
 ادبی کا یہ طوفان، خریداران عصمت میں سیو
 میں اس عنوان پر جس کا اچھا معمول کھسکا
 کہو ہر طرح صامتہ، جسے ہیں ادا ایک
 انسانی یا سونکی گھڑی اندر دی جائیگا، نہایت
 دھنکے کچھا ہو گا، ہم اچھے طرح اسے نہایت
 ایک آدھ لکھا، ابھی عام طور پر ماری ہیں
 میں تنائی ہی نہ باقت، فرصت، جو چند روز
 سیو ہو رہی، سکہ پر کھینچ کر لکھیں لیکن یہ پاتے
 میں عصمت کی چڑھے دایاں رفتہ رفتہ اس کی
 ہر بائیں نہ وہاں ہی ضرور کو کو اچھے طرح کھسکے
 یہ بھی ہم کو اچھے طرح نہیں ہے کہ ماری ہو رہیں
 ایک شہر کی زیادہ پردہ نہیں لکھیں لیکن آگے
 ساتھ ہی یہ ہم کو لکھیں لاتے ہیں کہ منتر شاق احمد
 صاحب کا یا انعام بہت کے اعتبار سے کیا ہی جو
 مگر وقت کے اعتبار سے اتنی قیمت رکھتا ہے کہ عصمتی
 سنیں ضرور سہل تر ہو جائیں، ہماری خواہش
 ہے کہ ہم ہمیشہ عصمت یا منتر کا اعلان کرتے ہیں
 تاکہ کہ جن کو اس میں کوشتن کر لیا ہو وقت، قد
 بے امید ہو کہ اس کے بعد کوئی اور میں عصمت لیز
 کا اعلان کر لگی، منتر شاق احمد صاحب کا انعام
 مال کر سوا لی بیس، یہ درہ نو منتر کا آپ مضامین
 دفتر میں بچدیں اس انعام کا حق نہ کوئی رو سکتا ہے

نکوئی ایسی خالوں جو عصمت کی حریدار نہیں ہیں
 جائینٹ، ایڈیٹر
 عصمت کو ہفتہ وار کر کے واسطے قریب قریب تمام
 خریداران عصمت کے خط لپکے ہیں لیکن ہماری
 دو ہفتوں کے خط جو ہم دینے کے لئے ہیں مراد وہ
 عدد کے قابل ہیں میں مسجد جہاں کچھ کی گئے
 کہ ایک دو اخبارات بعدہ وار کو دینی طور پر لکھیں
 واسطے جاری کیا جائے اس کی تار پہنے کہ تمام
 حریداران عصمت میرے غور سے ہیں، ادا کر اس
 تجویز سے سب سے معنی ہیں تو میں اس حکم
 کی حیل میں لگا رہیں +

میں کئی پرچہ میں دیکھ چکی ہوں کہ عصمت کی
 سونکی یا لے ہو کہ عصمت ہفتہ وار ہو جائے
 میری رائے اس کے خلاف ہے، ہر ہفتہ آگے
 مضامین، ہمارے ہونے تو بھری کے مضامین جو
 اور پھر عصمت کی یہ چند نہ رہے گی، اگر نہیں
 پسند کریں اور مضامین نگاری کا وعدہ کریں
 تو ایک بار ہفتہ وار جاری کر دیجئے لیکن عصمت
 ہفتہ وار ہونے پر منتر یا سوال کی طرح
 بگڑ جائیگا۔ سہ، نہ صرف۔ ازرا اگلو گلو
 میری رائے میں یہ ہے اسکے کہ اب عصمت کو
 ہفتہ وار کریں ایک دوسرا اخبار لکھ دیں
 کے واسطے ہفتہ وار جاری کر دیجئے عصمت میں
 بعض مضامین ایسے ہوتے ہیں جو چھوٹے ہیں

سجھ سکتی ہیں ابھی نہیں سمجھنے کی ضرورت ہے
اگر آپ صحت کو بیاہی ہوئی عورتوں کے دیکھنے
اور دیکھنے والوں کو کوئی ایسی باتوں کے دیکھنے
کو دیکھتے ہیں ضرورت پوری ہو۔
سید جہاں سیکم کا بیوہ۔

گوند کا حلوانے کی ترکیب

گوند بول یعنی لیکر باؤسیر۔ بید لگھوں یا دیر
گھی۔ یا دیر۔ قند ڈیڑھا تو۔ نوٹ لگائی
آدھی آدھی جینا تک۔

پہلے گوند کو گھی میں ڈیڑھا یا ڈیال ڈالو
آگ چڑھو صاف۔ جب گوند کچھ کا ڈھا ہوتا
تب آگ سے اُٹار کر جھان لیں پھر گھی کو گھی
میں ال کے آگ چڑھو صاف اور نوٹ لگائی
ڈال دیں۔ گھی جب گرم ہو جاوے تب اس
میں میدا ڈالیں اور بار بار چلاتے جاویں میدا
جب بادامی رنگ کا ہو جائے تب تھکا
قوام بنالیں اور گوند گھی ڈالو خوب ملا دیں
ٹکا ٹھا جو جاوے سب کیڑا ڈال کر تار لیں

دوسری ترکیب گوند کے لڈو

میداح کا ایک سیر گھی آدھ سیر قند تین پا
گوند۔ باؤسیر۔ بادام کی گری جیٹا تک بھر
یستہ کی گری جیٹا تک بھر۔ کسٹھ جیٹا تک
کھوپا آدھ یا تو۔ کھالے آدھ یا تو
پہلے تھوڑے سے گھی میں گوند کر لیں

جب خوب پھول جائے تب اسکو کھل میں
کھانے کے برابر برابر کر لیں لقمہ گھی میں کچے
میدے کو ریاں کر ڈالیں جب وہ بادامی
رنگ ہو جائے تب اس میں گوند اور قند
اور میدا ملا دیں اس میں سب گرم ہو جاوے
تب دوسرے برتن میں آندیل دیں اور گرم
ہی گرم جائے سے اندوٹائیں۔

اخا کسدا دھونہ
آج ہی غیر عصبیت آما ہوئی ہیں کیا
ہوؤں کی تصویریں دیکھتے ہی عصبیت ہی تھوڑی
آنکھوں میں بھر گئی مادہ بہت دیر تک میں
بھی تصویر کے سامنے تصویر بنی بیٹھی رہی
بھرو۔ قردانی شروع کی تو تصویر اٹھلا
والا صورتوں نظر پڑا۔ نہایت ہی دلگیر صورتوں
میرے دل پر کھینچے پڑا اثر کیا ہے۔ اور میرا
خیال ہے کہ بہا کر کے کس عصبیت بنائیں
ضروری عالمگیر ہوگا۔ اس کے بعد اور چند
دن آئے مجھے کہ نرم عصبیت میں وہ عصبیت
جسکا حل میں ذیل میں مسج کر لی ہوں۔ بعض
کرتا کہ مجھے اس کے حل کرنے میں کوئی وقت
پیش نہیں آتا۔ مگر دیکھتے ہی انقلاب
میرے منہ سے نکلا۔ اور اسی وقت کا فائدہ لیکر
آج کو پہلے مٹھ گئی۔ خدا کے سب سے پہلے
سرا سی مل آپ کے پاس پہونچے۔

آپ کی بس۔ بس۔ ف۔ ا۔ پتو
لخص بنیں ایک یہ سمجھ رہی ہیں کہ (نام)

و حتی وہی ہوگا جسکا جواب دفتر میں پہلے آجائے لیکن ہم اعلان کر چکے ہیں۔ خیال غلط
 صاحب صاحب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو قرہ ڈالاجاتا ہے اور اس میں جسکا نام لکھا وہ
 انعام کا مستحق ہے جانکٹ ایڈیٹر

انست کے سارا میں جو مقرر ہوا تھا اسکا جواب جن بنوں نے انقلاب یا ان کے
 ہم میں کئے جاتے ہیں بیگم صاحبہ قبل اول براہ مہربانی اپنے پورے چتر مطلق فرمائیں تاکہ
 انسانی کتاب روانہ کر دی جائے۔ بیگم صاحبہ انبر ۲ کی خدمت میں کتاب بھیج دی گئی۔

رحیب صاحبہ سکسہ آباد۔ سر سرائے نور احمد صاحبہ دانی کہت۔ رحیب صاحبہ
 راکھو گڑھ۔ بیگم عبداللہ صاحبہ شاہ جمال پور۔ ہمشیرہ عبدالحلیم خان صاحبہ کانپور۔ بیگم یعقوب علی
 صاحبہ بیرون۔ حمیدہ خاتون صاحبہ بڑا کٹہ۔ عزیز بیگم صاحبہ بڑی۔ انور بیگم صاحبہ
 وادہ حفصہ الدین صاحبہ جیدہ۔ آدکن۔ مسررحمت اللہ صاحبہ شریفہ ہمشیرہ محمد فیضی صاحبہ لویا

تیرہ خاتون صاحبہ محمد یونس محمد رسول صاحبہ جل پور ہمشیرہ عبد القادر صاحبہ منگل پور۔ مسرہ
 داروق صاحبہ شمسہ محمد عثمان صاحبہ بھوپال۔ ارچوٹ خلیع جھنگ صاحبہ باکھٹ بہاؤنگر
 مسررحمت اللہ صاحبہ جیدہ۔ آدکن۔ ہمشیرہ محمد یوسف انزال صاحبہ اوواؤن۔ رحیب صاحبہ
 ایڈیٹر بھالی۔ ہمشیرہ عبد القیوم صاحبہ لاہور۔ شہزادہ بیگم صاحبہ جیدہ۔ آدکن۔ اہلیہ آغا

بادری صاحبہ جیدہ۔ آدکن۔ مسر ملک دہاں ہمدی خان صاحبہ جیٹا۔ اہلیہ بیگم صاحبہ
 بی بی سمیت۔ این بی بی بیگم صاحبہ ہردوئی۔ مسر محمد دل صاحبہ آدکن۔ ہمشیرہ منشی مدیر احمد صاحبہ
 جلیپور والدہ صاحبہ پیرزادہ عبد الرشید صاحبہ بھوپال۔ اندرون خانہ احمد خان صاحبہ جیٹا
 اہلیہ میرزا محمد آسمان صاحبہ تالی۔ بی بی۔ مسرہ مگریم دار صاحبہ گوالیار۔ مسر لطیف بیگم صاحبہ

آدکن۔ مسر مسریدین میرزا صاحبہ جیدہ۔ آدکن۔ بی بی۔ صاحبہ آدکن۔ صاحبہ کا کوری۔ رحیب۔ مسر
 عبدالت صاحبہ علی۔ مسر شریح علی صاحبہ باکھٹ۔ مسر صاحبہ محمد صاحبہ مدراس۔ بیگم نواب
 مسر علی خان صاحبہ افتخار جیدہ۔ ہمشیرہ شہزادہ محمد صاحبہ لویا۔ مسر احمد حسن صاحبہ بیگم صاحبہ

عصمت کی جتنی تعریف کجھلتی کہ ہے۔۔۔ وہ دریا بے آب کو کپڑے پہن کر جاسیے کہ مثل گو
 ہر وہ کھڑے سے حدائے کریں لو اس کے لاجواب مصاحف سے ہمیشہ مستعین ہوا کریں۔
 اگر مہارسی نال ہیں جن کے بے سامعین اکثر عصمت پر سنا کر رہتے ہیں تو تاتوا تو سنا سونچ سونچا
 اسلام کے آن بزرگوں کی جھولتے آئینے فلم اور بیگم مدد سے جہنم اسلام کا مشرق و مغرب لگا کر دکھا
 تھا لہذا ان حاتمین کو دیکھ کر ہنسنے کے لہذا محمد کی سہا بناریج دے رہی ہے لہذا کریں تو بہت مفید ہو

اس قسم کے مصاحف میں جو کتاب "تذکرہ اہل حق" میں لکھا ہے ان میں سے کچھ بھیج دی گئی ہیں۔

عالم نسوان

شیخ الاسلام نے قسطنطنیہ میں وزارت داخلہ کے مصلح دی ہے کہ ہماری
عیدیں روز بروز آراوی کی طرح جھک رہی ہیں اور پردہ جو ہمارا قومی شعاً
ہے اسکی حدود سے باہر تانا چاہتی ہیں وہ ایسے طریقے اور لباس اختیار
کر رہی ہیں جو ہماری طرز معاشرت کے مناسب نہیں +
اس مصلح پر وزارت داخلہ نے حکم دیا ہے کہ اس کی روک تھام کی
ضروری تدبیریں کی جائیں اور کوشش کی جائے کہ ہماری عورتیں پردہ کو مانتے
سے نہ ہوں +

عصمت کی لاج

جن بہنوں اور بھائیوں نے عصمت کی ہدایت پر توجہ فرمائی ہے انکا
شکریہ ادا کیا جاتا ہے امید ہے کہ باقی انظرین بھی سطرت توجہ فرمائیں گے

۱ سید رضا حیدر صاحب رضوی کبیر گڑھ

۱ محمد دستگیر صاحب میسور

۱ احمد الحسن ربیع صاحب میرٹھ

۲ نصیر الدین حیدر صاحب کانپور

۱ سر عباس علی صاحب دہلی

نمایش ممالک متحدہ

لیڈن یونیورسٹی

ہمسایہ کی پورٹریٹ پر ایک سکہ کا نشانہ ایک پردہ کلب بھی ہندوستانی دستور کے آداب حکم کا نام
لکھنؤ کے ایک کلب ۱۹۰۱ء کو لیڈن یونیورسٹی کے بہت چندا میں سے ایک کلب کے لئے منفقہ تھا تھا
ماضی میں اس کی چند دوزیں متحدہ تری کر ملنے پر حیران تھے لیڈن یونیورسٹی کے لئے ہندوستانی آداب حکم کا نام
کیا ایک اتحاد و اتحاد جو لیڈن یونیورسٹی کے لئے مخصوص کیا گیا ہے جو شکار اور سیاحت کی ایک کلب ہے جو کلب
کے مرتبہ نام اور جو کلب کا نام میں یا دیا یہ ہوگی جو کلب کے اندر سے دیکھ سکیں گے +

مسٹر لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
ساتھ کی گئی ہیں کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
مسٹر لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے

کلب میں لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
کلب میں لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
دوسرے کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
نمایش کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
نمایش کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے

لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے

لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے
لیڈن یونیورسٹی کے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے لیڈن یونیورسٹی کے نام سے ایک کلب کے لئے

عصمت کی گزشتہ جلدیں

عصمت کی گزشتہ جلدیں محض اسوجہ سے کہ اکثر نئے
 خریدار اس وقت سے طلب کرتے ہیں جب شروع
 ہوا ہمتے حاصل اہتمام سے شائع کی ہیں بالفعل جلد دوم
 جنوری ۱۹۰۹ء سے جون ۱۹۰۹ء تک چھ رسالے
 قسم اول بالصور جلد بندھے ہوئے موجود ہیں قیمت
 صرف (۴۴) علاوہ محصول ڈاک۔ جلدیں بہت کم ہیں
 خریدار بہت جلد طلب کریں +

منیجر عصمت دہلی

مختصر جامع نجوم و ام قبالہ کی آئینہ آئینہ ہائیک علم و حصول قیمت کی رعایت

گنج شمایگان دنیا بھر کی سلفوں کے سونے جاتے تاجے کے سکے۔ دو جلد کامل قیمت ۴۰
 نایب و فغان : نایب کا معنی ہے کہ نایب نشان سکہ کے پیر سے مالوگرام وغیرہ کی تصویر سال ۱۸۰۰
 دستخط ۱۸۰۰ : نام کے تحت اسم کی گلی۔ ہنگامی خود کتوپ شملہ وغیرہ کا حال تعابیر ۸
 تحفہ الطوائف : نایب بھر کے انشان بظاہر پہلے سکہ کے حالات تعادیر سکہ کی خوردی اور طبعیت
 تریس : سکہ کی دی ہوئی دوسرے ملکوں کی آوازیں وغیرہ کا قاطعہ نقشہ و تعادیر۔ دو جلد کامل ۴۰
 تاریخ اودک : چار جلد نایب بران الملک صلاحت خاں کے سکہ و ادب طبعیت : ایک فصل ۱۲
 نایب : نایب سکہ کا نایب تو کوئی تصویر نیست بلکہ تیار ہیں۔ کوئی جو نشت ہی ہیکی تھو کی ہر ۸
 و بعد نام : ادب بندہ گوشت کہ معنی خیرینہ ادا کا ترجمہ آمد و جہات مالوتیں ترجمہ ہو چکا ۸
 کثر الطوائف : نایب بھری ایک ایک صفحہ کلاں پر قابل برداشت بکرت ۱۲
 حد الشایع : کہیں کی تیسے نام الفاظ لغتوں کا معنی : ایک۔ حدیث ضرب المثال وغیرہ ۸
 احسن کاخ : کاخ و خرمیا کی سرخ مری مع کرکات اور اور حقائق عادات و نسب و غیرہ ۱۲
 تذکرہ السلوک : فلسفہ و حکمت کے سہ سہ تصوف کی نایب اور ہی خیم کتاب بل ۸
 مشاعر الفکر : شرح غزلی مولانا سلیمان غلام احمد و در نکات کی شرح حلاول ۸
 جواہر اللب : تاریخ ایضاً و اکابرین و اساتذہ اذی کے خاص شوق و عمل مع ۸
 حیلان : محمد سہاند کے سرخ و کلام چکے کلام کا انگریزی میں ہی ترجمہ ہو چکا ۸
 تاریخ : ۱۸۰۰ میں ۱۰۰ صفحات تاریخ و حال زندگانین کو کیا گرام قابل اسج ہیں ۸
 ۱۰۰ : نایب گزشتہ کاغذ ایک گروہ میں طبع و طبع معرہ ایک کے نام کے قابل بکرت و عزت ۴
 فو تو فی : ان افروز علی اسد علیہ سلم سہر و شمع۔ خفا کوئی سو بکرت قسم کی دانی روپیہ ۸
 سوانح : ایک کامل سوانح کا لہجہ و دم نہ کہ ہر کسی کا سوانح خاندان و سوانح و سوانح عالم حال کی ۸
 رسالہ : مجموعہ سوانح و عزت و خیر کے سوانح شامل ہیں ۱۲ فیض علی کا لہجہ و سوانح ۸
 اخبار : اخبار و سوانح الہی و نایب مذہب۔ انوار سوانح کاغذ و اخبار کا جان نثار و سوانح کاغذ و سوانح ۸
 المشہور منیجر : نیر اعظم بک ایجنسی۔ بی۔ پی۔ ملاد آباد
 (دروہی کمپنڈ)

دیکھو! ۱۵۔ اکتوبر ہی کو نہ چوکن

(صرف ۱۲۵۔ مکمل فرنگی کی قیمت نصف طریت)

جو لوگ فرنگ آصفیہ کے دل ادا ہیں اگر وہ خاص تاریخ ذکر کردہ کو مبلغ و دور روپے
بابت مکمل ڈاک وغیرہ مع ذرا محنت سیرابی پوسٹ آفس میں آبل کر دینگے تو فوراً صحت یابی
مبلغ کے فکرہ میں بذریعہ ہی پلی میٹل پٹے اور دیگر کٹاں قطع کی پٹی یا رول میں
ادما کا نام و صحت نامہ گھر بیٹھے پھکا لیں گے۔ فقط

منیجر دفتر ہنگ آصفیہ سکوپنڈل۔ دہلی۔ ۲۲۔ ستمبر

الناظر

کے جاری کرنیکی فائیتا لیں اے کو ملے یا ان بنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت
تحقیقی مضامین کا خاص التزام ہے۔ دوسرا مقصد فرقہ نشین کی سیاست کی دوستی
تعلیم شاعت اور سر معاشرت کی اصلاح کرنا ہے جس کے لیے آہن ایک جہد مخصوص
رکھا گیا ہے۔ تیسری غرض یہ ہے کہ ملک کے انگریزی خوان طبقہ کو اردو کی تعلیم
پیدا ہو جائے جو غرض کہ انہی اردو زبان کو ناچا ہے جس غرض کے حامل ہو گئے ہیں
الناظر کے صفحہ ۱۴۰ پر تسلیم یافتہ گروہ کی جو مال طبع کیلئے وقف کر دیے ہیں ان کو
اسی گروہ کے قلم سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ انرا بھی صحت باکینگی اور قدرت کی پابندی میں الناظر
آپ اپنی نظیر ہے۔ ان سب باتوں کی علاوہ عام مذاق اور ایک نظر ناظرین کی رغبت طبع کے ساتھ
بھی ہوتا ہے۔ ۱۴۰ و ۱۴۱ کا یہ مجموعہ جو ماہیت جہاں کا ہر مفرد میں کا مصلوق ہے۔ قسم اول کے
کا قدر (نظم) چار روپے میں اور معمولی کا قدر (نظم) درود ہے۔ چہ اند میں ایک روپے۔

منیجر۔ الناظر۔ فلاور غز۔ کھنڈ۔

دی زبان پیدشنگ کمپنی دہلی

اس کمپنی کا مدعا علاوہ اس ہمارے رسالہ زبان کے دیگر مفید مطلب کتاب بھی شائع کرنا ہے علاوہ انہیں یہ ادنیٰ تصنیفات کو بھی اپنی زیر نگرانی عملی و صحیفہ کو تیار ہے۔ لہذا ہم کھالی چھاپائی مانند رسالہ زبان و نگین کام بھی کتاب تولدی پانچ سو روپے کا نقدی روپیہ کمپنی جسے زیادہ حد تک کے لیے نفع کم ہو گا جبکہ فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے +

رسالہ زبان کی قیمت ہے بذریعہ دی۔ پی۔ بی۔ کی نو نمونہ کا پرچہ تو فی نمبر مرکز میں سے کسی ماہ کا اگر مخصوص کیا جائے تو فی نمبر ۱۰۰ نفع اشتہارات یہ میں مشترک یعنی ٹائٹل کے کاغذ پر فی صفحہ سالانہ کی مال نمبر ۱۰۰۔ دیگر مفید کاغذ پر فی صفحہ سالانہ اور سالہ ہی کے لیے نئے پرچہ رسالہ نمبر ۱۰۰ کی کچھ جلدیں موجود ہیں جنہیں جنوری فروری میں اس کے دور دورہ فی سال کے پرچے خریدان کو دیے جائیں گے۔ سو سال کے کیمت خریدار کو دیے میں تیس نمبر بھیجے جائیں گے ان قیمتوں میں وصول ڈاک شامل نہیں ہے۔ اولاً جو دی نمبر کے واسطے پاس بچا جس سریدار خدائنگار ہونگے تو ہر فی جلد دو بار شائع کریں گے +

ہماری تصنیفات میں اس وقت آمڈیل یعنی سواری رام کرشن پریم سنس جی کی سوانح عمری جبکہ پنجاب کیسٹ بک کمپنی نے پسند کیا ہے قیمت فی جلد ۱۰۰ روپے اسکی بابت مختلف رائیں اشتہارات میں درج ہیں +
نوشہ جن بھاب کی خدمت میں یہ چہرہ بطور نمونہ مفت روانہ کیا جاتا ہے ان سے دست لہندہ مستعدا ہے کہ وہ اس کو سرانہر ذریعہ دی۔ پی۔ بی۔ کی اجازت دینے کے بعد بھندہ دہلی کے انور اندر اسکے برخلاف ہمارے دیں گے +

زمانہ

بہترین رسالہ متحد و تصاویر

زمانہ ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخوں میں شائع ہوتا ہے۔ عمدہ
لکھائی، چھپائی، اور کاغذ کے ساتھ ملک کے احمد اہل قلم اور دوسرے
مسلم الثروت اساتذہ اور ملکی رہنماؤں کے عالمانہ مضامین و مضامیر
زمانہ کی علمی تصاویر اسکی خصوصیات میں ہیں +

حجم رسالہ تقویمات ماہوار علاوہ ٹائٹل بیج اور تصویر قیمت سالانہ (دھ)
مع حصول ڈاک بقید پیشگی پہلا چرپہ دی۔ پی۔ بھیج کر وصول کر لیا جاتی
ہے یا بذریعہ منی آرڈر بھیج دیا جائے۔ مابعد لکھ دینے یا نہیں گے
نمونہ کا چرپہ وار وصول ہونے پر یا اجات و ریوی۔ ایل بھیجا جاتا
ہے پیشہا ہی قیمت عام مع حصول۔

ماہیتار حجم سال میں اسکی دو جلدیں ششماہی ترتیب دی جاتی ہیں
پہلی جنوری سے جون تک اور دوسری جولائی سے دسمبر تک
لہذا خریداری صرف جنوری یا جولائی سے شروع ہو سکتی ہے۔
اس کے مضامین نے علمی دنیا میں اپنا سکھ دیا ہے اور ہر طرف سے
اسکی کوششوں کے مشکور ہونیکا اعتراف ہوتا ہے +

المشہر
فنی زمانہ نیا چوک کانپور

انیٹکنے یا تمام امراض جلد بدن کا علاج

جولوگ کرا یا۔ یا زخمی ٹانگ یا بہت دیر تک اچھے نہیں ہونے زخم اور دیرین جلدی بیماریوں میں مبتلا ہوں انکو جانتا چاہیے کہ انیٹکنے یا کے استعمال سے انکو فوراً آرام اور دلکی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جوانوں ازبچوں کی جلدی بیماریوں کے دیکھ کر یہ سچے لکھنا کی بڑی شہود واسطہ تھیکر کائنات میں تو چکنائی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے نہ اور نہ یہ نظر آتی ہے۔ اور نہ اس کے لگانے کیلئے پٹیوں کے باندھنے کی ضرورت ہے یہ چکنائی دوا مرہم نہیں ہے بلکہ طائل جیسی ایک ترقی شے ہے جو زخم کی جگہ جذب ہو کر خشک ہو جاتی ہے نہ زخم کی ٹرن رکھ کر بدبو کو دفع کرتی ہے۔ جلد کو تندرست تمام سوزش اور جلن کو دفع کر کے بیماری کو دفع کرتی ہے۔ یہ دوا ایک خوشنما اور خوشبودار مرہم ہے اور جلدی امراض کے لیے جیسے انگیز طور سے تیر بدن علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے +

جلدی بیماریوں کے مریضوں کو بیکہ زخموں پر مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت بالکل نہیں ہے انکو چاہئے کہ وہ انیٹکنے یا کا استعمال کریں یہ نہایت ٹھنڈا ڈال ٹھنڈا لال جیسی سبب ہے جو سوجنا دوا عاقبت مرہم کے زخم اور جلدی امراض کی جلن کو خوب انگیز طور سے دفع کرتی ہیں۔

جہاں ہسپتال کے مریضوں جگہ اور بے قسم کے علاجوں سے فائدہ نہ ہوا ہو وہاں اس انیٹکنے یا کے علاج سے اور اس کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج ایک بوتل انیٹکنے یا کی خرید کر کے اس خواص کو آزمالو۔

ہندوستان میں تمام انگریزی دوا فروشوں اور دوا گروں کی کھان کیے دیاں سکتی ہر قیمت۔ ایک روپیہ (دھ) فی بوتل علاوہ منسوج روزانہ محصول ڈاک۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برن کی بنائی ہوئی امراض ستورات کی مجرب دوا

عورتوں کی بیماریوں میں نہایت مفید و کمین ملک کی مشہور دوائیں ڈاکٹر ایس کے برن کی بنائی ہوئی دوا
کی قیمت زمانہ کی آمدورہ دوائیں ایک دوا سول کو طائرہ دوا تندر کی گئی ہے
اور اس کی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوئی آئی ہے +
یہ ہر قسم کے امراض ستورات کی دوا ہے ان تمام بیماریوں میں جو پہلے ہیں -
متعلق ہیں یہ دوا فائدہ کرتی ہے اس سے وہ سب شکایتیں جو تکلیف دہ ہیں دور ہوتی ہیں
میں سکڑنا گھٹوں میں درد - دوران سر - جی تھلنا - دغیر وغیرہ دور ہو جاتا ہے -
بسا اوقات کمزوری اور قہاقت کی وجہ ولادت کی فرست نہیں آتی یہ دوا ایسے
موقع پر مفید ثابت ہوئی ہے جو اکسیر کا حکم رکھتی ہے +
قیمت فی شیشی بولہ خوراک چھ سو روپیہ مصلوٹا اک دغیرہ ہر دغیرہ شیشی تک ۸
سٹنٹ ادن دغیرہ شیشی ہاٹل راجپور رکھتے ہیں آج کے جو دغیرہ شیشی امراض
ستورات کی دور دوائی کی اکسیر سے ہمارے سرخیوں کو صحت آ رہی ہے
لہذا تین شیشیاں اور بھیج دیجئے +

المشہور
ڈاکٹر ایس کے برن نمبر ۵ ونبر ۵ تا اجنٹ
اسٹریٹ کلکتہ

(موجودہ)

صحت کی دوسری جلد جنوری ۱۹۹۰ء سے جون ۱۹۹۰ء تک ہر چھ مہینے کی قیمت فی جلد چھ

اسٹرس کارڈیل اوف کاڈلور اکسٹریکٹ

یہ نہایت عمدہ غذا و مقوی دوا تمام نازک مزاج عورتوں بیماروں اور بچوں کے لیے ہے جس کا ڈلوریل کے تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مالش نہیں کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے۔ بھوک اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +

قیمت - نو - ادنس کی بوتل ۴ اور ٹولہ - ادنس کی بوتل ۲ ۱/۲
 جسمیں ان اور دیگر دویہ تیار کردہ کا رخانہ فریڈیک
 رسالہ رقیہ مرصیان اسٹریٹ فریڈیک ملک امریکہ کے معصل جاتا ہیں
 ٹالس ایڈورڈ مینزنگ ایجنسی کشمیری دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

اسٹریٹ فریڈیک کیور

ہر قسم کے درمگر سوئے آسان بیماریوں
 زردی اور بلا ضرر دے - خیرین
 دھوکے سے بچانے کے واسطے اسٹریٹ فریڈیک
 کی دوا دوسرے ہر قسم کے بیماریوں
 کے تحفظ انگریزی میں چھاپے گئے ہیں
 ۱۲ - ٹیکہ کا کس قیمت بارہ آنے ۱۲

زائمول ٹریم

جلڈن کسی قسم کے داغ اور نمائش ہر مٹا دینا
 حاکم انورس ہر قسم کی جلدی بیماریوں کے واسطے ایک غیر غارہ ہے
 قدمی حاکم انورس کے استعمال سے دوبارہ یہ ہوتا ہے
 بلا درتدیر اور لاشی کے بغیر تامل دے لیا جاتا ہے کہ کسی کو
 کریم بہتر صورت اور کئی عازہ میں ہے کسی طرح کی
 نیل میں بند کیا گیا ہے جس میں حسب ضرورت دو ٹمپوں کے
 واسطے سے غازیہ آدھرتا ہے - نہا بھی دیکھ نہیں جاتا -
 قیمت نہایت ہی مناسب یعنی ۱۲ روپے اور وہ محصول لاک

دین کی خدمت میں

آپ کی خدمت میں



فہرست مضامین رسالہ عصمت بابت نومبر ۱۹۱۱ء

۱	ان کی دولت اور ماں کی خوشی	تصویر
۱	محمد عبدالرشید الخیری	نامہ ماضی کی شاہی
۴	احمد السابغیہ صاحبہ	تلمذ و فائز
۸	انظم مولوی مرزا محمد دادی صاحب عزیز لکھنوی	شیخہ خاتون کی زندگی
۱۰	صاحبہ اودہ میر شفق علی خاں صاحب	مرحوم قیصر
۱۱	محمد عبدالرشید الخیری	حور اور اسرار
۱۶	س۔ پ۔ صاحبہ ا۔ ج۔ صاحبہ	الوان عصمت
۱۷	محمد امین صاحب ازراچہ	حوالہ گھوڑے
۲۷	ہد فیہ رشاق احمد صاحب زاہدی بی اسے	لباس
۳۱	محمد رحمت احمد صاحب شریف	بیاہنی کے اور حکایاں
۳۹	خورشید جہان بیگم صاحبہ از سورت	مردودہ بینک کے حوال
۴۰	تراب النساء بیگم صاحبہ	کم پروانا
۴۲	ترجمہ	ہمارے دانش
۴۴	محمد عبدالرشید الخیری	غیب رشتہ دار
۴۹	ہمشیرہ صاحبہ محمد یوسف الزمان صاحبہ صفوی	چاند کے عجائبات
۵۲	ہر ایس بیگم صاحبہ جزیرہ حبش	سیر و سیر
۵۵		کام کی باتیں
۵۶	زادہ بیگم صاحبہ	نماز
۵۸		مداماد
۶۳		پریم عصمت

عصمت

نارضا مندی کی شادی

(۱)

اخبار رسالے کتابیں۔ غرض یہ کہ جو کچھ بھی لڑکیوں کے واسطے لکھا جا رہا ہے۔ جہاں اسکا مقصود تعلیم نسواں کا شوق۔ اخلاق کی درستی۔ مذہب کی وقعت وغیرہ وغیرہ ہے۔ وہاں ان رسوم کی اصلاح بھی ہے جو گھن کی طرح اندھی اندھ کھوکھلا کر رہی ہیں۔ لیکن مصنف ہر یا لڈیئر کسی نفس کو بیان کرنے پہلے اسکا فرض کر کہ اس پر بھی غور کرے کہ مرض قابل علاج ہے بھی یا نہیں۔ اگر ہے تو اسکا علاج کیا ہے؟ اسکو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اُنکی رائے کلام ربانی اور اگر ایڈیٹ ہے تو اسنے نامہ نگار کی تحریر حدیث نبوی نہیں کہ ایک جماعت ایمان لے آئے۔ اسکو سوچ لینا چاہیے کہ جو علاج میں تجویز کر رہا ہوں۔ اگر سب نہیں تو سانہ پچاس۔ پالیس فیصد۔ نویری رائے سے متفق ہوں گے۔ اگر ایسا نہ ہو اور خود محرک ہوں۔ تین۔ دو سوے کہ مرض لاعلاج ہے۔ اور جو تجویز میں کر رہا ہوں نیچے سود

تو بری ذاتی رائے یہ ہو کہ اگر وہ واقعی اسکی نقص سمجھتا ہے اور دوسرے نہیں سمجھتے تو اسوقت کے واسطے چھوڑ دے جب وقت خود ہی یہ فیصلہ نہ کر دے کہ نقص واقعی نقص ہو۔ اور مادہ کی رفتار اپنی زیر دست طاقت سے منکر ہو کر بھی اپنے بستہ پر لے آئے۔

ناراضا مندی کی شادی پر آجکل بہت زہد شور سے زنانہ پرچوں میں بحث ہو رہی ہے، وہ کئی وجہ نہ تھی کہ اسکا اثر نامہ نگار این صحت پر نہ پڑتا۔ چنانچہ کئی خیموں ہمارے پاس بھی آچکے ہیں۔ ہمیں اُنکے دینے کرنے میں تاہل نہیں مگر یہ یا درجہ اوپر لکھ چکے ہیں۔ نقص تو سب بتائے مگر علاج ایک نے نہ بتایا۔ اور اگر تجویز بھی کیا ہے تو اشارہ ایسا کہ اسکا چھپنا تو دیکھنا ہم بھولی بھالی لکھیں گے۔

ہاں تک بھی یہ ہنگ نہیں ڈال سکتے۔

کسی بیاہ کر دیکھ کر بیمار کہنا بہت آسان ہے مگر اسکی بیماری کا نسخہ لکھنا صرف طبیب کا امتیاز ہے۔ لکھنا طبیب کا ذوق کا کام۔ ضرورت یہ ہو کہ طبیعت اسکی بہت قریب قریب مذہب کا جزو بن کر خواتین کی گمشدگی میں پڑ گئی ہیں۔ طبیعت انکی طبیعتوں سے نکلیں اور بجائے اسکے کہ انے یہ کہا جائے کہ یہ رحم خیر بہت زیادہ کرنے والی ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ اسکی برائیاں بھی بتائی جائیں اور اس سے بچنے کی تدبیریں بھی۔

ناراضا مندی کی شادی میں اگر کوئی ماں باپ اس علم پر بھی کہ اسکا لکھا یا لکھی اس شادی سے فوٹ نہیں محض اپنی بات کی بیچ پر دھند گیاں قربان کر دے اور صرف اپنی خواہش پسری کر نیکیے واسطے دونوں کو چلے میں جو تک دے تو وہ چاہا۔

ہندو سو یا مسلمان ہمارے خیال میں انسان ہی نہیں۔ اگر کوئی شخص آدمی ہو کہ ہاندر نچے جانے کا حق رکھتا ہے تو وہ اوقیر یہ بناوہ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ نارضا مندی کی شادی آیا صرف وہی کمی جاسکتی ہے۔ جس میں الدین باو جہ دولہا۔ ولہن کی نارضا مندی کے دونوں کو نکاح کی تجویز میں جھڑ دیں یا وہ شادی بھی نارضا مندی کی شادی ہے جس میں والدین اپنی لولہ کو یہ اختیار نہ دیں کہ دولہا ولہن ایک دوسرے کے مزاج۔ عادت۔ خصائل سے اچھی طرح واقف ہو کر رائے دیکھیں۔

پہلی قسم کی شادیاں کہ ماں باپ کو لولہ کی نارضا مندی کا علم ہو گیا اور پہلی اپنی بات پر اڑے رہے یہاں تک کہ نکاح کر کے دونوں کو طرح طرح کے جذبات میں پہنسا دیا۔ ہمارے علم میں زیادہ سے زیادہ مسلمانوں میں دس فیصدی جاتی ہونگی۔ لیکن دوسری قسم کی شادیاں کم سے کم نوٹے فیصدی ہوتی ہیں۔ اب اگر یہ نوٹے فیصدی شادیاں بھی نارضا مندی کی شادیاں ہیں اور ان میں نارضا مندی چاہل کرتی والدین کا فرض ہے تو موجودہ حالت میں فریقین کا رائے دینا بالکل ایسا کہ کسی لڑکی سے یہ سوال کیا جائے کہ تم اپنی دودھی کی پرمانی کی پھپلی کی بابت کیا رائے دے سکتی ہو وہ کیسی آدمی تمہیں۔

جب ذاتی واقفیت اور مزاج کی مناسبت کا علم نہیں تو نئے نئے اتفاق پر جس طرح ایک نتیجہ نکال سکتا ہے۔ سیطرح دوسرا۔ مگر عقل یہ کہتی ہے کہ ایک تجربہ کار آدمی کی رائے ایک دیر اندیش شخص کا خیال اس سے بہتر ہو گا جو شیب و فراز سے واقف نہیں اور جسے ابھی دنیا کا کچھ نہیں دیکھا۔

اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے ہمیں ایک نظر اودھ بھی ڈالنی پڑے گی جہاں ماں باپ کو دخل دینے کا کچھ بہت حق نہیں۔ اور جہاں شادی زیادہ تر فریقین کی رضامندی پر منحصر ہے۔ اور یہ دیکھنا پڑے گا کہ رضامندی کی تادیب کا انجام ان رضامندی کی شادیوں کے مقابلہ میں جو ۹ فیصدی ہو رہی ہیں اگر وہ بھی نارضامندی میں شامل ہوں (کیسا ہے۔ اگر جہاں واقفیت ہو گا نہ ہو) تو شاید ہم یہ کہیں کہ رضامندی بھی اس معاملہ میں کچھ زیادہ موگا ثابت نہیں ہوئی اور جیسے تکلیف دہ واقعات نارضامندی میں پیش آتے ہیں اس سے زیادہ جگہ فراخ رخس رضامندی میں سنتے رہتے ہیں +

فریقین کی رضامندی قانوناً - شرعاً - عقلاً - روایاً نکاح کے معاملہ میں نہایت ضروری ہے۔ اور ان ماں باپوں کو چھوڑ کر جو ۱۰ فیصدی میں شامل ہیں اور جو اپنی اولاد کے جانی دشمن اور خین کے پیاسے ہیں اور جو ماں باپ مرنے کا تنا جائز فائدہ اٹھاتے ہیں کہ دو جائز چیزوں کو غارت و برباد کر دیتے ہیں۔ عام طور پر ماں باپ کا یہ فرض ہے کہ وہ اولاد کی رضامندی کا ضرور لحاظ رکھیں اور کہتے ہیں دو لہا یا دو لہن کو معلوم ہو جائے کہ بعد کہ ہماری شادی فلاں جگہ نہیں ہو رہی ہے۔ اگر دو لہن کی سہیلیوں بہن بہاؤں - دو لہا کے دوستوں جہائی بندوں سے مخالفت نہیں سنتے تو انکی یہ رائے بہتی ہے کہ یہ فریقین کی رضامندی ہے۔ اب رہا حکم شرعی - اسکی تعمیل نکاح کے وقت ریجابے قبول سے ہو جاتی ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ آیا یہ طرز عمل قابل اصلاح ہے یا قابل طمہ نمان +

ماں باپ کا یہ فرض تسلیم کر نیچے بعد اب ہم پہلے اس پہلو پر غور کرتے ہیں کہ اولاد کو یہ خستہ یاد نہ دینا کہ وہ ایک دوسرے کے مزاج و عادات سے اچھی طرح واقف ہو کر اپنی رضامندی دیں کس حد تک ظلم ہے؟

اس وقت سب سے پہلے ہم اس کامل انسان اور سچے رسول کے طرزِ عمل پر نظر کیوں نہ ڈالیں جس کے واسطے ہماری مقدس کتاب ہم کو حکم دیتی ہے نَعْدُكَ أَنْ لَكَ رِزْقٌ رِزْقُ اللَّهِ أَشَقُّ حَسَنَةً۔ یہ آیت ہم کو بتا رہی ہے کہ ہمارے واسطے سب سے بہتر رسول کی پیروی کرنی ہے۔ گو سرور کائنات کو کسی بیٹے کی شادی کی اتفاق نہیں ہوا مگر سیدۃ النساء کی شادی نہ ہونے کے اعتبار سے اس مسئلہ کو طے کر دے گی۔

نبی اور شیعہ دونوں فرقے اس پر متفق ہیں کہ جو وقت حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ سے جنگ میں جب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اونٹ چرا رہے تھے یہ الفاظ کہہ کر تم کیوں نہیں رسول اللہؐ سے فاطمہؓ کی درخواست کرتے۔ اور حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ اگر درخواست کی ہے تو سرور کائنات نے اپنی ذات سے رضامندی ظاہر کر دی۔ بلکہ یہاں تک ہوا ہے کہ کحل اور رواج کے بعد جب حضرت سیدہ کو غمگین دیکھ کر مقدس باپ نے وجہ دریافت کی اور سیدۃ النساءؓ کو یہ کہنا پڑا کہ قریش کی عورتیں مجھے اس کالج طعنے دیتی ہیں تو آنحضرتؐ نے یہ فرمایا کہ تیرا شوہر بہت اچھا شوہر ہے۔

اس واقعہ سے اس خیال کی تصدیق تو ضرور ہوتی ہے کہ والدین کو شادی کی سب سے کوئی جگہ تجویز کر نیچے بعد اگر اولاد کی ناراضماندی کا علم نہ ہو تو وہ رضامندی سمجھیں لیکن یہ بحث ابھی باقی ہے کہ ایسے اہم معاملہ میں جیسے زندگی کا دار مدار ہے کیوں نہ غور کریں

۱۔ اچھی طرح اجانت یعنی ۹۰ فیصدی شادیاں رضامندی کی ہیں یا ناراضماندی کی؟
بہت ناخوشی

قلم دوات

یہ تو خدا کا شکر ہے کہ لڑکیوں نے کتنے پڑھنے کا شوق روز بروز پیدا وہ
 ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے پڑھنے کتنے کی چیزوں کو احتیاط سے بھی رکھنے
 لگی ہیں۔ لیکن دوات کے فرش وغیرہ پر گر جانے کی شکایت اکثر دیکھنے میں
 آتی رہتی ہے۔ اور اس تصور کا ذمہ دار اگر گڑبانے والا ہے تو کتنے والا بھی
 ضرور ہے۔ بعض لڑکیوں کو دیکھا ہے کہ ننھا لکھا یا اور قلم دوات وہیں ہینک
 پھانت اٹھ کھڑی ہوئیں۔ یا اور اندھی سی بھی کہیں ڈال ڈال چلیں نتیجہ
 یہ ہوتا ہے کہ اگر کہیں فرش پر رکھی ہوئی ہے۔ او کسی انجان کا پاؤں لگ
 گیا تو اوہ ہر سیاہی گری اور ہر فرش خراب ہوا۔ اور اگر طاق میں یا اوہر اوہر
 پڑی ہوئی ہے۔ اور کوئی بچہ پہنچ گیا تو اس نے لٹا دیا۔ اور جب تک کوئی
 دیکھے وہ خود اسے پیرے۔ اور بچہ مناسب کچھ ناس ہوا قلم کو جو دیوار پر
 لکھا تو تہی بالکل ہی خراب ہو گئی۔

لڑکیوں کو مناسب ہے کہ جب لکھ پڑھ چکیں تو قلم ان میں یا اور جو جگہ
 مقرر ہے قلم دوات کو احتیاط سے وہاں رکھ دیں تاکہ فرش بھی خراب نہ ہو
 اور چیز بھی ناس نہ ہو۔

احمد الغفار

مخزن چونکہ اس پر چھاپا حکمت کے متعلق تمام حالات بت دینے صحت دلی کے نام مولیٰ چاہیے۔

مرحوم قصیدہ

شہہ بندین جلوہ گاہ سرو اتق ابدار
وہمونی شہج اس آفت کا شہر چنگیا
اس تہا جکی حکومت میں ایں قہی حکم میں
قہی رعایا جان سے بڑھ کر ہے پی عزیز
ہو گیا بس یک بیک اپنی رعایا سے جدا
خون بین ایں سے زار اُسکو ستے کا تھا
نار اُسکارہ گیا دروزہ بان خاص عام
تھا جو تہاں آخری دم تک رعایا کیلے
کر کیا تو تہاں لب جو کچھ کراست ہو سکا
ہو رعایا دم میں اُسکی محبت سے اسیر
سو تہا حاسلوک خاص عام سے بہرست
سارے نیا پر جسے ہی آج محال افتخار
بدو بھگت شان و نیات اٹھا تاجدار
جیف کلی سر اُسکی کس قدر ناپاؤ دل
اور رعایا کا عزیز دل تہا و عال وقار
جو کہ تہا ہر طرح سے قوی مرتبہ ذی قدا
چلے یا بس سنتے ہی حکم نکلے اچکار
مستعد سپر قہی کر یکو رعایا جان اشار
جس سے پہلا اور پہلا استعداد تھا فرا
مستعد ادا کو ہر ایک کی تہا و تاجدار
قہی حکومت اُسکی دنیا کو نہ ہرگز ناگوار
سند کیا انگلش تلک سب کے ہیں منت تیار

ہو دعا اقدس سے ہر دم کراے رہا کریم
پہو لے پھلتے ہیں شہزادہ والا تبار

یہ نظم میر کے بچے کی بنال ہوئی ہے

شفقت علی خاں جوہاں

حور اور انسان

(۱)

رات اپنی منزل کا براہ صاف کر چکی تھی۔ دیائے سامن کی لہریں یا کبر
مفسر لکھنے مل لکھراوی سنہادی ہوئے جھونکے شب ماہ کو حسرت سے دیکھ
دیکھ کر رخصت کر رہے تھے۔ چشموں کی روانی چنچ چنچ کر صبح کا پیغام لے رہی
تھی پانی کے شور اور مچھلی سائیں سائیں کے سوا دوسری آواز نہ تھی سامن
نے مشرقی کنارے پر دو میاں بیوی دامن کوہ میں تصویر بنے ایک دوسرے
کو حیرت و تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ چاند کی روشنی تناور درختوں میں چھن
کر انکے چہروں پر پڑ رہی تھی۔ آخر عورت نے فحش کافعل توڑا۔ اہہ ہوا میں
الفاظ کو بچنے شروع ہوئے۔

میں اس گٹری کو نہیں پاتی جب انسانی روجوں نے مجھے آسمان پر بہت
میں ڈالا۔ انسان کے مطالعہ کا شوق مجھے پیدا ہوا۔ میں نے بارگاہ خداوندی
میں یہ درخواست کی کہ مجھے چند روز کے واسطے دنیا پر جانے کی اجازت ہے
تاکہ میں تیری اس مخلوق کو جو اشرف و افضل سمجھی جاتی ہے اور جس کے اعمال اور
افعال کا تیرے ہاں حساب کتاب ہو تمہارے دیکھوں۔ میں اس راز کو
ہاؤں جسے فرشتوں جیسی بیگناہ مخلوق سے ایسی گنہگار مخلوق کو سجدہ کر دیا
مگر کیا ان کی مظلوم روح جسے مرد کے ہاتھیں سخت مصیبتیں برداشت کیرتی ہے

رحم و کرم کی امید و ارتقا جو اس وقت و دغ میں بھی اسی ظالم شوہر کا کلمہ پڑ رہی ہے۔ میری ناچیز ہستی جو تیرے جلال کے ادنیٰ اشارے سے خاک میں ہو جائے اتنی قدرت نہیں رکھتی کہ ملکہ کی حمایت لے۔ مگر ہاں اتنی اتھا ضرور ہے کہ میں کس موقع کے جس دنیا کی کو زندہ دیکھوں جو اپنے محسن پر ظلم و مار کے یہاں یہ التجا قبول ہوئی۔ مگر یہ شرط لگا دی گئی کہ مرد کے تعلقات میں میں بھی جکڑی جاؤں۔ اور پھر حیات انسانی کی سیر کروں۔ چنانچہ یہ میری ہی التجا تھی کہ آسمان پر جہاں مرد کا نام تک نہیں تیرا طومر ہوا اور ہم دونوں میاں بیوی کی حیثیت سے زمین پر پہنچا دیئے گئے۔

آج ان باتوں کو بلکہ اصلہ جو بیس برس ہو گئے۔ اس سفر میں جو کچھ مصیبتیں محکوم اٹھانی پڑیں۔ اور کٹار و قابض خود غرض انسان کے جو جو کرٹھے میں نے دیکھے انکے خیال سے دل بے چین ہوتا ہے۔ اب اتنی آرزو ہے کہ میں ایک قند بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو کر اس قدر عرض کروں کہ کیا یہی مخلوق فرشتوں کے سمجھ کے لائق تھی۔ عزیز عزیز مخالف کیجیو۔ میں نے انسانی فرد کے افضل حصہ مرد کو اپنے تجربے میں مکرار ظلم کا سرچشمہ پایا اور مجھے غریب کی مصیبتوں کا یقین ہو گیا۔ درحقیقت دنیا میں جو کچھ ہے انصافی ہو رہی ہے اسکا زلیلہ و تر بلہ مرد کے اوپر ہے میں چاہتی ہوں کہ اپنی تمام سرگزشت سنا کر ہمیشہ کے واسطے تجربہ سے رخصت ہوں۔ لیکن وہ وہاں سوئے بچوں کو جو بد قسمتی سے لڑکے میں ہمیں دباؤں۔ اگر اب مجھے آسمان پر پہنچنا نصیب ہوا تو جب تک یہ زندگی بسر کرنی ہے ایسی جگہ گزاروں گی جہاں مرد کی صورت نہ دیکھوں

اے ظلم و ستم کی پٹ مرو۔ آسمان کی سکونت تیری بدولت ترک
کی۔ آبادی کا رستہ تیری دھبے سے چھوڑا۔ جنگلوں کی خاک تیرے طفیل
چھانی۔ مگر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں تیرا گزر نہ ہو۔ زمین پر تیرا جسم۔ آسمان پر
تیری صبح۔ بس بس عزیز جا جا۔ میرے سامنے سے ہٹ جا۔ بس نہیں
چاہتی کہ مرد کی صورت دیکھوں۔ ابھی پہر ڈیڑھ پہر کا ذکر ہے کہ شاہ خیابان
اپنے دوستوں کو لیے دریا کا لطف اٹھاتا۔ اس پار گیا ہے۔ اسکی صورت
دیکھ کر میرے تمام بدن میں آگ لگ گئی۔ ادب میں تجھ کو ہمیشہ کیواسے
محبت کرنا چاہتی ہوں۔

دشواہر! مجھ کو تعجب ہے کہ کس طرح تجھ کو ایسی نئے سے ہمدردی پیدا ہو سکی
جس سے زیادہ تکلیف وہ خود غرض اور نقصان پہنچانے والی کوئی جاندار
چیز دنیا میں نہیں۔ میں نے اپنے تجربے میں عورت کو ظالم سرکش۔ ضدی
پرے سرے کی مطلبی۔ اور مددگار کی بے مروت پایا۔ یہ زیادہ بہتر ہو گا کہ
ہم دونوں ان واقعات کو جو ہم نے دیکھے۔ باری باری بیان کریں۔ اور پھر
مقابلہ کر کے فیصلہ کریں کہ کس کا دعویٰ سچا ہے۔ مگر سب سے پہلے تو ملکہ خیابان
کی مصلحت کھانی بیان کر۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اس دنیا کے ایسے ایسے
واقعات عورتوں کی بے اعتنائی کے دیکھے کہ جنکو بیان کرتے ہوئے بدن
کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

(میومی) ملکہ خیابان کی مصیبت کا ایک ایک حرف اس قابل ہے کہ تو
اُسکو سن کر رو۔ اور رونے روئے بیہوش ہو جا۔ اُسکی چٹان دو انگیز ہے اور

اگر تجھ میں ہیست ہو تو تیرے واسطے اسلئے کہ تو بھی مرد ہے مرجانے کا
 مقام ہے۔ یہ شاہ خیابان جو آج دنیا کا لطف آشنا تا پہر رہا ہے مجھے پار
 پنج دغم کہی ہو لکھ بھی نہیں پہنکتا ملک کا شوہر ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی
 دس برس تک ساتھ رہے۔ ملک بادشاہ پر پرانہ تھی۔ اور شب رزاس کی
 اطاعت میں مصروف ملک نے دس سال تک اپنی زندگی کا فرض یہ ہی سمجھا کہ
 بادشاہ کی آگاہی کی طرح سیلی نہ دو۔ اس کے قدموں کے نیچے آنکھیں بھجاتی تھی
 اسکی کوشش یہ تھی کہ تمام عمر میں کسی وقت بادشاہ کو ناخوش ہونے کا موقع
 نہ ملے۔ اچھا تو غریب خور سے سن۔ پورکان دہر۔ ایک دن خدا کا کرنا کیا
 ہوتا ہے۔ نوروز کا جشن تھا۔ آٹھ چوہوں سے سجایا گیا خیمے ڈیرے لگے
 گنگا جہنی کر سیال دہریں۔ سنے چاندی کا تخت جس میں میرے اوبلی
 جڑے ہوئے بچھا۔ اور چادر اعلیٰ نے تیس ماہ میں لیے اوبلی کھڑے بنے
 دفعہ بادشاہ کی سواری کا خلفاء بلند ہو اور سب ملک و علاقے ترقی و دولت
 نعرے لگائے۔ سنا کہ جو وقت بادشاہ تخت پر آیا اور چادر اعلیٰ کر سی پر بیٹھا
 تو ملک دیکھ دیکھ نہال ہو رہی تھی۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔ بادشاہ جشن سے
 فارغ ہو کر روشوں پر پھر رہا تھا۔ شہزادی اس کے ساتھ تھی۔ ایک ایک بادشاہ کا
 پاؤں پہلا۔ گرا اور سخت چوٹ لگی۔ ملک کی کیفیت جو کچھ تھی وہ بیان نہیں کی
 جاسکتی۔ بادشاہ کی چوٹ نے اسے مڑے سے جڑ بنا دیا تھا۔ چوٹ کا رسی
 لگی تھی۔ بادشاہ کی حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی۔ ایک دن حالت یاس میں آئی
 رات کے وقت ملک تھا دھوکہ سجدے میں گئی اور دعا کی کہ اے عالمین! میں

اپنی اچیز جان کو بادشاہ پرستربان کرتی ہیں۔ میں ۱۱ وقت دیکھوں کہ
 بادشاہ اس دنیا سے رخصت ہوا اور میں زندہ رہوں۔ جس وقت ملک و ماکرری
 تھی سکا تمام چہرہ آنسوؤں سے تر تھانا۔ علمبرار اس کی التجا کا اثر تھا یا اتنا تھا
 و شاد اچھا ہوتا گیا اور ملک بیا رہی گئی۔ یہاں تک کہ سرور بادشاہ بالکل
 تندرست ہوا ملک اس جان سے رخصت ہوئی۔ جب ملک کی روح آسمان پر
 پہنچی تو بادشاہ اس یقین کے کہ بادشاہ سے ملکی مفارقت ابدی و سرورقت اور
 مرحومہ اسکی یاد میں دیوانی تھی۔ آخر اس کے اعمال کا ثمرہ شروع ہوا اور مجھے یہ دیکھ کر
 بہت ہی تعجب ہوا کہ ایسی اچھی بیوی بھی شوہر کے حقوق میں پوری تھی۔ اسپر کئی
 قسم کے جرم تھے۔ اور یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جو عذاب اسپر کیا جاتا ہو اسکا ایک حصہ
 اس وقت ختم ہو جائے گا۔ جب بادشاہ اپنے حقوق معاف کرے گا۔ لیکن انکو
 ایسا نہ ہوا۔ اور اس سخت عذاب میں بھی جو دوزخ کے فرستے اسپر دن رات کرتے
 تھے۔ اسکو اگر کبھی کبھش آتا تھا تو بادشاہ کے سو کوئی لفظ اسکی زبان سے نہ
 نکلتا تھا۔ ایک روز جبکہ تمام گنہگار دوزخ عذاب کی خفیف تھی۔ شہزادی کی روح نے
 دوزخ کے فرشتے سے درخواست کی کہ ایک لمحہ کی واسطے خیا بان کے محل شاہی میں
 پہنچا کر بادشاہ کی صورت دکھا دو۔ اسکی گریہ و زاری سے تو تمام فرشتوں کو اسی لفظ
 سے ہمدردی تھی جبکہ اسکا حال نہا۔ اس روز اسکی حالت نے کچھ ایسا اثر کیا کہ
 دوزخ کا فرشتہ اس شرط پر راضی ہو گیا کہ اس کے بعد اس پہلے طبقہ سے جکڑے ہمیشہ
 ہمیشہ کے واسطے ساتویں طبقہ میں رہنا پڑے گا۔ اور اسکا عذاب اس کے ساتھ لگا
 رہنا زیادہ ہے۔

باقی آئندہ

بہشت الخیری

الوانِ نعمت

ترکیب برکی روٹی کی بدیہہ سوا سیر شکر سوا سیر گھی تین پاؤ۔ یا
سیر بھر کشمش آدھ پاؤ ساول گھی کو دیکچہ میں رکھ کر چلے پرچڑاؤ۔ جب گھی گرم
ہو جائے تو انیس سیوہ کو ڈالکر بھونو۔ جب سیوہ میں خفیف سی سرخی آجائے تو
اس میں شکر والدہ اور برابر چھلے رہو۔ کشمش بھی والدہ تین منٹ کے بعد اتار لو پھر
چینی کی طشتری یا تام چینی کی کے پلیٹوں میں جو پہلے ساکڑا سلیم صاف کر کے
رکھ لیا دیں۔ ہر پلیٹ میں آدھ آدھ پاؤ کے انداز کا نکھلو اور مثل روٹی کے کنگیرے
برابر تالو۔ لیکن جہاں تک جلد ہو بہتر ہے۔ اوپر سے پستہ کی ہوائی پھر کدہ۔ یہ
روٹیاں ہارے اس موسم سر میں بنائی جاتی ہیں۔ اگر برابر کا گھی پڑے تو اونچا دھ
اچھی ہونگی۔ جس وقت خوب جم جاویں اور سخت ہو جائے تو گرم رکھ پر طشتری رکھو
جب ہر طرف سے گرم ہو جائے تو اسکو چاقو سے آہستہ اکھیرو یہ روٹیاں عرصہ تک
رکھ کر کھانی جاتی ہیں +
راقہ جف بیگم۔ از گونئی

گولر کے کباب :- کچے گولر پانی میں بھگو دیں۔ اسی پانی سے چیر کر چاقو
کی لوک سے بیج نکال لیں۔ اب تھوڑا سا نمک پانی میں ڈالکر جوش میں لیں پھر
اچھی طرح پخوڑ کر میکر لٹائی کی طرح گولیاں بنالیں۔ مریض اگر خوشحال کر تاج اور گوشت
مضر ہو تو یہ بالکل گوشت کے معلوم ہوں گے + ج۔ ب

”ہوائی گھوڑے“

اسان نہ معلوم خلیفۃ اللہ ہونے کی وجہ سے یا کسی اور گمنام میں دنیا کی ہر کائنات میں داخل و معقولات دینے سے نہیں رکن۔۔۔ کائنات ہر ہند ہوا پرندہ وحشی ہوا و درندہ زمین کی ہوا یا پانی کی۔ یہ حضرت سبھی جگہ پہنچتے۔ ان کی عادات اور ان کے روزمرہ دریافت کرنے میں شب و روز کوشش کرتے پھرتے ہیں جیسے کوئی خاندان کے کسی پرانے شجرہ سے سُرخی چلا پڑنا صاحب کے والد بزرگوار کے بھائی مرحوم غربت کے ستائے مرصہ ہوا کہ سے نکل گئے تھے، کی تلاش میں نکلا اس امید پر کہ بھلا ان کی اولاد۔۔۔ جو اب پتہ چلتا ہے کہ دولت آباد میں آباد ہے اور نہایت صاحب ثروت۔ ان کی کاہلی میں مدد سے۔ یا وہ مرحوم بزرگ ان کے حق میں کچھ وصیت کر گئے ہوں۔ تو وہی ہاتھ لگ جائے۔ یا اور کچھ نہیں تو شاید پرانا تعلق ثابت کرنے سے رشتہ نامہ ہی ہو جائے۔

..... دولت آباد تو طایانہ ملا۔ مگر اس کی تلاش کی کوشش میں آپ نے دنیا بھر ڈال۔ پانی اور خاک میں قطرہ قطرہ اور ذرہ ذرہ الگ الگ کر کے دیکھ لیا۔ راستے میں پہاڑ۔ دریا۔ جنگل جو آئے انہیں استے کاٹنے سے پہلے دیکھ لی مشکلات کو دور کیا۔ ورنہ دنگو بھگایا۔ پہاڑ دنگو کاٹا۔ دریا کو شکایا۔ جنگلوں کو دیران کیا۔ آخر ریل چلائی اور کوٹنے کوٹنے میں۔ اس سے

اپنے آپ کو فاتحِ زمین کا خطاب دے لیا۔ سمندر سامنے آیا۔ نو اُس کے
عبور کی سوجھی۔ جہاز بنائے۔ طوفانِ لہو کا مقابلہ کیا۔ خوفناک مجملید تک شکار بنایا
نئی زمین دریافت کیں۔ رفاقی علاقوں میں پہنچے۔ اور آخر قطبین پر جہنم کے
گازے۔ اور سمندر کی نسیج اپنیر کھدیا بسینہ پہ فاتحِ آب۔ فاتحِ خاک کے طعنے
لگنے لگے +

ہوا۔ جو پرانی قسم کے عصموں میں سے ایک۔ بیروست اور لاپرواہ عصم
کے فوج کرنے میں تکیہ زد ہونے لگی۔ کیونکہ اس کے ورے زہرہ اور شتری
دعیمہ ستیاریوں کی دنیا ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ سو ہانک تیر سالی ہوا نامہ
مگر ناقابلِ جیل اور کوئے۔ ان کے انڈول بچوں کی خیر نظر نہیں آتی +
توڑے ۶ صدی میں یرمادہ کی طرح اڑنے کی متین بنا ڈالی۔ اور فاتحِ باد
کا طعنے بھی جلد مائل کرنے کا نتیجہ کر لیا +

+

معلوم ہوتا ہے کہ ہوا میں اڑنے کا خیال بہت پرانا ہے۔ اس کے شعلی
العالم کے قفقے اور پرانی پرانی حکایتیں گو جھوٹ معلوم ہوتی ہیں مگر انہیں
تھوڑی بہت بجاں کے ہونے بھی کلام نہیں گو مبالغہ بہت ہے تاہم خیال
اصلیت سے خالی نہیں ہو سکتا +

نقص صرف اتنا ہے کہ وہ قفقے کسی تاریخی بناء پر ہیں لکھے گئے۔
بارہویں صدی عیسوی سے ہوا میں اڑنے کی کوششوں کا سماع چلتا ہے
جبکہ قطبگیر میں ایک سلطان نے ایک نہایت اونچے مینار سے ہوا میں تیرنے

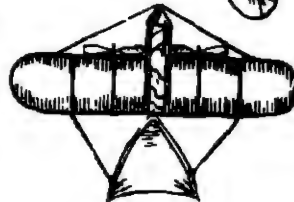
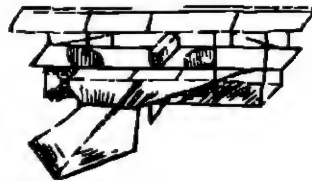
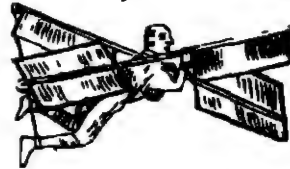
کی کوشش کی تھی۔ سکا پورا پورا حال کزن "نامی مورخ نے تاریخ قسطنطنیہ میں لکھا ہے کہ اس اڑنے والے کو ایک سفید جبہ پہنایا گیا تھا۔ جبکہ انہوں میں مختلف جگہ پر بانس کی قسم کی چڑیاں لگال گئی ہیں۔ تاکہ وہ جہتیں کر (بادبان) کا کام دے۔ خلیفہ وقت کے سامنے حکم لوگوں کا بہت بڑا مجمع ہو رہا تھا۔ مناسب ہوا کے انتظار کے بعد وہ شخص پرندے کی طرح حوالہ میں اڑا مگر تھوڑے ہی زمانے میں دو سکر اڑنے والی طرح اڑنا بھی وہی انجام ہوا کہ زمین پر گرا۔ وہ ہڈیاں چرچو رہیں +

کہتے ہیں کہ چودھویں صدی کے آخر میں دسویں ایک اطالین صاحب مسند علی پر دل کے ساتھ جمیل نزمیں پڑا دیا تھا۔ اس تجسیر میں اصلاح کرنے کے لئے ایک ٹرسے اور کچھ مزار سے بھانڈا مگر تریسے ایک مگر بنا کی جہت یر را۔ اور سنہ ۸۱۶ء کے ٹوٹ جانے پر آئندہ اڑنے کے مسئلہ کو بلا سے طاق دہرایا۔

اڑنے کے متعلق جہد صابانی حیالات کو پہلے پہل تحسیر میں لانے کا شرف ایو مارڈ نامی ایک اور اطالین کو حاصل ہے۔ یہ طبقہ پندرہویں صدی کے وسط میں پیدا ہوا تھا۔ اور وقت کشی۔ سنگ تراشی۔ علم موسیقی۔ علم ہندسہ اور طب طبیعت کا ماہر تھا۔ سبکی سے سب سے پرندوں اور اُن کے اڑنے وقت کی مختلف حرکتوں کا مطالعہ کیا۔ زمین کی کوشش کا اُمیر اڑ رہے ہو سکے کی وجہ سے ان کی اور اور جہت سے امتدائی اور ضروری باتیں ایک کتاب کی صورت میں لکھیں۔ اس وقت جو آئی شیمیں چلا لے والوں کے لئے منہ پر مطلب ہو رہی ہیں +

اس کے بعد انیسویں صدی کے شروع تک اگرچہ فرانس میں لوہے
چارہم اور لوہےس پانزوم کے زمانہ میں بہت سی کوششیں کرنے کے
مستعلق ہوئیں۔ مگر کامیابی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ کتنوں نے توجاہیں دیں
کئی ایک زخمی ہوئے۔ ان میں سے اکثر اڑنے کے لیے چارہم مصنوعی پر
استعمال کرتے تھے جو ہاتھ اور پاؤں سے ہائے جاسکتے تھے۔

انیسویں صدی کے شروع سے انجھستان۔ جرمنی اور فرانس میں ہوا
میں اڑنے کیلئے سر توڑ کوششیں جاری رہیں۔ اور مختلف جگہوں میں مختلف



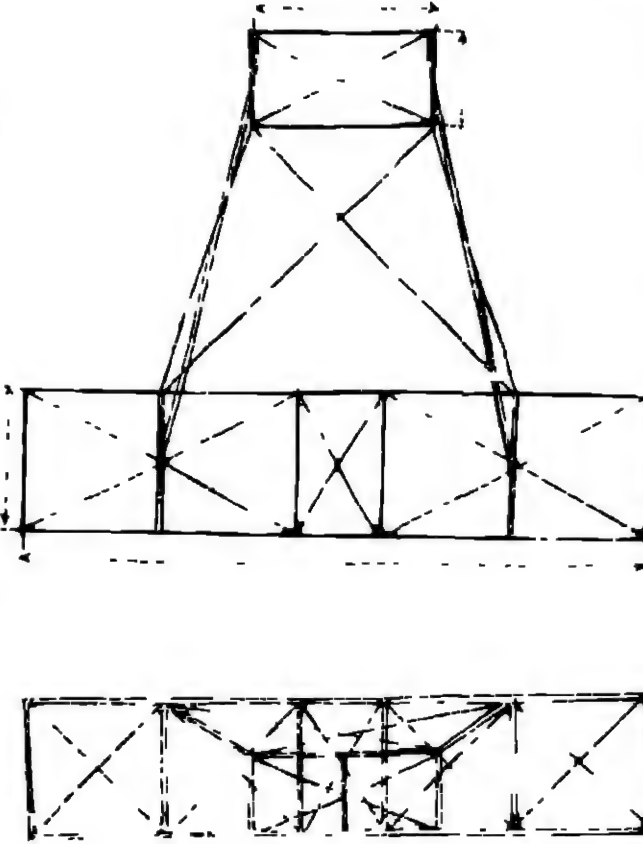
قسم کے اٹن کٹوے بنانا کر لوگ تجربے کرتے رہے۔ مگر پوری کامیابی کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ ان میں یہ چند قسمیں جنکی تصویریں صفحہ ۲۰ پر دکھائی گئی ہیں۔ ضرور باعث دلچسپی ہوگی +

اس نہایت مختصر مضمون میں زمانہ حال کی مشینوں کی نسبت کچھ مختصر لکھ سکتا تو ناممکن ہو۔ تاہم مختصر ازان کا اصول سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں + کوئن نہیں جانتا۔ جب بڑا بھکڑ چلے۔ آندھی آئے۔ ہوا مستائے کی ہو۔ ہوا کے مخالف چلنے میں دقت ہو۔ دخت ٹوٹ جائیں۔ پتھروں کی دیواریں گر جائیں۔ کیونکہ ہوا میں طاقت ہو۔ اسی طاقت سے کسی ایسے ڈبے کے ساتھ کام نہیں سنا۔ اور ہوا سے زیادہ وزنی اور بوجھل چیزوں کو اٹھانے کے لیے قابو میں رکھنا۔ ہلکا سب سے بڑا مقصد ہو +

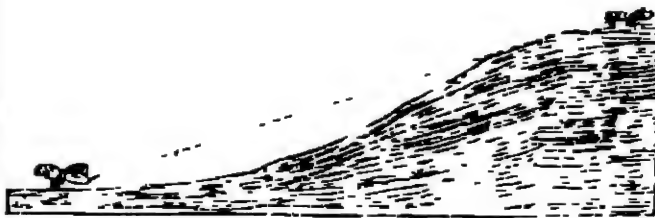
- اس مقصد کے حاصل کر لیے ہیں دو تین چیزیں درکار ہیں (۱) ایک ایسی سطح کہ ہوا جب اس کے مخالف چلے تو اسکو اوپر اٹھانے میں مددگار ہو (۲) ایسی سطح اس قسم کی بنائی جائے کہ ہوا میں نیچے گرنے وقت پرندے کی طرح بازو پھیلائے۔ بغیر کسی ایذا کے زمین پر آجائے۔ (۳) اسی سطح کو مخالف ہوا پہنچانیکے لیے یا دوسرے لفظوں میں مصنوعی جکڑ پیدا کرنے کیلئے کسی نہ کسی قسم کا آلہ ہمیں ایذا دیکھنا چاہئے +

ایسی سطح کی تلاش کے لیے لوگوں نے پرندوں اور ان کے پرواز کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر موجودہ زمانہ کی فزکس گرافی بڑے شکرتیہ کے قابل ہو جس سے

ایک منٹ کے اندر پرندوں کے بازوؤں کی بیسیوں حرکتوں کا فوٹو لیا گیا اور ان فوٹوؤں سے کئی قسم کے نتیجے اخذ کر کے ایک خاص قسم کی سطح بنائی گئی اسے "تیشین سطحین" یا صرف "سطحین" (*B i plain*) کہا جاتا ہے۔ یہ خاص قسم کی سطح اس لئے زیادہ لمبے پر ہے کہ بہت مسورتوں میں بالکل ایک پرندے کی مشابہت ہو۔ اس کا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ ناظرین تینوں مختلف شکلوں کے سطحین کا نقشہ تجزیہ ذہن نشین کر سکتے ہیں۔

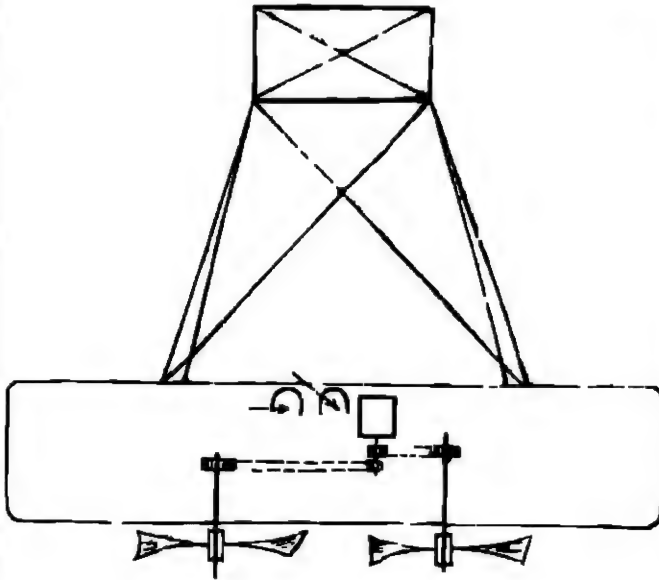


سطحیں اسلئے زیادہ کامیاب ہو کہ نیچے گرتے وقت پرندے کی طرح
 بازو پھیلائے بغیر کسی ایذا کے "زمین پر آجاتی ہے۔ اسلئے صرف ہوا میں
 اڑنے کی بجائے ہی استعمال کیا جاسکتی ہے۔ چنانچہ اوپر کی شکل کے مطابق ایک
 اڈھا نیچہ اگر بنایا جائے جس میں موٹی یا دوپری لکیروں کی جگہ بانس اور باریک
 لکیروں کی جگہ لوسے کی تار کی تیشیاں جہاں جڑ کی ضرورت ہو وہاں مضبوط
 پتھر اور دھبے ہوں۔ اور بادبان کی جگہ سفید بٹھہ یا خامصہ کی چادریں استعمال
 ہوں کسی پہاڑی یا ادا کسی اونچی جگہ سے لاسیں۔ ٹھیکر مو میں تیرا جائے تو بخوبی
 ایک دو منٹ ہوا میں رہ کر زمین پر سبج و سلامت آسکتے ہیں۔



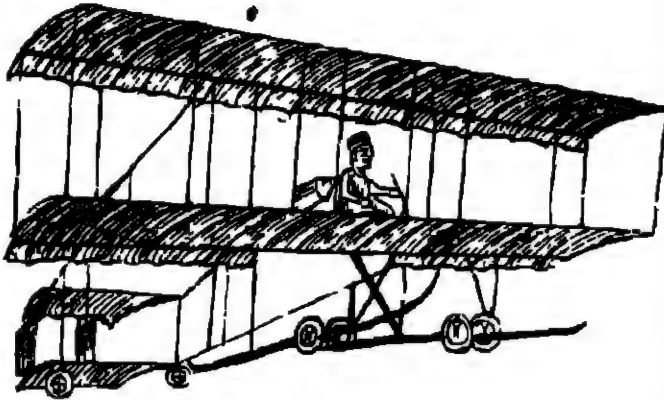
یہی سطحیں بجائے بانس کے اُرفولا کی بنائی جائے تو ہمارے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کسی صورت میں کم نہیں ہوگی۔ اور ٹوٹنے پھوٹنے کے خطرہ کے بغیر اپنی جگہ سے نیچے جگہ پر ہوا میں تیر کر آجائیگی۔ علاوہ ازیں اگر ہوائ کے مخالف چلائی جائے تو اسے اوپر اٹھنے میں بھی کچھ دیر نہ ہوگا۔

اب صرف ہم ہی اس حرکت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ مصنوعی جگہ اور اسکی طاقت ہمارے کام میں آئے۔ اس کے لئے ہم دونوں بازوؤں پر دو نیکیے اور نیکیوں کو چلائیکے لئے موٹر انجن لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ سطحیں کی شکل اس طرح بد جائے گی۔



اب آئیے۔ جیتک مشین چلا کر دیکھ لیجئے (پہلے فاسروی کے بچاؤ کیلئے) موٹے موٹے کپڑے پہن لیجئے۔ اب فوب مضبوطی کے ساتھ اس کے اندر بیٹھ جا کر

اور آپ نہ گئے ! وہ گئے ! وہ گئے ! ! ! +



اس وقت مغربی دنیا کی توجہ جس قدر یہ ہوائی گھوڑے لے رہے ہیں یہاں
کوئی دوسری چیز لے رہی ہو۔ قرینہ ہر ملک۔ خاص کر انجکستان۔ فرانس چینی
اور امریکہ تو اسپریشا ہوا ہے۔ ہزاروں اودھ لاکھوں روپیہ اڑنے والوں کی ہمت
بڑانے اور مشینوں کے اندر اصلاحیں کرنے کیلئے صرف کیا جا رہا ہے جس کی
بدست بیسیوں قسم کی مشینیں ایجاد ہو گئی ہیں۔ جو اپنی اپنی شکل میں سب نرالی
ہیں۔ کوئی طوطے کے اصول پر۔ تو کوئی چڑیا کے اصول پر۔ اور بعض بعض مچھلی کے
اصول پر۔ ہر مفداٹھنے والوں کو نئی نئی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ اور نئی نئی
اصلاحیں ہوتی جاتی ہیں +

آج سے چھ سال پہلے ہوا سے قدرتی مشین ہوا میں نہیں اڑ سکتی تھی۔ مگر

اس وقت تک۔ جبکہ ابھی نہایت ناممکن حالت میں ہی۔ اس نے دنیا کی کل سوار یوں کو مات کر دیا۔ تیزی میں۔ ڈاک گاڑیوں۔ اور جلد سے جلد چلنے والی موٹر گاڑیوں کو پیچھے ہینکٹ یا ہی۔ لیکن چونکہ ہوا کی تبدیلیوں کے ساتھ ابھی اس کی پیش نہیں چلتی۔ نہایت تند ہواؤں میں اپنے آپ کو نہیں سہار سکتی۔ تاہم سیکڑوں میل کا فاصلہ چند گھنٹوں میں طے کر سکتی ہو۔ لندن سے انچسٹر اور پیرس سے لندن تو آٹے لگ گئی۔ انجمنش چینل کو کئی دفعہ عبور کیا۔ انجمنستان اور ریشد کے درمیانی سمندر کو۔ جو کم از کم ساٹھ میل ہی۔ آڑا ڈالا۔

لڑائیوں کی غرض کیلئے فوجوں میں استعمال ہونے لگی۔ ڈاک رسائی کے تجربے اس سے کیے گئے۔ اسی سبب کچھ سال کے عرصہ میں ہوا جس سے چند انجن کی طاقت سے مع انجن زمین سے اُٹھ سکنا ایک معجزہ تصور کیا جاتا تھا۔ وہ وقت دور نہیں ہے۔ جبکہ اسکے اندر ہر ایک قسم کی تکمیل ہو کر ہزاروں اور لاکھوں منزلوں کا بوجھ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جایا کرے گا۔ اور حضرت انسان کو تیسرا خطاب "فلح بلو" کا بھی مل جائے گا۔

محمد امین۔ از انچسٹر

اثبات واجب الوجود۔ مفتی محمد انوار الحق صاحب ایم اے نے اپنی کتاب میں ایسی بات کی جس پر نہایت قابلیت سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ اس دنیا کے نظام کے واسطے ایک مشترک حقیقی کا ہونا ضرور تھا۔ اس کتاب کا مطالعہ آج کل کے زمانہ میں جبکہ دوسری تعلیم مذہب کی طرف سے لوگوں کے خیال کو رد کر رہی ہے بہت مفید اور ضروری ہے۔ کتب ہرانی انس بیگم صاحبہ ہوپال کے جسم سازی چمنوں کی گئی ہے۔ میں امید ہے کہ مفتی صاحب کی محنت کی قوم سے دوٹو ملے گی۔ قیمت ایک روپیہ۔ مفتی سے حقائق ہوپال کے پتہ سے مل سکتی ہو۔

لباس

لباس کی تاریخ پتوں اور کھال سے شروع ہوتی ہے۔ جب نیا پوشیا نہ ملتا
 میں تھی تو وحشی انسان کسری اور گرمی سے اپنے بدن کی حفاظت کرنے کے لئے
 پتوں یا کھال کو اپنے بدن کے گرد لپیٹ لیتا تھا۔ اُس وحشی حالت سے جہاں
 نے ترقی کی تو اس نہایت اور اون کے کپڑے بننے شروع کیے۔ اور جوں جوں
 لباس پہننے کی عادت بڑھتی گئی۔ لباس نہ صرف جسم کی حفاظت ہی کیلئے ضروری
 ہو گیا بلکہ جان ڈھکنے کا ذریعہ بھی بن گیا۔ اس وقت تک لباس نہایت سیدھا
 سادہ ہوتا تھا۔ اور اکثر تراش و خراش اور سلاخی بالکل کم ہوتی تھی۔ تہذیب کی
 ترقی کے ساتھ لباس نہ صرف جان ڈھکنے کا ہی ذریعہ رہا بلکہ باعث زینت اور
 زیبائش بھی سمجھا گیا۔ اور عن ملن لباس میں نئی نئی تراش و خراش ہوتی رہی۔
 میں چونکہ بہت ترقی یافتہ برعظم ہر سال لباس کا فیشن بدل جاتا ہے جس کا انداز
 پرانے زمانہ کی اور آج کل کے یورپین مرد اور عورتوں کی تصویریں دیکھنے سے ہو
 سکتا ہے۔ لیکن ہمارا ملک ہندوستان نہایت ہی نفس ملک ہے۔ ایک توجہ دینی وجوہات
 سے یعنی اس ملک کے تین طرف سمندر اور ایک طرف ایسا زبردست پہاڑ ہے
 کہ جس کو عبور کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اسی لئے جب تک کہ جہاز رانی میں کافی
 ترقی نہ ہوتی۔ ہندو لے نہ باہر گئے۔ نہ باہر والوں کو اندر آنے دیا۔ دوسرے ہندو
 کا مذہب محدود مذہب ہے۔ اور انکو کبھی غیر مذہب لچھ قوموں کی فتوحات کا خیال

نہیں ہوا۔ گرد و پیش کے حالات کا اثر نہ صرف چال چلن پر ہوتا ہے بلکہ لباس پر بھی ہوتا ہے۔ لہذا ہندوؤں کا لباس یا جو دہائے ترقی یافتہ ہونیکے کچھ بہت نزدیک ہے۔ اور جو مسلمان ہندوئیں اگر بے۔ انہوں نے اپنا اصرار کا لباس مٹا ہوا اختیار کیا۔ حتیٰ کہ دونوں میں بہت کم تفریق رہ گئی۔ اسکے بعد انگریز آئے اور انہوں نے اپنے لباس کا اثر ڈالا۔ مردوں نے تو بہت کچھ انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے۔ لیکن عورتیں اب بھی اُسے حثارت کی جگہ سے دیکھتی ہیں حثارت کی وجہ غالباً اب مذہبی تعصب یا مفتوح کا بغض نہیں ہے۔ بلکہ غالباً یہ ہے کہ دیسی عیسائی عورتیں جو عام طور پر دیکھنے میں اتنی زیادہ براہ نگاہ نہ ہوتی ہیں اور وہ انگریزی لباس کی نقل کرتی ہیں۔ اور انکو عموماً سلیف زادیاں اسی حثارت سے دیکھتی ہیں جس طرح اُنکے مذہب بدلنے سے پہلے دیکھتی تھیں۔ اسلئے اُنکے لباس سے بھی کچھ بغض لگتی ہے۔ علاوہ ازیں یورپین لباس ایک بے پروہ قوم کا لباس ہے اور انہیں کو خوب سمجھا ہے۔ پڑے دار قوم کے مطلب کا نہیں ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ شریف مسلمانوں کا لباس شروع میں زیادہ تر ایران سے آیا۔ اور کچھ عرب سے آیا۔ اور ہندی اثر سے بدلتے بدلتے اب یہ رہ گیا ہے۔ تنگ مری کا یا ڈھیلے فرشی یا جامہ۔ چھوٹے کپڑے یا کرتہ یا قمیص۔ دھڑلے دار اور دوپٹا۔ اس کے مذاق کے مطابق فرق ہوتا رہتا ہے مثلاً متذکرہ بالا لباس۔ دہلی کے مسلمان میرٹھ۔ اگرے کے گرد و نواح میں استعمال ہوتا ہے۔ پنجاب میں سٹمن یعنی موریل اور پٹنلی پرے بہت تنگ اور اوپر سے بلند اور ڈھیلے شلوار سے ملتا ہوا کرتے کے بجائے اکثر قمیص مرقع ہے۔ اور اُنکے اوپر جاکٹ یا واسکٹ بھی ہوتی ہے۔

پشاور اور سندھ میں کرتے ڈھیلے ڈھالے ہوتے ہیں۔ جکے گریبان میں کھنڈی تکہ ہوتا ہے اور شلوار پاجامے کے بجائے۔ بنگال، یمنی، جنوبی ہند میں سارنسی استعمال ہوتی ہے۔ راجپوتانہ اور مالک متروسط میں لنگا اور چلی استعمال ہوتی ہے۔ پنجاب کے گاؤں میں عورتیں شہر بھی استعمال کرتی ہیں۔ اب ہمارے ملک کی ترقی یافتہ بہنیں اپنے قدیم لباس سے الٹا گئی ہیں یا یہ کہ موجودہ ضروریات انہیں لباس کی تبدیلی پر مجبور کرتی ہیں۔ ایسے وہ ایک نیا لباس تجویز کرنا چاہتی ہیں۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ لباس تین کام دیتا ہے۔ جسمانی حفاظت۔ بدن سے زینت۔ نئے لباس میں ہیں ان ضروریات کا لحاظ کرنا ہو گا۔ ہمارے مگر علاوہ ان لباسوں کے جن کا پہلے ذکر آچکا ہے۔ چند اور بھی مٹے موجود ہیں مثلاً یعنی کے ہندوؤں اور عجموں کا لباس خاص ترکی لباس۔ عربی اور ایرانی لباس کشمیری اور پھاڑی لباس چینی اور جاپانی لباس۔

ہمارے ملک میں چونکہ پیشہ ور لوگوں میں تعلیم نہیں ہے۔ ایسے وہ کمٹی پر کمٹی ماننے میں تو خوب ماہر ہیں۔ لیکن انہیں اختراع کی قابلیت بہت کم ہے۔ یہ کام اصل میں ہندویوں یا مغلائیوں کا تھا کہ وہ کوئی نیا لباس عورتوں کی پہلے نکالتے۔ ادواب بھی جو بیگم صاحب نیا لباس ایکٹ کرنا چاہیں تو پہلے ان کو متاثر کرنا پڑا لباسوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

میرے خیال میں سارنسی قابل تقلید لباس ہے۔ بنی۔ دکن اور بنگال میں سلمان مہندو سب اس لباس کو استعمال کیے ہیں۔ اس لباس سے تینہ ضروریات

پہری ہو جاتی ہیں۔ نہ صرف یہ کہ ساڑی سے ٹٹن اچھی طرح ڈھکا رہتا ہے بلکہ جسم کی حفاظت کے ساتھ یہ لباس عورت کے خن کو دو بالا کر دیتا ہے جو بوجھ ہندوئی ساڑی البتہ نہایت ہی لغو چیز ہے۔ انہیں تمام جسم دکھائی دیتا رہتا ہے۔ پارسی ساڑی انہی ہوتی ہے۔ اور انہیں دن بدن نئی نئی رکبا دیں ہوتی رہتی ہیں۔ ساڑی کے نیچے انڈر سکرٹ یعنی فرشی پا جا رہا ہو گا۔ پھنسا احسن ہے۔ بعض بیگیا ت قومی وجہ سے اس لباس کو پسند نہیں کرتیں اور اپنا قومی لباس چاہتی ہیں تو میت کا احساس اچھی جیسے ہے۔ لیکن اس کی زیادتی خیالات کو محدود کر دیتی ہے۔ لباس کا مسئلہ قومیت کی مبتذل حدود سے باہر ہونا چاہیے۔ یورپ کا مردانہ لباس بلا تخصیص مذہب و ملک تمام مذہب نے نیا کال لباس ہو گیا ہے۔ جو فرق ہو وہ بہت تھوڑا ہے اتنا فرق ہم بھی اپنی مسلمانی ساڑی میں رکھ سکتے ہیں۔ مثلاً مسلمانی اور ہندوئی انگر کے میں صرف سیدھے اٹے پر دے کا فرق ہے۔ مسلمانی اور پارسی ساڑی میں بھی ایسے قسم کا فرق رکھا جاسکتا ہے۔ اگر پارسی عورتیں دائیں ہاتھ کو آئینل ڈالتی ہیں تو مسلمان بائیں طرف آئینل ڈال لیا کریں۔ اتنی قومیت کی تخصیص کافی ہے بعض جنہیں یہ کہیں گی کہ یہ لباس خوشنما نہیں۔ لیکن میں اسے نہایت ادب کے یہ عرض کرتا چاہتا ہوں کہ وہ خود یہ معلوم نہیں کر سکتیں کہ کونسا لباس انہیں بھینتا ہے کہ ایسے من بھاتا۔ اور پھینے ہلک بھاتا۔ عورتوں کی تو خبر نہیں مگر مردوں میں میں ان کو میرے بہت سے دوست اس لباس کو متوجہ دیتے ہیں۔

جاپانی لڑکے اور لڑکیاں

(نمبر ۱)

سوائے جاپان کے دنیا کے کسی ملک میں بچوں کا بچپن خوشگوار نہیں ہوتا۔ چونکہ جاپان میں والدین اپنی اولاد کی دیکھ بھال کو اپنا سرفہر منصب خیال کرتے ہیں۔ بیٹے دماغ کے بچے عموماً ماشاں بشتاں پک جاتے ہیں۔

جاپانی لڑکے لڑکیوں کا موعوں اور عورتوں کی مانند چال ڈھال میں غلطی نہ کرنا خوش فرائض سمجھتے ہیں بلکہ ایک عموماً ہی بات ہے۔ جب بچے کچھ کچھ بولنا شروع کرتے ہیں تو والدین انکو اسی وقت سے اپنی خواہشوں کو ضبط کرنے کی تربیت دیتے ہیں۔ تاکہ کسی تکلیف کے وقت روکریا آزرہ ہوئے سے برا متہ نہ لگے اور کوئی سیوہ حرکات و سکنات سے دوسروں کی طبیعت کو خراب نہ کریں۔ علاوہ اسکے خوشی کے وقت زور سے ہنسنایا زیادہ آواز نہ کرنا روزیہ حرکات میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عموماً جاپانی لڑکے اور لڑکیاں بڑے ہو کر بہت ہی سنجیدہ۔ نہایت سلیم الطبع اور ذی خلق ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کے ساتھ ہر بات میں سکراہٹ ظاہر کرتے ہیں۔

اس زمانے میں جبکہ یہ بچے بہت چھوٹے اور کم سن جاتے ہیں اور یہی مدرسہ جانا شروع نہیں کرتے۔ طرح طرح کے کھیل کھیلتے ہیں۔ انکے کھیلنے کا کوئی خاص مقام نہیں ہوتا۔ اسلئے ہر شہر اور ہر گاؤں میں راستوں پر ہی کھیل کرتے ہیں۔

باہر بھاگتا ہے کہ اپنے نہیں ایک مرد تصور کرنے لگتا، ہر آدمی خیال کرتا، جو کہ اسکا کل رکنین آج دھو گیا +

جاپانی اپنے پاؤں میں موٹے سفید ٹائیڈ جرابیں پہنتے ہیں۔ اگر ہم اسکو پاؤں کے دستانہ کہیں تو کچھ غیر مناسب ہوگا۔ چونکہ ان جرابوں میں شل دستانوں کے انگوٹھوں کے لئے چار جداگنے ہوتے ہیں۔ یہ ٹائیڈ دونوں طرح سے کارآمد ہیں۔ کیونکہ جب باہر جاتے ہیں تو کھڑائیوں کے اندھ جرابوں کا کام لیتے ہیں۔ اور جب گھر میں آتے ہیں تو بجائے سلیپر کے (کو استعمال کرتے ہیں۔ جب جاپانی مکان سے باہر جاتا ہے تو اپنے پاؤں میں اونچے اونچے کھڑکڑاہٹ پہن لیتا ہے۔ اور اس پر کڑھنیں دروازہ کے پاس چھوڑ دیتا ہے، صرف جرابوں سے ہی اندھ پھرتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جاپانی اپنے مکانوں میں میسر کرسیاں استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ ہر جگہ صاف فرش بچھا رکھتے ہیں۔ اسلئے جو توں سے پاک و صاف فرش کو خراب کرنا پسند نہیں کرتے۔ جاپانیوں کے لباس میں جیب نہیں ہوا کرتی۔ اگر کچھ شیشیاں بازار سے خرید کریں تو انکو اپنی گون کی آستین میں بھر لیتے ہیں یا کر کے ہٹکوں میں ٹونس لیتے ہیں۔ انکی آستینیں عموماً ڈھیل ہو گئی ہیں جن میں چوٹی چوٹی چیزوں کے لئے کافی گنجائش رہتی ہے + عمدہ گون اور قیمتی ہٹکے صرف مالدار ہی زیب تن کرتے ہیں۔ عام لوگ جنکو اس قسم کی چیزیں میسر نہیں ہوتیں۔ سادہ لباس پہنتے ہیں۔ جاپانی فرزند گرم کے موسم میں صرف ایک چھوٹا سا سوتی پاجامہ پہن کر اپنے کام پر چلا جاتا ہے، اگر ایسے موقع پر اسکی نظر کسی کانٹنبل پر پڑ جائے تو یہ فوراً اپنے نیسے رنگ کا سوتی کوٹ

ہیں لیتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جاپان میں پولیس کے لوگوں کو ہدایت ہو کہ
مزدوروں کو اس طرح برہنہ پہرنے سے منع کریں۔ ان مزدوروں کی عورتیں ضرور
سوتی گون پہنا کرتی ہیں۔ مزدوری پیشہ مرد عورت کا پورا لباس اڑھتا رہتا
ہے (تقریباً ایک ٹیڈیہ چھ آنے) میں تیار ہو سکتا ہے۔

(نمبر ۲)

جب جاپانی لڑکے اور لڑکیاں مدرسہ جاتے ہیں تو اپنے استادوں
کو آواز کے ساتھ اندر سانس کہنے سے روکے بہت ہی جھک کر باؤ کرتے ہیں
سلام کہنے کا یہ طریقہ غایت وجہ کی تعلیم میں داخل ہوا ہے جو اب میں استاد
بھی جھک کر باؤ کرتے ہیں۔ اس کے بعد بچے نیچے بیٹھ کر اپنا سبق پڑھا شروع
کرتے ہیں۔ انکی کتابیں دیکھنے سے تعجب ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کتابوں کی تحریریں
انگریزی تحریروں کی مانند بائیں جانب سے شروع ہو کر دائیں جانب ختم نہیں ہوتیں
بلکہ مشرقی زبانوں کی طرح دائیں جانب سے بائیں جانب لکھی جاتی ہیں۔ تاہم
حیرت اس بات کی ہے کہ کتاب کے حروف بہت موٹے موٹے ہونیکے علاوہ
اس کے صفحہ صفحہ کے عرض کی سیدہ میں ایک کے نیچے ایک نہیں لکھے جاتے بلکہ
صفحہ کے طول کی سیدہ میں ایک کے بازو ایک لکھے جاتے ہیں۔ ہر طرح آج بھی
ان کتابوں کو دیکھ کر دمک ہو جاتا ہے۔ جب بچے کا وقت آتا ہے تو یہ بچے جگہ
تھوک کے برش استعمال کرتے ہیں۔ چونکہ ان کے پاس قلم نہیں ہوتے۔ اسلئے
صرف برشوں کو سیاہی میں ڈبا کر ایک کے نیچے ایک حرف اس طرح بنا کر شروع

کرتے ہیں کہ سطر شروع صفحہ کے سیدھے گوشہ سے شروع ہو کر آخر صفحہ کے بائیں گوشہ پر ختم ہوتی ہے۔ اگر کسی لغافہ پر پتہ لکھنا چاہیں تو لغافہ کو اٹھا رکھ کر شروع شدہ صفحہ کے آخری کتبہ الیہ کا نام اسطرح لکھتے ہیں جیسا کہ ذیل میں مثال دی جاتی ہو۔
 (انگلینڈ - لندن - کننگٹن گارڈنز - برون جان مشر)

(دہلی - چاندنی چوک - الدین فضل مشر)

جاپانی بچے جسطرح مدرسہ میں تعلیم پاتے ہیں اسی قدر گھر میں بھی تربیت پاتے ہیں۔ مدرسہ میں یہ ریاضی جغرافیہ - تاریخ پڑھتے ہیں۔ اور گھر میں انہیں لکھے والدین لوگوں سے ادب اخلاق کے ساتھ پیش آنے اور چال و چلن درست رکھنے کے طریقے سکھاتے ہیں۔ جاپانیوں میں دوسروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ سیکھنا کچھ آسان بات نہیں ہو۔ صرف نیک خیالات نرمی - ملائمت و اخلاق کے ہدایات ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ طریقہ سلوک و برتاؤ و مراسم اسلام و تمدنِ باذکی پوری تعلیم دی جاتی ہے۔ اپنے سے بڑوں کو اور بزرگوں کو دوں کو مختلف طریقوں سے مختلف پیرایہ میں متعارف کرانے پڑتے ہیں۔ رزمیوں کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ جاپانی لڑکی اپنے ہاتھ سے جہاں اس طریقہ سے چائے کا پیالہ دیتی ہے کہ دوسرا دیکھنے والا بہت آسانی کے ساتھ فوراً لڑکی دلوں کے میں تیز کر سکتا ہو۔ بچوں کو اس قسم کے آداب کے مراتب و اہل عمر ہی میں سکھائے جاتے ہیں جن میں یہ کبھی غلطی ہونے نہیں دیتے۔ ہر جاپانی لڑکے کو اپنے بندگوں کے سامنے چلنے جھک کر باؤ کرنے گھٹنوں کے بل بیٹھنے اور زمین کو بوسہ دینے اور ہر اٹھنے کے طریقہ بتلائے

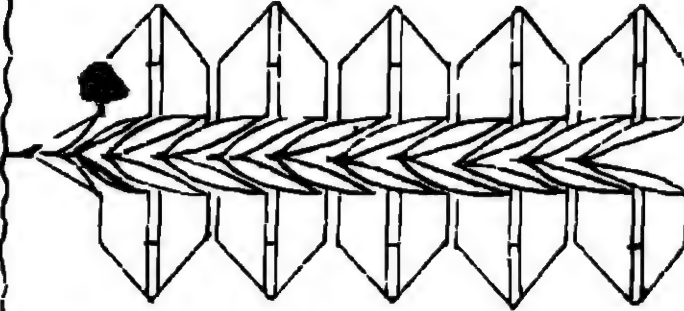
جاتے ہیں۔ ان آداب کے مراتب کو بچے اس قدر عمدگی کے ساتھ
 ادا کرتے ہیں کہ لٹکے گون میں ایک سلاٹ تک پڑنے نہیں پاتی۔ کھانیکے وقت
 دوسروں کو بہت ہی نزاکت کے ساتھ صحیح طور پر کالی یا پیالہ دینے کا طریقہ
 اور دعوت کے وقت لوگوں کے روبرو کھڑے رہنے کا طور کمزور بھی داخل
 ہونے کو کشتی یا کٹرہ سیگمانہ سے لجانے کا طرز ہر بچے کو سکھایا جاتا ہے۔
 ایک مصنف لکھتا ہے کہ اسکو چند ہشیام خریدنے کی غرض سے کسی ماہی
 شاپ میں جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں مالک کان۔ اسکی زہد اور بچے کے
 سب اس کے روبرو جھک پڑے۔ اسکے بعد انہوں نے ایک دو سالہ بچے کو
 جاپنی بہن کی بیٹھ پر پڑا سونا تھا۔ نیند سے جگایا اور اسکو اس حسی خنڈین
 کی تعظیم کے لئے اشارہ کیا۔ یہ بچہ بلا ناراضی و درد نے چلانے کے ہوشیار
 ہوا۔ اور فوراً مطلب سمجھ گیا۔ انہوں نے اس کے قدموں پر بٹھلایا۔ اور
 ہاتھ باز کرنا شروع کیا جس طرح اس کے بزرگ اور عزیزوں نے کیا تھا۔ اسی طرح
 بچے نے بھی زین کو بوسہ دیا۔ اسکے بعد پہرہ شالیں لٹا دیا گیا۔ جہاں وہ
 وہ فوراً سو گیا۔

پھولوں کا جانا اونہ بیانشی چیزوں کا سنوارنا بھی لڑکیوں کی تعلیم کا ایک
 ضروری جزو خیال کیا جاتا ہے۔ کمروں میں ہر ایک چیز بہت خیال کیساتھ چالی جاتی
 ہے تاکہ اس پاس کی چیزوں کے ساتھ کچھ مناسبت پیدا ہو۔ پھولوں کے
 پھولوں کا چینی کے گلدانوں میں جانا ایک عقل و تمیز کا کام ہے۔ بچہ کو پھول
 کی ڈالیاں جلانے میں عمدہ خوبصورتی پیدا کرنے کے طریقے سکھائے جاتے

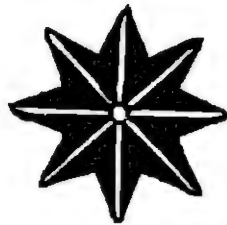
ہیں۔ اور اکثر جاپانیوں کے گھروں میں اس ہنر کے متعلق کتابیں بھی پائی جاتی ہیں۔ جنہیں پھول جانے میں کمال حاصل کر نیکے لئے نقشے اور قواعد مندرج ہیں۔ اس کام میں زیادہ تجسس ایسا نامہائیں غریب جاپانی کیلئے ایک فطرتی بات ہے۔ ایک مشہور صنعت لکھتا ہے: "میرے تعجب خیز تجربات میں سے ایک تجربہ جسکو میں نے جاپانی صنعتوں کی دلکشی سے سیکھا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ چند پنکھوں کی ڈنڈیاں خریدیں اور وہ ہر کے وقت انکو دیو اعلیٰ پر جانے میں مشغول ہوا۔ میرے پاس جو جاپانی لڑکا نوکر تھا وہ بھی اسوقت کو میں موجود تھا۔ جسوقت میں اسنے کام میں مصروف ہوا میں نے کئی دفعہ اسکے چہرہ پر ایسے آثار پائے جو میرے کام کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر کرتے تھے۔ جب میں نے غور سے دیکھا کہ غیر مندرجیت کیسا تھا تو میں اسکو بے چینی سے پہچانی کہ تو اسکا مطلب دریافت کیا۔ اس نے صاف طور سے کہہ دیا کہ جس طریقہ پر میں ہمارا ہوں وہ اسکا ناپسندیدہ ہے۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا تھا تو پہلے ہی سے مجھکو کہا ہوتا۔ اس نے جواب دیا۔ چونکہ آپ انجینئر کے صنعت میں ایسے ہیں نے آپکے کام میں دخل دینا نہیں چاہا۔ پہلوں نے پنکھوں کی ڈنڈیوں کا جانا اسکی مرضی پر چھوڑ دیا اور اس سے ایک عمدہ سبق حاصل کیا۔ اس نے اس کام کے جانے اور ادا زہ کرنے میں دگنٹے صرف کیے اور جب کام ختم ہو چکا تو اسکی کاکڑی بہت ہی عمدہ معلوم ہونے لگی۔ دیوار ایک تصویر کا نمونہ بن گئی اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر ایک ڈنڈی صحیح اور مناسب مقام پر لگائی گئی ہے اور اسقدر درست ہے کہ اگر انہیں سے ایک ڈنڈی بھی بدلی جائے تو یہ حصہ غیر موزوں ہو جائے میں نے

سبق بہت ہی شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور ہمیشہ کیلئے اس بات کا قائل ہو گیا کہ جاپانی کا ہرگز

لہر اور دھنک کے پھول



کپڑے کے ٹکڑے بہاریٹ دھنک کو موڈ کر ریشم کے ڈھسے سے ٹانگتے
 ہیں جتنی چڑی بنانا چاہتا ہے بن سکتی ہے۔ کپڑے پر لگاتے وقت یہ جس کپڑے
 کے ٹکڑے پر بنی ہوئی ہو اسی کپڑے کو دونوں طرف سے موڈ کر ٹانگ لیتے ہیں
دھنک کے پھول



دھنک کو موڈ کر ریشم کے ڈھسے سے ٹانگتے ہیں۔ اسے سب ٹانگے بھیج دیئے جاتے
 ہیں جب یہ تیار ہو جائے تو اسے بھیجیں ایک تارہ ٹانگتے ہیں اور کپڑے پر لگاتے
 وقت اسکی نوکیں ٹانگ لیتے ہیں +
 خوشید جاں نگیم سورت

کم بولنا

پیاری بہنو! میرا خیال ہے کہ عورتوں کے واسطے ضرور ہے کہ کم سخن اور نرم گفتار رکھیں۔ اور بلا ضرورت ہر کس ناکس سے باتیں نہ کریں۔ ممکن ہو حلوں کے واسطے بھی یہ اچھی چیز ہو۔ مگر میں آن ہی خاص فائدوں کا ذکر کرتی ہوں جو صرف عورتوں کو کم سخن کے باعث حاصل ہوتے ہیں۔ اول لوگوں کو اُس کے کلام سننے کی ذرا بہت دقت ہوتی ہے۔ دوسرے سخن چینیوں کو بہت کم دفع ملتا ہے کہ کوئی ان سے کچھ کہے۔ تیسرے غیبت کرنے یا ہنسنے کی عادت نہیں پڑتی۔ چوتھے جو بے پرواہی سے بچاؤ رہتا ہے۔ پانچویں رعب و اب بڑھتا ہے۔ قدر دعوت زیادہ ہوتی ہے۔ برعکس اسکے جو حور میں زیادہ بک بک کرتی ہیں اور باتونی ہوتی ہیں وہ بہت بے وقار اور اکثر ذلیل و خوار ہوتی ہیں۔

ہم لوگ اُس کو جس مجلس میں خواہ وہ شادی کی ہو یا علمی کی جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو اُس میں تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے جاہل اور ناسمجھ بیویاں ہوتی ہیں۔ ماہ بسا اوقات ایسی مجلسوں میں زیادہ بات نہ کرنا چاہیے کہ اُس میں جگڑاؤ نہ ہو نہ لگتا ہو۔ اگرچہ اُس جگڑے کی کوئی نہ کوئی اصلیت اور جھگڑا وجہ بھی ضرور ہوتی ہے مگر عموماً ایک کم ہی اُس جگڑے کا باعث ہوتی ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب ہم کو بوجہ بے علمی کے اچھی باتیں جن سے فائدہ ہو سکے کوئی نہیں آتی اور باتیں کرنے کا شوق موجود ہے۔ تب آخر یہی باتیں

کریں گی کہ فلاں کی بی بی کیسی ہے۔ اپنے گھر کا کام کاج کیسا کرتی ہے
اپنے عزیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے۔ اور اُس کے رشتہ دار عورت
وہ دُعا کو کیسا سمجھتے ہیں۔ اور جب گفتگو کا آغاز ہوا تو انجام میں یا تو اُس کو بھلا
نہیں مگے یا برا۔ اگر اُسی مجمع میں کوئی منہ پچھنے والا ہوا تو اسی وقت جھگڑا
موجود ہوا۔ یا ہوتے ہوتے وہ بات ایک کے منہ سے دوسرے تک اور
دوسرے سے تیسرے تک غرض اُس تک جا پہنچتی ہے جس کا ذکر تمنا ہو وہ
یا تو خود جھگڑنے کو آمودہ ہوتی ہے یا اپنے گھر کے مردوں کو خاطر خواہ
مشغول کر کے جھگڑنے بلکہ لڑنے پر آمادہ کرتی ہے۔ اس طرح عورتوں کے
آپس کی بات چیت سے مردوں کے دلوں میں کد نہت آجاتی ہے۔ اور
طرح طرح کی خواہیاں عزیز و اقارب میں پڑ جاتی ہیں۔ تاہم اس تقریر سے میرا
یہ مطلب نہیں ہے کہ بالکل ٹھہر خاموشی منہ پر لگائی جائے۔ اور موقع و محل پر
بھی چپکے ہی رہنے کی عادت اختیار کی جائے۔ اور باوجود ضرورت کے تاہم
نہ کرے یا چپ رہ کر کوئی الزام اپنے ذمہ لگائے۔ بلکہ یہ کہ بولنے کی وقت چپ
رہنا اور چپ رہنے کی وقت بکنا دلیلِ نادانی و حماقت ہے۔

تراب النساء ہیکم قاریہ

راحت زمانی یہ کتاب ڈھونڈ ہے نہیں ملتی تھی اور عصمت ایچ جی
ر کے قابلِ مسند مولوی سید احمد صاحب دہلی سے جو میرا ترجمہ ہے بعدِ نہایت محنت
تیار کیا ہے قلمدے کی تہری ہوئی بانِ حنا مدی کی پوچھوچریں جہاتِ دوہم کے
یہ نتیجہ دیکھیں کہ بیش بہا نہیں غرض کتاب دیکھیں واسطے ایک قیمت پر تیار ہے

ہمارے دانت

مغز بہنوں! تم میں بہت کم ایسی ہونگی۔ جسکے اصلی دانت صاف چمک دار اور تندرست ہیں۔ ورنہ بہت سی بہنیں ایسی کھینگی جنہوں نے خواہ لا پرواہی سے یا غلطی میں احتیاط نہ کر کے اپنے دانت خراب کر دیئے یہ تم جانتی ہوگی کہ وہ چہرہ جسکے دانت اور ہڈی پہلے تھے ہوں خوبصورت نہیں دکھائی دیتے۔ اسلئے میں دانتوں کے متعلق کچھ لکھتی ہوں +

اصلی اور نقلی (یعنی بے ہوش) دونوں قسم کے دانتوں کے واسطے ایک ہی طرح کی احتیاط ہو۔ یعنی انکو صاف رکھنا ہندوستان میں اعلیٰ ذات کے برہمن ایک گھنٹہ کے قریب صبح اٹھ کر دانتوں کی خدمت کرتے ہیں گو یہ وقت زیادہ ہے مگر یہ طریقہ اختیار کر کے قابل ہو۔

دانتوں کا برش اور مٹنا۔ پانی مضبوط دانتوں کے واسطے اچھی چیز ہے اگر دانت کمزور نہ ہوں تو سخت برش ہونا چاہیے کہ وہ ہوں تو برش نرم اور پانی نکلتا۔ چاک مٹی بھی دانتوں کو چمکانے کے لئے مفید ثابت ہوئی ہو۔ میری رائے میں ہر کھانیکے بعد دانت برش سے صاف کر لینے چاہئیں تاکہ روٹی کے ٹکڑے اور بھٹی کے نش دانتوں میں رہنے نہ پائیں صاف منہ سے مراد خوشگوار سانس سے کہ برابر میٹھے واسے کو سانس لینے سے بوجہ آئے۔ رات کو سوتے وقت بلاتا غہ دانتوں کو برش سے صاف

رکے سونا چاہیے تاکہ میل کھیل جتنے نہ پائے۔

شھاس کی کثرت دانتوں کے واسطے اچھی نہیں ہے۔ دانتوں کی بڑھاپہ میں ایک ڈاکٹر کی رائے یہ کہ ذرا سخت چیز شروع ہی سے بچوں کو دینی چاہئے تاکہ دانت کام کرنے کے لائق بنیں اور عادی ہوں۔ دانتوں کو ہر قسم کی آفت سے بچانے کا پہلی وقت بچپن ہی ہے۔ اگر ہم اس طاقت کا جو موجود ہے اسے عملاً کرینگے تو وہ طاقت خارت ہو جائے گی۔ گوشت کھانے والے ہاوردوں سے بچو، کمو و کمبو، کسطح بڈی بھنبیڑتے ہیں۔ گو، نہیں زیادہ نہیں ملتا مگر دانت مضبوط ہوتے ہیں اور یہ شق منیب موقی ہے۔

دانتوں کی احتیاط | رات کی وقت اور صبح دانتوں کو ضرور صاف کرو۔ اور ایک دفعہ دن رات میں نمک سے دانت ضرور باجھو۔ لوہریش کو پسے ہوئے نمک پر رکھو وہ کافی ہوگا۔

دانتوں کی احتیاط میں تین باتیں خاص طور پر نگاہ کے قابل ہیں۔ اول یہ کہ شروع ہی سے رنے اچھی طرح کام لیا جائے۔ دوسرے یہ کہ سب بزرگم چیزوں کو نہ ملانا چاہیے۔ ابھی تو ایک چیز نہایت ٹھنڈی کھائی۔ اوپر سے نہایت گرم کھالی تیسری چیز دانتوں کی احتیاط سے غفلت ہے۔ اگر دم بھر کو بھی غفلت کی اور کچھ کھانیکے بعد دانت صاف نہ کیے۔ اور کوئی ذائقہ دانتوں میں روکیا تو جڑیں اور مسوڑے سب خراب ہونے شروع ہو جائینگے۔

ہندوستانی ربر کا برش بہت مفید اور قابل اطمینان ہے۔

(ترجمہ)

غریب شہزاد

ایک ایرانی شاعر اور نہ صرف شاعر بلکہ فلسفی اور حکیم کا مقولہ یہ کہ تمام مخلوق آپس میں ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ جس طرح ایک انگلی میں پھانس لگ جائیے آدمی کا تمام جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ بسطیح اگر کسی شخص کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہر وہ شخص جو سچ میچ کا شخص ہے اس کی تکلیف سے بے قرار ہو جائے۔ اور جس طرح پھانس کے نکالنے کی تدبیر میں درد کا علاج زخم کو اچھا کر نیکی کو شش لیکھ جاتی ہے۔ بسطیح جب ایک انسان اپنے ہی جیسے انسان اور اپنے ہی جیسے خدا کے بندے کو مصیبت میں گرفتار آفت میں پھنسا۔ وقتوں میں گھرا دیکھ تو جو کچھ بھی ممکن ہو اس کے چھٹکارے کی تدبیروں کرے ورنہ اس انسان سے جو الحلو قات ہونے کا مدعی ہے وہ بے زبان بے عقل اور بھولے بھائے جانے ہزار درجہ بہتر ہیں جو اپنے بھائی بندوں کی مصیبت پر چیختے چلاتے بھی ہیں روتے دھوتے بھی ہیں۔ موقع ہو تو دشمن سے لڑنے بھڑنے کو بھی موجود اور ضرورت پڑے تو مقابلہ کی واسطے سینہ سپر ہونے کو تیار۔ غنیم کا تو چھپا کرنے میں انہیں عذر نہیں۔ دشمن پر وار کرنے میں انہیں خوف نہیں۔ برادری کی حمایت وہ لیں تو کم کی پاسداری وہ کریں۔ غریبوں پر جان وہ چھڑکیں۔ بیوقوفان انسان ان کی ہمدردی سے یہ فائدہ تو اٹھائے کہ جال میں نہیں رکھ کر شیر میں پھنستے کھل میں ہرن چھڑ کر ہرن مارے۔ اور پنجرے میں لال ڈال کر لال کپڑے گلہ پڑی ہوئی

تے تو بخ نہ کرے منہ پھیرے۔ اُس رستے نہ چلے و نام نہ لے۔
 بہتر ہے بہتر اور بہتر سے بہتر یعنی اشرف المخلوقات اور ازل المخلوقات کا
 مقابلہ نہ دی کے منی اچھی طرح بتا دے گا۔

کو۱۔ اُدھیٹ ایسا کہ لاکھ ہنکاؤ اور ہزار مارا اور ہزار اڑا۔ ہر وہیں موجود
 ظالم ایسا کہ تنہا بچہ بلکنا رہ جائے اور یہ اٹھ سے بڑی اچک سیدھا چھلے
 بنایا جس میں کر رہی ہیں اور اسے بچہ کو بچہ میں دبا کڑا گرم کر لیا۔ سیانا اتنا
 کہ اٹھ اٹھانے کی کوئی ترکیب نہ سوجھی تو چوچ سے چھید کیا اور اٹھ اٹھانے
 کی ترکیب۔ ظالم سیانا۔ مکتا۔ سب ہی کچھ سہی۔ مگر کس کے ساتھ۔ دوسروں کے
 ساتھ۔ اتنا بڑا جانور بھی غور سے دیکھو تو اپنوں کا عاشق اور قوم کا شہید لاکھوں
 انہی بات ہو۔ ایک شخص جانوروں کی بولی بولنے میں کمال رکھتا تھا۔ کوٹھے پر
 چڑھ بیٹھ میں گردن ڈال جو کائیں کائیں کی آواز لگاتی تو خدا جھوٹ نہ بلائے
 دوسو کو آمو جو ہوا۔

بہتر۔ اس سے زیلو شیر اس سے بڑھ کر سنگم کیا کوئی ہو گا بیٹا
 سے بچے گھونسلے سے کال دکھا دکھا کر کھائے اور ڈکار مارے۔ بیشا ریمانک
 نہ گز بھر کی زنجیر گلے میں ڈال کوٹھی سے باندھ لکڑی لیکر کھڑے ہو ڈال لاکھ
 جن کر ڈالو یہ مار کھانیوں لائیں مطلبی اتنا کہ کھانے کی چیز اٹھ سے پہلے لور کیا
 جمال جو دانت لگ جائے۔ مگر ایک بچہ تو پکڑ کر دیکھو۔ فوج کی فوج آمو جو
 ہوگی۔ آن کی آن میں گھر بندوں سے بھر جائیگا۔

چھڑیا۔ یہ تماشو تو سب دیکھا ہو گا۔ ماں باپ بچے کو اڑنا سکھا ہے میں

ابھی ننھے ننھے پروں میں اتنی طاقت نہیں کہ دو چار منٹ ہوا میں ٹھہر سکیں
 کچھ کچھ اڑ رہا ہے کچھ ٹھنک رہا ہے۔ کو نہ سے اڑا اٹھائی میں آیا۔ انگنائی
 سے اڑا طاق میں جا بیٹھا۔ جو کہیں کسی کی نظر سے بچ گئی اور بچے کہ بکڑیا تو بیویوں
 چڑیاں آسمان پر دوڑ گئی۔ اور چیں چیں کر کے گھر سر پر اٹھائیں گی +

کو تے۔ بندر اور چڑیا پر کیا موقوف ہو۔ ہرنوں کا حال سنا ہو گا۔ ڈاڑھ
 کی ڈاڑھ پڑی سوئے اور ایک کٹا پہرا ہے۔ دراکٹ کا ہوا اور اس نے سب
 جگا یا شمع جازے میں کو بچوں کو دیکھو۔ کس طرح قافلہ کا قافلہ ایک جگہ سے
 دوسری جگہ روانہ ہوتا ہے۔ لنگیروں کی سیٹی مشہور ہے۔ جہاں شیر کی صورت
 دیکھی اور ایک نے سب کو چوٹا کیا +

جانوروں کی انسانیت تو یہ کچھ پر افسوس لگی ہمد دی کی رات دن دیکھنے
 والا انسان محض اس وجہ سے کہ عقل نے اس کو این بے عقلوں سے اشراف کر دیا
 اتنا فخر و غرض ہو جائے کہ ماحتمل اپنی مصیبت کا ذکر ایک سال سے روئے اور
 وہ ٹھٹھے لگائے۔ بڑے اسکالمنہ ٹکیں اور وہ ڈٹ ڈٹ کر کھائے اور آگے اٹھا کر
 نہ دیکھے۔ چلے کے چارے میں معصوم بچے انسان کے بچے اڑے ہوئے پھر
 ٹکڑے ہوئے لینیں مگر اسکالمنہ نہ پیسے۔ پڑوسی فاقے کریں۔ ہمارے ہو کو
 مر میں عزیز دیکھ بھریں۔ دوست تکلیف اٹھائیں۔ مگر اسکے کان پر جوں نہ چلے
 بد نصیبوں کی داستان اس کان سننے اور اس کان اڑا دے جو لوگ اس سے
 لگا لگا کر دور دور سے آئیں وہ اس لیکر نہیں مایوس ہو کر لڑیں۔ امید لیکر آئیں
 تا امید ہو کر جائیں +

مقلدوں کا خیال ہے کہ انسانی طبقہ میں غیرت مرد سے زیادہ مجال ہے کہ وہ بہمدی کا پتلا اور انسانیت کی دیوی ہے۔ اسکے پہلو میں ایسا دل ہے جس پر درد کی تکلیف کا فوراً اثر ہوگا۔ اسکے منہ پر ایسی آنکھیں ہیں جو بہت جلد بہمدی کے آنسو بہا دیں گی۔

مگر ہمیں یہ دیکھ کر تعجب تو کیا، فسوس ہوتا ہے کہ غریب رشتہ داروں کے ساتھ مزہ تو مرد عورتوں کے تعلقات بھی نفرت کے قابل میں۔ کیا تو قہر کی آگ سے غیرتوں کو ہو سکتی ہے کہ اپنے حقیقی رشتہ داروں سے دُکھ درد میں شریک بننا تو رکنار ماتہ تک نہ بنائے اور محض اسوجہ سے کہ وہ غیروں کی طرح اسکی خوشامد نہیں کر سکتے صرف اسلئے کہ وہ اسکا ماتہ تنکے والوں کی مانند سکی لکچر نہیں کرتے۔ فقط اسواسطے کہ وہ جھوٹ موٹ اسکی ماں میں ماں نہیں ملاتے۔ وہ غیروں سے بدتر سمجھے جائیں۔ نئے زکوٰۃ خیرات کے مستحق ہوں اور اپنے ایک ایک پیسہ کو محتاج ہیں۔ شادی بیاہوں میں ملنے بٹلنے میں کھانے پینے میں آنے جانے میں عزت ہو تو انکی جگہ پاس چار پیسے میں خواہ خیر ہی کیوں نہوں اور ذات ہو تو انکی جو غریب ہیں پاس ہے اپنا خون ہی کیوں نہ ہوں۔ کتنے بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حقیقی بہائوں کی بیٹیاں ایک تہا ر کے ٹکڑے ایک تہا ر کی روٹی۔ کوئی چھوٹی کٹی موٹی اور جوت والی اور سبب اور وہ اس سبب کہ انکو خدا نے دے رکھا ہے۔ سگے بچا کی بیٹیوں سے انن اسلئے کہ وہ حقیر جلتے ہوئے آنکھ چرائے۔ آیات کرتے ہوئے شرمندہ ہو۔

کیا یہ غریب رشتہ دار اپنے پیاروں کے پیارے نہیں؟ کہاں کی مدد انکی

عزت انکی خاطر انکی تواضع انسانیت کا فرض نہیں؛ کیا انکی ذلت اپنی ذلت نہیں؛ کیا وہ عورت عزت سے دیچی جاسکتی ہو جو سونے میں نہیں بیٹھیں۔ لہری ہوئی ہوا اور اسکے غریب بھیک مانگتے پھریں؛ کیا وہ محل امیروں کی محل ہے جس میں ایک کے سر پر کارچربی دو شالہ ہوا۔ باقی بیچاریاں رضائی کے چھترے سے ڈرے ہوں؟ اور کیا وہ خاندان محقول خاندان کہلانے کا جس میں ایک بہن کے دروازے پر باہمی جھولین اور دوسری کے دروازے میں ثابت کوڑا بھی ہوں؟ خاندانی عزت کی لوج شخصی عزت سے بہت زیادہ ضروری ہو۔ غریبستان اور امیرلاقاقتوں سے زیادہ عزت کے مستحق ہیں۔ خدا برکت دیجائے اُس بھیکے گھر میں جو بھائے ڈیرھ روپیہ گڑگا کپڑا پہننے کے آٹھ آنہ گڑ کا آپ پہنے گی اور آٹھ آنہ گڑ کا بیوہ نندام غریب دیورائی کو پہنا کر چار بیویوں میں بیٹھے گی۔ مرد سچے زیور سے آراستہ ہوگی وہ بیٹی جو چار سو روپیہ کا جھومر لگانے کے بدلے اپنے اُن رشتہ داروں کا پیٹ بھرے گی اور عزت کرے گی جو حاجت مند ہیں۔ گودنیا اُن بیویٹیوں کی نیک خصلتوں کا علم نہ ہو مگر آسمان پر فرشتے اُن کی تعریف کرینگے۔

رشد الخیری

خریدارانِ صحت جب تک مرتبہ جاری تحریر نہ فرمائیں گے انکے خطوں کی تسبیل کا دفتر خدا وار نہیں۔ بلکہ کم آئندہ ہر خط پر لگہر رسالہ کی شکایت اپنی کہ تبدیلی کے واسطے جو خبر جاری ہوئے کے اور لکھا ہوا ہے ضرور مہج کریں ہر مہینہ کا رسالہ چکنا چکی مہینہ کے پہلے ہفتہ میں دفتر سے روانہ ہوتا ہے۔

پسہ دمک انتظار کر نیے بعد اگر رسالہ نہ پہنچے تو دفتر کو اطلاع دیں۔

صنیعہ صحت ۳ ہلی

چاند کے عجائبات

ہم سب دیکھتے ہیں کہ چاند ایک روشن اور منور چیز ہے۔ لیکن اسکی روشنی چاند سے کم ہے۔ بیشتر ہم سب چاند دو دیگر سیاروں کی نسبت بہت کم جانتے تھے۔ ملک یورپ اور سمیت والوں نے دریافت کیا کہ زمین مثل نارنگی کے گول ہے۔ اور اسی طرح چاند سورج اور جتنے ستارے ہماری نظر سے گزرتے ہیں مثل نارنگی کے گول ہیں۔ آج میں چاند کے کچھ حالات لکھتی

ہوں +

چاند کی روشنی آفتاب سے بہت کم ہے۔ اگرچہ کروڑ مینٹیس لاکھ چاند اکٹھے کیے جاویں۔ تب کہیں آفتاب کی روشنی کو پا سکتے ہیں۔ چاند زمین سے چھوٹا ہے۔ لیکن وہ آفتاب کے برابر اس واسطے نظر آتا ہے کہ نسبت اور سیاروں کے چاند زمین سے سب سے زیادہ نزدیک ہے۔ چاند ہماری زمین سے دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے۔ چاند کا قطر یعنی وہ خط جو چاند کے مرکز سے ہوتا ہے اسکی سطح تک گیا ہے ۱۶۰۱ میل ہے +

چاند میں تین قسم کی حرکتیں ہیں۔ اول محوری (ہم سے چاند میں دن رات ہوتے ہیں)۔ چاند اپنے محور پر ۲۷ دن ۷ گھنٹہ ۴۳ منٹ میں گھوم جاتا ہے + دوسری حرکت چاند میں وہی ہے جس سے موسم تبدیل ہوتے ہیں (چاند کی حرکت محوری اور حرکت دوسری دونوں برابر ہیں۔ یعنی جتنے عرصہ میں چاند ایک مرتبہ

زمین کے گرد گھوم جاتا ہے اتنے ہی عرصہ میں وہ اپنے محل پر گھوم جاتا ہے +
چاند میں ایک دوسری قسم کی حرکت ہے جو ہماری زمین میں نہیں یعنی چاند
زمین کے ساتھ آفتاب کے گرد بھی گھومتا ہے جس سے چند گریہن اور سورج گرہن
واقع ہوتے ہیں +

آجکل کے ہیت : انوں نے ایسی عمدہ عمدہ دہ بنیں ایجاد کی ہیں جن سے
اگر کوئی روک درمیان میں نہ ہو تو تین کروڑ میل کی چیز نظر آ سکتی ہے۔ اذریقہ کے
درصد خانے میں ایسی دہ بن ہے جس سے مریخ وزہرہ بہت ہی صاف نظر آتے
ہیں۔ تھوڑا عرصہ گزرا ہو گا کہ فرانس کی ناکش میں ایک ایسی دہ بن لائی گئی تھی۔
جس سے چاند بہت ہی صاف نظر آتا تھا۔ اسوقت چاند کے قدرتی مناظر کا
اچھے طور سے مشاہدہ کیا گیا +

چاند کے سیارہ دماغ میں پہاڑ۔ غار وغیرہ کے نشانات ہیں۔ چاند
بھی کسی زمانہ میں ہماری دنیا کی طرح آباد و مسکین و شاداب تھا۔ اور سمندر دیا
پہاڑ وغیرہ مثل ہماری زمین کے موجود تھے۔ لیکن چاند کی سرزمین میں قیامت اپنا اثر
دکھا چکی ہے۔ اب چاند میں بھر گہرے غاروں اور نچے پہاڑوں بن و دوں میدانوں
کے کچھ باقی نہیں +

چاند بذات خود منور نہیں۔ بلکہ اسکی یہ روشنی آفتاب کے حاصل ہوتی ہے
اسکے بہت پہلے جبکہ ہم لوگ بہت کم سیاروں کی نسبت جانتے تھے اہل
یونان نے یہ دریافت کر لیا تھا کہ چاند بذات خود روشن نہیں۔ وہ کہتے تھے کہ
چاند ایک تاریک کرہ مثل زمین کے ہے۔ یعنی یہ بھی آفتاب کی روشنی کا محتاج ہے۔

اور لوگ سب ذیل رائیں اُسکے ثبوت کی واسطے پیش کرتے تھے :-
 اول اگر چاند خود ہی روکشن ہوتا تو چھوٹا بڑا ہرگز نہ نظر آتا۔ یعنی ہلال اور
 بدھ کی حالت نہ ہوتی بلکہ ہمیشہ مثل سورج کے منبہر ہوتا۔
 دوم یہ کہ آفتاب ہمیشہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ میں صور نظر آتا ہے۔ کبھی ایسا
 نہیں سنگیا کہ آفتاب سارے جہان میں نہ نکلا ہو۔ برعکس اس کے قریب ماہ کی
 ۲۹ یا ۳۰ تاریخوں کو چاند سارے عالم کی نظریں سے غائب ہو جاتا ہے مگر وہ
 مثل آفتاب کے منور ہوتا تو ہمیشہ نظر آتا۔

اب رہا یہ امر کہ چاند کبھی ہلال اور کبھی بدھ کی صورت میں نظر آتا
 ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ اٹھائے گردش اہواری میں کبھی چاند کا رخ اور کبھی اُس کی
 پشت زمین کی طرف پڑ جاتی ہے۔ جو وقت کہ پورا روکشن حصہ سامنے رہتا ہے
 اُس وقت تمام چاند نظر آتا ہے لیکن جب چاند کی پشت زمین کی طرف ہوتی ہے
 اور اُسکا روکشن حصہ آفتاب کی طرف ہوتا ہے۔ اُس وقت ہم سب اُسکو ہرگز نہیں دیکھ
 سکتے۔ اور یہ حالت ۲۱ تاریخ کو ہوتی ہے۔ اُسکے بعد جب قمر اپنی جگہ سے ہٹ جاتا
 ہے تو اہل زمین کو ہلال کی شکل میں نظر آتا ہے۔

ہمیشہ محمد یوسف الزمان صفوی

مال (چھ برس کی لڑکی سے) ڈیٹی یکسی بری بات ہے کہ تو کبھی سیری بات پڑھ لیا
 نہیں کرتی۔ ہمیشہ اہرکان شستی اور اسکان لڑادی۔
 بیٹی۔ آٹن۔ تو پھر یہ وہ کان اصر نے دینے ہی کس لیے ہیں۔

سیر لویرپ

۱۹۰۸ء

(سلسلہ کے لیے ستمبر کا پرچہ منظر ہوا)

۲۰-جون

جلد پلینج کھا کر تیار ہو گئے اور شاہی گارڈن پارٹی میں ریل سے دند سر کیبل کی طرف چلے۔ ابراہم ہوا بند مونیے بارش کا خوف تھا۔ اسلئے ایسے ہی موزوں لباس پہنے۔ ریل گاڑیوں کا خاص انتظام تھا۔ جن میں سرائے اور ریل کے اوپر درجے تھے ہی نہیں۔ نو ہزار دعوتیں دی گئیں اور اخباروں سے معلوم ہوا کہ سات ہزار لوگ شریک تھے۔ سہروں منٹ کے بعد سپیشل گاڑی روانہ ہوئی تھی۔ اس حالت میں پولیس کا کیا انتظام ہو سکتا ہو۔ مگر پھر بھی قابلِ تحسین ہے۔ کہتے ہیں کہ روئے زمین پر کوئی پولیس اس پولیس کی ہم سہری نہیں کر سکتی۔ اور یہ بات عام طور پر مانی جاتی ہے۔ شیشن پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ ہمارے درجہ میں بیٹھ گئے۔ اندر سیر کرتے ہوئے۔ نظارہ دیکھتے ہوئے چلے۔ جہاں تک نظر پہنچا وہ سب دیکھ ہی سبزو نظر آتا تھا۔ آوے گمنامہ میں منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ اس موقع پر سیکرٹس گاڑیاں بادشاہ کی طرف سے ہمارے کی خدمت میں حاضر رہتی ہیں۔ جتنی موجود ہیں۔ اتنی گاڑیاں خاص شاہی ہوتی ہیں اور ان کے علاوہ دند سر شہر میں جتنی گاڑیاں ہم پہنچ سکتی ہیں وہ بادشاہ اپنے تعارف میں لاتے ہیں۔ انکی شناخت کی علامت یہ ہے کہ کو جہان کے بازو پر ہنس رہے ہوتا ہے۔ ہمارے ریل سے اترتے ہی گاڑی پکڑنے دوڑتے ہیں

بہت سے پیدل بھی چلے جاتے ہیں۔ کیونکہ محلِ دویانین سنٹ کے فاصلے پر ہے۔ ہم بھی ادھر ادھر گاڑی کے لیے دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا۔ اور حضور کو پہچان کر ایک عمامہ گاڑی جو الگ کھڑی تھی لایا اور ہم سوار ہو کر پہلے۔ شاہی باغ سے گزیر کر ایک حصہ پر گاڑی رکھی اور ہم اتر کر اس جگہ گئے جہاں نہان اپنے بادے اُتار کر رکھتے تھے۔ ہم نے بھی چلکے کلک اُتارے۔ ہنسنے ہم وہاں سے باہر آئے بھی نہیں تھے کہ کسی نے لٹکارا۔ اوپر کھڑکیں نے دیکھا کہ لیڈی جرسی آئیں اور بڑے تپاک اور گرجوشتی سے ملیں۔ لارڈ جرسی بھی ملاقات ہوئی۔ لیڈی نا تھکوت کے متعلق دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی ہیں۔ گویا مہمانوں کا دریا اُمنڈ رہا تھا۔ ہزاروں موجود تھے۔ ونڈسہ محل ذرا بلندی پر واقع ہے۔ اسکے ارد گرد سبزی اور باغ دیکھ کے جی باغ باغ ہو گیا۔ محل سے لگا ہوا بہت بڑا چوترا ہے۔ اور اس چوترا کے کاغذ نیچے باغ تک پہنچتا ہے۔ بہت ہی وسیع پارک ہے جو اس موسم میں زمرد کے ٹکڑے کی طرح دکھائی دیتا ہے۔ رونق و اثر نظر تھا۔ صبح کا تمام غبار دور ہو کر چمکتی دھوپ نکل آئی تھی۔ اور جو ابھی دلچسپ اور موندوں سڑی سے بہری ہوئی۔ زینہ کے مقابل کوئی تین سو قدم دور بادشاہ اور شاہی خاندان کے لیے خیمے نصب کئے تھے اسکے سامنے ایک شامیانہ لگا ہوا تھا۔ اس شامیانہ کی ہمیشہ نہایت تعریف لکھی جاتی ہے۔ مگر مجھے کوئی خاص بات انوکھی نہیں معلوم ہوئی۔ معمولی چاندی کے ستونوں پر کسی قسم کی سرخ جھالرد اور چھینٹ لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ چنپر بادشاہ اپنے ساتھ ہندوستان سے شوق سے لانے تھے۔ زینہ سے نیچے

پہنچے کے لیے کوئی پچاس قدم چڑھی گھاس کی روش صاف اور اُسکے دونوں
جانب ہمالوں کی صف بھی ہوئی تھی۔ کوئی چوکیوں پر شکن تھے۔ کوئی کھڑے
تھے۔ کوئی ٹہلے تھے۔ خوبصورت لباسوں میں لباس تھے۔ مگر ایکٹ کی ہمراہی
نہیں ہو سکتی تھی۔ مقررہ وقت پر شاہی خاندان کا جلوس محل سے نکل کر دور وہ
ہمالوں کی صف کے درمیان سے گزرتا ہوا اُس خیمے میں جانیو لایا تھا۔ تمام خلعت
اسی کی منتظر تھی۔ تقریباً ہر قدم پر کوئی نہ کوئی شاسا دیتا تھا۔ جہاز کے ہمسفر
دونوں بیشپ اور انکی بیبیاں ملیں۔ ہندوستانی زمین بھی موجود تھے انکے
باسوں سے در مجلس میں چمک تھی۔ نیپالی نعرہ نرالا ہی ہے۔ موتیوں کی
داسکٹیں پہن ہوئے تھے۔ سب کے سب لشکر کی لباس میں تھے + (باقی آئندہ)

ماں کی دولت اور خوشی در اس سلسلہ کی یہ دو آخری تصویریں ہیں۔

محبت کے مختلف جوں کا تصویر میں ہر کرنا احوالات کی ہر بہ تصویر تار دینے میں قابل تصور کی
استادی داد کی سستی و محبت کا جو شش ماں کی مٹی اولاد کی قدر و منزلت جو ان تصویریں میں کھائی گئی
وہ کلم کے ہر کی نہیں۔ انہیں ماں کے اُس دن کا ایک ایک حرف پڑھ سکتی ہیں اور اُن دن
منہر کا لطف اٹھا سکتا ہے۔ مگر زبان اُسکے معنی اور انہیں کر سکتی ہے ہی کردہ دولت جس سے بہتر
دیا میں کوئی دولت نہیں۔ اور یہ ہی کردہ سچی خوشی جسکے آگے دنیا کی سب خوشیاں ہیچ

کام کی باتیں

چینی صاف کرنیکا طریقہ + سب ہتھیرہ ہر کہ اُبتی ہونی
پتیلی کی جھاپ چینی کے اندر پھیلا دی جائے۔ ایک بجے ایک اُچلے کپڑے سے
صاف کی جائے۔ اور اوپر سے ایک نرم کاغذ پھیر دینا چاہیے +

ٹوٹے ہوئے چینی کے برتن جو ترکیب کا مصالحہ اُتارے کی
سفیاء اور زلال صحت دینا دلا کر ٹوٹے ہوئے برتن کے کناروں پر اچھی طرح
لگا کر دونوں ٹکڑے جوڑ دو۔ اور کئی دن تک اُتار دینا لگاؤ +

آگ سلگانا + اگر سیل کی وجہ سے چیلے میں آگ نہیں ملتی تو تھوڑی
سی مٹی ملا کر رکھ لو۔ اور چیلے میں ڈال دو۔ فوراً آگ ہنک اُٹھے گی +

آئینہ کے دھبے چھڑانے کی ترکیب + بہت تیز سر کر آگ پر چھڑ
ج ب خوب جوش کھانے لگے۔ ایک کپڑا اُس میں ڈال دو۔ اور اُس سے آئینہ رُکھ کر
کر صاف کر لو +

رنگ بنانے کی عجیب ترکیب + ہلدی کو نیل کے ساتھ ملانے سے
رنگ بنے گا۔ گہرے شہاب میں رنگ کو نیل دینے سے رنگ جاسی۔ گلابی رنگ
میں رنگ کو ہلکا نیل دینے سے فاختی۔ اور نیل میں تھوڑی سی سرخی دیکر
پیشکری ڈالنے سے رنگ سوخی ہو جائے گا +

(ترجمہ)

نار

وَافِيْمَا الصَّلٰوةَ وَالْزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

اور پڑھتے رہو لازماً اللہ سے رہزکتے رہو ہیکو ساقطہ جھٹنے والوں کے

اے جوانی کی طاقت اور چاروں کی دولت پر بچنے والے انسان ! اے وہ انسان جسکو لاپرواہی اور مجبوری کی حالت میں ایک روز دنیا سے کوچ کرنا ہو دنا ایں ارشاد پر بھی نگاہ رہے۔ یہ کس کا حکم ہے۔ اُس بادشاہ کا جو زمین آسمان کا بادشاہ۔ اُس مالک کا جو دنیا اور کچھ دنیا میں ہے سب کا مالک۔ اُس حاکم کا جو بادشاہوں کا بادشاہ۔ مالکوں کا مالک اور حاکموں کا حاکم۔ اے اپنی ہستی کو بھول جانے والے انسان۔ محسنِ حقیقی کے احسان کو بھلا دینے والے انسان تجھ سے فرما رہے ہیں۔ تم کو حکم دے رہے ہیں کہ قائم کر نماز۔

یہ تو خوب اچھی طرح ظاہر ہے کہ وہ خدا سے برحق جو حکم دے رہا ہے ہماری عبادت کا محتاج نہیں۔ ہمارے خدا کرنے سے اُسکی خدائی کو چار چاند نہ لگ جائیں گے۔ ہمارے سجدہ نہ کرنے سے اُسکی خدائی کو بڑھ نہ لگیگا۔ انسان اگر غور کرے تو خدا کے حکم کا ایک ایک حرف اسکو بتا دے گا۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے میرے ہی فائدہ کو۔ کیا دن بھر سست اور بیکار رہنا ہے والا آدمی۔ کیا بے غل و غش سونو والا انسان بس حکم کی تعمیل کر نیسے بحال نہ ہو جائے گا۔ جو وقت وہ ہاتھ منہ کنٹیاں ادا پاؤں دھو کر فراغ ہوگا تو کیا یہ سات گنٹھ کی سستی اس سے دور نہ ہو جائیگی

مذہبِ داد

ستہ کے حکمت میں جب ہم نے بین مریم بیگم صاحبہ کا اپیل دہ کر کے انفرین صحت کو اس
بیوہ کی مدد پر متوجہ کیا ہے جو انقلابِ زمانہ کی یہی تصویر ہے تو یہ لکھنؤ یا تانگار باجوہ و گٹر بہنوں اور
ہائیوں کی خواہش کے ہم اس قسم کا کوئی مذکورہ نہ کر سکتے تھے۔ لیکن ایک ایسی خاتون جو
کل تک چار بہنوں میں مگر بیٹھنے کے قابل تھی جس کا اتھ کسی سے نہ تھا۔ اور جس کی آنکھ کسی سے شرمندہ
نہ تھی۔ آج زمانہ کے ماتھوں ایسی شان کو کوئی ہی بہنوں کی دست نگراہ مستحق ہے جو اس کو
حرمت سے دیکھتی تھیں جو کل تک دوسروں کے ساتھ سلوک کرتی تھی۔ آج ان کے اپنے بچے نیم ہو گئے
کر رہے ہیں جو وہ مغل ہیں اور مغلوں سے کپڑے سلواتی تھی۔ آج ایک ایک کی وحاشہ اس لیے کر رہے
ہے کہ کوئی مذہبی کی دکان سے اسکو سلائی کے کپڑے لاوے۔ قرضہ کا اتفاقا ان کے دل پر کچھ نہ
رہا ہے لوگ ان کی حد کے واسطے تیار ہیں۔ مگر وہ اپنے مذہب کی محبت میں غیروں کی مدد اس لیے
منتظر نہیں کرتی کہ اس مدد کی تہ میں کوئی غرض پوشیدہ نہ ہو۔

ہندو مذہب میں اس وقت بھی لہذا اب بھی یہ نصیب انسانی رکھتی تھی کہ ہم ان کی ہستیاں
صحبت مسلمانوں کے قانون تک پہنچا دیں۔ اب یہ اس کی تقدیر کہ ناظرین صحت نے اس کی
طرف کافی توجہ نہ کی۔ گو بعض بہنوں اور ہائیوں نے بہت کچھ ہمدردی ظاہر کی۔ اور انہی انہی حیثیت
کے موافق مدد بھی کی۔ مگر افسوس چندہ کی یہ رفتار قابلِ اطمینان نہیں۔ اسکا ہمیں یقین ہے کہ
انشاء اللہ قرضہ کا مدد پہ ناظرین صحت ادا کر دیں گے۔ اور عصمتی میں جہاں دیگر اس پر نصیب کو قرضہ
کی اذیت مالِ صحبت سے رہائی دلا دیں گے۔ مگر اسکا ہمیں قہر ہے کہ جن ہائی بہنوں کی مدد کا
اس میں یقین تھا اور ہے وہ کیوں خاموش بیٹھے ہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم ان ہمدردانہ خطوط کا ذکر کریں ناظرین صحت نے اس بارے میں کچھ
ہم اپنی دو محترم بہنوں این بیگم صاحبہ بحری آباد اور سلطان بیگم صاحبہ پشاور کے دو خطوط کی
اسٹیلے نقل کر کے پیش کر بہنوں کی راستے ایک دوسری کے خلاف ہو۔

این بیگم صاحبہ فراتی ہیں: "عموان بالا کی مرضی سے ایک ایڈیٹوریل مضمون نکلا ہے جس کے
پر زور دلائل موسمی خیر الفاظ نے یہ اثر نہیں نہیں کر دیا ہے کہ ہر شخص کو مدد کرنا چاہیے۔ مجھے
اس مضمون و نیز چند معزز بیگمات کی اس تحریک سے کو ایک مذہب ایسا قانع نہیں ہو سکتا کہ اس کی مدد کرے
اتفاق نہیں ہے۔ اخیلوں میں اس خزانہ کی خبروں کا ہر ناظر ضرور ہی ہے بیٹی کے سیاہ کپڑے

۱۔ ابو ثخنس - حاجتِ روانی کی پائل - کئی شخص کی ادائیگی کی ضرورت - یہ سب اس قسم کی
 باتیں ہیں کہ ان کا تعلق اخبار سے نہ ہونا چاہیے - یہ تو کیا میل کر کہہ سکوں کہ میں حاجتِ رواں
 کی بات نہ کر رہا ہوں - بلکہ حیاتِ ایکے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جواب تک شخصی احوال کے حوالے سے
 (مراجہ اچکا ہے +

این پنج صاحب کامضمون طویل و جریحہ حاصل ہے کہ اس فتنہ خوف کسکے و باطن
 مستفیض ہو سکتے ہیں یا اگر شہر کے غریب بھی اس صورت میں کوئی اعتراض نہیں اس صورت
 میں پیشگی اگر کو دو ہستون کا وزون انتخاب کیونکر مگر کوئی وجہ نہیں کہ سرگرم ترین غریب
 اخبار کی سفارش پر امدادی روپیہ بھیجے اس غریب قوم کا کوئی وسیلہ بندھے غافل نہیں اگر
 سب کے اہل و بار و صحت میں گزرنے لگیں تو کیا امید ہو سکتی ہے۔ بالکل نام نہاد شیطانی پاپ
 زادہ ہے۔ سپر ایڈیٹر صاحب کی قلم توڑ حرکت کہ اپنے ہنس کے غریب خواہ کیا کس آمدنی پر غرور
 رات طے ہے۔

مختصرہ بین سلطان بلیغہ صاعہ تقریر فرماتی ہیں۔

وہیں وہ پیر رہنا کرتی ہیں واقعی ایسی شریف محتاج بیسیاں فیضت کی مستحق ہیں جہاں تک
ہر کے سب کو ملکر ان غریب بلی کی اطلاع کرنی چاہیے۔ اگر کوئی کے روپیہ میں سے کچھ ماہوار
کروں تو قافہ صاف ہرما کے +

میں یہ روپیہ زکوٰۃ میں سے بھیجیوں میں آپس سے انشاء اللہ دوزخ میں جاؤں گا۔ یہاں سے بھیجیوں میں آپس سے انشاء اللہ دوزخ میں جاؤں گا۔
 جن نبیوں کی امداد کے لئے اپیل چہا ہے تاہم یہ۔۔۔۔۔ میں بچنے میں بھی
 میں نے انکے کچھ رقم ایک اللہ کی معرفت بھیجی تھی +

اس کے ساتھ صلح و صفا کے کر مرزا خان بہادر محمد اسفند صاحب دہلی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

اگرچہ لاہور و دیگر مقامات میں تعظیم خاؤں کی نسبت بہت کچھ کیا جاتا ہے۔ لیکن اجڑے شریف گز انوں کی مصیبت زندہ خواتین کے واسطے اب تک کوئی غمخیز نہیں دیکھی گئی مجھے ہمیشہ اس امر کا خیال رہا۔ اور بہت کوشش بھی کی کہ ایسی عملی حالت کا پتہ لگ جائے لیکن ہوا خدا جل کر ہے بہن مریم بیگم صاحبہ کا کہ انہوں نے اس طرف توجہ کی۔ لہو کچھ حال معلوم ہو۔

زادہ کی خود غرضی نے انکو یہاں تک پہنچایا مسلمانوں کی ہمدردی۔ فیاضی۔ رحمتوں اور ان کے دوسرے بھائیوں کو کیا ہوا۔ اللہ کبیرہ کی حالت ہو گی۔ ان شریف زادوں کی کہ جس نے ان کے سر پر ہاتھ نہ پھینے۔ آباد گھر میں نہ ہو گئے اور مصیبت و تنگ دستہ سزا نازل ہو لایا۔ لیکن

معلوم الاسلام صاحب	عرفہ	سودا مار نیچے بیٹے فرمایا یہ روپیہ بھیج دو یا جائے ممکن ہو کر بعد قرض انار نیچے بیٹے کچھ یا اپنی حد رہا میں دے سکوں +
جناب ہمشیر صاحب جابر زادہ سیالکوٹی صاحب	عرفہ	اوسکی بغیر میں جو اٹھا ہوتا ہی میں صاحب سے کیا ہو میری طرف سے شکریہ لدا کیجئے +
جناب منشی سید منایت حسین صاحب	عرفہ	"
جناب بہت داد الگیش صاحب مکتیر	عرفہ	ایک روپیہ الود صاحب کا ایک چوٹی میں غلام کا اداک میرا +
جناب مسز عمار احمد صاحب پشاور	عرفہ	"
یہاں - - - -	عرفہ	"
یہاں - - - -	عرفہ	"
جناب رابعہ سلطان بیگم صاحبہ	عرفہ	مضیفہ بیگم سلیمان میر متاڑ علی خاں سلمہ خاکار عرفہ عرفہ
جناب ہمشیر صاحب عبدالقادر صاحب ہمد	عرفہ	"
جناب سید امیر تہلہ صاحب کھیل پور	عرفہ	سولوی محمد اسلمی صاحب ہمد کا کسٹھ اصل آبی صاحب اسلام محمد صاحب سولوی غلام رسول صاحب عرفہ عرفہ سولوی بہادر علی صاحب سید امیر شاہ صاحب عرفہ عرفہ
میں صاحبہ شہقت علی خاں صاحب میر منی سہیل	عرفہ	عرفہ علی خاں صاحب - سولوی شہقت اسفنا صاحب ہمد سولوی بہر شہت علی صاحب ہمد کا کسٹھ اصل آبی صاحب عرفہ عرفہ
جناب جان بہادر محمد شہت صاحب پور پڑنی	عرفہ	عرفہ عرفہ عرفہ عرفہ

میرزا گل - - - - -
۱۳

بزمِ صحت

ایک شرفی انعام۔ اکثر بزرگوار صحت کی
 ایک بڑی صحت پر ان کے مضامین کی تالیف کیا
 دا۔ جو بستر و دجوری مقرر ہو۔ اور چونکہ یہ بستر
 نہ تو کبھی صحت و صاف ہو سکتی ہیں۔ نہ صحت و
 دلچسپ گاہ۔ اور صحت کی دیکھنے کے لئے مرد کو کچھ
 دیکھتے کہ وہ کسی اس صحت پر کھینچنے کی کھینچ گاہ
 سرائیں بکواسی بستر سے متعلق ہونے میں خدشہ
 اور یہی صحت پر بستر شوق اور صحت اور کما
 امانت سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ خدیوان
 گاہان صحت میں ہے صاحب ۱۰۔ جو بستر کی دیکھنے
 صحت پر ہو۔ جسے ۱۰۔ کہ یہ قول ہو گا اور
 کبھی میں پیش کر دیا جائیگا جسے مرد کا اعلان
 میں ہم چکا ہو اور قابل انعام صحت کا فیصلہ کر گئی
 صحت و صحت بجا ہوتا ہے مرد کی مراد
 اور انصاف بیک صحت کی خدمت میں ملتا ہے اور
 کیے جنہوں میں سے صحت پران زور کی تائید
 صحت کی یہ فرمایا کہ اس صحت پر تائید

دعا میں صحت اور صحت پر صحت میں صحت
 بن صحت پر صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 جو اب صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 با صحت کو کسی صحت پر صحت پر صحت
 اس صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 ہو گیا ہو یا بل کم ہو گیا دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ
 بال صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 ایک صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 ہر صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 بول گا اور صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 ہم صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 تیل نکالیں میں صحت پر صحت پر صحت
 ایک صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 ایک صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 لک کے لگائیں تو صحت پر صحت پر صحت
 کرنے کا صحت پر صحت پر صحت پر صحت
 دہو یا دہو یا صحت پر صحت پر صحت

صاف ہانی سے دھو لیں ۔

دقر نواب مولوی بشیر الدین خان غفر اللہ

عصمت کو منت دار یا دوسرا چہرہ منتہا

بدی کرنے کی سست جو خطوط لکے ہیں منتہا

کشت سے میں کہ اس مرتبہ کے چہرے کی گمانش

نہیں آئندہ پہرے میں دھج ہو گئے ۔

جو بسوں نے ستبر کی پہیلی کا جواب

کیر لیں اور کیلک ان لکھا ہے ۔ اور صحیح ہوا ان کے

اسم گرامی دھج کیے جاتے ہیں ۔ یکم صاحب نوبت

نے یہ تحریر انعام کی سستی میں دہلہ روانہ شد

ہو گا ۔

مہمان بہت محمد شفقت علی خاں صاحب

ہو پال منت الدین صاحب مکتبہ سربراہین

محمد عثمان صاحب ہو پال ۔ منتہا دعت است

یہ آواز ۔ منت نوبت محمد دایرہ مستحقان

سے کی عورت نواب مولوی بشیر الدین خان غفر اللہ

صاحب دکن ۔ منتہا عبد القادر صاحب مامور

نہرہ یکم صاحب غازی پور سرمد خان صاحب

منتہا یہیں راہ صاحب دہریا پور دکن ۔

محمد و سلطان صاحبہ جبرائیل ۔ منتہا محمد دین

صاحب ناو ۔ منتہا محمد وجہ الدین صاحب کرا

ایک خان صاحبہ ادیبہ انہی ۔ منتہا منتہا

انتہا ۔ منتہا خاتون صاحبہ جنتی مفتوحہ پور

عبد الحکیم خان صاحبہ پور ۔ اس کے یکم صاحبہ

پہلی بیت ۔ والدہ منتہا اشرف سک ہے پور

ح دہ یکم گزشتہ ۔

حیدر آباد منتہا میں سے جو منتہا

۱۰۰۰ کوئل کرنگی ۔ منتہا بدینہ منتہا بدینہ

کتاب منتہا یکم منتہا انتہا دہی جائے گی

میں یا ہر حرف کا لفظ ہوں ۔ انداز کے برکت

بادشاہ کا نام ۔ منتہا انتہا آخر کا حرف ۔

۱۰۰۰ انتہا یاد ہی رہا سر فراز ہوں ۔ دہ

درب کا لہ سینے سے ہند کا بیت انتہا

مرد ۔ چوتھا پانچواں حرف دہانے سے انتہا

۱۰۰۰

کر کوئی ۔ منتہا دہانی جانتی ہوں کہ سید

گفتہ حلا ہے ۔ منتہا مطلع دایم ۔

بشیر و سید انور علی شاہ

میسر کا مسر

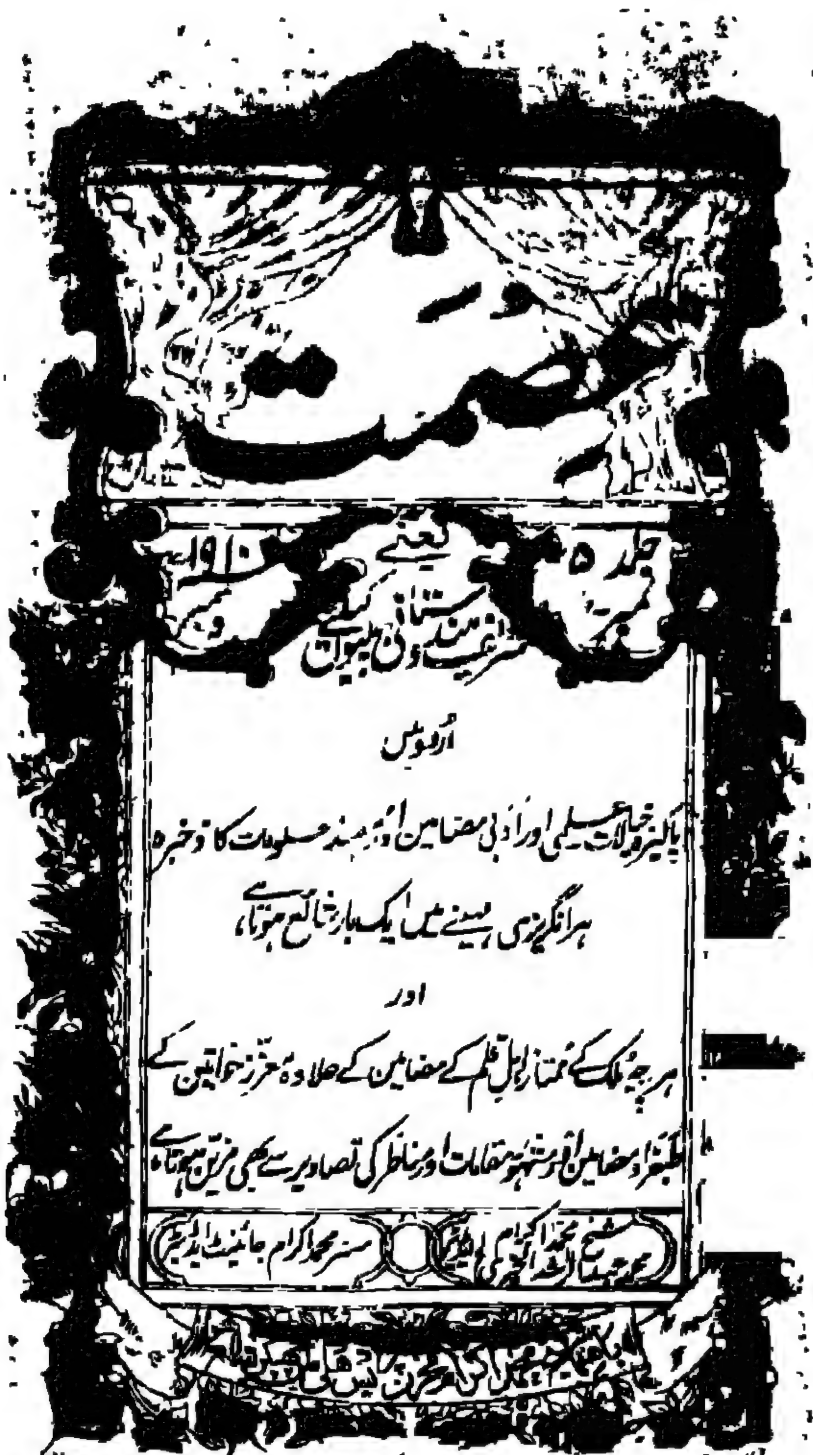
حضرت امام اسٹنٹ کیمیکل ایگن میڈو صاحب بھادو گوڈنٹ بیچا
 مسر و مگر نہ مل مڈیکل کالج کے پروفیسروں ناموروں ڈاکٹروں ڈیال ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی
 کے صدیقانہ اکثروں نے بعد کچھ برسوں میں تصدیق فرمائی ہے کہ یہ مسر امرض ذیل کے لیے اکیس
 ہے صحت بصوات تبارکی کیم۔ وھند جالہ۔ نہ حال غبار۔ بھولا۔ سل۔ مسرجی۔ ابتدائی مویا۔ صند
 پال جانا۔ ماش و غیرہ مسر و اکثر اور عجمی جیسے اور اور۔ کئے انھیں کے دیکھوں برس نہرہ کا
 استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے یہاں بہت رح حال۔ و غلبہ کی جی حست مریخی
 عجمی کے زیر لٹہ ہے کہ یہ مسر کیسا زہید و قیمت سنے کہ ہم سے کہہ سقے یہ مسر مسر، اور
 انھیں سکین بہت فی نوہ حال ہر کے لئے کافی ہے نہ مگر کچھ مسر صلیق اور۔ سے صاحب
 میر وائی جیسے مسر کی تہہ مسر سچ ڈاکٹر خود بار۔ ورحا کے وقت احار کا حاملہ۔ اور
 اہل سنتہ ہر پروفیسر سنے اہل و انیہ مفاہیلہ ضلع نور۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتر بہ شہادت ہو سکتی ہے

<p>ایسا ہیں کہ کوہ رمالا امراض کے لئے کہ ہر ہر ہندی کیا معید و اہم ڈاکٹر رہی۔ سالگی صاحب ہادام دی ایم ایس سیہ یا دیو جوشی ایڈرگ انکلیڈ اہل (۲) صاحب رواد صاحب ڈیلم میں نے ایکامیر وکٹر تھیں کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ ایک کتہہ پر۔ لزوی جیسے ہے بہت معید ہے میری انکھیں اکل کہہ تھیں لگا مارا یک کلیم کہیے صند ہوا تھا اب ہری کی عیب و کثرہ روک انھیں سے جن میں ہر مگر تمام بھی طبع کام کر سکتا ہیں (۳) ایسا و جیو کھٹ لکھتے ہیں کہ ہن مریخی علم سول اگر کوئی شخص میرے کہہ سکا کہ میں کوئی نہیں ہوں کہ میں ایک کوئی دمی تانت کرے کہ کوئی مسر</p>	<p>ایسا ہیں کہ کوہ رمالا امراض کے لئے کہ ہر ہر ہندی کیا معید و اہم ڈاکٹر رہی۔ سالگی صاحب ہادام دی ایم ایس سیہ یا دیو جوشی ایڈرگ انکلیڈ اہل (۲) صاحب رواد صاحب ڈیلم میں نے ایکامیر وکٹر تھیں کیا میں تصدیق کرتا ہوں کہ ایک کتہہ پر۔ لزوی جیسے ہے بہت معید ہے میری انکھیں اکل کہہ تھیں لگا مارا یک کلیم کہیے صند ہوا تھا اب ہری کی عیب و کثرہ روک انھیں سے جن میں ہر مگر تمام بھی طبع کام کر سکتا ہیں (۳) ایسا و جیو کھٹ لکھتے ہیں کہ ہن مریخی علم سول اگر کوئی شخص میرے کہہ سکا کہ میں کوئی نہیں ہوں کہ میں ایک کوئی دمی تانت کرے کہ کوئی مسر</p>
---	---

پانچترہویں فیصلہ

[illegible][illegible]



جلد ۵
شعبہ ۱۰
تاریخ خاندان سلیمانی اور ادبی مضامین

اور

تاریخ خاندان سلیمانی اور ادبی مضامین کے علاوہ عزیز خواتین کے
ہر چھ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ عزیز خواتین کے

اور

ہر چھ ملک کے ممتاز اہل قلم کے مضامین کے علاوہ عزیز خواتین کے
تاریخ خاندان سلیمانی اور ادبی مضامین کے علاوہ عزیز خواتین کے

مسنر محمد اکرام

سالہ چندہ و اینان ریاست سے ۵۵۔ دوسرے عام ذائقہیں درپے مسٹر محمد اکرام

خواتین بہن کے لئے نعمت عظمیٰ

جنات حق الملک حکیم حافظ محمد فضل علی صاحب نے دہلی میں مسودہ طبعیہ نانہ و شفا خانہ زنانہ قائم کر کے سترائے کبیرہ میں ہر سال صحت کو دھڑکنے کا نظام فرمایا جو بیجاری ستورات کو ضرور مفید ہوگا کیونکہ قاتی طبعی ادا کرنے سے پیش آتی ہے بہت سی موافقہ دہلی کی سکتہ و شفا خانہ کو اپنی آمدنی دیتا ہے۔ اس میں ایک خرمیہ بھی ہو کہ طبعیہ مانی دفتر بدلی کی ماموریت جو ہمیشہ کام میں آتی ہیں عینہ وہ خاص بھرتے اس جو صحت کی بیماریاں میں محفوظ ہیں آتی ہیں ہر ایک پر پیکار سے اور خالص دوا سے قلعے کی ماموریت کو دور کر کے ذیل میں ستورات کے متعلق اس دوا خانہ کی چند بھرتے اس طرح کیجاتی ہیں۔ چونکہ ہندوستانی دواؤں سے مستعد ہوتے ہیں اور ہمدردی کے لیے نعمت اس لیے خواتین کسی بھی بیماری کے متعلق علاج کے لیے طبعی محروم نہ ہوں گی کیونکہ ہندوستانی سکتہ دسکانہ دوا خانہ طبعی الملک کی قدرت میں ہیں کہ دوا جانیکا ڈو کچھ جزا تدریج تو یہ دوا خرمیہ نے وہ آہستہ آہستہ دیا جائیگا۔ یہاں ہی کی قیمت و جمع طور پر کیا احتیاط کے ساتھ بھی جائے ساریت افغانا وسطہ داری کیساتھ خواتین کی اس صحت کو انجام دیا جائیگا +

ستورات کے لئے چند خاص دوائیں

خبر اریبی | اس نسخہ میں اکثر خواتین بالوان کرینے والی شکایات میں مبتلا رہتی ہیں صحت کے مدد حال ہر ایک بھر پر گری کا ہونا اور دل کو دس پریشان ہونا دماغ کا کردہ ہونا کھل کر ہر گلی اور رو برو وقت میں کی ممدوم ہونی یہ گولیاں اس کو دوسرے شحال سے چھوڑے چھوڑے فائدہ ہو جائے گا۔ دوا طبعی صحت کا حامل ہو جائے گا۔ دوا
 ہی عینہ ثابت ہوئی ہے +
ترکیب استعمال - صبح اور شام کو ایک ایک یا دو دو گولیاں عرق حیر کے ساتھ یا پانی میں کھال جائیں قیمت - فی گولہ پیم روپے (سے)

خط کا پتہ - منیجر منہ و ستانی دوا خانہ
 تار کا پتہ - میڈلینسٹر

رائڈل صاحب بواریوال

لازمہ قدم سے چلتی بڑیاں نظام جسمی کم مزاج کے لیے استعمال میں آتی ہیں۔ ان میں سے دلیرین کی طرف
معتد مشہور ہے چند سال پہلے ڈاکٹر رائڈل صاحب ایک ترکیب خاص سے اس کا جوہر طبع چھلکا ہے
جوہر اصل داسے سوگنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اس شہر جوہر کا نام بواریوال ہے۔ یہ ایک نیم کامیاب
ہے جس میں کاغذ اور دلیرین کی ہلکی سی بو ہے۔ اور یہ دوا نسخہ بھی کی جگہ درشتاں گویوں میں سب سے
اس لئے کوہ اکثر تریاق اعصاب سمجھے ہیں۔

بواریوال قلب کے لیے قاعدہ فعل مثلاً احتیاج سے جتنی بھی تعین است جتنی بڑیاں خاطر
رہتہ۔ دوران سر۔ ملازمہ اصل کے لیے معید ہے۔ خواہ یہ حار سے نظام جسمی کے کسی قسم سے پیدا
ہئے ہوں یا خون کی کمی سے اس دوا کے استعمال کرتے ہی بعض قوی ہو جاتی ہے۔ وہ دھم جاسم ہے
الطبعیت میں سکون آجاتا ہے۔ معمول کی طبیعت ۲۵۔ گولیاں استعمال کرنے سے دھم جاتی
ہیں ایک مزاج کو حوالہ کی اس قدر شکایت تھی کہ وہ مالا طے سے گر کر مرے تو تیار تھا۔ کہ یہ
روہ ہوار حوالہ استعمال کر لے۔ اس نے تقیائی +

مستورہ کے لیے اسدائی اور چیز مالے میں جو تبدیلی حالت ہوئی ہے اس وقت بواریوال غماض
طور پریتیں بہاؤ دوا ہے۔ اس کے استعمال میں کوئی ضرر نہیں جسمی درد یا سبب طبع رجون کی کمی میں
جو لے اعتدالوں سے میدادہ حالت ہے بواریوال نہایت مہلک الساتر اور سبکی دوا ہے
رائڈل صاحب کا بواریوال ان عورتوں کے واسطے جیکو ہسٹریا کا مرض ہے۔ جنکو عوام بخت چڑھا
کھتے ہیں ایک طبیعت میر تر رہتا۔ اس کے استعمال سے تمام پریشان کن حرکات جو انداز لے
لوگوں کو باعث ذلت اور ذمت جاتی ہیں دور ہو جاتے ہیں۔ اور حولی ویراں یہ ہے کہ
مازک سے مادک مزاج حور میں اسکو ماحضت استعمال کر سکتی ہیں۔ فائدہ طرہ اور بہتہ کے لیے۔

حوالہ دیا میں گولیاں ایک خمدہ روزہ۔ جہا۔ کافی۔ کوکو۔ عیسوی کے ہمراہ۔

قیمت ۲۴۔ گولیوں کی۔ فی پیسے (بہر) علاوہ محصول ڈاک۔

اپنے شہر انگریزی دوا فروشوں سے طلب کرو یا

لے برکت۔ اینڈ کمپنی وہلی خنیر دوا

انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن کا علاج

جو لوگ کہتے ہیں۔ یا زخمی یا ٹنگ یا بہت دیر تک لپچھے ہنہ میولے زخم و درد میں جلدی بیماریوں میں مبتلا ہوں انکو جاننا چاہیے کہ انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن سے انکو فوراً آرام۔ اور دوائی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ جوانوں اور بچوں کی جلدی بیماریوں کے دغیر کیوسلے ہنگامہ کی بڑی شہور دار ہے۔ انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن کی تو یکسانی ہوتی ہے نہ کوئی زہریلی چیز ہوتی ہے نہ دوا یہ نظر آتی ہے۔ اور نہ اسے لگاتے یا پٹیوں کے باندھنے کی ضرورت ہے۔ یہ چکنائی دوا مرہم میں ہے بلکہ خالی جیسی ایک تھریق ہے جو زخم کی جگہ جذب ہو کر تھک ہو جاتی ہے نہ زخم کی شرن، دک کہ بوبو کو رفع کرتی ہے۔ جلد کو تندرست و صحت مند کرتی ہے اور جلد کو رفع کر کے جلدی کو دفع کر دیتی ہے یہ دوا ایک خوشنما، روح بخور اور مرہم ہے اور جلدی امراض کے لیے حیرت انگیز طور سے تیر بہ بدن علاج ہے اس کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے +

جلدی بیماریوں کے مریضوں کو بہت زخموں پر مرہم لگانے یا پٹی باندھنے کی ضرورت ہوتی ہے انہیں ہی انکو چاہیے کہ وہ انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن کا استعمال کریں یہ نہایت خوشنما دوا ہے جو تھک دوا دوا تمام کے زخم اور جلدی امراض کی جلد کو تھک دوا دوا سے رفع کر دیتی ہے۔

جہاں ہسپتال کے مریضوں جگہ اور سب قسم کے علاجوں سے فائدہ نہ ہوا ہو وہاں اس انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن کے استعمال سے فائدہ ہو جاتا ہے پس تم بھی آج ایک بوتل انیٹکے یا تمام امراض جلد بدن کے خرید کر کے اس کو اس کو استعمال کرو۔

ہندوستان میں تمام انگریزی دوا فروشوں اور دوا گروں کا نام ہے یہ دوا مل سکتی ہے قیمت۔ ایک روپیہ (دھ) فی بوتل۔ علاوہ حسیع روانگی محصول ڈاک۔

کلکتہ کے مشہور اکثرائیں کے برن کی بنائی ہوئی امراض ستورات کی مجرب دوا

عورتوں کی بیماریوں میں نہایت مفید دوا کہیں ملک کی مشہور دوا بین ڈاکٹر برن اور دیگر
کے قدیم زمانہ کی مشہور دوا ہیں اس کو دغیر کوئی ایک دوا نہیں کہ کو بلا کر یہ دوا تھلکی گئی ہے
اس کی آزمائش بھی واقعی طور سے ہوئی آئی ہے +

یہ ہر قسم کے مرض ستورات کی دوا ہے ان تمام بیماریوں میں جو پیدائش سے
متعلق ہیں یہ دوا فائدہ کرتی ہے اس کے وہ سب شکائیں جو تکلیف دہ ہیں وہ ہر وقت
ہیں کمرنگوں میں صدمہ دوران سر جی مسلا تا وغیرہ فوراً دور ہو جاتا ہے -
بسا اوقات کمزوری اور قہاہت کی وجہ ولادت کی نوبت نہیں آتی یہ دوا ایسے
موقعہ پر مفید ثابت ہوئی ہے جو اکثر کا حکم رکھتی ہے +

قیمت فی بوتلی سولہ غراک پیسہ سوارویہ محصول ڈاک وغیرہ پر دوشیشی تک ۸
سینٹ ادت دی فیل سٹیل راہیور رکھتے ہیں آپ کے جو عدد دوشیشی امراض
ستورات کی دور واند کی ادس سے ہمارے مریضوں کو بہت آرام ہوا
لہذا میں شیشیاں اور بچہ دیتے +

المشہور
ڈاکٹر الین کے برن نمبر ۵ ونبہ تا اجنہ
اسٹریٹ کلکتہ

اسٹرس کارڈیل اوف کلاڈ اور کسٹریٹ

یہ نہایت عمدہ غذا و مقوی دوا تمام نازک مزاج جو قوتوں بیماروں اور بچوں کے لیے ہے۔ اس کا ڈولور ایل کے تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مائش نہیں کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے۔ بھوک اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +

قیمت - نو - ادنس کی بوتل ۴۴ اور سٹولہ - ادنس کی بوتل ۴۴
رسالہ ریق مرصیان | اسٹریٹس ڈیٹریٹ ملک امریکہ کے مفصل حالات ہیں
 ٹائیس ایلڈورڈ اینڈ سونگ اینڈ سونگ ڈسٹریبیوٹرز دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

اسٹریٹس ڈیٹریٹ کیور

ہر قسم کے درد کو اسٹریٹس ڈیٹریٹ کیور
 زرد و اشرا اور بلا ضرر دوا کے خریداروں کو
 دھوکے سے بچانیکے واسطے اسٹریٹس ڈیٹریٹ
 کی دوا دوسرے کے ہر قسم پرستاروں
 کے حفظ انگریزی میں پھیلے گئے ہیں
 ۱۲ - ٹیکہ کا بکس قیمت بارہ آنے ۱۲

زائمول ٹریٹ

زائمول ٹریٹ کی دوا تمام طبی شفا بخش اوصاف موجود ہیں طبیعت فوراً قبول کرتی ہے مائش نہیں کرتی ہاضمہ میں فرق نہیں آتا چکنائی بالکل نہیں ہے۔ بھوک اور جسم کے وزن میں ترقی ہوتی ہے +
 قیمت - نو - ادنس کی بوتل ۴۴ اور سٹولہ - ادنس کی بوتل ۴۴
 ٹائیس ایلڈورڈ اینڈ سونگ اینڈ سونگ ڈسٹریبیوٹرز دروازہ دہلی سے مفت اور بلا محصول طلب کرو

فہرست مضامین سالہ ہجرت بابت دسمبر ۱۹۱۰ء

تصویر	نمائند اکثر	صفحہ
۱۰	بنا سندی کی شادی - محمد عبدالرشید الخیری	۲
۱۱	خانہ داری کا حیث - سید عابد حسین صاحب قریشی	۹
۱۲	الوہی نعمت - ان سرج	۱۲
۱۳	جہانگیری - مترجمت علی خاں صاحبہ	۱۳
۲۰	حرد اور بان - محمد عبدالرشید الخیری	۲۰
۲۴	کام کی باتیں - محمدی بیگم صاحبہ ہیر منظور علی صاحبہ (ترجمہ)	۲۴
۲۸	اسلام اور عورتیں - مترجمہ منشی عبدالحمید صاحب	۲۸
۳۳	ماؤں کے دوست سہری ہونے - (ترجمہ)	۳۳
۳۵	سفر کیا ہے؟ - ز	۳۵
۳۷	ذو حول پر گانا - مترجم علی صاحبہ اعظمہ	۳۷
۳۸	خاصہ کی تہی کا کام - والدہ محمد الیاس صاحبہ	۳۸
۳۹	ایک بیابان کا گنج - ایک پروہ نشین	۳۹
۴۱	بردا کا چٹنا - سید راحت حسین صاحبہ علیہ السلام	۴۱
۴۸	سیر لودپ - ہرنالی منشی بیگم خیرہ جیٹانی	۴۸
۵۱	بچوں کی معمولی شکایتوں کا علاج - ایڈیٹر	۵۱
۵۲	نئے جاگرافیت شعاری - پروفیسر شقائق احمد صاحبہ ناہدی	۵۲
۵۵	بوستان - زادہ بیگم صاحبہ الخیریہ	۵۵
۵۷	نمائند اکثر - شیخ محمد اکرام	۵۷
۵۹	ادعا -	۵۹
۶۰	گدا کی صدا (نظم) - حافظ اسعد حسین صاحبہ عرشی و دہلوی	۶۰
۶۱	در جہان ہونے کیلیاں - قیامت سید رمضان علیہ صاحبہ	۶۱
۶۲	بزمِ مصمت -	۶۲

عصمت

نارضا مندی کی شادی

(۲)

جہاں حضرت سیدہ کی شادی ہمارے واسطے ایک مثال ہو سکتی ہے وہاں ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ممکن ہے سیدہ لہنا کو حضرت علی کے مزاج، عادات، خصائل و غیرہ پوری واقفیت ہو اور شادی کا چرچا ہو جانے کے بعد سیدہ کی خوشی رضامندی سمجھی گئی ہو بہر حال اس کیفیت کا نتیجہ اتنا ضرور نکلے گا کہ فریقین کو شادی کا علم ہو۔ جانے کے بعد اگر والدین کو مخالفت کا علم نہ تو وہ رضامندی سمجھیں۔ اس مضمون کے پہلے حصہ میں یہ تو طے ہو چکا ہے کہ اگر نارضا مندی کے علم پر بابا یا نکاح کر دیں تو یہ نکاح نکاح نہیں بلکہ دشمنی ہے اب یہ سوال طے ہونا ہے کہ رضامندی حاصل کرنے کا یہ طریقہ کہ ما باپ بیٹا بیٹی کو سب جگہ شادی ٹھہرا کر طمع دیدیں اور انکی خوشی رضامندی سمجھ لیں قابلِ اطمینان ہے یا نہیں اور یہ درجہ کہ کسی لڑکے یا لڑکی کے شے شناسے حالات پر ڈھکے لٹکے بغیر وہ لہایا دہن کے خود نتیجہ

نہان کس حد تک قابل تریم ہے۔

یہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہیں کہ موجودہ حالتیں جیسے دو یقین کو ایک دوسرے کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہو نیک موقعہ نہیں دیا جاتا یا دیا جاسکتا اور سنی ہوئی بات پر نتیجہ نکلتا ہے تو تجربہ کار آدمی کی ہلنے نا تجربہ کار سے بہتر ہوگی مگر جب بحث کے اس حصہ میں یہ سوال پیدا ہوگا کہ یہ موجودہ درجہ کس موقعہ میں دیا جاتا رہتا ہے یا نہیں ہے۔ اب اس مضمون میں دو سوال بحث کرنے کے قابل ہیں۔

(۱) باب اولاد کو یہ علم ہو جائے کہ ہماری شادی خلال جگہ ٹھہرتی ہے اور اس پر وہ خاموش رہیں تو رضامندی ہے یا نہیں ہے؟

(۲) باپ کا اولاد کو آسا موقعہ نہ دینا کہ وہ آزادانہ ایک دوسرے واقفیت حاصل کر سکیں اور فتنہ انگیز طلاق دیدینا اور غمخوشی کو رضامندی سمجھنا اور دوا سے ترمیموں کو نہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملکر زندگی بسر کرنی ہے نا تجربہ کار بھکر اپنی رائے سے یہ فیصلہ کر لینا کہ یہ نکاح خوشگوار نتیجہ پیدا کرے گا یا نہ ہو نہیں؟

یہ بات شخص جانتا ہے کہ مذہب کا تعلق اس معاملہ میں صرف اتنا ہے کہ قرین رضامند ہوں اور اگر وہ اس عمر کو نہیں پہنچے جب انہی رضامندی رضامندی سمجھی جائے تو ان کے ورثہ کو اسلام نے کم سن کی شادی میں وارث حقیقی کی رضامندی کی احتیاط نہایت محقول و مناسب کی ہو اور یہ ہونی چاہیے تھی۔ لیکن اب ہم سو کسی خاص حالت کے اسی ضرورتیں نہیں دیکھ سکتے کہ لڈی گزرونی طرح چوٹے چوٹے بچوں کی شادیاں کر دی جائیں اور ماہا پ محض اس ارمان کہ ہوتا کر نیکی سے کہ ننھی سی دہن اور چھوٹا سا دولہا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ انکی

بجائے ایک ایسے لڑکے کی بابت رائے دے دیتی ہے جسکے حالات اس لئے کہہ گئے
 ہیں کہ انٹرنیشنل پاس ہے سورہ سپہ ہیندہ کا باپ نوکر ہے و دبائی تین بنیں ہیں کراچ
 کا اچھا ہے ناز کا پابند ہے صوفی منش ہے شاعر ہے کرکٹ کھیلتا ہے فٹ بال
 سے نفرت ہے بائسکل کا شوقین ہے۔ جو اخوری کو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ
 اگر نارضا مندی کی شادی میں نقص ہیں اور نارضا مندی آپنا حق کو اٹھج دو
 کرے گی کہ فریقین کو رائے دینے کا حق دیا جائے تو یہ رائے یہ مرض کا علاج
 میرا خیال یہ ہے کہ یہ اختیار اس نقص کو دور کرنے کے لئے اور زیادہ
 خرابیاں پیدا کرے گا اس لئے کہ بعض سنے ہوئے واقعات پر تجربہ کار آدمی کی رائے
 نا تجربہ کار سے یقیناً متبر ہوگی۔ اب نتیجہ قطعی یہ نکلیں گے کہ اولاً وہ خرابی سے واقفیت
 حاصل کر کے رائے دینے کا اختیار دیا جائے۔ افسوس یہ ہے کہ نارضا مندی
 کی شادی کے نقص بتانے والے اس نتیجہ کو چاہتے ہیں اور یہ زبان سے
 نہیں نکالتے کہ نارضا مندی جو مطلوب ہے اس صورت میں حاصل ہو سکتی ہے
 کہ پردہ اٹھا دیا جائے اور دو لہا و لہن نکل جس سے پہلے ایک دوسرے کا آزادانہ
 بات چیت کر سکیں۔ وہی یہ صورت کہ فریقین خاندانی تعلق یا ایک گھر میں رہنے
 سے کیونکہ جسے اگر باہمی واقفیت رکھتے ہیں اور اس میں بھی ما باپ اپنے
 اچھی طرح اجازت نہ دے لیں تو یہ شادیاں اس ہی دس فیصدی میں شامل
 ہیں جو شادی نہیں بلکہ ما باپ کا ایک ایسا ظلم ہے جس کے خیال سے
 تکلیف ہوتی ہے +

پردہ کی بابت ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ اب تک شکل بچپن فیصدی مروا

سوتیں ایسی پیدا ہوئی ہوگی جو اس رحم کو فضول سمجھتی ہوں اور پچھتر بیصدی
ایسی میں جو ہر شے سے اشد ضرورت اور سخت سے سخت مصیبت میں بھی اسکو
رک کر ایلستہ کریں +

وہ قرینہ جو پردہ کو ظلم سے تعبیر کر رہا ہے اور اسکا علحدہ کرنا میسر نہیں
سمجھتا سونے سے اپنی رائے پر عمل کرنے کا موقع ملے کہ فریقین مزاحوں سے
آشنا ہوں اور رضامند ہوں تو شادی کرے۔ لیکن مصیبت تو ان کی ہے
جو پردہ کو نفست سمجھ رہے ہیں۔ اور شاید انکو موت گوارا ہوگی لیکن بہ منقطعہ نہنگ
کہ وہ اپنی بہن بیٹیوں کو بیاہی کی اور آزادی سے کسی غیر شخص کے مزاج سے
واقفیت حاصل کرنے کا موقع دیں +

اس قرینہ کو چھوڑ کر جو بیٹے کا مخالف ہے اصل میں ضرورت اس قرینہ
میں سمجھتی چلیے جو پردہ کا حامی اور موجودہ طریقہ کو قابل اصلاح نہیں
سمجھتا اسوقت ان حضرات سے جو رضامندی کی شادی پر زور دے
رہے ہیں یہ درخواست ہے کہ اس قرینہ میں اس طریقہ کی اصلاح کا کیا
قرعہ ہے ؟

یہ وہ ان سے الگ نہیں ہو سکتا وہ شادی کے وقت اتنی احتیاط کرتے
میں کہ کسی جگہ شادی تجویز کرنے کے بعد بیٹیا یا بیٹی کو اسکی اطلاع دیتے ہیں اور اگر
مخالفت کا علم نہیں ہوتا تو خاموشی کو رضامندی سمجھتے ہیں اور شرعی حکم
کی تعمیل ایجاب و قبول سے کر دیتے ہیں +

پہلا سوال یہ تھا کہ کیا گناہ ہے کہ خاموشی رضامندی ہے یا نہیں۔

اس طریقہ پر زیادہ سے زیادہ اتنی ترسیم اور چسکتی ہے کہ خاموشی رضا مندی
 تب بھی جائے۔ بلکہ علانیہ رضا مندی حاصل کر لی جائے۔ ہمارا خیال ہے کہ گشت
 سجدہ والدین اس ترسیم پر اعتراض نہ کریں گے۔ لیکن اس سے آگے ہمیں
 آمید نہیں کہ کسی ترسیم کی گنجائش ایسی نکلے جسکا اثر یہ وہ نہ پڑتا ہو +
 ہیں اس لئے سے اخلاک ہرگز نہیں کہ شادی کے معاملات میں غریبین
 کو اپنی رائے دینے کا قطعی اختیار ہونا چاہیئے اور ہم باوجود اس خیف پر موصول
 لکھ دینے اور یہ کہ چکنے کے کہ موجودہ حالت میں جبکہ وہ دو خصلتوں اور دو
 سے قطعی ناواقف ہوتے ہیں انکی رائے بہت زیادہ وقعت نہیں رکھتی یہ ضرور
 سمجھتے ہیں کہ انکی رضا مندی حاصل کر لینا باپ کا فرض ہے ممکن ہے کہ ٹرکی
 یا لڑکے کے کان میں دوسرے کا کوئی نقص ایسا پونچھا ہو جسکی اطلاع والدین
 نہیں پہنچی اور وہ لہذا یا دہن کی رائے میں وہ نقص آئندہ زندگی کو برباد
 کر بیٹا ہو۔
 راشد الخیری

عصمت کی گزشتہ جلدیں

جنوری ۱۹۷۷ء سے جون ۱۹۷۷ء تک کے تمام رسالہ مجلد موجود ہیں اور
 اس خیال سے کہ اکثر ناظرین عصمت پچھلے رسالوں کے زیادہ مشتاق رہتے
 ہیں ہم نے ان چند رسالوں کو مجلد تیار کیا ہے قیمت فی جلد چھ
 فیصد عصمت دہلی سے طلب کیجئے

خانہ داری کا بھٹ

بین مقبیس گھر مجاہد نے جو گسٹ کے پرچہ میں خانہ داری کے بھٹ پر مضمون لکھا ہے وہ مناسب ہی اچھا اور ہمارے واسطے بے حد ضروری ہے۔ تاہم خانہ داری کا بھٹ نہیں رکھا جائے گا۔ بلکہ کبھی آمدنی و خرچ کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اپنے فضول بے جا اخراجات کو بھی روک نہیں سکتے۔ بہت سے خرچے ایسے ہوتے ہیں جنکو ہم لاطمی میں بے حساب کرتے پتے جلتے ہیں اور کچھ پتہ نہیں لگتا۔ اگر ہم کو اپنے اخراجات کے حالات معلوم رہیں تو ہم ضرور ادن سے بچ جاویں۔ اکتوبر کے مہینہ میں ایک نقشہ بھی بھٹ کے نمونہ کا چھپا ہے مگر میں اوسیں تھوڑی سی ترمیم کرنا چاہتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ شاید بہت سی بنیں اس ترمیم کو پسند کریں گی۔ جو نمونہ دیا گیا ہے وہ روزانہ خرچ و خرچہ کا ہے اور اس میں علاوہ دیگر خازن کے نمک تصاع کو ایندھن پارچہ۔ حوتہ۔ تلہ۔ کرایہ مکان۔ تنخواہ ملازمان وغیرہ کے بھی خانہ میں لیکن میری رائے میں یہ نقشہ اس وجہ سے ٹھیک نہیں ہے کہ عام طور پر کپڑا جو تہ۔ خلع وغیرہ روزانہ نہیں منگائے جاتے ہیں اور نہ روزانہ کرایہ مکان اور ملازمان کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور خانہ داری کے بھٹ کا اصلی فشار اور غرض یہ ہے کہ ہر گھسکی بی بی کو اپنی آمدنی اور خرچ کا اندازہ رہے ضبط نہ کن ہو آمدنی سے زیادہ خرچ نہ ہونے پاوے اور اس کو بہت سن سے کیسے پس انداز رہی

عقود

11

۱۳۱۰

حامد خاڑگی

كل املاني يا رب امل فيك يا رب

الوانِ نعمت

گاجر کا مرتبہ بیچ کی اس کی ہو۔ بہت بڑا ہوں نہ چھوٹی۔ دوسرے گاجر میں کچھ رنگ کی ہوں مگر اندر سے چوکی ہوں انکو آٹھ چھیل کر جھیلے کا تیرہ تک نہ رہے نوک زیرہ کٹر کر چھیل کر دیکھتے کر لو۔ اور بالی میں ڈالنا شروع کر دو جب سب کٹر لو تو نکال کر کچھ کے، دنا کسرہ وغیرہ اچھی تیج برسر ہو یا اب انکو بوش دو جوش دیتے وقت اگر تھوڑی سی پھٹکری ڈال دو تو ادھ اچھا ہے کوئی چار سریشکار کا شیرہ بنا ڈالو اس میں ان ابلی ہولی کا جڑ کو ڈال دو رات بھر بیٹا رہے دسیج کو گاجر دوں کے تھوڑی انگ کر کے تیرے کو چھانڈو در پھر چھیلے پر رکھ کر گاڑھا کر لو۔ اب اس میں گاجر کی ڈال دو۔ مگر جب تیرہ ٹھنڈا ہو جائے یہی مرتبان وغیرہ میں ڈال کر بند کر دو اور حفاظت سے رکھ دو۔

۱۔ ن۔

مونگ کے لڈو۔ ٹوہالی سیر کے قریب مونگ کی دال لیکر پس اس سے دوسیر آٹا تو لکڑیہ سیر مٹی میں خوب بھون لیں اور پھر تین سیر کے تڑکھا ٹنڈا ملا کر اتنے سے لڈو بنا دھ لیں۔

ج۔

راحتِ زمانی

۱۔ مصنفہ مولوی سید احمد صاحب دہلی

اس کی بہت تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئی ہیں ناشرینِ صحت جلد دو خاستیں بھیجیں۔ قیمت صرف (دھرا) منیچرِ صحت۔ دہلی۔

جھانگیری

تختشاہ محمد نو. الدین جھانگیر کے زمانہ میں وزارت کا کام آصف جاہ کے سپرد تھا۔ تمام چوٹے موٹے کام اسی کے صلاح و مشورے بلکہ اسی کے ماتحت سے انجام پاتے تھے۔ اس وزیر کو بادشاہ کے مزاج میں استعد و قہل تھا کہ اس کے کاموں میں جو کچھ وہ کرتا تھا بادشاہ کو بصیر چون و چرا ماننا پڑتا تھا گو اندر لہو دیا رہا میں بہت سے ایسے نامور لوگ موجود تھے۔ جو قتل و شہور میں آصف جاہ کے زعماء تھے مگر جو خاطر بادشاہ کی منظورنی اور کیسی۔ جی اس کی اگر کسی موقع پر اس سے سول چوک سے یاد دہا کر دیتے تو ایسی بات ظاہر ہو جاتی تھی جو بادشاہ کے خلاف ہو تو بادشاہ جینم پوئی کر جاتے تھے اسکی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ بادشاہ کی نہایت پیاری اور چاہتی بیوی بلکہ اسکی سلطنت کی مالک تھی جیسا کہ حقیقی بھائی تھا گو یا سندوستان کی حکومت اسکا سیوا و سفید اور اس کی تختہ بدلو، جہاں کے ماتحتوں میں تھی۔ اور وزارت کی باگ ڈور آصف جاہ کے تحت قدرت میں تھی مختصر یہ کہ بن بادشاہ تھی اور بھائی وزیر۔

برسات کا موسم ختم کے قریب ہے مگر کبھی کبھی ترشح ہو جاتا ہے۔ آصف جاہ ایک مثالشان محل کی تیاری میں مصروف ہے بخلفہ بخلفہ راج فرد و راور کار گروں کو حکم نامے صادر ہوئے ہیں کہ ایسی عمارت تیار ہو چکی کہ خلی اور زفاست کے سامنے شانزنی عمارتیں بھی گرد ہو جائیں جسقدر روپیہ چاہیے ہمارے خزانہ سے لو۔ علاوہ

روزانہ مزدوری کے انعام الگ دیا جائیگا اس سے ہر ایک شخص جان توڑ کر کوشش کر رہا ہے۔ میر عمارت نے عرض کی کہ خدہ اوزیر صاحب کا حکم بیکار اور جنوروں کے جاؤ و جلال میں روز افزوں ترقی ہو چل کی جنوبی عمارت میں سخت نقص پیدا ہو جائیگا اندیشہ ہے صرف اندیشہ ہی نہیں بلکہ کام یقین ہے اگر قلاں مکان کی زمین اس میں شامل ہو جائے تو بقدر قدامت دور ہو جائیگا۔ آصف جانے حکم دیا کہ مالک مکان سے وہ مکان خرید لیا جائے یا اسے اور کسی جگہ مکان نہ دیا جائے۔ اور اس مکان کو اگر اصل کی عمارت کے ساتھ شامل کر کے فوراً اس نقص کے دور کرنے کی کوشش کی جائے حکم کے لئے دو تین آدمی مالک مکان کے پاس گئے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس مکان میں ایک بڑی صاعوت دیکھی جاتی ہے جب وزیر صاحب کا حکم اسے سنایا گیا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں اپنے خاندان کی یادگار کو جو کئی پشتوں سے ہے کسی حالت میں نہیں بیچ سکتی ہر چند وزیر صاحب نے امر ابراہم کہئے۔ مگر بڑھیا کے انکار کے سامنے وزیر صاحب کی تمام باتیں بیکار ثابت ہوئیں۔ جب وزیر صاحب نے دیکھا کہ بڑھیا کسی حالت میں اپنا مکان نہ دیگی نہ سری حکومت کے تازی نے ہی کا کچھ خوف اس کے دہس آسکتا ہے نہ روپیہ پیسہ کا لالچ ہی اس کے دل کو نرم کر سکتا ہے تو زبردستی مکان گرا دینے کا حکم دیا وہاں یکا دیر تھی۔ ایک آن کی آن میں مزدوروں نے بڑھیا کی پشت پشت کی یادگار اس کے سر پائے ناز اس کے آرام کی محو نپڑی کی اینٹ سے اینٹ بجا کر زمین کا پونہ کر دی۔ بڑھیا بچا رہی روتی چلاتی رہی مگر کسی نے ایک سی

اُس وقت اُس بیماری غریب بیکس کا کیا حال ہوا ہوگا جب اُس نے اپنے
 موٹس غمخوارہ وقت کے طیس مہربان اُسکو دھڑپ سے بچانے والے اور
 لوندی کے آرام دینے والے مکان کو خیر باد کہا ہوگا۔ اُسے خدا کا ترس و زہر
 اُتر چکا ہوگا۔ اُس بچس مظلومہ واجب الرحم بڑھیا کے حال پر رحم نہیں آیا تھا۔ تو کیا کچھ
 کے عدل و انصاف کے تازیانے کا یہی خوف ترے دل سے اُٹھ گیا تھا۔ آؤ
 تو نے حکومت کے زعم میں آکر انہی آنکھوں کے آگے ٹی باجی۔ کوئی اور غرض
 کی بھی تیر نہ رہی +

دن کے بارہ بجے میں دھوپ نہایت تیز ہے پسند سرے پر کیاؤں تک
 آیا ہے۔ اس وقت کوئی اکاؤنٹ کا آدمی نظر آ رہا ہے۔ درندہ حیوان سے انسان تک
 تمام آرام میں مصروف ہیں۔ ایک بڑھیا ستر اسی برس کی بیٹھے پرانے مالوں
 اُس شکر پر جو شہر سے قلعہ کو جاتی ہے۔ اکیلی روتی دھوتی جلی جا رہی ہے
 اور ہوا یہ تو وہی بڑھیا ہے جس کا مکان نصف جاہ نے گرا کر اپنے مکان میں
 شامل کر لیا ہے۔ ہیں ایہ اسوت یاں کیوں؟ شاید بادشاہ سے نصف جاہ
 کے علم کی فریاد کرنے جا رہی ہے۔ لیوا ترمین قلعہ کے دروازہ میں پہنچ گئی
 اور اُس زنجیر کو پکڑ کر بلا تا شروع کیا جبار شاہ نے خاص کر کمزور مظلوموں کی
 داد دے کے واسطے لگا رکھی تھی۔ جس کا ایک سر دروازہ میں تہا اور دوسرا بادشاہ کی
 محل میں۔ اور اُس میں ایک گنٹی بند ہی ہوتی تھی۔ جب اُس گنٹی کی آواز بادشاہ
 کے کان میں پہنچتی تھی۔ خواہ اس وقت کیسا ہی ضروری کام ہو چوڑ چاڑب
 سے پہلے فریاد کی فریاد سن کر تا تھا۔ گنٹی کی آواز سننے ہی بادشاہ فوراً

عالم چھا گیا۔ کسی میں اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ عرض معروض کر کے اس حکم کو فسخ کر دے اور یہ بھی حکم دیدیا کہ جب تک نور جہاں قتل نہ ہوے۔ کوئی شخص ہمارے پاس آئے خواہ کیسا ہی ضروری کام ہو۔ اہل دہلی اور نور جہاں کے قتل کا پھر بیکر رخصت ہوئے اور باہم ملکر صلوات و شورو کرنے لگے۔ کہ اگر نور جہاں کو قتل کر دیتے ہیں۔ تو ممکن نہیں کہ بادشاہ دم بھر بھی زندہ رہ سکے۔ اگر شاہی حکم کی تعمیل میں سب دہش کرتے ہیں تو ہمیں ہر ایک کو اپنی اپنی جان کے لئے ہیں۔ یہی کشمکش میں تھے کہ اتنے ہیں ایک بزرگ خلکو خاندان سادات سے نسبت تھی اتفاقاً اور ہر آنکھ یہ صاحب بادشاہ کے مزاج میں بہت خیل تھے اور جب تکلف بات چیت کر سکتے تھے۔ اہل دہلی اور کوہس سش پرچ کی حالت میں دیکھ کر اہل سبب پر چھا انہوں نے تمام قصہ من وعن سامنے بیان کر دیا۔ سید صاحب نے انکو تسلی دی اور کہا۔ کہ میں بادشاہ کی خدمت میں جا کر بس حکم کے نسخہ کرنے میں کوشش کرتا ہوں۔ لیکن جب تک میں واپس نہ آ جاؤں آپ لوہاں بیگم کا قتل ملوئی کریں شاید میرا جاؤ کام کر جائے اور بیگم قتل ہونے سے بچ جائے۔

سید صاحب نے بادشاہ کی نشست گاہ پر جا کر دو باتوں سے اپنے آئے کی اطلاع کرنے کے واسطے کہا مگر انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ کہ آج بادشاہ کی قطعی ممانعت ہے۔ ہم کسی کی خبر نہیں کریں گے لیکن سید صاحب نے منت سے حوشادہ سے غرض جس طرح سے ہو سکا اپنے آئے کی اطلاع بادشاہ کو کراچی دی اور بادشاہ نے ان کو روپیہ حاضری میں طلب بھی کر لیا۔ مختصر ایک ایک کے بعد بادشاہ نے کہا یہ منصف تھا ہی خاطر ہے۔ نہ تو کسی کو آنے کی اجازت نہیں

سید صاحب نے کہا کہ یہ حضور کی نہایت مہربانی ہے میں بھی خاص فرض ادا کرنے کے واسطے آیا ہوں لیکن سرور کائنات پیغمبر صلعم دین دنیا کے بادشاہ کا پیغام نہ کر نزدست میں حاضر ہوا ہوں بادشاہ حضور سرور کائنات کا پیغام سننے کے لئے سرور قدامتہ پہنچنے پر رک رک کر کھڑے ہو گئے۔ اور سید صاحب نے یوں بیان کرنا شروع کیا :

آج رات کو ہمارے دین و دنیا کے بادشاہ مذہب اسلام کے حامی قیامت کے دن گہگہاروں کی شامت کرنے والے حضور رسول صلعم نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ دیکھو تم ہماری آل اولاد میں سے جو ہم نہیں چاہتے کہ روزِ محشر میں تمہارا بادشاہ کسی علت کے بدلے پکڑا آئے۔ تم جاؤ اور بادشاہ کو نور جہاں کے قتل سے باز رکھو۔ دیانت کرو کہ نور جہاں کو کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا جاتا ہے صرف یہی کہ اس کے بھائی آصف جاوہ نے بڑھیا کا مکان ظلم سے دیا۔ اس سے بڑھ کر جلاہ کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ کرب جہاں اور جھگٹے بہن یا رہے کہ اگر نور جہاں کو قتل کر دیا۔ تو خدا کی سخت ناراضا مندی ہوگی۔ اور یہ گناہ ہرگز نہ بخشا جائیگا :

یہ سننے ہی بادشاہ کی عقل کے طوطے اڑ گئے۔ بن تھرقہ نے لگا۔ عشر طاری ہو گیا۔ ٹوٹے چوٹے لفظوں میں کہا تو یہ کہا۔ کہ اب کیا ہو سکتا ہے شاید اسکو تو قتل کر دیا ہو گا۔ اگر قتل نہ ہی کیا ہو گا۔ تو حکم کا منہ کرنا دیشا ہی کو کس قدر نقصان پہنچائیگا۔ اور ہمیں مری کس قدر سبکی ہوگی سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور نے قتل کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ حکم نامہ میں صاف یہ جملہ لکھا ہوا ہے

کہ خونِ نور جہاں بریزند اس میں بہت سی گنجائش ہے۔ نور جہاں ہی بچ رہے گی۔ اور آپکے حکم کی تعمیل ہی ہو جائے گی۔ لیکن حکیم صاحب کے بدن کے کسی حصے کا خون نکال دیا جائے۔ عضو الطینان رکھیں کہ حکیم کو بھی قتل نہیں کیا۔ نیز کچھ میں آتے وقت یہ انتظام کر آیا تھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ نور نور جہاں کو اپنے حضور میں طلب کیا اور اسکی دلوں کلائیوں کا خون نکالا جس سے بادشاہ کے حکم کا مشا پورا ہو گیا۔ اور نور جہاں کی جان ہی بچ رہی۔ حکیم کو بلا کر خوں کے انہال کی پوری پوری تمنا پیش کر دی۔ اور ہر آصفت جاؤ کو بلا کر اس دیوار کے گولنے کا حکم دیدیا۔ اور کہہ دیا کہ ہفتہ کے اندر اندر بڑھیا کا مکان اپنے صدف سے تیار کرنا ہو گا۔ اگر آئندہ کو کسی ایسی واردات ہمارے کان تک پہنچتی تو نتیجہ اچھا نہوگا +

چند روز کے بعد نور جہاں کے زخم اچھے ہو گئے۔ لیکن نشانِ قائم ہے جس سے نور جہاں جیسی خوبصورت عورت کے حسن کو بدنام و جتا لگ گیا۔ بادشاہ نے اس شخص کو دودھ کرنے کے واسطے سونے کی جڑ اور مرصع دو چڑیاں دیں۔ صرف پندرہ دن جنہوں نے اس عیب کو چھپایا۔ بادشاہ نے ان چوڑیوں کا نام اپنی اصطلاح میں جمانگیریاں رکھا۔ جواب تک عورتیں نہایت خواہش سے پہنتی ہیں۔ اگرچہ اسکی شکل پہلے کی نسبت بہت کچھ بدل گئی ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ جمانگیری سے جمانگیری کی یا قیامت تک تازہ رہے گی +

منزلت علی خاں

خواب و نسان

گذشتہ شام تا صبح سے آگے

کیوں عسکر بن گئیے شوق سے بہرا ہو گا وہ دل پہنچی محبت کا کیا نونہ ہو گی وہ
جنس جنسہ سادہ پر طبعہ کا غذا گوارا کیا اور محض ایک نظر اس شخص کے دیکھنے
کے لیے جو کبھی اس کے سونس اور نینق تہا یہ شرط منظور کرنی عزیز پرستش کے قابل
ہتی وہ روح جس کی محبت پر فرشتہ ہی مرجا کہہ رہے تھے یہ کچھ ایسے فرد
کا تماشا تھا کہ میں ہی اس چوٹے سے قافلہ کے جس دو فرشتہ اور ایک شہزادی
محل انہ ام کی روح تہی ساتھ ہوئی اور ہم چاروں خیاباں پر نہچے۔ ریاست کا چہہ چہ
اور کو نہ کو نہ شہزادی کو محبت تھا وہ جانتی تہی کہ جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں آخری ہے
سب سے بھری ہوئی خوشی وہ محسوس کر رہی تہی مگر آنیو اسے لمحہ کے اشتیاق و تظا
میں اس کو چہہ بھوش نہ تھا وہ اپنے خیالات میں اہتدہ محو تہی کہ اس وقت دوزخ کی
تکلیف کا اسے مطلق خیال نہ تھا یا تہیک کہ محل شاہی کے کنگورے ہمسکو
دکھاں دئے نامکن سہے کہ میں اس وقت کی کیفیت جو شہزادی کی تہی بیان
کر سکوں اسکی حرکات و سکنات اسکی نظر وہ خود اس محبت کا ایک دفتر تہی جو
فطرت نے عورت کی سرشت میں کوٹ کوٹ کر بری ہے ہم آفاقہ نامحل شاہی میں
پونچ گئے تہی یہ دیکھ کر تعجب ہو رہا تھا کہ شہزادی کی جو حالت کبھی دوزخ میں
ہم نہ ہوئی وہ اس وقت تہی اسکی روح تھر تھر کانپ رہی تہی شوق لمحہ بہ لمحہ تیسرے

جو رہا تھا اور ہماری رقتا زبوا سے کہ نہ تھی اسکو مست معلوم ہوتی تھی +
 ہم نعل کے اس مقام پر پہنچے جو عیض منزل کہلاتا تھا۔ پیرہ جو کی واسطے
 ہتیار لگائے ہمیشہ رکھتے تھے۔ چونکہ بادشاہ یہاں موجود نہ تھا اس لیے
 ہم اور آگے بڑھے اور شاہی آرام گاہ میں داخل ہوئے اسوقت رات کا دوسرا
 پیر شروع ہو چکا تھا مگر یہاں ہی ہم لے بادشاہ کو نہ دیکھا اور گل اندام بازغیر
 آگے یہ بلن شہزادی کا بنایا ہوا احبابارہ درسی۔ جہاٹ فانوس کی روشنی سے جگمگا
 رہی تھی دو جواہر نگار کرسیاں بچی ہوئی تھیں ایک شاہ بناباں۔ اور دوسری
 شہزادی کی ایک سرگوند پہنے والی واروغہ ہیرو اور سوتیلوں سے لدی شہزادی
 کی جگہ بیٹھی تھی ہم قریب پہنچے تو ہم نے یہ گفتگو سنی ؟

عورت :- بادشاہ ! اس دل کی حالت قابل اعتبار نہیں ہو سکتی جو کل تک
 شہزادی گل اندام کا کلمہ پڑھ رہا تھا +

بادشاہ :- یہ خیال غلط ہے ! میں نے کبھی اسکو منہ نہیں لگایا۔ افسوس وہ
 اسوقت زندہ نہیں ورنہ میں اسکو اے ملکہ خیا باں تیرنی لونڈی بنا کر رکھتا +
 اتنا شہر ہی گل اندام کی کوح نے دوزخ کے وہ نوزخوں کو دیکھا اور
 کہا بس ببا کیا فرشتوں چلو چلو بس ساتویں طبقہ میں ڈال دو اور ایسا عذاب
 شروع کرو +

کیوں عزیز؟ کیا محبت کا بدلہ یہی ہے کہ جب تک گل اندام زندہ رہی بادشاہ
 کے دل و جان کا مالک تھی اور جب وہ مر گئی تو بادشاہ کی زبان سے اس کے لیے
 یہ لفظ نکلیں +

عزیز! یہ ہے وہ واقعہ جو مجھ کو جنت سے نکال کر دنیا جیسے دوزخ میں ڈال رہا ہے۔
 رات بھر اور اندھوں سے بدتر شے مرد کا وجود ہے لایا: میں نے مرد اور
 کا مطالعہ کیا یہاں چونکر جو کیفیتیں میں نے دیکھیں اور جیسے جیسے مرد میری نظر سے
 گزرے انکی زندگی دنیا کے لئے باعث شرم ہے جب میں پہلے روز آبادی
 میں داخل ہوں تو میری نظر ایک عالیشان دروازے پر پڑی اندر لٹی تو
 معقول پڑے کچے آدیوں کا گھر تانچے اور مرد و عورت کھٹکتے پھرتے تھے عورت
 کچھسہ چاہی تھی اتنے میں ایک مرد اس گھر میں داخل ہوا عورت اپنا کام
 چھوڑ کر اسی مرد کے واسطے پانی لا کر کھا کھا دیا اور کچھ لیکر بٹری ہوئی مرد نے
 یہ کہہ کر کھانے میں تک زیادہ ٹھہرا کھا کر بھینک دیا اور نہایت توت سست
 باتیں سنائیں مجھے تعجب اور حیرت تھی کہ جب انسانیت کے اعتبار سے
 دو تو جنس برابر تھیں تو مرد کو عورت پر حکومت کرنے کا کیا حق حاصل تھا اس کا
 طرز کلام اسکی بول چال اسکی نگاہ اسکی رفتار گفتار غرض ہر چیز ظاہر کر رہی تھی
 کہ وہ حاکم ہے اور عورت اسکی محکوم میں لے اپنے مطالعہ کے صرف اس
 سبق کو تقریباً دو سال تک پڑھا اور کوئی گھر ایسا نہ دیکھا جہاں مرد عورت پر
 حکومت نہ کر رہا ہو اور یہ نتیجہ نکلا کہ شاید قدرت کا قانون زمین پر ایسا ہی ہو
 اور عورت باوجود دنیا کی سخت کشمکش اور معیبت میں گرفتار رہنے کے مرد کی
 ماتحت بنائی ہوئی خیال کرنا مشکل تھا کہ میں قدرت کے اس فیصلہ کو ظلم
 سمجھتی اس لیے یہ طرز معاشرت میں نے قدرت کی مصلحت اور دنیا کے قائم
 رہنے کی ضرورت سمجھا۔ عزیز! تو میرے وہم و گمان میں یہی نہ تھا کہ یہ تمام کارنامے

مردلی ہے اور ہندوستان میں جہاں میں بدقسمتی سے پوہنچی مردوں نے اپنی
 بردستی سے عورتوں پر حکومت شروع کر دی ایک دن دوپہر کے وقت جب کہ
 سامن کی بہن انکھیاں کر رہی تھیں دیکھتی کیا ہوں کہ وہ ایک کنارے آدمی
 آتے ہیں اور ایک طرف سے کو جلا رہے ہیں چنا تیار ہوئی لکڑیوں پر گھٹی چٹکا یا
 گیا۔ تنے میں ایک کس عورت ماتے پر چندن کا ٹیکا ماتہ میں پولوں کی
 مال بان کہاٹے کاہل لگائے آئی خاندن درجہ مل رہا تھا اسنے حیرت
 دجھا وحیت پر منیج کر پردان کی طرح کر بان ہو گئی بجھے اسوقت یہ تعین ہو گیا کہ
 بیشک ہندوستان کی سرزمین جس جیسے برنا کرکتی ہے وہ دہشت ہی
 کی ذات ہے کسی کیسی صبر و صفا کی دہلیاں اسکی گویاں آسام کر رہی ہیں جنہوں
 نے اپنی زندگیاں مردوں پر سے قربان کر دیں۔ رنج بہتی۔ دکھ نہرتی میں معیتیں
 اٹھاتی زندہ رہیں مگر مرد کی حکومت سے منہ نہ موڑا۔ ہمارک ہیں وہ گہر اور
 چار دیواریاں جنہیں انسانیت کے یہ سچے نمونے مظلوم بیڈیاں اور بد نصیب
 بیڈیاں اپنی زندگی بسر کر رہی ہیں ترہے تقدیر سے آسمان کی جھکاسا یہ آپس
 پڑ رہا ہو اور خوش نصیب اس زمین کے جو ان کے قدم اپنی آنکھوں پر رکھتی ہو
 سمجھ لانا قحط کے بعد کچھ ایسی نفرت ہوئی کہ میں کال تین مہینہ شہر سے
 دور رہی اور ارادہ کر لیا کہ اب ادھر کا رخ نہ کرونگی ایک روز اتفاق سے آسمان
 پر کالے کالے بادل دوڑ رہے تھے اور پوہیاں پوہیاں پوار پڑ رہی تھی
 بجلی چمک چمک کر اور بادل گرج گرجا کر تم کچے تھے مگر اندھیری بجلی کھڑی تھی
 یہ سامنے کا میدان جس میں آج خاک اڑ رہی ہے سبزہ سے پہلے رہا تھا پانی

بری ہوئی ہوا خود دو پہلوں سے چیر چھاڑ کر رہی تھی۔ اہلی کے گھنڈار درخت
 پر ایک خوش الحان ٹیل نے چکنا شروع کیا اس میں ٹیل کی سرسری اور
 میٹھی آواز کلیو کے پار ہو رہی تھی۔ میں اس کو ہستے نکل اور دیر تک کھڑی
 سنتی رہی آخر ٹیل تھوڑی دیر بعد اڑی اور شرق کی طرف چلی میں ہی اس کے
 پیچھے ہوئی آبادی کے قریب پہنچ کر اس نے پھر گانا شروع کیا اور میں گھنٹہ ڈیرٹ
 کھڑی اسکی باتیں سنتی رہی وہ ادھر ادھر کے درخت نہر ناچتی اور ٹہنیوں پر
 جموتی پرتی تھی اور میں اس کے ساتھ ہی بچے اس وقت مطلق ہوش نہ تھا کہ
 میں کہاں ہوں جب ٹیل کا ترانہ بند ہو گیا اور میری آنکھ کھلی تو میں بستی میں
 تھی اسی حالت میں مجھ ایک طرف منہ اٹھا چل کھڑی ہوئی۔ شہر کے بیچ میں پہونچی
 تو میں نے ایک طرف چھوٹی سی راستہ آئی ہوئی دیکھی کو با جاگا جا کچھ ہی دتا
 گھر قریب سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ چند آدمی دو لہا کو ساتھ لیے وہیں بیٹھے جا رہے
 ہیں جس جگہ اگر ٹیرے میں ہی وہیں ٹشک گئی یہ ایک مردانہ مکان میں بھاڑ
 گئے جس کے پاس ہی زمانہ مکان تھا دفعتاً زمانہ مکان سے شور غل کی آواز آئی
 اندر جا کر دیکھتی ہوں تو عورتوں کا مجمع ہے اور دو مرد عصہ میں لال پیلے کمرے
 ہیں۔ وہیں ایک چودہ برس کی لڑکی تھی جہتین دن کی بیابھی راڈ ہوئی پاڑ
 سی زندگی کا کاٹنا اس بچی کے واسطے قیامت تھا۔ اسنے اسکا علاج ایک
 خیر ا یہ وقت علاج کا مقرر کر دیا پانی شہر میں موجود نہ تھا۔ دو درختوں اور ایک
 پانی اسکا علاج اپنی آنکھ سے جھپٹتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ یہ لڑکی
 صرف اس لیے کہ اسکا خاوند مر گیا اب تمام عمر رشتا پے کی زندگی بسر کرے

زنجی حمر کا کوئی بخوشی کا گزرے انہوں نے نکاح سے پہلے بڑے بھائی
 دوسریا در اس نے انے سی حکم دے دیا کہ اگر میں اس بڑی کے نکاح کا
 مہ بھی سندوں کا تو دونوں بھائیوں کو بھائیوں سے مار ڈالوں گا۔ ہمارے حاتمہ ہیں
 بہت سی عورتیں اور بھائیوں پر ہر نہیں مگر انہوں نے یہ بے عزتی اختیار نہیں کی
 کہ دوسرے نکاح کا نام نہ کر بات پشت کی غرض تاک میں ملا دی۔ یہ اس نے
 انھیں سے حدیث نہ اس قاب میں رہتے گا کہ میں برادری میں دکھاؤں وہ
 قطعاً نہ کچھ بھرا ہوا تھا کہ یہ بہرہ تھا اور سے گفت جاری تھے بہن بیٹھے
 سن سندوں میں سرسریئے سطح بیٹی نہی کہ گویا ساپ سو گنگہ گیا۔ مائی نکلتی رہ
 بی بی ہوتی تھی اور اس میں اتنی محبت نہ تھی کہ بیٹے کے سات ایک لفظ
 سے نکال سکے خود اور مرد تو ہی دیر تک تلتارہ اور پر ہوتے بھائی کو علم
 دیا کہ ان لوگوں سے ما کر کہہ ابھی ہمارے مکان سے نکلتا جس روز ایک
 آدمہ کا خون ہو جاؤ گا وہ لوگ تو چلے گئے اور بات بھی گئی گزری ہوتی۔ اگر
 میری اس وقت کی حالت دیکھنے کے قابل تھی اور وہ وقت ایسا تھا کہ میں نے
 چاہی کیا اور اب بھی کہتی ہوں کہ اگر یہ انتظام قدرت کا ہے تو اس قدرت
 کے بنانے والے کو دو لوہا توں سے سلام ۛ

بنا بنا عریز تا کیا اس سے زیادہ ظلم نہیں ہے کہ محض اپنی خواہش کے آگے
 ایک ولی کی تمام عمر برباد کر دی گئی کیا جن تھا اس ظالم بانی اور سنگدل چچا کو
 کہ وہ ایک خدا کی بانی ہوتی جاندار شے کو دنیا کی تمام نعمتوں سے محروم اس نے
 زندگی مصیبت اور سبکی دنیا و دنیہ کر دیں یہ ایسا ظلم تھا کہ جب کبھی خیال

آتا ہے سرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں میں اکثر اس نزل کو دیکھنے
 جایا کرتی اور اسکی حالت دیکھ کر میرے کلیجہ پر سانپ ٹوٹتا اسکو اتنی ابرارت تھی
 کہ وہ کبھی سرگوندہ لے اسکو اتنا حکم نہ تھا کہ وہ اچھے کپڑے پہن لے لے
 عزیز کس طرح جانوں کہ وہ اپنی زندگی کیونکر بسر کر رہی تھی میں تجھے یقین دلاتی ہوں
 کہ بس شہر کا ہر گناہ اس سے اچھی زندگی بسر کر رہا تھا میں نے اس کے منہ پر
 کبھی مسکراہٹ نہ دیکھی میں نے اسکو کبھی کسی سے ہنستے بولتے نہ پایا۔ ہر وقت
 تفکرات لگی تھا اس کے۔ پر حیاتی رشتی اور پریشان خیالات اس کے ساتھ
 تھے۔ ان کچھنوں نے اسکی نعمت بگاڑ دی اور چند ہی روز بعد وہ مظلوم بی بی
 سرٹیک پٹک کر مرنے لے عزیز! آٹھ میں جبکہ اس کی قبر دکھاؤں جس کے دمیر
 حسرت برس۔ ہی ہے اور اسکی خاک کا ہر قطرہ یہ صدا دے۔ رہا ہے کہ اسے
 عالم فانی کے بسنے والو کیا تھا یہی دنیا کوئی شال ایسی پیش کر سکتی ہے کہ کسی
 مرد کو عوی کی موت کے بعد عورتوں نے دوسرا نکاح نہ کرنے دیا ہوا درود اس
 ناشادہ لہن کی طرح تار مار ڈال دیا گیا ہو۔ بول عزیز خدا کے واسطے کچھ تو بول چل اور
 چل کر دیکھ اس بد نصیب کی قبر پر کتنی کست برس ہی ہے۔ آسمان اس پر
 خون کے آنسو رو رہا ہے اور زمین اسکو گود میں سلاتے اسکے صبر اور سہاوت مند
 پر مرجا کہہ رہی ہے

راشد الخیری

ہماری محترم مولوی محمد عبدالغفر صاحب کوٹاہیہ کوٹاہیہ کے لئے اپنی والدہ ماجدہ محترمہ کی تعزیت شائع
 فرما کر جو میں پہلے بڑا احسان کیا ہو میں بخوشی تمام اوراق کے مفصل علاج کے علاوہ مفید اور اخلاقی
 مضامین ہی وقت میں قیامت ۳۲ مولوی صاحب سے ملتی ہے۔

محاورات السورۃ

کام کی باتیں

موتی فٹا کرنے کی ترکیب - سچی ہمار شور و شجرت کھٹ دیا سب چیزوں کو
ہمزن جہلی میں پکا لو جب بھائے لگیں تو وہ داریا میں ڈال دو اور تھوڑی
دیر تک پھر کہو۔ پھر آکر صاف رولی میں ملو۔ موتی بالکل صاف ستے اور
پہلے ہو جائیں گے + محمدی بیلم الیہ محمد حیات بادشاہ

سیاہ رنگ رنگتے وقت اگر ٹیکڑی اور توڑا سا سرس کاتیل ڈال
لیں تو رنگ سائیتینز اور پھید ہو جاتا ہے۔ ہمشیر و منظور علی۔

حارے میں کیز ذبحہ و دہونے کے بعد جب کہ ہاتھ پانی میں زیادہ
دیر تک کام نہ کریں اگر سرس اور کچھ سخت سے ہو جاتے ہیں۔ اگر سخت
توڑا سا زیون کاتیل ہاتھ پیرل کر دس منٹ کے بعد کٹا ہوا بیجا بھی طرح
لیں تو ہر قسم کی تکلیف سے ہاتھ محفوظ رہیں گے + ترجمہ

اگر کپڑا جسکو رنگنا منظور ہے مٹا ہو تو پہلے خالی پانی میں ڈبو کر کچڑ
لو اور پھر رنگو و نہ دہے پڑ جائیں گے +

یوں کی ڈنڈیو پیرا توڑا سا سو م گچھلا کر لگا دیں تو بہت دیر تک
نہ بھانیں گے + ترجمہ

آگ ہاتھ تیل سے مل حارے کا ہتر علاج بکری کا خون ہر مری کے اندے کی
سجی ہے گیکوار کے تھوں کا لودا ہی معیدہ +

اسلام اور عورتیں

جنہی کے ایک فاضل پروفیسر گولڈربرگ کے ایک مضمون کا ترجمہ عرصہ ہوا ایک انگریزی اخبار دوسل ملز میگزین میں چھپا تھا جسکو شاید کسی اور واجب نے بھی شائع کیا تھا۔ یہ مضمون میری نظر سے ہی گذرنا چو نہ نہایت ہی لطیف ہے اور ہمیں پوری تحقیق اور انصاف سے کام لیا گیا ہے۔ اس سے نیا نظریہ عصمت کے واسطے یہ ترجمہ پیش کرتا ہوں۔

فاضل پروفیسر لکھتا ہے

کہ اسلام میں جو تمام عورتوں کو دیا گیا ہے۔ اس کے بارہ میں اہل یورپ کی کثرت سے یہی رائے دیکھی جاتی ہے کہ مذہب اسلام نے ان بیچاری عورتوں کے لیے ترقی کا وہ اعلیٰ مرکز ہرگز تجویز ہی نہیں کیا۔ جو کہ نوع انسان کے واسطے لازم ہے۔ لیکن تاریخ میں ایک گہری نظر کرنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کی تشریف کا باعث مذہب اسلام نہیں ہے بلکہ موجودہ متقدمین اسلام کی تمدنی کمزوری ہے۔ اسلام کے حسبِ قدیم دماغ میں ہم بہت واقعات میں عورتوں کو جنگ اور سیاسی کاموں میں حصہ دیتے ہوئے دیکھتے ہیں اس زمانہ میں عورتیں صرف مقدس ہی نہیں تھیں جو عبادت اور مجاہدات میں لگی رہتی ہوں بلکہ ایسی عورتیں ہی موجود تھیں جو علاوہ امور تجارت میں شریک ہونے کے اسلام کی اندرونی مشکلات

نہ جی حصہ لیتی تھیں +

اسلام کی دلیر عورتیں

مورث طبری بیان کرتا ہے کہ لڑائیوں کے موقعوں پر عرب ہرگز لسنہ نہیں کرتے نہ

کہ عربیں موجود نہ رہیں۔ اس سوسائٹی میں عورتیں غلامہ کے برابر سمجھی جاتی ہیں۔ سبب یہی عورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور وہ قدر و منزلت اور احترام کا مستحق نہ تھی۔ اور جہاں قتلہ اور دانا و اسلامی سلطنت پر لکھا تھا ایک بڑی کی زبان سے دوستانہ کی حرم کی زندگی کی مانند خیال نہیں کیا جاسکتا۔ اسلام کی پہلی ہی نیشیت مس سبب ابن زبیر کی جونی کہا کرتی تھیں۔ کہ سر نے ہمیں ہمارے حسن کی وجہ سے متاثر کیا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ آدمی دیکھ لے جانے چھان۔ کہیں اس سے جھگڑوں اور مجھ میں کوئی عیب نہیں۔ کا۔ مجھے معذرت دیا جاوے۔

شاید اسلام نے شروع ہی زمانہ میں عورتوں کی واجبات و خلقی کمزوریوں کو تازہ نہ رو دیا ہو۔ مگر وہ کسی طرح ان کو دنیا سے معاملات سے الگ نہیں کرتا۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کافی ہے۔ خیال کرو کہ عورتوں نے حسین کی بدستی کے معاملہ میں کیا حصہ لیا تھا حضرت علیؑ کے خاندان کے واقعات میں عورتیں مدد دیتی۔ موجود ہیں۔ اور معاملات کی دستگیر سے الگ نہیں کی گئیں۔ حضرت حسینؑ نے اپنے خاندان کے حقوق حاصل کرنے کی حسرت بھری لڑائی میں دو سر و لگیر واقعات کے ساتھ جہاد صریحاً متبادل بھی دیکھتے ہیں حسینؑ ام وہیب جو مدعی خلافت کے ایک

پر جوش و دھواں کی بیوی تھی ایک خیمہ سر کی کہوٹی اٹھاڑتی تھی اور اپنے شوہر کے پاس دوڑی جاتی ہے اور یہ کہتی ہے۔ کہ میرے ماں باپ تیرے قربان۔ اب جاؤ اور حضرت محمدؐ کی اولاد کے حق کے لئے لاؤ اسکا بد نصیب شوہر یہ یا ہوتا تھا کہ وہ عورتیں جاتے۔ مگر وہ اسکا پیٹرا کھینچ کر بولی۔ میں اپنے تئیں تم سے الگ نہ کروں گی۔ جب تک میں تمہارے ساتھ رہ نہ جاؤں :

اور جب وہ لڑتا ہوا گواہ اس نے اس بیجان لاش کو یہ مکر شا باشر دی کہ مبارک ہو تم کو کہ تم جنت کے لیے سواری تیں حضرت ابراہیمؑ سماعت (سنت) ابو بکر صدیقؓ کی روشنی پر یہی غور کرو۔ وہ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کو دلائی۔ ہی۔ حبیب وہ جھلج سے جنگ کر رہا تھا۔ لڑائی میں جاتے وقت اس نے اپنے بیٹے کا رو بہ کر بھی مینا گوارا نہ کیا اور لہا کر یہ رو بہ کر ایک ایسے شخص کے لیے باطل نامہ لیا ہے جو اس بات کے لیے لڑ رہا ہو جس کے حق ہونے کا اسکو ظالم بتین ہے :

اسلام کے ترنم زماں میں عورتیں اپنے دلیر شہرہوں کا ندھی جوتیں ٹانگی سے شکل گہریوں میں بی ساتھ دیتی تھیں۔ حبیب ابن مسعودؓ نے مسند میں وفات پائی۔ ان لڑائیوں میں سے ایک لڑائی میں جائے کہ تھابین میں اس نے اپنی ساری عمر گزار دی تھی۔ اس وقت اسکی بیوی نے اس سے سوال کیا کہ تم کہاں جا رہے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ یا تو دشمن کے خیمہ کی طرف یا تو خدا نے چاہا تو بہشت میں اسکی بیوی نے جواب دیا کہ میں دونوں حالتوں میں تم سے بڑھ چڑھ کر رہوں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حبیبؓ پہنچے

دُشمن کے خیمہ کے پاس پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو وہاں پہلے سے موجود پایا۔ ایک خارجی شہزادہ کے قاتل ناخائن الازک کو ایک عورت ہی نے قتل کیا جسے اس نے قاتل شہزادہ کے خوں کا بدلہ لینے کے لیے اس کے ساتھ تہہ لڑنے کی جسارت کی۔

اسلام کی مقدس عورتیں لیکن عیسیٰ بنی عورتیں نہ تھیں نہ عورتیں۔

کے کے قتلوں پر بھی ہم بہت سی عورتوں کو ایسا ہی پائے ہیں جنہوں نے خود کو کئی انسانیت و برائی نوع انسان کی محنت کا ثبوت دیا ہے۔ اس قیدی کی ایک عورت جس کا نام میتہ بنت سید تھا۔ وہ بلی عورت تھی جس سے غرور و سہمہ در میان جنگل ہسپتال ایک مسجد میں قائم کیا گیا۔ جہاں وہ دو بار دو زخمیوں کا علاج و نجات کیا کرتی تھی جیسا کہ ابن سید نے لکھا ہے۔ عورتوں کی جنت میں داخل ہونا ایک ایسی بات ہے جو مردان شریف کے معاملات پہلوں میں شمار آتیں پر ایک نظر کرنی چاہیے جن میں صرف مومنوں کا ہی کر نہیں مومنات کا ہی ہے اور چند بیہوش صالحوں کا، جنہیں بلکہ صالحت کا بھی سہ۔ جیسا کہ اندام مرد اور عورتیں اور نیک مرد اور عورتیں۔ بہت سی آیتیں ہیں جن میں عورتوں کا اس طرح ذکر ہے کہ جس سے انعام دوں کے برابر اور ہوتا ہو کامل طور سے پایا جاتا ہے۔ خاص کر وہ کیو سورہ مناف والامرا اور دیگر صفات۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تو اسلام کی قدیم واقعات میں عورتوں کی بھی

حالت تھی اور نہ خود بانی اسلام کی ایسی تسلیم تھی کہ جس سے انکو درپزیر نہ ہو گا۔ انکو
تقدس کی سیاحت بھی مردوں سے کم سمجھا جائے اور تعظیم ایسے بیسے ہم مختلف
زمانہ کے مسلمانوں کے حالات زیادہ چڑھتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کی تذکروں کی
کتابوں کو عورتوں سے دیکھتے ہیں ویسے دسبے اسلام کی عورتوں کی فخر و شہرت
کے بارہ میں ہمارا خیال بعض مصنفوں کی رائے سے فوراً مخالفت ہو جا تا ہے
شرع اسلام سے ایک ہم وہ عورتوں کا ذکر سنتے آتے ہیں۔ جو عورتیں
کہلاتی ہیں۔ لہٰذا انکو نام پناہ جاتے ہیں۔ اور انکی سوانح بہت تقدس اور
عزت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ خلکو وہ انکی رازت یا عزت سمجھتے ہیں مگر
ابھی کچھ بہت عرصہ جس گذر اسکو اور نیکل میگزینوں نے اسکو دیکھ سکتے تھے
آئینہ کی باشرکت بھینر و گھنٹن کا ذکر کیا تھا۔ اولیاء کے تذکروں کی کتابوں
مستند و کچھ ہی ایسی کتابیں ہیں جن میں ولیہ عورتوں کا ذکر نہ ہو۔ حروف تہجی
کے ہر حصہ کے حد میں ایسی ولیہ عورتوں کا ہی ضرور ذکر رہتا ہے۔ جن کی
عجائبات کا ذکر مردوں کے عجائبات سے ہرگز نہ نکالیں ہو، اولیاء و اہل
میں وہ مردوں کے ساتھ پہلو پہلو بیٹھی نظر آتی ہیں۔ اور بعض محقق غلطی کو
قطب مانتے ہیں۔ جو کہ ولیوں میں بہت ہی بڑا درجہ ہے۔ ولایت میں وہ
اور عورتوں دونوں برابر ہیں۔ اسی عنوان کی ایک کتاب میں جس کے مصنف
شیخ نقی الدین اور ابو بکر عسینی ہیں۔ ایک خاص باب مقدس عورتوں کی سوانح
میں ہے۔ اور ایک مضمون باب ان کے ذکر کا قائم کیا ہے جس کا عنوان
مستقی اور پرہیزگار عورتوں کے حالات جو خدا کے راستہ پر چلیں۔ ہے۔

اس کتاب کا مقصد یہ بیان کر دیا ہے کہ اس کے مصنف نے بیان کیا ہے
 یہ ہے کہ ہر کوئی مطالعہ کرنے والی عورتیں ان کے حالات سے نصیحت حاصل
 کریں۔ اور تقدس اور پرہیزگاری میں انکو مثال مانکر اپنی طرز زندگی بھی ایسی
 بنائیں۔ وہ بار بار اس زمانہ کی عورتوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ کیا تم عورتوں کا
 لئے اس زمانہ کی عورتوں کی پرہیزگاری۔ تم اس سے دینی ساتھ سے کیونکر اس کی
 تقدس کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتا ہے! بالکل خلاف ہو۔ تم دنیا کی خوشی
 میں مہلک ہو ایک نافرمان ترس شدہ ہر چکاشرابی ہے اور دوسرے گناہوں
 میں مبتلا ہے تمہارے ساتھ ہے اگرچہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی بدکاریوں
 اور بیچاریاں خدا کے غضب ہی کو کیوں نہ پہنچ لاویں۔ اور تم خدا ترس
 لوگوں کی صحبت سے گریز کرتی ہو۔ حالانکہ ان کی صحبت ہمیشہ ابد الابد کی
 خوشی اور خدا کی قربانی کا باعث ہوتی ہے۔ یہ بزرگ مصنف آگے چل کر
 ان گنہگاروں پر نصیحت کرتا ہے۔ جبکہ خدا کا قرب حاصل کر دینے والی
 باتوں میں بہت ہی کم خوشی حاصل ہوتی ہے۔ یہ اسلام ہی ہے۔ جو اپنے
 جاذبہ اور عابدانہ ترغیبات کے ساتھ ان زائدہ اور عابہ عورتوں کو
 مبارک باد دیتا ہے۔ اور تعریف کرتا ہے جن کا پاک وجود اسلامی کتب
 کی عزت کو بڑھاتا ہے +

مترجمہ عبدالحامید

عصمت کی گذشتہ جلد میں جنوری ۱۹۰۹ء سے جون ۱۹۱۰ء تک کے ار

بحرے مخلصہ اول، انصوریہ نمبر ۱۲

منشیہ عصمت دہلی سے طلب کیے گئے

ماؤن کے واسطے سنہری اصول

مایشیوں کی ذمہ داری ہر لڑکی کی ماکو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد اپنی بیٹی کو اچھی بیوی بنادینا ہے یہ مقصد خانہ داری کے انتظام سے بھی زیادہ ضروری ہے اور ہر بیٹی کو اچھی طرح یاد کرنا چاہیے کہ جو غلطیاں وہ ماکو خانہ داری میں کرتے دیکھ رہی ہے اس پر خوب غور کرے اور یہ ارادہ کر لے کہ جب میں گھر والی ہوں گی تو یہ غلطیاں میں نہ کروں گی اس کے سپرد چاہے ایک چھوٹے سے پودے ہی کی حفاظت کیوں نہ ہو وہ اسکی ضرورتوں میں غفلت نہ کرے اور یہ جان لے کہ آج اگر وہ اپنی مڑائی کو پورا کر رہی ہے تو کل بہت بڑی بڑی ذمہ داریوں کے پورا کرنے میں بھی وہ زنگھرائے گی۔

بچے کیونکر بگڑتے ہیں ان کے قصور و خیر بل سوان کے ممبروں نے کی روداد کروان سے خود جوڑ بولواں کی ضدیں پوری کرواں ہر وقت پیچھے چلاتے رہو اگر ان سے اتفاقہ کوئی چیز ٹوٹ جائے تو مارواں کے کھیلوں کی طرف مطلق توجہ نہ کرو۔ جب وہ بچہ پوچھیں تو گھر کر دو۔ ان کو گلی کو چوں میں کیلتے دو اور ان کی ضرورتوں کا کبھی خیال نہ کرو ان کے ہستہ من کے برخلاف نہ رہو۔ ان کے کھلوئے فصول سمجھو۔ اور یہ بھول جاؤ کہ کبھی تم بھی بچہ تھے۔

سفر کیا ہے؟

ترقی کا ذریعہ اس سے لہان پڑے پڑے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔
 اپنے آپ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کی بغیر اہل عرب اور اہل یورپ
 ہیں۔ اہل عرب جو سفر کے ذریعہ میں یکتا تھے۔ ان کا یہ تصور ہے کہ اللہ جل جلالہ
 و سفر وسیلہ ترقی و ترقی کا ہے۔ آگاہ اہل یورپ نے بہت سفر کیے اور ان کی
 وجہ سے کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ لیکن اہل عرب نے جس بے سرو سامان
 کے ساتھ سفر کیے وہ قابلِ تعریف ہیں۔ سات مرتبہ جبریت المقدس پر اہل عرب
 اور اہل یورپ سے جنگ ہوئی اور عرب کو فتح وہ زیادہ تر اس لیے کہ ایک
 خاص حد تک اہل عرب سفر اور ماہر کے مصائب برداشت کرنے کے عادی
 تھے۔ وہ نہ کوئی وسیلہ ان کے فتح کا نہ تھا۔ کیونکہ ان کے پاس نہ کافی ہتھیار
 تھے نہ زیادہ آدمی نہ بہت مال اسباب تھے کہ کھانے کی قسم میں سے بھی
 کوئی چیز نہ ہوتی تھی۔ دو دو روز میں ایک ایک خرما دکھور نصیب ہوتا تھا
 جو ان کی روزی نہ تھی۔ جب یہ لوگ سفر کرتے تھے تو ڈیرہ خیمہ وغیرہ ہی نہ ہوتا
 تھا اور باریش آندھی کو یہ اپنے سروں پر روکتے۔ اور اندھیری رات کی
 دھندلے درندہ کی آواز کی وحشت سے بلا پریشانی اور خوف خطر قرآن شریف
 کی آیتیں پڑھتے یہی ان غریب الوطنوں کی ڈھارس اور امید تھی جس سے
 یہ بے نشان پھر خوشی اور نشاط میں آچھلتے کودتے چلے جاتے تھے۔ نہ

دندوں کا غوت نہ خالقوں کا ڈرنہ تاریکی کا خیال نہ پانی کا دھیان۔ سوا سے
ایک قدم اگر نام جو انکار رہتا تھا۔ مخالفت اس بات پر اطمینان رکھتے تھے کہ سفر
کی ادیتیں آسانی بھینٹیں ہماری مددگار ہو کر اونکو شادیں ملیں گی۔ لیکن وہ اولوہ
ساز کب استقلال کو راستہ سے جانے دیتے تھے۔ ان معاصی کا لکھنا کو
برداشت کرتے اپنے پیغمبر کی وصیتیں یاد کرتے اور بڑھے چلے جاتے۔ آخر
اس استقلال اور محنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فتح یاب ہوئے اور بہت نام پایا چنا
جب تک دنیا قائم ہے اور کام بھی مشہور رہے گا۔ اہل یورپ نے یہی بہت
سفر کیے لیکن ان دو اشخاص نے جو قدر سفر کیے ان کے برابر کسی دوسرے
شخص نے سفر نہیں کیا۔ ان دو اشخاص سے میرا مطلب ایک کلیس اور دوسرا
اسکوڈی گاما سے ہے۔ جو مشہور و معروف اولو العزم مسافر یورپ کے تھے
پہلے پہل امریکہ کا پتہ کلیس ہی نے لگایا تھا۔ اور وہ ایک ایسے گہرے
میں پیدا ہوا تھا جو سربر آوردل سے بالکل محروم تھا۔ مگر اس نے سفر کی وجہ سے
اس قدر ترقی حاصل کی کہ اس کا نام اب تک مشہور ہے اور ہمیشہ صفحات تاریخ پر لکھا
جائے گا۔ واسکوڈی گاما نے کل کرہ زمین کا سفر کیا تھا اور ہندوستان پایا
تھا چنانچہ اس کا نام بھی اب تک مشہور اور تاقیا مست صفحات تاریخ کو روشن کرتا
رہے گا۔ اگر سفر کے فوائد کو پیش نظر کر کے یہ کہا جائے کہ عورتوں کو بھی
ایک مذکر سفر کرنا فائدہ مند ثابت ہو گا تو میرے نزدیک یہ ناخوش
ہو گا۔ لیکن جنت افسوس ہندوستان جنت نشان پر کہ جہان کے مروجی سفر کو
تبیخ خیال کریں تو یہ جائیکہ عورتیں جو ہمیشہ محصور رہی جاتی ہیں۔ راتہ راتہ از مراد آباد

ڈھول پر گانا

گجرات کے اکثر مسلمان لوگوں کے ہاں تقریباً ہر ستورا توں میں ڈھول پر گانا کارواج ہے۔ یہاں کی عورتیں تمام رات جاگتی ہیں خوب گانا ہوتا ہے اور ڈھول پٹا جاتا ہے اور اس سے آنا حفظ اٹھاتی ہیں۔ بیان سے باہر ایک عورت ڈھول لیکر بیچ میں بیٹھتی ہے اور گردا گرد اس کے جس کے ہاں تقریب ہوا وہی اور اس کے نزدیک کے رشتہ کی ہو بیٹا بیٹی بنتی ہیں اور اونکا گانا سنتی ہیں بیٹیوں کا ایک نعل طلحہ صدر کے طور پر رونق افروز ہوتا ہے۔ گانے کے جکڑ میں دو تین ہلکی گانیرال ماماؤں وغیرہ کو بھی شہلاتے ہیں پھر جبکو جو غزلیں وغیرہ یاد ہوں خوب زور سے گاتی جاتی ہیں جس میں غلیباں بٹھا رہتی ہیں اور تال سر تو برابر لہی کہاں سے سکس کیونکہ اوکو تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسکو میں غنت ناپسند کرتی ہوں اوریری رائے میں یہ رد ورج اچھا نہیں۔ ہمیں بہت سی برائیاں ہیں اور یہ برائیاں کیا ہیں ؟

جولوگ کرجا اور شہم رکھتے ہیں وہ بھی اپنی ہو بیٹیاں کا گانا پسند نہیں کرتے اور جبروت کا نا شروع ہوتا ہے تمام محلے اور رستہ کے آنے جانے والے لوگ ہو بیٹیوں کی آواز سننے ہیں اور بعض تہمتا لگاتے ہیں یہ بہت بُری بات ہے اور دو چار ہلکی جو گانے والی ماماؤں کو شہلاتے ہیں

انکو زیادہ طور پر لکھی جا سکتا ہے اور غزلیں اور شہادت لکھتی ہیں کہ خدا کو یاد دلاؤ۔ اس سے لوگوں کو نہ پرانا شہرہ ہو کر ان کے ہاں سکھنے کا سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ (سرسنچ علی باغلو)

خاصہ کی تپی کا کام

پہلے شروع ہوتا ہے کہ پہلے کرسے یاد دہنہ میں تونی ٹانگہ لوتونی پر ایکٹ
 ٹکاؤ سوئی سینک کے برابر پراتنی ہی جگر چوڑ کر ایک بند اور لگا جب دو بند
 ٹکاؤ تو جلند ہی نیچک کو تین لڑیں کرو اور ارٹا بل دو دو بنا فواں ہو جائیگی
 پھر اوسے بنا فواں دھاگے کے گول گول لہرنا لودھ اچھ اور ٹیک ہوں جب
 دھاگہ سب ٹنک پکے تو اب تپیاں کتر لو اول گول تپی جو پچیس تم دکتی ہوا اور
 ایک طرف کو اوس نوک نکلتی ہوئی ہے جو دھاگے کی نوک پر جا کے ہے جب یہ
 بن گئی تو پورا دھرا دھرا گول ٹروڑی بناؤ ٹروڑی کی ٹونڈی اوسی دھاگے سے بناؤ
 جو تھاری سوئی میں ہے جب ڈنڈی بنا چکو تو سنی کو توڑنا چاہئے اب یہ تین تپی
 کا پہل بن گیا۔ باقی جو تین تپیاں کیری کی رہیں وہ بعد میں لگاتی جاؤ یہ دیولیں
 ہیں فواں کی ایک ترکیب ہے ایک باریک تپی کی ہے دوسری ذرا سوئی مگر ان کے
 اندر بی ستارہ رکھ دو اگر سادی یا لی ہو تو ستارہ رکھ دو اگر شبنم یا جھل باڑی ہو تو تپی کے
 اوپر تار کی کا دانی بنا دو یعنی ہر تپی پر تار کی فروی بنا دو یہ خاص حسرتز بیگا سکے

قابل کام ہے +



نما داخل یعنی کر ڈی بل

ایک مبارک نکاح

میسرے قصبہ میں ایک مبارک واقعہ ہوا جو اس بات کی صاف دلیل ہے کہ علم کی روشنی نے اپنا پورا پورا اثر انشا اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ انشا اللہ تعالیٰ بہت جلد جمالتِ تعصب اور مرادِ ہم کی تاریکی دور ہو جائے گی۔ ہمارے یہاں مشرفا میں بیوہ کا نکاح کرنا گناہِ کبیرہ اور ایسا گناہِ کبیرہ سمجھا جاتا ہے جو کسی تو بہ اور استغفار سے نہیں معاف ہو سکتا ہے افسوس غریب پرانئیں ایسی ذلیل سمجھی جائیں کہ اون کو لوٹی پر چھتا ہی نہیں حالانکہ ہمارے پیارے رسول کی کوس بی بیوں بیوہ ہی تھیں اور خود خدا! اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ: **بِذَلِكَ نَكُحُ** کر دو۔

آہ وہ بے کس یہ وہ جس کی عمر گننا ستوا سترہ سال کی ہوتی ہے وہ اپنی حسرت آرزو تمنا کو عمر بھر دل میں لیے ہوئے گہر کے ایک کونہ میں پڑی ہے یادو مسرے لفظ جس زندہ درگور ہو جائے اور بزرگ ہیں کہ خوش ہیں + اگر کوئی اللہ کا بندہ ان بزرگوں سے کہے کہ اے مقدس بزرگو! اپنی بہن لڑکی یا کسی اور عزیز بیوہ کی شادی کر دو تو اون کو وہی جواب ملے جو رسول کو کفارِ قریش جواب دیا کرتے تھے کہ اے رسول! ہم اپنے بزرگوں کے خلاف طریقہ کچھ بھی نہ کریں گے بزرگوں کا یہ حال اور نوجوانوں کی کیفیت کہ اوٹیں اصل تعلیم اور حقیقی تربیت مفقود اور تعلیم اسلام تو معلوم ہی سمجھنا چاہیے۔

پھر بچاری بیوہ بنو نکاح کا ٹھکانا بوڑھے شادی کرنا پسند نہ کریں اور جو ان
 بیوہ سے شادی کر لیں وہ بھی نہیں لیکن خدا کا ہزار ہزار شکر کہ ایک عالی نسب
 لایق اور تعلیم یافتہ نوجوان نے اس کا رخصت کے لیے قدم بڑھایا اور ایک
 لایق اور تعلیم یافتہ بیوہ سے شادی کی گو تمام ارباب برادری - اعزاء اور خاص
 نفعین کرتے ہیں اور دونوں کی صورت دیکھنے کے روادار نہیں ہیں لیکن
 ایک سچے مسلمان کے دل سے یہی دعا نکلے گی کہ اللہ تعالیٰ دونوں کو ہمت
 اور کرم اور خدا کرے کہ اور ایسے نوجوان پیدا ہوں جو مراسم کی قید سے
 قوم کو نجات دیں۔ اور خدا ان دونوں میں بیوی میں اخلاص و محبت عطا
 کرے آمین

راقمہ ایک پردہ نشین - نکاحوری

بند و ستانی بیٹیاں

لے ہر دم کی جینوں تھا مارا	ہے ٹوٹا جہان سے تڑالا
ماں ماں کے گہر ملا نہ آرام	ہر دم رہا ہے کام سے کام
قراں میں تم آنیہ کبیش	مرفا میں اپنے بھائیوں پر
گفتی نہ تھیں ایسے بچوں کے	تم دین کو دن اور رات کو رات
تم ڈنڈے سے ہو خوش خوشی ہو رہی	مرد کی خوشی خوشی تمھاری
فرح اسکا ہر ایک کام گویا	خاندان کی ہر دم غلام گویا
مہکتی کھڑی نظر ہیں	اپنی بندیاں کچھ جبر نہیں ہے
انتار کی آج جہان ہر دم	ج ہے کہ خدا کی شان ہو تم

ابراہیم خان

ہوا کا چلنا

نسیم آندھی - طوفان

اگر اندازہ کرنے سے اندازہ ہو کر سکتی ہو کہ ہوا کو کیسے تھک سکون نہیں ہے گزریں میں دوپہر کو جس وقت ہوا بالکل ٹھہری ہوئی محسوس ہوتی ہے اور صبح ہو جاتا ہے۔ اس وقت بھی اگر خیال کر دو تو کبھی کبھی کوئی درخت کی چٹی ہتی نظر آجائے گی یا تو دیکھو گی کہ وہاں کا سرخولہ جو سببھا اور پر کو جاتا ہے یکایک دوسری جانب کو لٹ جاتا ہے ان سبب شادیاں سے ہوا کا چلتا محسوس ہوتا ہے نسیم سحر کے پھٹے ہوئے کون سے ڈرائی آندھی اور پر آشوب طوفان تک یہ سب ہوا کے چلنے سے پیدا ہوتے ہیں اب اس کو سمجھو کہ ہوا کیوں چلتی ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں +

تم اوپر پڑھ آئی ہو کہ سردی سے گرم ہوا اٹکی ہوتی ہے اس اصول کو اچھی طرح یاد رکھو اور اس کی وجہ سے کو سمجھ لو ہوا میں جب گرمی پہنچتی ہے تو اس کے اجزا پھلتے اور الگ الگ ہوتے ہیں جس سے وہ تیل پڑ جاتی ہے اور اس وجہ سے اٹکی ہوتی ہے اس کے خلاف سردی ہوا کے اجزا باہم پیوستہ اور ملے رہتے ہیں جس سے وہ بھاری ہوتی ہے قانون ثقلیت یہ ہے کہ ہلکی چیز اوپر کو جاتی ہے اور بھاری چیز نیچے کو آتی ہے تیل پانی سے ہلکا ہوتا ہے ان دونوں کو ملا دو تو تیل اوپر کو چلا جاتا ہے اور پانی تھین

ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہوا گرم ہوتی ہے تو وہ لمبی ہونے کی وجہ سے اوپر کو
 ٹھہرتی ہے اور سر پر نیچے کو اترتی ہے یا یہ ہوتا ہے کہ ایک مقام کی ہوا گرم
 ہو کر اوپر کو جاتی ہے اور اس پاس کی سرد ہوا خالی جگہ کو مٹو کر لے کے نیچے
 ہر جگہ طے سے سمٹ کر دوڑتی ہے +

اس اصول کو بخیر کر کے دیکھنا چاہی ہو تو اپنے لیمپ کو جلا کر میز پر رکھو اور
 چینی کے اوپر بھٹکی ہوئی روٹی یا کافذ کے نہایت پھوٹے پھوٹے ٹکڑوں
 کو ٹوکے کے سامنے گرائی جاؤ تم دیکھو گی کہ ہر ایک ٹکڑے کو ہوا اوپر کو اڑائے
 جاتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ طے کے جلنے سے چینی کے اندر کی ہوا گرم ہو کر
 اوپر کو چسپڑتی ہے اور ارد گرد کی سرد ہوا چینی کے نیچے جو جگہ ادا رہی ہے
 رہتی ہے اس سے اندر کو جاتی ہے اور جو ہوا گرم ہو کر اوپر چسپڑتی ہے اسکی
 جگہ کو بڑھ کر دیتی ہے اور آخر جس کو تم نے منور دیکھا ہو گا وہ منور کا روشن ہونا
 ہے جو وقتاً فوقتاً میں لکڑی جلائی جاتی ہے تو اس کے اندر کی ہوا گرم
 ہو کر اوپر کو جاتی ہے اور باہر کی سرد ہوا اک چھوٹے سوراخ سے جس کو مٹی
 کہتے ہیں دوڑ کر تنور کے پیٹ میں اترتی ہے اور تنور کے اندر کی ہوا جو گرم
 ہو کر اوپر کو جاتی ہے اس کی جگہ کو بھرتی ہے اور اس طرح تنور کے اندر
 ہوا ایک جگہ سے آتے ہیں جو آگ کو لہرا دیتے ہیں جاڑوں میں حسین وقت کہتا ہے
 کمر میں ہوا تشریف ان روشن کیا جاتا ہے تو تم نے محسوس کیا ہو گا کہ وہ بڑی
 ہوا کرانہ ہو پڑا ہے دیکھتے ہوئے لوگوں کے اندر کی ہوا گرم ہو کر لمبی ہو جاتی
 ہے اندر کی ہوا سرد ہے اور باہر کی سرد ہوا اس کی جگہ پر

مذہبی ہے جسے کربے کے اند تازہ ہوا آتی ہے۔ غرض ان تجربات سے
تم سمجھ سکتی ہو کہ ہوا جب گرم ہوتی ہے تو وہ ہلکی ہو جاتی ہے اس لیے وہ
اوپر اٹھ پڑتی ہے اور سرد ہوا جو باری ہوتی ہے دوڑ کر اس کی جگہ
کو بھر دیتی ہے۔

ہوا کے پلنے کا تاثر جو تم اپنے گہروں میں اک چہرے پیرا لے بیٹھتی
ہو وہ تمام روکنے زمین پر قدرت کے زبردست نظم و عظیم کائنات نے
پر غور میں آتا ہے۔ تم سن چکی ہو کہ کتاب اک بہت بڑا قدرتی آتش دان ہے
جو کالے کوسل آگاس میں شدت حرارت سے جل رہا ہے ہمارے زمین
سورج کی حرارت گرم ہوتی ہے اور اس کے نور سے تاباں اور روشن ہو
سورج کی کرن کردہ ہوائی میں ہو کر زمین پر اتارتی ہے لیکن تم جانتی ہو کہ کائنات
سے ہوا گرم نہیں ہوتی ہے اگرچہ ہوا کا کردہ زمین کے اوپر ہے اور سورج
کی کرن ہوا میں ہو کر آتی ہے لیکن پہلے زمین گرم ہوتی ہے ہوا پر اس کا
کوئی اثر نہیں ہوتا ہے جلتی ہوئی دھوپ میں اگرچہ سے ہنکچے سے آڑ کر لو
تو فوراً خشکی محسوس ہوتی ہے اور پیچھا گرم ہو جاتی ہے اگر کرن سے ہوا گرم
ہوتی تو یہ بات نہیں ہوتی اس لیے کہ چہرے سے ملی ہوئی ہوا چھپلے نمی وہ
اس وقت ہی موجود ہے آڑ کر لینے سے صرف سورج کی کرن رک جاتی ہے جو
چٹکیا کو گرم کر دیتی ہے اس طرح گرمی کے آنے کو جس سے درمیان کی
چیز گرم نہیں ہوتی اشاع حرارت کہتے ہیں جس کا حال پڑھ چکی ہو +
باور دال۔ سورج کی کرن سے پانی اور زمین دونوں کی سطح تپ جاتی ہے

زمین کے گرم ہونے سے اس کے اوپر کی ہوا جو زمین سے ملی ہوئی ہے گرم ہوتی ہے اور اس وجہ سے وہ ہلکی ہو کر اوپر کو چسپرتی ہے گرم ہوا زمین سے جب اُپر جاتی ہے تو ارد گرد کی سرد ہوا خالی جگہ کو مل کر آنے کے لیے دوڑتی ہے اور اس طرح زمین پر ہوا کے جھونکے پیدا ہوتے ہیں جس کو بادِ رواں کہتے ہیں +

نسیم گرمی کے دنوں میں اگر سمندر کے کنارے پر قیام ہو تو صبح کو سویرے ہوا کے نہایت ہلکے جھونکے سمندر سے زمین کی جانب کو آنے ہوئے محسوس ہوں گے اس ہوا کو نسیمِ سحری کہتے ہیں جو نہایت دھیمی دھیمی صبح سے نو بجے دن تک چلتی ہے لیکن جب زیادہ دن چڑھتا ہے اور سورج کی آج تیز ہو جاتی ہے تو بند ہو جاتی ہے پر شام کو سیر کے لیے جاؤ تو لٹھی ہوا محسوس ہوگی اسوقت سرد ہوا کے خوشگوار جھونکے زمین سے سمندر کی جانب کو جاتے ہیں جس کو نسیمِ بری کہتے ہیں اب ان دونوں طرح کی نسیم کے چلنے کی وجہ کو خیال کرو +

تم کو معلوم ہے کہ سورج کی کرن سے کوئی چیز جلد گرم ہوتی اور کوئی چیز لمبی ہے جو دیر میں گرم ہوتی ہے۔ چنانچہ زمین نسبت پانی کے جلد گرم ہوتی ہے اس لیے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو زمین تو گرم ہو جاتی ہے لیکن اسوقت تک سمندر کا پانی سرد رہتا ہے زمین کے گرم ہونے سے اس کے اوپر کی ہوا گرم ہو کر ہلکی ہوتی ہے اور اوپر کو چسپرتی ہے اس لیے پانی جو سرد رہتا ہے اس کی سطح سے ملی ہوئی سرد ہوا خالی جگہ کو بہر کرنے کے لیے سمندر

زہن کی جانب لو آتی ہے اور اس وجہ سے صبح کو سیم بھری چلتی ہے لیکن جب
 زیادہ دن چسپڑا ہوتا ہے اور پانی بھی گرم ہو جاتا ہے تو اس کے اوپر ہی ہو کر گرم
 ہو جاتی ہے جس سے زمین اور پانی کی اندر کی ہواؤں کا مزاج ایک ہو جاتا ہے
 اور اس وجہ سے نسیم بھری بند ہو جاتی ہے یہ جیسا کہ ہم نے کو آتی ہے تو اگل
 اٹھی بات ظہور میں آتی ہے زمین جو جلد گرم ہوتی ہے وہ جلد سرد ہو جاتی ہے
 اور پانی جو دیر میں گرم ہوتا ہے وہ دیر تک گرم رہتا ہے اس لئے پانی سے
 ٹلی جاتی ہو کر گرم ہوتی ہے اور پھر صبح کو کرتی ہے اور زمین کے اوپر ہی سز
 ہوا غالب جگہ کو بھرنے کے لئے سمندر کی جانب کو جاتی ہے اور اس طرح
 شام کو ٹائی نسیم چلتی ہے جس کے سرد خوشگوار ہونے کوں سے روح کو فرحت
 ہوتی ہے *

اس مقام پر تم پوچھ سکتی ہو کہ جب سادوں میں مینہ کی جھڑی بارش ہوتی
 ہے اور سات سات دن تک سورج دکھائی نہیں دیتا اس وقت ہوا کیوں چلتی
 ہے اس سوال کے جواب میں تم کو بالکل ایک نئی بات سیکھنی ہے جو ہوائے
 چلنے کی دوسری وجہ ہے بحر بات گناہت ہے کہ ہوائے بخارات آبی ہلکا
 ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی مقدار ہوائیں جس قدر زیادہ مخلوط ہوتی ہے ہوا
 اتنی زیادہ ہلکی ہو جاتی ہے بخارات آبی کے ٹپنے سے جب ہوا کا وزن کم
 ہو جاتا ہے تو آدنیقاس البرودت کا پارہ گر جاتا ہے اور وہ پانی اور طوفان
 کی خبر دیتا ہے۔ غرض ہوائیں جب بخارات آبی کی مقدار زیادہ ہوتی ہو تو وہ
 ہلکی ہو کر اوپر کو چڑھتی ہے اور گرد و نولوں کی دھند بھاری ہوا اس کی

قائم مقام ہو کر دوڑتی ہے اور اس طرح زمین پر ہوا چلتی ہے جس کو سورج کی تابش اور ہوا کے گرم ہونے سے کوئی ٹھنکن نہیں +

آندھی طوفان | میاں تک تو ہوا کے ہلکے جھوکوں کا بیان کتاب اس کی خوفناک چال اور ڈر ادنیٰ سمورتوں کا ذکر سنو ہوا کے گرم ہونے یا ہوا میں بخارات آبی کی مقدار زیادہ ہو جانے سے جب کسی ملک یا کسی خاص مقام کی ہوا کا وزن یکایک کم ہو جاتا ہے تو وہاں کی ہوائیں ہو کر اچانک اوپر کوبھاگتی ہے اور کس وجہ سے وہ سکرٹلک یا کروڑوں ارج کی سرد ہوا اس کی جگہ سے ملو کر نئے کوہنایت شدی سے خردش کرتی ہوئی دوڑتی ہے بلکی ہوا جس قدر نیچری سے اوپر کوجاتی ہے اسی قدر آنے والی ہوا کا داخلہ زیادہ پیرا شوبہ ہوتا جس سے زمین پر آندھی چلتی ہے اور مولناک طوفان آتے ہیں۔

باد تجارت | زمین کا کروہ تو قہلے اسکول میں دکھیا ہوگا اس کے اوپر نیچے میں جو خط چاروں طرف مشرق عامل ہے اس کو خط استوا کہتے ہیں یہ خط جن ملکوں میں ہو کر گزرتا ہے وہاں شدت کی گرمی پڑتی ہے۔ اور وہاں آفتاب دوپہر کو سپیدھاسریہ ہوتا ہے تھارے ملک میں خط استوا جزیرہ کیلون سے پورے دکھن بحر ہند میں ہو کر گزرتا ہے۔ خط استوا پر سورج کی آنچ تیز پڑتی ہے جس سے بخارات آبی پیدا ہوتے ہیں اور وہاں کی ہوا ہمیشہ مرطوب اور گرم رہتی ہے اب تم سمجھ سکتی ہو جہاں کی ہوا میں بخارا آبی کی مقدار افراط سے مخلوط ہو اور جہاں کی ہوا سورج کی آنچ سے تاؤ کھاتی ہو وہ کس درجہ بلکی ہوگی خلافت اس کے قطب شمالی اور قطب جنوبی کی

ہوا جہاں آفتاب کی شعاع مشکل سے پہنچ سکتی ہے سسٹر ہے اور میں وہ سے
 بھاری ہوتی ہوں اور قند اسنے اکی آرام ہوا اور کچھ پڑھتی ہوں اور تعجب نہ مانی
 اور جنوبی سے سسٹر ہوا کہ ہونٹے بال بال برابر خط استوا کو اتے ہیں جس کی
 وجہ سے وہاں ہمیشہ ایک ہوا علاتی رہتی ہے۔ چونکہ یہ ہوا جو خط استوا پر
 کے چاروں طرف متعادل سے جلتی ہے وہاں میں میں یہی وہی جاتی رہتی ہے نہ
 نفع پہنچتا ہے اس نے پڑنے لگوں سے اس ہوا کا نام بادِ تجارت
 رکھا ہے جو اس وقت تک اسی نام سے مشہور ہے۔
 سسٹر رحمتِ حسن بنی۔ اسے۔

مجھے اس سے پہلے ہی یہ کہنے کی ضرورت ہوئی اور آج چھوڑ دینا
 معزز بھائیوں سے التماس ہے کہ اگر وہ چندہ رقم ہونے پر عصمت کو اپنے حافظ
 سے محسوس کرنا چاہیں تو اس کی سال بھر کی خدمات اور ناچیز کوششوں کا اتنا حق
 دیجیے کہ اگر بطور خود نہیں تو طبعی کارڈ پر جو پی۔ پی۔ سے پہلے بھیجا جاتا ہے
 دفتر کو منع کر دیں اور وی۔ پی کی داپھی سے دفتر کو نقصان نہ پہنچائیں۔
 میں مشکور ہوں ان بہنوں اور بھائیوں کی جو مضامین کی جلی اشاعت کی
 پابندی اور حسن انتظام کی داد دیکر میری حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں کہ اس
 کے عمل سخن وہ قدر دانانِ عصمت ہیں جن کا اسکا برسوں ساتھ ہے اور جو اس کی
 ترقی کی کوششوں سے کبھی غافل نہیں ہیں۔

جائینٹ ایڈیٹر

سیرلوپ

۲۰- جون

اکھنڈ شاعری آگے

سنہ ۱۹۸۷ء

لاڈ براج پلٹن کہ جو ایک وقت میں وزیر ہندوستان تھے انکی لٹریٹی حباب نے ہندوستان کی بہت سی باتیں کیں۔ دوستوں سے ملے ہوئے جان پہچان کرتے ہوئے خوش گپیاں اڑاتے ہوئے سرگزین دہلی کی ہدایت کیونافت جہاں خیمہ لگے ہوئے تھے اس کے قریب قریب چلے کیونکہ انہوں نے کہا تاکہ آپ لوگ اس طرف آئیں بب شاہی گروہ آئے گا تو پہلے نیسوں سے لسا ہوگا بعد میں دوسکریٹس لگے۔ شاہی خیمہ کے نزدیک دوسکریٹ دو خیمے لگے ہوئے تھے جو خاص ریسوں کے لیے تھے آپس ایک نیپال والوں کے واسطے مقرر تھا اور ایک ہم سب دوسکریٹس کے لیے۔ لوگوں کے گروہ سے ہوتے ہوئے شاہی خیمہ کے روبرو گھانٹ پر ہم پونچے یہاں تمام الگ الگ ملطنوں کے سیر کھڑے تھے۔ اور نیپال والے کوچ باری ٹوٹی اچکٹ کے ٹھاکر صاحب دیر رہتے تو اس وقت باقی تہا تو آپس میں ملے جلنے لگے۔ حضور نیپال کے مہاراج سے ملے اور مجھ سے سی تعارف پیدا کروایا۔ ابھی طرح اردو دہلے ہیں۔ میں نے اپنی دستخطی کتاب میں نام لکھنے کی خوش ظاہر کی انہوں نے خوشی سے منظر کیا۔ یہاں دہلی کی گولگو پور ہی تھی شاہی علاقہ داروں سے چونکہ جان پہچان ہو گئی تھی ان سے بھی ملے اسی

تھانہ میں خدا بادشاہ کو سلامت رکھنے کے لئے توفیق فرما کر ان سے ہم سب رُسیوں کو ترقیب
 سے لگے کھڑا کر دیا۔ اور سواری سے لگی نہایت شوق سے سب دیکھتے تھے
 اور شاہی گروہ کی ہمدرد اور محبت میر و لباس حریر غرض چرپیسیر جرحون مکہ
 حیدیاں بولی تھیں جسکو سنا محنت خیز تھا۔ سب سے پہلے سفیروں سے ملے مہرے
 حوالے سے رُسیوں کی کوسٹ، لی، تین، چار پٹے بعد حضور اور نہی یہ تھانہ
 سے ملے بعد نوبت کیطرت ہے جب معمولی حویلیوں سے اور سران معلوم ملے
 سے۔ انکی ملاقات کے بعد یہی اپنی جگہ پر آئے اور اوروں کا ترش دیکھنے لگی
 بہ طبع سے لوٹ دیکھنے کی ہوس میں اپنے تنس سب سے آگے ڈال
 رہے تھے۔ نوٹری دیر بعد یہی مسرتیہ ختم ہو گیا۔ بادشاہ اور ملکہ اپنے
 ہماؤں سے دھستہ نہٹنے سے ادبات حیت کرنے لگے۔ یہاں وہاں ہلتے
 تھے اور خدہ میثانی سے ملتے تھے۔ نامشتے کے بعد انکے خاندان شاہی
 دریاں خیمہ میں بیٹھے اور ہمارے اپنے خیمہ لگائے گئے تھے ان میں
 فاطمی خلافہ کے لوگ ہم کو ملے گئے تمام میر خالص سونے کی چیزوں سے
 مدی ہوئی تھی بڑودہ کی ریاست کا ٹاٹا بڑا یاد آ گیا۔ دودہ وان شکر ذن
 چچے چھپسریاں سب انہیں سوسے کی مقدار ورنی معلوم ہوتی تھیں کہ ہٹا
 مشعل۔ اور چینی بھی اعلیٰ درجہ کی تھی۔ حضور کے سوا تین رئیس اور اس
 اس جس میں مروجہ دہتے اور سکے کا ایک راج تھا۔ جو چینی لباس میں تھا۔
 تاسی کا جمہ اور عجیب لٹوی اور ہٹے تھا۔ محمدیل۔ اعلیٰ میثانی اور عمدہ
 شہ گواہ مسودہ کی تھیں۔

ہم جنکی کا مشربت کافی۔ چار غیسوہ بطلب یہ کہ انواع و اقسام کی نعمتیں جیتیں
کہتے ہیں کہ ہمیشہ ہوشاہ کی دھوق میسنہ پرفیس نعمتیں جیتی رہتی ہیں اور ہم کو
بھی تین وقت کے تجربہ سے ثبوت مل گیا۔ ان تین خیموں کے سوا میٹھا رادہ
میزوں پر لوگوں کے سینے ہرشتہ چنا ہوا تھا اور جہانک مجھے معلوم
ہے سب کھایا۔ ناشتے کے بعد کئی لوگ دیندر سر محل ملاحظہ کرنے کے لیے
گئے جتنی ہوں کہ چند کرے دکھاتے ہیں۔ ناشتے سے فراغت پاکے
ہم پھر اُسے اسوقت زالا ہی رنگ دیکھا۔ دور سے ایک بوڑھی فارسن
بی بی کسی عاری کا ہاتھ تھامے ہوئے آرہی تھیں عطیہ لے بیچا کہ اس
جانا لا ہے وہ ضعیفہ اسی جگہ گئی جہاں سب رئیس بیتر کھڑے تھے۔
ہم دولوں نے بخوبی تمام تماشا دیکھا وہاں کچھ دیر ضعیفہ کھڑی رہیں ان کی
پیرائہ سال پر سرگزین نے رحم کھا کر چوکی دی کہ بیٹھ جائیں۔ (باقی)

مختلف ملکوں کی مزاج پرسی

۱۔ جرمنی آپرلیسی گندلی ہے (فرانس) کسطح بسر کرنی ہو وہ ہسپانیہ، تھامی
عمر و از ہو (میں) تمہارا ہضم درست رہے (مصر) نگہ خوب پسید آیا (افریقہ)
تمہارا سایہ دراز ہو (روس) صبر کرو (عرب) آپر سلاتی ہو (ایران) امن ہو۔
(رومانیا) مضبوط ہو (امان) تند درست رہو (ایران) خوشی مناؤ (ہندوستان)
مزاج مشریت

۱۔ اہمیسہ محمد حیات بادشاہ گھسال

بچوں کی معمولی شکایتوں کا علاج

اگر بچہ کا کان بیٹا ہو تو بازو اور پشکری دو نو برابر ہیں اور باریک پسیر
ایک تہی میں لمبیٹا پس اور تھپ میں ملا کر بچہ کے کان میں رکھیں +
روحن کا ہوا خشکی اس کا تیل اگر بچہ کو نیند نہ آتی ہو تو سر اور کنپٹی پر
من بہت مفید ہے +

سرودی سے اگر سر میں درد ہونے لگے تو تھوڑی سی انیون اور گوند پانی
میں گہکے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر گولی کتر کر لگائیں اور اس کاغذ کو
دلو کٹیوں پر چکالیں +

بچہ کو اگر جھپٹیں ہو جائیں تو جامن کا رب نو لہ پٹریسٹ ایک اکسیر ہے +
بعض بچوں کی آنکھیں پلٹش کے بعد ہی دیکھنے آ جاتی ہیں اگر پیدا ہوتے ہی
اعتیاد کی جائے کہ مانت پانی یا بورک کوستن سے دھو کر ہلکا کاسٹک لوشن
کا ایک چھوٹا سا قطرہ ڈالیں تو بہت اچھا ہو گا۔ کاسٹک نوستن ایک دوا گین
نی انکس والا ہو +

بچوں کو کبھی کبھی بہت آنے لگتی ہیں جو مکمل سے بند ہوتی ہیں
اگر یہ برصغری یا سپٹ کے پوتے سے ہوں تو گرم پانی میں ٹمادین اور سولف
کا عرق ملائیں۔ شہد کا چٹا بھی مفید ہے +

بے جا کفایت شعاری

کفایت شعار اور نجس میں اتنا ہی فرق ہے کہ کفایت شعار بے ضرورت خرچ نہیں کرتا اور نجس ضرورت پر بھی خرچ نہیں کرتا۔ مگر بعض آدمی ایسے ہونے میں کہ ضرورت پر خرچ نہ کریں اور بے ضرورت خرچ کریں۔ ایسے لوگوں کے لیے وہ مثل مشہور ہے کہ استریاں لٹیں اور کونٹوں پر مہسّر۔ ایک تیسری قسم ایسے افراد کی ہے جو اپنی طرف سے تو کفایت شعاری سے کام لیتے ہیں اور اس کفایت شعاری سے ظاہر انور و پیریتا ہوا نظر آتا ہے لیکن ہل مسر حیدر افق نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ دس روپے گوشت پٹا خریدا ہے۔ مگر زیادہ سلاق دینے کے درے کسی معمولی درزی کو وہ کپڑا بیٹنے کیلئے دیدیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو چار روپے کی بچت سے تیس چالیس روپے کے کپڑے کا بھی ستیاناں ہو جاتا ہے۔ کچھ ایسے بعض لیگ دھول کو دھلائی دیتے ہوئے گھبراتے ہیں برا دھول ایک تو کپڑے ایسے لگے دھو کر لاتا ہے کہ ایک دن پہنوا اور بیٹے دوسرے آنکھ دھو تا اس بری طرح سے ہے کہ کپڑے کی جان نکل جاتی ہے سال بھر کا پٹنا پٹرتین بیٹے میں بٹ جاتا ہے۔ اس طرح اور کتنی چیزیں کا حال ہے دیکھنے میں تو بہت اچھی مگر ایک دن کے استعمال میں حیثیت معلوم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے مثل مشہور ہے کہ ستاروں کے ہاں بارہونگارا دے کی بارہ

اب اور غصہ کفایت شکاری یہ ہے کہ جان کو ملکان کیا جائے اور یہ
 بچا جائے۔ مثلاً گھر میں نوکر رکھا جائے۔ یہیں بچت اتنی ہوتی کہ دو تین روپے
 مہینہ ماما کی تنخواہ کا بچا اور ایک آدمی کا کمانا لیکن بیکم صاحبہ کو نقصانات بھی
 اس کا اندازہ نہ کیا۔ ماما کا بچا تو دل و سارا پیسے میں ہاتھوں میں اس
 نیاز اور مرجوں کی خوشبو پیل پیرا ہو گویا دست و دست اور مہینوں دریا نہ سہ
 زبور کا سینا ناس ہوا۔ پیلیاں مل بختے وقت ہاتھوں کی ربڑوں میں راکہ
 کی بے کاری ہوئی۔ پیرا لگ کے آگے بیٹھے سے نکت خراب علو ہوئی
 اور وہیں سے آنکھیں مسلولہ خراب ہوئیں ان سب نقصانات کا مجموعہ
 نہ یہ ہوا کہ پیش از وقت بڑھاپے لے آئے یا ہم ان اثر و رد کو دور
 نموس نہ کریں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ وہ اپنا کام سیکھنے بغیر نہیں سنے
 ایسی کفایت شکاری طاقت ہے تا موت (ناداری) کی بات اور ہے
 غلٹی اور ناداری کیا کچھ نہیں کراتی۔ لیکن بعض متوسط الحال لوگ ایک طرف
 فصول خرچ کرتے ہیں اور اس کی کسر پوری کرنے کو اس قسم کی۔ بے جا کفایت
 شکاری سے اپنے آپ کو نقصان پہناتے ہیں۔ مثلاً ایک بیکم صاحبہ کو کسی
 رسم میں روپیہ پیش کرنا منظور ہے۔ بچے کا حقیقہ کرنا ہے یا جی کا ہینر۔ بنا
 ہے یا لٹکے کی رسم اس کے۔ پس اب اس بے جا اسراف کرنے کے لیے کیا
 کو حیرت (کفایت شکاری) کیا جائیگا۔ (چھا کمانا)۔ (چھا پسنا جم کو
 آرام پہنانا۔ سب مروتوں۔ ایک ذرا سے نام کے لیے۔ ایک ذرا سی خوشی
 کے لیے مہینوں اور برسوں جان کو ملکان کیا جائیگا۔ بعض لوگ اس طرح علو ہیں

کنجوسی کر کے اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہیں یا بعض اوقات ہلاکت میں بھی پہلے
 نیم حکیم لوگوں کی بتائی ہوئی دواؤں پر گزر رہو گا پھر اسے حکیم کا علاج کیا جائیگا
 بغیر کسی نہ لیں اور دوائیں بھی سستی ہوں۔ میر جب مہربان ہی حالت خواب ہو گئی تو دیکھو
 تکسینچا جائیگا ایسی صورتوں میں اکثر جان غلط ہلاک ہوتی ہے اور کوئٹہ علیٰ ہوا ہوتی ہے۔
 خوش رہنا اور آرام سے رہنا طوالت عمر اور صحت کے لیے نہایت ضروری امور ہیں
 تیارم شن کی بھی یہی صورت ہے بحالیف جسمانی اور روحانی کا شرفور، چہرے پر پڑنا اور
 اور انکا نتیجہ جھڑپاں میں جوڑنا چاہیے کی تپس میں۔ تو جو شخص ان سے بچنا چاہے
 اسے چاہیے کہ جسم اور روح کے آرام کے آگے رویہ کی پروا نہ کرے۔ ہر وقت صحت
 رہنا اور آرام سے رہنا اس سے بہتر ہے کہ بیا و شادی دے دن تو خوب قیمتی
 لباس زیادہ سے آراستہ ہو جائیں اور گھر کو بھی خوب سجایا جائے لیکن روز فقیروں سے
 بھی بدتر حالت میں ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمیشہ ایک ہی قسم کا اپنی حیثیت
 لباس کیوں نہ پہنا جایا کرے یا اگر کچھ تفریق ضروری ہے تو تھوڑی سی ہوتی
 چاہیے نہ کہ ایسی کہ روز تو کانوں میں ڈونڈا بالیاں گلے میں ایک توڑا اور اتنی
 کرٹے ہیں اور معمولی ٹل کا بیل لگا ہوا یا ٹپے کا دپٹہ ہے اور شادی کے موقعہ
 پر گنے سے لپی ہوئی ہیں دپٹہ بھی گولے پٹے سے لسا ہوا ہے اور بالکل نمائشی
 گڑیا بنی ہوئی ہیں ایسا ہی ہے تو روز سے ذرا زیادہ قیمتی لباس اور زیادہ استعمال
 کرنے جانیں میرا مطلب اس مسئلے سے ہے کہ روزمرہ کی رہائشی زندگی اور خاص اہم
 زندگی میں ایسا بہن فرق نہونا چاہیے جو ایسا کرتے ہیں وہ بھی کفایت شعاری کر کے
 نقصان اٹھاتے ہیں۔

مشتاق احمد زہدی۔ پردیس

بہتان

وَالَّذِينَ يُؤَدُّونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَعْضُهُمْ أَلْتَبْصِرُ فَقَدْ اخْتَلَوْا بِهِمْ تِلْكَ الْأُمَّةَ

اور جو لوگ مسلمان مردوں اور عورتوں پر غیبی کسی کام کے کیے تہمت لگاتے

ہیں تو انھیں یا یہاں نے بوجہ جھوٹ اور ظاہر گناہ کا۔

جہل مجہمت اکثر بیس کسی پریشان لگنے میں بالکل نہیں ڈرتیں اور بیگناہ

پر اپنے دل سے طوفان جھڑک کر بھڑکتی ہیں اس آیت میں جناب باری تعالیٰ ہی کی

ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ جھوٹ اور گناہ کا بوجہ اٹھا رہے ہیں یہ بوجہ تھوڑا

نہ بچہ بارگراں نہیں معلوم ہوتا مگر جس وزدانہ اور پاؤں آئینہ اور کان اور زبان

اپنے اپنے کاموں کی گواہیاں اس کے حضور میں دیں گے اس وقت اس بوجہ

کی ایک سخت عذاب کا مزہ چکنا چڑے گا خدا سب بندوں کو اس گناہ سے بچائے

ہمارے حضور اکرم نے ہزاروں دُود اور سلام انہر اسی واسطے زبان کی

سخت احتیاط فرمائی ہے۔ عبداللہ بن سفیان اس نے اپنے اسرار وایت کر رہے

ہیں کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں کس چیز سے

بچوں آپ نے دست مبارک سے وہاں کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے بچو

کس قدر افسوس اور حد مرہ کی بات ہے کہ رسالتِ مصلحہ تو اسکی آئنی تاکید فرمائیں

اور ہم اس کے استعمال میں مطلق انجام پر لفظ نہ ڈالیں اور جبیر دل چاہے

بتان کر کر دیں وہ بیگناہ تو اس وقت سن ہی لیا مگر جس روز مالک حقیقی تفت

عدالت پر ہو گا وہ اس بتان کا فیصلہ کرے گا اور وہ زبردست عذاب بھیگتا

چمکے گا جبکہ دشت کے دیول اور بیوں تک کے چہرے زرہ ہو گئے حضرت عبداللہ
 ابن مسعود فرماتے ہیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارا پروردگار ہے کہ زبان سے
 زیادہ کوئی چیز قید میں رہنے کی محتاج نہیں تاکہ عباد وہ بن صامت کی رویت سے
 کہتے ہیں کہ حضرت مسلم نے حدیث اس سے فرمایا کہ اگرچہ باتیں زبان لڑنو نہ کی
 خوشنودی یقینی ہے ایک یہ کہ جب کچھ کہو وہ ہوا نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو وعدہ
 کر دو وہ پورا کرو تیسرے یہ کہ امانت میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ آنکھ سے
 برا کام نہ ہو پانچویں یہ کہ کسی کو ایذا نہ دو جیسا کہ ہر عضو کی حفاظت کرو
 سنوں سرور کائنات کے اس ارشاد پر غور کرو اور زبان کو وہ چیز سمجھو جو خدا کی رضا مندی
 کا باعث ہوگی اگر آج اس بات کا عہد کر لو کہ بینک دم میں تمہارے انشاء اللہ
 سے کوئی لفظ جھوٹ نہ نکلیگا تو حقیقی مالک کی کبھی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہو
 دنیا چند روزہ اور زندگی اُپاٹا رہے یہ وقت گزر جائیگا اور یہ تمام عزیز جو آج کے
 چور سے دعوے کر رہے ہیں اپنے اپنے دھند و پیش چڑھائیں گے جو کچھ کہ اسکو
 خود ہی نکلنا پڑے گا اگر ہر وقت موت کو سامنے اور یوم الحساب کو آیا سمجھو تو زبان
 سے کوئی لفظ غلط نہ نکلے گا۔

کتنے بڑے دھندہ کا وقت ہے کہ جب ہم چار میں ایک ملے ہو کر بیٹھیں
 اسی دھن میں وقت گزر جائے کہ اگلی ایسی ہے اور دھن کی ایسی کیا یہ زبان کی
 واسطے عہد ہونی چاہیے اسکا یہ کام نہ تھا کہ یہ خدا کے بند و مکرورام پہنچائی کیا
 غلط استعمال روز دہرہ کیا بیگا ؟

خدا اس گناہ اور جہت کے بوجہ سے سب سے بڑا مہموظ ہے جسکی بابت جناب

فرمایا ہے کلام میرا ارشاد فرما رہے ہیں۔

تنہا دکھ

کو بھونکی تربیت عصمت میں ہتھکانی مضمحل کھیلنے میں کہ ایک ایک صوفی ہر محنت
 لڑنے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں اور عصمت کی پڑ ہے والی سبب ان پیر علی میں تو بہت طبع و طبع
 آجائے کہ اکی گودوں سے لال نکلیں جن کی روشنی اگر تمام دنیا کو نہیں تو ہر مستان کو بھونکے
 نے بسک آج جو تصویریں پیش کجائی میں ہیں انہیں سبب کا نقشہ کر دی گئی کہ بھونکی تربیت ہی
 قوم کی ترقی کا پہلا لازمہ ہے کوئی قوم خواہ وہ کسی ہی طاقتور اور کسی ہی بڑا مددگار کیوں نہ ہو
 جس کی زندگی زندہ قوم کو مسدود نہ کیے قابل نہ ہوگی جیسے کہ اکی بھونکی تربیت کی پوری نگرانی نہ
 کریں وہ تصویریں جس کی طرز معاشرت کا ایسا دل کو نہ ہیں بنا ہر طائفہ کو تو تسخیر کر رہی ہے ان تصویر
 مطالعہ و دیکھیں کو بھونکی دنیا کو اس تمام ترقی اور تہذیب کا سہرہ کے بھول بھلاؤ کو مٹھ کر رہے ہیں بھونکے
 ماؤں کا مذہک نہ ہو جو باتوں ہی باتوں میں آئندہ زندگی کی تمام مشکلات اور ضرورتیں آج
 سائنس حل کر رہی ہیں بھونکی ہی ہے انکا شجرا بر سر جو دنیا کے تمام سہنوں سے ان کو خیر کر رہا ہو
 جو خوبیاں ہر گوجانی اور ٹھہرا پلے میں بھی شکل سے نصیب ہوتی ہیں وہ لوگ ان کے واضح
 میں کچھ ہی چپکے مفل کر رہا ہے +

گزریاں ہماراں بھی کھیلی عالی ہیں اور تعجب نہ ہو کہ کھیل پاکستان نے ہم ہی سے کیا
 باخود اچھا کر لیا ان کی بات یہ کہ جو قصہ اصلی تھا وہ حاصل کیا اور کھیل کو بھونکے کمال پر پہنچا
 وہ ایک ہماراں کی گزریاں ہوتی ہیں بے شک صورت بدوشت پڑے دے تاکے کی انھیں
 اور لال ٹوہے کے ہونے بہت کسی زور کے مختلف کیا تو مذکورہ کا لایک لگا دیا۔ آیت
 انکسار کی گزریاں سے میں پڑی ہوتی ہو مزید کہ گزریاں گزریاں ہی معلوم ہو رہی ہیں وہی کا بھونکے

نہیں مگر چہرے پر بیماری کے آثار کب جس قدر ہیں اور لباس میں ہی وہ تمام احتیاط موجود ہے
جو بیمار پر کے واسطے ضروری ہو لڑکی نے جو بیمار بچہ کی ماہی بیماری سے پریشان ہو کر ڈاکٹر کو بلا
ہے۔ ڈاکٹر صاحب آ گئے ہیں۔ ڈاکٹر بھی کچھ سے زیادہ عمر کا نہیں ہے مگر اتنے ہی ڈپٹی آٹا
کر سلا کیا اور عجب کی کیفیت پوچھی +

ہمارا تو شاید نسیم کا کھیل نہایت محسوس سمجھا جاوے کہ بھلے گھر میں بچے بیڑیا کھیل رہے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ ڈاکٹر کے آئینے ضرورت ہو سکتے ہیں تو کوئی ڈاکٹر اور اس معمولی کھیل میں یہ کچھ حاصل کر لیں گے جو انکی آئینہ و عمر میں سب سے بڑا مددگار ہو گا اس ماننے ذہن میں آج ہی کی شہجہ یا لگا کہ بچہ کی بیماری میں مطلق سے زیادہ تیمارداری کی ضرورت ہو وہ آج ہی ان تمام قرآن کو ادا کر لیں جو بھی اسکو سچ مچ کی مانند ڈاکٹر کیلئے ادا کرنے میں دلکا کر ڈاکٹر اور انہو جان اور نہ کھیل سکوتا تھا بھی سے بنا دیگا کہ کسی غیر گھر میں بچے آدیں ملے ملاقات میں کیا کیا باتیں ملحوظ رکھنی پڑتی ہیں +

کیا یہ ننھا سا ڈاکٹر اور جھوٹی سی واقعی ڈاکٹر اور سرسبز مچ کی مانیس معلوم ہوتے لڑکی کے چہرہ پر غور سے دیکھئے ڈاکٹر صاحب کی شریفانہ آوری کا شکریہ ادا نہ کر سکتا تھا تو اس سے دو نو باتیں چہرہ کا ظاہر ہو رہی ہیں۔ یہ اس وقت کی تصویر ہے جو زندگی بھر کبھی نہ کبھی ضرور اٹائے گا اور آج یہ گویا کاغذیں اس چہرے کی سیاہی ماکو اس وقت کے لیے تیار کر رہا ہے پہلا دن ہو چکا ڈاکٹر صاحب دیکھ کر چہرے کے دو سکڑن بھی آؤ اب دوسری تصویر دیکھئے قمر ماہیٹر لگا کر حسرت اچھل اور مایہ شکنہ حرارت نہ راہ ہو سخت پریشان ہو گئی مگر ڈاکٹر صاحب کیا کیا کہتے ہیں
اعتنا کر لوگ تو مرض دور ہو جائیگا۔ بعض کی اعتقاد کا سبق اس ماکو ایسی لڑکی کو بھی ہو گیا
ابھی چار روز باقی ہیں صلیبہ کہ ناظرہ جیجی سے اس کو دو عورتوں میں ختم ہو گا تو کچھ دیکھئے

مداد

خدا جس نے ان رسول اور بانیوں کو جو عصمت اور پارسا تر و توفیق فرمایا وہی وہی ذکر ہے جس نے
 ہرگز کوئی فریب دہیوں، خلیوں اور دیگر عصمت میں ان پر نہیں اٹھوں کیا دیوں یا پھر ان
 قضاوت کے واسطے ایسا جس قدر کہ ہو لیا جائے کہ در ذاک مذکور کے کان میں نہیں پہنچ سکتی اور چرخی
 شان برج کبریٰ میں اور عصمت میں ہی میں چنانچہ کھل کر عید خوشی ہوئی کہ خان مبارک محلہ
 نہ مصفا کی نائیدیں ان کے خدا کی دیاں ہو کر دیکھ کر سوت افسوس ہوا کہ میں یہ گلیں جس کی تعلقہ کی نذر
 عصمت کیا رہے ہوئے آج سات نو بہرنگ سی نصیب یہ وہ کا قریب نہ از دہائی ہمارا خیال تھا کہ تو
 میں ہرگز بظاہر عصمت اور حسن و حسن بن کی حالت اس کے رٹاں ٹھنک نہ دینی پڑے مگر افسوس ہے
 کہ آج یہ ہو گیا کہ ان کے یوں ان نصیب خیرات کی سچی سخن ہے اور اس کے قریب میں
 مدینا ایک ایسی قانون کو جو بنکر لگا گئی ایک بڑے عذاب سے بجات بنایا ہے ہمارے لئے
 اس وقت سی سلاوں کے وہ کا نام سے موجود ہیں جب ہمارے بن کا گروہ مدینہ سورہ میں
 آیا جہاں صرف ایک کنواں لکب یہودی کی ملکیت تلواریانی بہت گراں بیچتا تھا اور سلاؤں کو بانی کی
 ملکیت ہوئی تو سرور کائنات صلعم نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا مسلمان ہے جو میرے واسطے سلاؤں
 کو دے اور اسے خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی کہے جئے اور عرض کیا میں اس خدمت کو
 انجام دیتا ہوں +

چونکہ یہاں اس میں مذکور ہے کہ ہم کو دلی سکرہ اور مہر و حق قانون کی دلی عاواں
 کے تحت میں ملائی ہمدردی قبول کرے اور ان کو خوار و خیز کرے اس پر یہ بیچنے کے جگہ کافی نہیں
 ہے مداد کا جندہ آئندہ پرچہ میں درج کر کے ہم اس خاص التجا پر افسوس ہے کہ
 عصمت کا کوئی صفحہ نہیں دیکھتے۔

ایڈیٹر

گدا کی صدا

جو کوئی ابھی کہے دنیا میں وہ ابھی سننے اور جو کوئی کہے وہ آپ بھی کھوٹی سننے
جو یہاں گالی سے بابا وہ یہاں گالی سننے کو سننے دے جو کوئی وہ کو سننے جو یہی سننے

بدن بوسے زیر گردوں گر کوئی میری سننے

ہے یہ گیند کی صدا جیسی کہے ویسی سننے

دو سکر کو جو بھلا کہتا ہی وہ ہے خود بھلا جو بڑا کہتا ہے وہ ہے سو بڑا کا رک بڑا
بول بٹھے بول شہد و قند و مہری سے سوا کر کل تو ذوق کے اس شعر بیا با سدا

بدن بوسے زیر گردوں گر کوئی میری سننے

ہے یہ گیند کی صدا جیسی کہے ویسی سننے

دو سکر کو جو گیند سے بچے وہ خود کو کہیں اور جو حسرت کرے اور دیندہ خود نہیں
بدن بانی ہی میری شکر کرے اسکو و تبس سچ کہا ہے ذوق نے یہ شعر بیا با کر تبس

بدن بوسے زیر گردوں گر کوئی میری سننے

ہے یہ گیند کی صدا جیسی کہے ویسی سننے

مگر سے دنیا کے اپنے آپ کو آزاد کہہ کہنید دل کی خدا کے ذکر سے آباد کہہ
پے بس میں کہہ زبان کو اور بیا کو تاد کہہ بھیت خور سے شمس اور بابا یا د کہہ

بدن بوسے زیر گردوں گر کوئی میری سننے

ہے یہ گیند کی صدا جیسی کہے ویسی سننے

جان اپنی تو خدا کی راہ میں بابا چھڑک آئے گرسالی ترے دہر تو اسکو مت بھڑک
اس طرح نہت بول اس کی جیسے بجلی کی کو تک جالے کیا امن سے بھلائے گدا کی میدھر ک

بدن بوسے زیر گردوں گر کوئی میری سننے

ہے یہ گیند کی صدا جیسی کہے ویسی سننے

دو سکر کو جسے ہمیشہ نرم دشت میں آفتاب کو رکھنے نظر نیچے ٹرول سے بدست کر دو بدو
دو سکر کو جسے ہمیشہ نرم دشت میں آفتاب کو رکھنے نظر نیچے ٹرول سے بدست کر دو بدو

بدنہ ہونے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
 ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سنے
 نے فقیر و نکو خدا کی راہ میں تو بال و زر جان تک بابا خدا کی راہ میں قرآن کر
 بد زبان سے جان تک ہر کہے پر ہیز کر بدنہ والی سے پہنچ جاتا ہے انسان کو فخر
 بدنہ ہونے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
 ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سنے
 نصیحت و نصیحت کی اسے نیکیاں کر فقیروں سے ہمیشہ نرمی و ہمت سمیٹ
 معذرت کا لہجہ رہا ہے بات کوئی زہین تن خدا باکر ہے آفات سے آسیں نجات
 بدنہ ہونے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
 ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے دیسی سنے

مرجھائی ہوئی کلیان

لاہل کیلاں ہیں جوتہ پولیس۔ شاخوں پہ بار میں نہ ہولیس۔
 ایدہ نہ بیا ہیں بڑھیں وہ بردان مگر نہ جڑھ سکے وہ
 کیا خوش تھیں ہرے بھر جوتہ ہیں بھولی جاتی تیں پسہ ہن میں
 امان بڑے تھے گو تھا جوتہ ہیں فطرت کی نگاہ میں تیس پتی
 شہنم سے تیں دوزنہ کو دم جوتہ خوش خوش جھولتی تھیں ہم
 گہوارہ میں برگ گل کے ہر دم بڑھ بڑھ کے بلانیں نیکی لیتی
 جب اوجھاتی لوری دیتی گلشن کو تیاہ کر گئیں وہ
 آنا کچھ کر کے مگر گئیں وہ بچپن میں قفنا سے ناتا جوڑا
 اس سوئے زندگی کو توڑا کیا جلد بڑے ہیں لائے جاں کے
 کو دی میں بھلیں پولیس ہاں کے گلشن کی ہوا نہ رس آن
 گلگشت جن نہ ان کو بھائی قدرت سے جھڑ سکے۔ افسوس
 تقدیر سے نہ سکے نہ افسوس اٹھیں تو بیہ نامراد اٹھیں۔

بزمِ عصمت

آخر حجِ عصمت پر شکر نوش ہو گئے کہ ۲۰ اکتوبر بروز جمعرات کو میرے عزیز دوست شیخ محمد اکرم کے ہاں فرزندِ تاملہ ہمارا اور احمد اکرام نام فرزند کیا گیا۔ خدا مولود کو عظمیٰ عطا کرے اور ابا کے سایہِ عاطفت میں نونال لوبھلا پھولنا نصیب ہو۔ راشد الخیری

یاد رکھو اس اعلان کے بغیر ہر تہذیب ہماری بابت کچھ ہی سمجھتے ہیں۔ اس تک ممکن ہے کہ اس متعلق کوئی کہیں گے اس میں جو کہ ایک ہمارا پس منظر کا سلسلہ بعد میں آتا ہے۔ اپنے ہم عصر کے مشکوہ ہیں کہ وہ اکثر بیکوہ اور کرتاہے اور ناظرِ حجِ عصمت کا باب رخصت کرتے ہیں کہ وہ بلا کر ہم ان خصوصیات کی طرف توجہ کر کے عصمت کو بدنام نہ کریں اور ایک سطر یہ ہیں ایسی ہی طرح ہونے چکے ہیں۔

دعج ہونا اور نونا دو ٹوکسان ہیں ہم اپنی مختصر مہین سیدہ جلال نگار صاحبہ کو چلی اس بخیر کے تزیینت۔ کواری عجیبوں کے واسطے ایک ہفتہ دارا خانہ جاری کیا جائے مختصر مہین البتہ سلطان بن صاحبہ کے ٹوکوں کو کیوں کہ اجازت کے عنوان سے تہذیب میں ہمیں کھانسیں دلاتے ہیں کہ اگر البتہ سلطان بن صاحبہ ان چند مسئلوں میں سے جس جس کے فوجی دور کا احساس ہو جو دیوانی رائے کا عالم تسلیم نہیں کرتے اور ہمدردی ہی ہوتی ہے اس سے مجبوراً آپ کا مضمون نظر انداز کرتے ہیں مگر بن رہی سلطان بن صاحبہ سے آنا ضرور عرض کریں گے کہ قوم میں کہری کہوٹی چیز کے پرکھ کا مادہ موجود ہے۔

سرسناتاق احمد صاحبہ زاہری کے انعامی اعلان کیواسطے جو کچھ مٹی مہر ہوئی تھی آپریم کو مسدود کیا گیا جس فیضی کو بیگم صاحبہ بنزرا محمد اشرف صاحبہ بل۔ اسے ناظم مضامین ملاحظہ فرمائیں گے۔

بیچ یہ دیکھ کر تعجب ہے کہ انعامی مضامین میں مرد کو بھی مضمون لکھنے کی اجازت دیدی گئی۔ جن صاحبہ آپ خود غور فرمائیے کہ یہ مضمون خاص عورتوں کے لئے ہے جب مرد اس مضمون کو لکھیں تو عورتیں کیا انعام کر سکتی ہیں اگر یہ قرار پایا ہے کہ مرد ہی لکھیں تو انعام دودھتے جائیں ایک مرد کے لئے ایک عورتوں کے لئے۔

مختار نواب مولوی بشیر الدین احمد صاحبہ بنی ناظم ہیں صاحبہ کی لئے ہدایت درست اور صحیح ہے۔ بن صاحبہ مضمون میں کہ انعام صرف عورتوں کے لئے ہے۔ رنگ آم جلا ہوئے اور منہ کے بہتے اور گلیں م ور کرنے کا ایک نسخہ لکھتی ہیں یہی ہر مرد کا

میں تین ٹنوں کی سفیدیاں ملا کر چھانوں میں کہانیں اکوڑتے کے چھلکے بھی مل سکتے ہیں۔
اس میں آدھ پاؤں کھنڈیوں چیزوں کو یا ایک سے ایک کر بیس بنالیں اور منہ پر ملا کریں۔

دستر لوبا کوئی بشیر الدین احمد صاحب حبیبی نام
سپتیمبر قریب کا خلاصہ شائع کیا شکریہ ادا کرنی ہوں ادب کا گذر شس ہے کہ ملدی
فٹ کے احرا کے خلاف جو کہ میں نے لکھا تھا اپنی اس رائے کو وہ پس لیتی ہوں کاش
امداد کا طریقہ جو آپ نے پیش نظر ہے پہلے سے شائع ہوتا تو مجھے ہرگز اختلاف کی
متوہ نہ تھی۔ این۔ ایچ۔ مجری آباد۔ قانہ پور۔

جو نہیں سیکر اس مسئلہ کا جواب دیں اگلوں خیر یہ قریب اندازی ایک جلد یا دتر زادہ
جسکو میرتب والدے انگریزی سے ترجمہ کیا ہے کبھی ایک روپیہ ارسال کر دیں گی۔
دوسرا روزے کھانے گفت با حیلے کھانک

اسلام اسے صد کھانک گفت ما از صد کم ایم
ما نوتل ما و نصف ما و نصف نصف ما
گر تو آن در میان ما کہ تا ما صد شویم

بتلائے کوسا عدد ہے۔ ایس جے بیگم
میں سے کھانک بال چند روز سے جڑوں سے اکھڑے جا رہے ہیں اگر کوئی بہن
خوبصورت ہونیکا نسخہ جانتی ہوں تو بذریعہ عصمت مطلع فرما کر ممنون کریں۔ (انور آرا)
کوئی بہن میرانی فرما کر کھانک بیکانکی ترکیب سے مطلع کریں۔

و۔ ن۔ نبت مولوی محمد تقی صاحب دہلوی
جامعہ بنیں ہاتھ بائیں ہٹ جاتے ہیں نکا جرب علاج کوئی بہن بلیعہ عصمت تحریر فرمائیں
تو احسان ہوگا۔ ایم۔ این۔

بہنوں کا یہ امر کہ ایک اخبار ہفتہ وار آب و گیہوں کے واسطے ضرور نکالیں
قابل شکریہ ہے اور اسکے متعلق آئندہ بچہ میں مفصل بحث ہوگی
(جائینٹ ایڈیٹر)

بہن مریم بیگم صاحبہ کے پیل پر چونکہ ناظرین عصمت کافی توجہ نہیں کی اس لیے میری
مدد سے بیٹھنی بہنوں سے درخواست کی جاسے کہ ۳۰ جنوری تک کم از کم ہر بہن ہر

عصمت ماہ کے محمد یاسین علی کا جواب

نمبر خریداری

نام اور پتہ

حل یا جواب

تاریخ روٹنگی